

گوہرا قبائل

1. 4 - 4 - 4 - 4 - 4

## حصہ اول



710-911  
J 195  
20120

۵۱۳۲ مرتبه در آن قیصران طایف حضرت نواب سلطان جهانگیر محمد تاج بندگی می رسد آن

بھی ہی تھی یہی فرزند اسے جو پل کا مہمٹ بھرنے والا تھا

جس میں

سال اول صدفی شمس و سابقین

شہر و ملک کے حالات و انتظامات و جہن لو ایک دیر پا چہ کر نہ بیستہ ہر کے مسئلہ

حق القہال نبوہال سے ملا دیا ہے



مطبع سلاطین اہل بیت علیہم السلام مطبع روضہ طبع

منصور حیدر راجہ

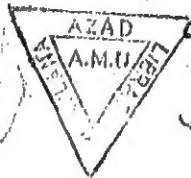
يَا مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْتَعِ الْمَلِكُ مِنْ تَشَاءُ

# گوہراقبال

66

۱۰۸۹ اخبار - ۶ - ۱۰۸

(حصہ اول)



۹۳۱۰۹۵  
۳۹۳  
۲۵۳۳  
۵۹۳۲

مفتی قدردان فیض سران علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم حصہ تاج ہند جی ہی، ایس آئی

بجی اسی آئی، اسی فرمانروا سے بھوپال ادا مہالہ بالغرو الاقبال

جس میں

سال اول صدر نشینی ۱۰ سالہ مطابق ۱۹۰۱ء سے سال ہفتم صدر نشینی ۱۰ سالہ مطابق

۱۹۰۷ء تک کے حالات و واقعات درج ہیں اور ایک دیباچہ کو ذریعہ سے اسکا سلسلہ



تاج الاقبال بھوپال سے ملا دیا ہے

مطبع سلطان باہتہ محمد اللہ محمد مطبع مرقطین

۶۱۹۱۳

M.A. LIBRARY, A.M.U.



US934

## دیباچہ

سنٹرل انڈیا میں بھوپال کی حکومت اٹھارویں صدی کے آغاز میں جسکو آج تک ۲۰۳ سال کا عرصہ ہوتا ہے ایک افغانی سردار نے جسکے دست و بازو کی قوت میں تالیہ آبی شامل تھی ایسی حالت میں جب کہ سلطنت مغلیہ کے زوال سے ہندوستان میں بے اطمینانی و بد امنی پھیلی ہوئی تھی اور سرزمین پر جسکی تمدنی عظمت کو فنا ہوئے صدیان گذر چکی تھیں اور جسکے چاروں طرف رہشہ اور پٹنہ جیسی جنگجو اور غارت گرد قوموں کا تسلط تھا قائم کی اور پھر بانی ریاست کی ۵ نسلوں کو متواتر ۱۰۸ سال تک اپنے ہمسایہ اقوام کے مقابلہ میں حملہ و مدافعت میں بسر کرنا پڑا اس کے بعد اگرچہ آئرلینڈ، اٹلی، یونان، کینیڈا کے ساتھ معاہدات کرنے اور اس کی حمایت میں آجانے سے بیرونی دشمنوں اور حملہ آوروں کے تغیرات سے نجات مل گئی مگر خانہ جنگی کی مشکلات پیش رہیں، حتیٰ کہ شہداء میں لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل کے اوس فیصلہ نے جس سے کہ نواب سکندر یگم خاندیشین کے ہاتھوں میں عمان حکومت پہنچی بھوپال کی ان تمام شکلوں اور صییتوں کا خاتمہ کر دیا اور اس طرح اب ۱۳۷ سال کی جنگ و جدل کی تاریخ ختم ہو کر ایک پر امن تاریخ کا آغاز ہوا۔

اس مختصر تمہید کے مطالعہ سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ جس ملک کی تاریخ میں بجز نباؤں و لاناؤں محاربانہ واقعات کے اور کچھ نہ ہو اور جہاں کبھی پانچ سال بھی امن و اطمینان کے نہ گذرے ہوں اور جس کے فرمان رواؤں کو کبھی میدان جنگ سے کسی دوسری طرف توجہ نہ عطف کرنے کا موقع نہ ملا ہو

وہاں اقتصادی اور تمدنی خوبیوں کا وجود کما شک ہو سکتا ہے۔

درہل بہوپال میں نظام حکومت قائم ہونے اور تمدن و تہذیب کی بنیاد پڑنے کا بہت دیر کا زمانہ ہے۔ ۱۴۵۰ء سے شروع ہوتا ہے جسکو صرف ۶۵ سال گزرے ہیں اور اس عرصہ میں بھی چند اصلاحی واقعات ظہور پذیر ہوئے جنہوں نے ریاست کی اصلاحی حالت کو کئی سال پیچھے ہٹا دیا۔

اس میں شک نہیں کہ نواب سکندر بیگم نشین اور نواب شاہجہان بیگم حیدر خان نے اپنے اپنے دور حکمرانی میں، بیدار مغزی و محنت اور محنت و جوش کے ساتھ ریاست کو تمدن بنانے اور ہر قسم کی ترقی سے بہرہ مند کرنے کی کوشش کی، اور بلاشبہ وہ بڑی حد تک کامیاب ہوئے اور ہمیشہ بہوپال کی تاریخ کا اس حصہ میں ان دونوں فرمان رواہیگات کا نام بطور ایک نجات دہندہ کے سنہری حروف میں قلم اٹائے گا لیکن یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ صدیوں کی غارت شدہ تہذیب و تمدن کو چند برسوں کی محنت پر پھر وجود میں لائے یا ان تمام تدابیر و تجاویز کو مکمل کر دے جن پر ایک کامل تمدن و تہذیب کی بنیاد قائم ہوتی ہے یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ملک کی اصلاحات کا کام بہت دیر چلتا رہتا ہے اور رفتہ رفتہ اوہیں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

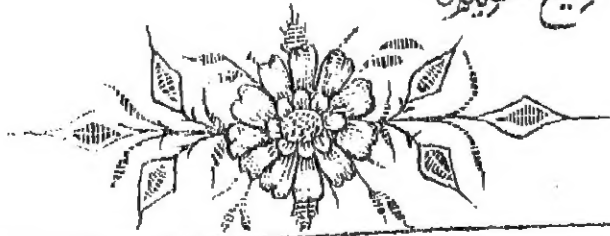
تمدن ممالک اور مہذب اقوام کی تاریخ خود اس دعویٰ کی شہادت و تائید ہے کہ کتنے عرصہ دراز تک ان کو کیسے کیسے طویل الشان فرمان رواؤں اور مدبرین و مصلحین کے اقتدار و حکومت اور اثر میں رہنے کے بعد تمدن اور مہذب کہلائے جانے کا استحقاق ہوا ہے اور ان کا نظام حکومت باقاعدہ بنا ہے تاہم زمانہ موجودہ کی دور بین نظریں کی محسوس کر رہی ہیں اور خدا جانے کب تک ایسی کمی محسوس کرنے کا طویل سلسلہ قائم رہیگا، مگر بلاشبہ کیسی ہی معراج ترقی نصیب ہو متقدمین کی فضیلت کا ہمیشہ اعتراف کیا جائیگا، اسی طرح بہوپال میں جو کہہ اصلاحات نواب سکندر بیگم نے کیں وہ بے انتہا تعریف کے قابل ہیں لیکن یہ کسی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ اصلاحات کے لئے مستحق ہو گیا، یا ان کے بعد



از اب شاہجہان بیگم نے جو کچھ ترقی دی اوس کو دیکھ کر یہ خیال کیا جاسے کہ انہوں نے زمانہ مستقبل کے واسطے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی یا اون کی ہر ایک تجویز ایسی مکمل یا ہر ایک تدبیر ایسی صحیح تھی جیسے کسی ترقی و اصلاح کی ضرورت نہ تھی یا اب جو کام میں کر رہی ہوں وہ ایسا جامع اور مکمل ہو جائیگا کہ میرے آئندہ جانشین کے لئے کچھ باقی نہیں رہے گا اسی کے ساتھ یہ اظہار کر دینا بھی ضروری ہے کہ کچھ سپہ سرکار خلد مکان نے اپنے دور حکومت کے حالات تاج الاقبال بھوپال میں لکھے ہیں اونسے یہ مطالبہ غنیمت کرنا چاہئے کہ انہوں نے سرکار خلد نشین کے نظام حکومت سے مقابلہ کر کے اپنی بیدار مغزی اور کوشش و سرگرمی کو ترجیحاً دکھایا ہے، اسی طرح جو حالات میری اس کتاب میں درج ہیں وہ بھی اس غرض سے ضبط تحریر میں نہیں لائے گئے کہ سرکار خلد مکان کے عہد کی تفتیش کر کے اپنے زمانہ کو ایک ترقی یافتہ زمانہ اور اپنی اصلاحات کو کامیاب اصلاحات کی شکل میں پیش کروں بلکہ یہ حالات فی الحقیقت بھوپال کی تدریجی ترقی کا آئینہ ہیں جنکے دیکھنے سے ہر فرمان روا کی کوشش و سرگرمی اور اوسکے زمانہ کی اصلاحات و ترقی کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

میں کامل عقیدہ کے ساتھ ریاست کو ولایت الہی سمجھ کر محنت و کوشش کے ساتھ اور اپنی رائے پر غور کرنے اور وثوق رکھنے کے بعد اپنی تدابیر کو عمل میں لانا اور شب و روز اوس مخلوق خدا کی جو خالق مطلق اور اعلیٰ حکمران طاقت کی طرف سے میرے سپرد کی گئی ہے حتی الامکان بہبودی و بہتری کی تجاویز کرنا اپنا اہم ترین فرض جانتی ہوں اور ولی یقین کہتی ہوں کہ یہ حکومت و اقتدار عزت و مقربا و نجات آخرت صرف اسی فرض کی بجا آوری پر منحصر ہے۔ رَبَّنَا تَقْسِلْ صَنَا

إِنَّا أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ



## تمہید

سنہ ۱۲۰۸ھ سے سنہ ۱۲۸۸ھ تک بھوپال کی ایک مستقل تاریخ موجود ہے جسکے واقعات کو نواب سکندر بیگ صاحبہ خلد نشین نے ایک مبسوط تاریخ کی ترتیب کے ارادہ سے جمع کرنا شروع کیا تھا اور انکی زندگی میں بڑا حصہ مرتب ہو گیا تھا مگر قصانے ہمت نہ دی اور ادنیٰ کام ناتمام رہا۔

جب نواب شاہجہان بیگ صاحبہ خلد مکان منہ نشین ریاست ہوئیں تو انہوں نے سرکار خلد نشین کے اس ارادہ کی تکمیل کی، اور تین حصوں میں جو کتاب تاج الاقبال بھوپال کے نام سے موسوم ہے یہ تاریخ مدون ہوئی اسکے بعد گو عمدہ تاریخ قائم رہا مگر پھر کوئی حصہ مرتب نہ ہوا، اور سنہ ۱۲۸۸ھ مطابق سنہ ۱۲۸۸ھ میں انہوں نے وفات پائی، میں نے اپنے زمانہ میں اس کام کو جاری رکھنا چاہا اور سنہ ۱۲۸۹ھ سے لیکر سنہ ۱۳۱۰ھ تک کے حالات ترتیب دیکر "ترک سلطان" کے نام سے شائع کر دیا جس سے تاج الاقبال کا سلسلہ مربوط ہو گیا لیکن اس ۲۶ سال کے عرصہ میں کچھ ایسے رنجہ حالات اور اشرف ناک واقعات بھی پیش آئے تھے جنکی وجہ سے میرا مرتبہ حصہ ایک غمناک فسانہ بن گیا اور اوسنے بڑی حد تک تاریخی حیثیت سے علیحدہ ہو کر سوانح ذاتی کی صورت اختیار کر لی، ان ۲۶ برسوں میں بہت چروغانی خدمات پہنچے اوسنے میرے دل پر نہایت سخت اثر تھا اور ابھی تک جب اوکنا خیال آتا ہے دل و دماغ پر تکلیف دہ حالت طاری ہو جاتی ہے، مگر اوس جوش بیان نے جو ایسی صورتیں خود بخود پیدا ہو جاتے اور جب کا اندازہ کچھ ستم رسیدہ اور غمزہ دل ہی کر سکتے ہیں میرے ضبط کو

مغلوب کر لیا تھا اس لئے زبان قلم سے وہ جذبات خم بھی ظاہر ہوتے چلے گئے جنگجو اگر میں مضبوط کر جاتی تو ایک  
ما فوق النہط توت کا اظہار کرتی۔

اب یہ کتاب میرے عہد حکومت کی تاریخ ہے لیکن اسکی تمہید میں بیٹنے یہ مناسب سمجھا ہے کہ  
اون افسردگی پیدا کرنے والے واقعات کو قطر انداز کر کے عہد سرکار حسن مکان کے بقیہ حالات نہایت  
اختصار کے ساتھ درج کروں تاکہ تاج الاقبال بھوپال کے ساتھ اس کتاب کا سلسلہ قائم ہو جائے +



## مختصر واقعات

از ۱۲۸۹ھ تا ۱۳۱۸ھ  
۱۸۶۲ء تا ۱۹۰۱ء

تقریبات | ۱۸۶۲ء میں میری شادی کی تقریب بڑی دھوم دھام اور فیاضی کے ساتھ کی گئی اور ۱۲۹۱ھ میں علیا حضرت کوٹن وکٹوریہ کی جوبلی کی خوشی منائی گئی شہر میں چراغان ہوا آتش بازی چلائی گئی دعوتیں ہوئیں، مساکین وغیرہ کو خیرات تقسیم کی گئی گرس اسکول کی لڑکیوں کو جوڑے دیے گئے فوجی ریویو ہوا۔

وزارت | ۱۸۸۱ء میں مولوی جمال الدین صاحب ہمارے مدار المہام کا جو ایک قدیم اور خیر خواہ عمدہ دار تھے انتقال ہوا اور انکی جگہ مولوی محمد حسین مقرر ہوئے، یہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے دوست تھے انہی کی سفارش سے تقرر ہوا انہی کی وجہ سے علیحدہ کئے گئے ان کے بعد حافظہ رضا صاحب مامور ہوئے یہ ایک جفاکش اور قابل شخص تھے اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ لیکن نواب صدیق حسن خان صاحب سے تعلقات اچھے نہ رہے جس سے چچی گیان بڑھین بخش نے طول پکڑا، نواب صاحب نے انکی علیحدگی کی فہم کی، مدار المہام نے انتقام پر مکر باندھی جس سے سرکار خلدیکان کو بہت بے چہرہ ہونچا اور وہ اس خدمت سے سبک دوش کر دیے گئے۔

ان کے بعد فروری ۱۸۸۲ء میں نواب بہادر عبداللطیف خان نے بحیثیت وزیر مدار المہام کی کالاج لیا کیونکہ اب حسب المہدایت گورنمنٹ آف انڈیا ریاست کے انتظامات میں ایک عظیم تغیر ہو گیا تھا جس کا ذکر انہی اور اراق میں درج ہے، ہنوز سنے وزیر کو ایک سہ ماہی بھی نہ گذری تھی کہ سرکار خلدیکان (زیورین) وزیر کی باہر خواہش کی اور اس خواہش کے منظور ہونے کے بعد کرنل وارڈ جو ایک تجربہ کار اور مدبر

۱۹۱۵ء  
۳۹  
۲۵



انگریز تھے یکم جولائی ۱۸۸۶ء کو مامور ہوئے۔

کرنل وارڈ نے اپنے دور وزارت میں بڑی بڑی اصلاحیں کیں لیکن ڈھائی برس کے بعد ان کو بھی ریٹائر ہونا پڑا، اور ان کی جگہ منشی امتیاز علی خان اوسوقت تک مامور رہے جب تک کہ سال کے بعد موت نے ان کو سبک دوش نہ کیا۔

ان کے انتقال کے بعد مولوی عبدالجبار خان صاحب کا تقرر کیا گیا۔

شاہنشاہی درباروں میں شرکت | ۱۸۸۶ء میں کلکتہ جاکر ہزائل ہائینس پرنس آف ویلز (کنگ ایڈورڈ پہنم قیصر ہند) سے ملاقات کی اور دربار میں شریک ہوئیں۔

۱۸۸۶ء کے دربار قیصری کی شرکت کے لئے دہلی کا سفر کیا اور اس مشہور دربار میں خطاب قیصری کی مبارکباد ادا فرمائی، اکثر تقریبات دربار میں شریک ہوئیں۔ لارڈ لٹن اور لیڈی لٹن سے ملاقاتیں ہوئیں۔ نشان شاہی عطیہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نسلا بعد نسل اور بطناً بعد بطن بطور ماہی مراتب جاکس سواری کے وقت ہمراہ رکرنے کے لئے اور تھخہ قیصری محرت ہوا، اور نیز ملکہ مدد و صحت کی طرف سے ایک کرچ عطا کی گئی۔

اسی موقع پر نواب صدیق حسن خان صاحب کو، افیر کی سلامی اور اعزاز استقبال عطا ہوا ۱۸۸۶ء میں لارڈ ڈفرن کی ملاقات کے لئے پھر کلکتہ تشریف لے گئے دیر کسلینر نے کمال مہربانی سے خیریت دیکھا، بلقیس جہان بیگم بھی ہمراہ تھیں ان کے ساتھ بے انتہا شفقت کا بڑا کر کے دیر کسلینر اور بھی سرکار خلد مکان کو شکور کیا۔ یہاں اکثر اعلیٰ حکام سلطنت اور ان کی لیڈیز سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ۱۸۹۳ء میں شملہ جاکر لارڈ لینڈون اور لیڈی لینڈون سے ملاقات کی اور شملہ کی موسمی وچسپون میں مشغول رہیں۔

۱۸۸۹ء میں مشہور و معروف سپہ سالار ہند لارڈ رابرٹس مع اپنی لیڈی صاحبہ مہمان ریاست

اور اسٹاف کے بہوپال تشریف لاکر سرکار خلد مکان کے مہمان ہوئے پریڈ پر فوج ریاست کا معاہدہ فرمایا اور اظہار پسندیدگی کیا۔

اسٹاف میں بہوپال کو لارڈ لینڈون اور لیڈی لینڈون کی تشریف آوری کا شرف حاصل ہوا، چونکہ یہاں نائب اسطنت ہند کے انیکا یہ پہلا موقع تھا اسلئے استقبال کی تیاریاں نہایت اعلیٰ پیمانہ کی گئیں۔ سرکار خلد مکان نے بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے معزز مہمان کی وزٹ کو ہر ایک طریقہ سے دلچسپ بنانے میں ذاتی طور پر کوشش کی اور ہر ایک امر میں اپنی بیدار مغزی و فراست کا کامل ثبوت دیا جسکا ہنر اسلئے کے دل پر نہایت گہرا اثر قائم ہوا چنانچہ حضور مدوح نے جو تقریر ڈنر پر فرمائی وہ بے ذیل ہے :-

نواب بیگم صاحبہ، ولیدہی صاحبان، وینٹلین!

جو عزت کہ نواب بیگم صاحبہ نے مجھے بخشی ہے، اسکا میرے دل پر نہایت زیادہ اثر ہوا ہے، کیونکہ میری نظر میں اس عزت کی اس وجہ سے اور بھی زیادہ وقعت ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ میں ہی پہلا ولیسرے ہوں، جسکو بھوپال میں نواب بیگم صاحبہ کے مہمان ہونے کی بزرگی حاصل ہوئی۔

”نواب بیگم صاحبہ کی اس عنایت کی اسلئے میں اور بھی زیادہ قدر کرتا ہوں کہ ”بیگم صاحبہ“ مدودہ ہندو ایک سخت خاکی غم میں مبتلا ہیں، اور عالم تنہائی سے باہر آنے میں ”بیگم صاحبہ“ کو صوفہ کو ایک گونہ زور دینا پڑا ہوگا۔

جو مکمل یقین کامل تناکرش اور وقوف کے اس موقع پر بھی ”نواب بیگم صاحبہ“ جناب ملکہ مظفر قیصر ہند دامت سلطنتہا کی تعظیم کو دل اور فعل کے اظہار کرنے میں جسکو کہ ”بیگم صاحبہ“ مدودہ نے ایسے فصیح اور چرخش الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے اپنی ذاتی اور خاکی رنج و غم کے مانع نہ ہونے دیونگی، جس طرح سے آج کی شب ”نواب بیگم صاحبہ“ نے جناب ملکہ مظفر قیصر ہند کا ذکر فرمایا ہے، اسکی اطلاع میں جناب مدودہ کی خدمت میں ضرور بالضرور کر دے گا۔

اپنے بارہ میں مجھے اس بات سے نہایت زیادہ خوشی حاصل ہوئی کہ خود ”نواب بیگم صاحبہ“ کی زبان مبارک سے

بیٹے سننا کہ "بیگم صاحبہ مدد و مدد کے خیال میں جو مختلف معاملات تعلق ریاست ہو پال میرے سامنے پیش ہوئے، اور میں بیگم صاحبہ "مدد کا لحاظ جیسا چاہئے تمہارے گنا گیا اور میں اس بات کا "بیگم صاحبہ مدد سے اقرار کر سکتا ہوں کہ جس طور سے "بیگم صاحبہ مدد و مدد مجھے اس دیکھتے ہوئے پر پیش کی ہیں، اس کی وجہ سے نواب بیگم صاحبہ کی جو دستاویز وقت میرے دل میں رہا اگر زیادہ ہونا ممکن ہے تو ہوگی۔

رؤسا ہو پال ہمیشہ سے وفاداری و لیاقت اختلاط و سخاوت و خیرات میں مشہور رہے ہیں۔ نواب سکندر بیگ صاحبہ مرحومہ والدہ نواب بیگم صاحبہ "حال نے جو خدمت سرکار انگلشیہ کی ایام خیر میں کی، جب کہ اس خدمت کی ازلیں ضرورت تھی وہ نہ فراموش ہوئی ہے، اور نہ ہو سکتی ہے، اور جس خاندان سے ایسی ایسی خدمات نمودار ہیں ان میں بیگم صاحبہ مدد و مدد ایک ایسی جانشین ہیں۔

"بیگم صاحبہ" موصوفہ کی کارگزاری و انتظام ریاست سے اور ایک عظیم اور دانا ہیں یہ ناظر ہے "بیگم صاحبہ" موصوفہ نے بہت سے نہایت عمدہ، اور مفید کاموں میں اپنی فیاضانہ اور اپنے ریاست کی پیروی کو بہت بڑا پایا ہے اور اس حصہ ہندوستان کے پلوے کی ترقی میں بیگم صاحبہ نے فیاضی کے ساتھ مدد دی ہے اور نیز دیگر کمزور ہیں اور ہسپتال تعمیر کر کے، اور باشندگان ہندو پال کے لئے اپنے پانی ہم پہنچانے کا ایک نہایت عمدہ بندوبست کر دیا ہے، اور آج بھی "نواب بیگم صاحبہ" نے اپنی خواہش کا ہر فیہر مالی سہہ کو کچھ عرصہ ہوا اس وقت "بیگم صاحبہ" مدد و مدد اور حفاظت سرکار قیصر ہند کی غرض سے اپنی تنگی فوج کا ایک حصہ سرکار انگریزی کے سپرد کرنے کے بارہ میں تحریک کی تھی، اس کی اگر کوئی منت علیہ ہند اپنے فراموش سے نواب کارروائی ہو سکتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ حاضرین جلسہ میرے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کا جام بہت نوش کریں اور اس امید کے اظہار کرنے میں شریک ہوں کہ جو کچھ ان کی تکلیف نواب بیگم صاحبہ مدد و مدد کو پہنچا چکی ہے، وہ کچھ حصہ میں رفع ہو کر فراموش ہو جاوے اور مدت و راز تک بیگم صاحبہ موصوفہ کی سلطنت قائم رہے جس سے رعایا کی ہولناکی

استقرار فائدہ پہونچا ہے، اور جو گورنمنٹ عالیہ چند کی امداد و تحسین کی مستحق ہے۔

اس موقع پر ریاست کو یہ اعزاز بھی محنت کیا گیا کہ (۱۰۱) تھان اسٹرنی کی نذر جو منجانب حکمران بھوپال پیش کی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کی گئی، پھر جب ٹون ہال کلکتہ میں یکم دسمبر ۱۹۹۱ء اپنے دورہ کے متعلق تقریر کی تو اس میں بھوپال کی وزٹ کے متعلق فرمایا :-

”میں چاہتا ہوں کہ کچھ حال اپنے سفر کا بھی اس ضمن میں بیان کروں کہ کم سے کم چار میونسپلٹیوں سے اس اثنائ میں میری ملاقات ہوئی، اور یہ راستی کے خلاف ہو گا اگر میں اس گرم چوٹی کی تصدیق نہ کروں کہ جس کے ساتھ انہوں نے میئر استقبال کیا اور اس وفا شعاری اور اطاعت کی گواہی نہ دونوں جوانوں میں موجود ہے۔

بھوپال میں ہر مینسپلٹی کے صاحب سے ملنے کی خوشی چل ہوئی انہوں نے اپنے ہر ذاتی ذہانت و قیامت، اور دانائی و لیاقت سے بچے بہت ہی متوجہ کیا، کل مضامین و روایات متعلقہ ریاست و فاداری کی ریلین اور فوڈ سلطنت انگلشیہ کی مین رانج و فیرواہ واثق ہیں اور باوجود خانگی رنج و ملال کے جہاں گران پارٹر او سکے دل پر ابھی تک وجود ہے انہوں نے جس خلق و اخلاص سے میرا استقبال کیا اسکو میں شل ہو بول سکتا ہوں۔“

۱۹۹۱ء میں جب ہر کھنسی ممدوح اپنے سرمائی دورہ پر تھے تو اسٹیشن بھوپال سے گذرتے ہوئے سرکار نند مکان کی دعوت پر تھوڑی دیر کے لئے اسٹیشن پر مقیم ہوئے اور ڈنر تناول فرمایا اور اس موقع پر جو تقریر فرمائی اس میں فرمایا کہ :-

”ایڈی صاحبات، و جنٹلمین !

نواب بیگم صاحبہ کرمہ نے جن شفقت آمیز الفاظ میں ایڈی اینڈ ٹون صاحبہ کے و میرے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اسکا پورے طور سے میں شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں، اس مرتبہ پھر نواب بیگم صاحبہ کرمہ کے صاف ہونے میں ہمارا از حد خوشی چل ہوئی ہمارے مینے گذرے اسوقت جو مہانداری و مدارات ہماری ریاست



میں نے سنا کہ "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ کے خیال میں جو مختلف معاملات متعلق ریاست ہو پال میرے سامنے پیش ہوئے، ان میں "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ کا لحاظ جیسا چاہئے تیار کیا اور میں اس بات کا "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ سے اقرار کر سکتا ہوں کہ جس طور سے "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ ہیں، اس دیکھتے وقت پر میں ان کی ہون، اس کی وجہ سے، تو اب "بیگم صاحبہ" کی جو دستاویز قلم میرے دل میں ہے، اگر زیادہ ہونا ممکن ہے تو ہوگی۔

روما ہو پال ہمیشہ سے وفاداری دلیا قلم انتظامیہ و سخاوت و خیرات میں مشہور رہے ہیں۔ "نواب سکندر بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ والدہ نواب بیگم صاحبہ حال نے جو خدمت سرکار انگلیشیہ کی ایام خیر میں کی، جب تک اس خدمت کی از بس ضرورت تھی وہ نہ فراموش ہوئی ہے، اور نہ ہو سکتی ہے، اور جس خاندان سے ایسی ایسی خیرات نکل رہی ہیں، ان میں "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ ایک لائق جانشین ہیں۔

"بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ کی کارگزاری و انتظام ریاست سے ان کا ایک قلم اور دانا نہیں ہونا چاہیے "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ نے بہت سے نہایت عمدہ، اور مفید کاموں میں اپنی فیاضانہ اور اپنی ریاست کی ترقی و ترقی کو بہت بڑا پایا ہے، اور اس عمدہ ہندوستان کو ریلوے کی ترقی میں "بیگم صاحبہ" نے فیاضی کے ساتھ مدد دی ہے، اور نیز سرنگین بنوائیں، اور ہسپتال تعمیر کرائے، اور باشندگان ہندو پال کے لئے اچھے پانی، ہمہ پہنچانے کا ایک نہایت عمدہ بندوبست کر دیا ہے، اور آج بھی "نواب بیگم صاحبہ" نے اپنی خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اوس وقت "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ نے امداد و حفاظت سرکار فیض ہند کی غرض سے اپنی بھلی فوج کا ایک حصہ سرکار انگریزی کے سپرد کرنے کے بارہ میں تحریک کی تھی، اس کی اگر کوئی شکست غالبہ نہ ہونے پر اسے تو اب کاروائی ہو سکتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ حاضرین جلسہ میرے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کا جام خدمت نوش کرنے اور اس ایسا کے اظہار کرنے میں شریک ہوں کہ جو کچھ کچھ تکلیف نواب بیگم صاحبہ مدد و رحمہ کو پہنچی ہے، وہ کچھ نہ صرف میں رفع ہو کر فراموش ہو جاوے اور مدت دراز تک "بیگم صاحبہ" مدد و رحمہ کی سلطنت قائم رہے جس سے رعایا کی ہولناکی

اشقر فائدہ پہونچا ہے، اور جو گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد تحسین کی مستحق ہے۔

اس موقع پر ریاست کو یہ اعزاز بھی محنت کیا گیا کہ (۱۰۱) تھان اشرفی کی نذر جو منجانب حکمران بھوپال پیش کی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کی گئی، پھر جب ٹون ہال کلکتہ میں یکم دسمبر ۱۸۹۱ء اپنے دورہ کے متعلق تقریر کی تو اس میں بھوپال کی ورٹ کے متعلق فرمایا :-

”میں چاہتا ہوں کہ کچھ حال اپنے سفر کا بھی افسانہ بن بیان کروں کم سے کم چار رٹوں سے اس افسانہ میں میری ملاقات ہوئی، اور یہ رستہ کے خلاف ہو گا اگر میں اس گرم جوشی کی تصدیق نہ کروں کہ جس کے ساتھ ادھون نے میرا استقبال کیا اور اس وفا شکاری اور اطاعت کی گواہی نہ دوں جو ادھون میں موجود ہے۔“

بھوپال میں ہر پائیس بیگم صاحبہ سے ملنے کی خوشی حاصل ہوئی ادھون نے اپنے ہر ذاتی ذہانت و فراست، اور دائمی ولایت سے مجھے بہت ہی متعجب کیا، کل مضامین دروایات، متعلقہ ریاست و فاداری کی ذیلیں اور خود مملکت انگلیشہ کی بین رائج و غیر خواہ واثق بین اور باوجود خانگی رنج و ملال کے جگا گران باراٹر اور نئے دل پر ابھی تک موجود ہے ادھون نے جس خلق و اخلاص سے میرا استقبال کیا اور سکون میں شکل ہو ہوں سکتا ہوں۔“

۱۸۹۱ء میں جب ہر کھنسی ممدوح اپنے سرمائی دورہ پر تھے تو اسٹیشن بھوپال سے گذرتے ہوئے سرکار خلد مکان کی دعوت پر قنوڑی دیر کے لئے اسٹیشن پر مقیم ہوئے اور ڈنر تناول فرمایا اور اس موقع پر جو تقریر فرمائی اس میں فرمایا کہ :-

”ایڈی صاحبات، وینٹیکین !“

نواب بیگم صاحبہ کمرہ نے جن شفقت آمیز الفاظ میں لیڈی اینڈرٹون صاحبہ کے دیر سے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اور سکا پور سے طور سے مین شکر یہ ادانہیں کر سکتا ہوں، اس مرتبہ پھر نواب بیگم صاحبہ کمرہ کے سامان ہونے میں ہکو از حد خوشی حاصل ہوئی مارہ مینے گذرے اور وقت جو ہماذاری و مدارات ہماری ریاست

بھوپال میں چلی آئی اور وہیں پہنچ گئے اور جبکہ یقین ہے کہ جو صاحبان اس وقت ہمارے ہمراہ تھے وہ بھی نہیں بھولے ہوئے ہوں گے، جب سے میں ہندوستان میں چل کر کسی واقعہ نے میرے دل پر اس سے زیادہ چکا نقش نہیں کیا جیسا کہ اس موقع پر ہوا جبکہ ہنگام دعوت شاہی "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ نے پر جوش اور پیچیدہ الفاظ میں گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کی طرف اپنی جان نثاری اور جناب "ملکہ مظفر قیصرہ ہند" امن لٹلٹن کی طرف اپنی وفاداری کا اظہار کیا، اس وقت جو وعدہ ملنے کیا تھا اس کے بموجب "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کی تقریر کا پورا نشانہ میں نے جناب "ملکہ مظفر قیصرہ ہند" کی خدمت میں پیش کیا اور اپنی خوشی تمام اس امر کا اظہار کر سکتا ہوں کہ جو خیالات "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ نے اس وقت ظاہر کئے تھے اور ان کے سننے سے جناب ممدوہ بہت خوش ہوئے، اس موقع پر جیسی مہربانی اور عنایات کے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ ہم سے پیش آئیں اور سکا فاکلین، بون و سکر گزار ہوں، کیونکہ گوجر سدری کی حالت میں اس وقت ریاست بھوپال میں ہو کر ہمارا گزر ہوا، اور ہم زیادہ قیام یہاں نہیں کر سکتے تھے تاہم جو ہیں "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی کہ "آج شب کو ہم یہاں سے بگڑنا" فوراً ہی "نواب بیگم صاحبہ" ممدوہ نے اس بابت اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ چند ہی منٹ کے لئے ہم یہاں سے چلتے ہیں۔ اور "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کی مہمان داری کا دوبارہ لطف اٹھائیں۔

"نواب بیگم صاحبہ" نے اب پھر سہ عام اپنی وفاداری کا اظہار فرمایا ہے اور میں خوشی تمام "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں (حالانکہ اس یقین کے دلانے کی کوئی ضرورت نہیں) کہ ہندوستان کے یسودین ایسا کوئی نہیں ہے جسکی وفاداری پر گورنمنٹ عالیہ ہند کو پسندیت وفاداری "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کے زیادہ تر اعتماد کی ہو، اور جب کہ بھی "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کے خیال میں گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد "نواب بیگم صاحبہ" کے لئے مفید ہو سکے، تب اس امداد و تقویت کے پروچانے میں مجھ کو ہمیشہ خوشی ہوگی۔

اب میں حاضرین جلسے سے استعفا کرتا ہوں کہ "نواب بیگم صاحبہ" کمرہ کے "جام صحت" نوش کرنے میں میرے شریکین اور نیز اس خواہش میں کہ "نواب بیگم صاحبہ" ممدوہ کی عمر دراز ہو اور ریاست کی بہبودی ہو۔

۱۹۵۷ء میں ہنر کسٹنسی لارڈ ایلیجن اور ۱۹۹۷ء میں ہنر کسٹنسی لارڈ کزن رونق افروز ہوئے اور دونوں مرتبہ سرکار خلد مکان نے اسی جوش وادولو العزمی کے ساتھ سمانداری کی جیسی کہ ہنر کسٹنسی لارڈ لینڈ ڈون کے وزٹ کے وقت کی تھی ہنر کسٹنسی لارڈ ایلیجن اور ہنر کسٹنسی لارڈ کزن نے اپنے منفرد زبان کے متعلق جو خیالات قائم کئے تھے وہ ان تقریروں سے ظاہر ہوتے ہیں جو ڈوٹو کے وقت فریڈنر جگلو علی لڑتین ڈیل پن دج کیا جاتا ہے

(۱) یورائینس لیڈیز اینڈ جٹلین

جس گرم جوشی کے طریقہ میں آپ سب صاحبوں نے ہمارا جام تندرستی نوش فرمایا ہے اس کے ساتھ میں ہم آواز ہونے کے لئے اوشٹا ہوں اور جن کرناٹہ الفاظ میں جام تندرستی کی تحریک فرمائی ہے اس کی نسبت میں سرکار عالیہ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ پہلی ہی مرتبہ نہیں ہے کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے بھوپال میں ایک ویسٹ رائے کی نہایت گرم جوشی سے خیر مقدم کیا، اور اس کے جام تندرستی کے پینے کی تحریک فرمائی، اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو پورے طور پر یقین کرنا چاہیے جو کوئی اس نام سے اور بطور قائم مقام ملکہ معطلہ قیصرہ ہند کے آؤچکا، اس کو یقین کرنا چاہیے کہ روساء بھوپال کی طرف سے ہمیشہ دوستانہ اور فوری مراسم خیر مقدم کے عمل میں آؤچینگے (نعرہ تعریف)

اس سلسلہ میں میری خیر خواہش نہیں ہے کہ کوئی حد انجیز مثال قائم کی جائے، کیونکہ دیگر شاہزادگان، رؤساء ہندوستان کے میرے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئے، لیکن یہ عام ہے کہ رؤساء بھوپال کے اپنی خیر خواہی میں جو انگریزی راج کے ساتھ کی ہیں ان لوگوں کے کی طرح کم نہیں ہیں (نعرہ تعریف)

مجھ کو یقین ہے کہ یہ خیر خواہیاں صرف شیریں الفاظ ہی میں ظاہر نہیں کیجائیں جیسا کہ سرکار عالیہ نے آج کی شب کہا ہے، بلکہ ان کا اظہار فعل سے بھی ہوگا، جیسا کہ ان کے متقدمین نے اپنے عہد میں کی ہیں (نعرہ تعریف)۔ میں امید کرتا ہوں کہ لمبا حالات وقت کے میرے دوست کرنل بارہ اندر چوڑے پر مجبور نہ ہونگے، لیکن اگر ایسا ہوا تو کوئی شک نہیں ہے کہ ان کو بھی ویسی ہی فوری مدد میں بھوپال سے لگی جیسا کہ ایک رزیڈنٹ



سابق کو ملی تھی۔

لیڈی صاحبات، حضرات !

اس وقت ہمارے نزدیک یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے فوری منظوری نسبت اوس تحریک کے ظاہر کی جسکو چھ سال ہوئے کہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ساتھ شاہزادگان و روسا کی نیرغراہی معلوم ہونے کے لئے کی گئی تھی، اور سرکار عالیہ نے جیسا کہ اس وقت شام کو ظاہر فرمایا ہے ایک عہدہ موق واسطے ترتیب ایک رجمنٹ امانت شاہی کے حاصل کیا، اس رجمنٹ کو اپنی اردلی میں دیکھ کر مجھے بھی ہرکار عالیہ کو مبارکباد دینے کا موقع ہاتھ آیا کہ یہ رجمنٹ نہایت عمدہ طریقہ پر گھوڑوں اور ساز و سامان سے آراستہ ہے، اور کوئی شک نہیں ہے کہ کل پریڈ پر وہ خود اپنا کام قابل اطمینان کریگی۔ اور یہ ظاہر کر دے گی کہ زیر نگرانی کرنل مس اور اونکے لائین اسٹیشنوں کے جنگی وجہ سے یہ تحریک بجائے سورجین و آفرین ہو، اس رجمنٹ کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔

(سنو)

لیڈی صاحبات، حضرات !

ایک اور ہی بات ہے جو سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو دراشتاً پہونچی ہے، وہ یہ ہے کہ روسا، ہوپال ہیشہ سے خلقی فیاض مشہور رہے ہیں، اور سرکار عالیہ نے بہت وقت اور روپیہ واسطے ترقی مفیہ کاموں کو فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ حرف ابی ایک واقعہ کار فاد عام کی نسبت، جس کا ذکر سرکار عالیہ نے فرمایا ہے بھکو افسوس ہے اور وہ یہ ہے کہ بوجہ کمی پیداوار کے رفاد عام کے کاموں میں لوگوں کو لگانے اور اونکے لئے خوراک مہیا کرنے کی ضرورت ہوئی اس لئے میں سرکار عالیہ کی اس امینہ میں شریک ہوں جیسا کہ سرکار عالیہ نے اس وقت شام کو ظاہر فرمایا ہے کہ خرابی فصل و سالہائے گزشتہ کی سائنہ عمدہ پیداوار کو تبدیل ہوگی اور کاشتکاران اس حصہ ملک کے وہ فائدہ اوٹھاویں گے جو اونکو بوجہ زرخیز ہونے زمین کے

ٹھیک طور پر حاصل ہونگے، اور باتوں میں سرکار عالیہ کے اوصاف کی حد قائم کرنا مشکل ہے، یعنی کیسی ٹھیک جو اپنے ملک کی آمدنی کو رفاہ عام کے کاموں میں ترقی کرنے کے لئے صرف کرتی ہیں، لیکن یہ اس معاملہ میں ایک شرط قائم کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ایسے کاموں کو مدد برسی و دور اندیشی و کفایت شعاری کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔

ایسے قومی فوائد طبع کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں جو ایک بڑے ملک کے کھل جانے سے جنکا پیداوار آسانی سے بازاروں میں نہیں بیچ سکتا ہے، حاصل ہوتے ہیں لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بات ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس فائدہ میں بھرے نقصان پہونچ سکتا ہے، اگر ریاست کا بھرم خطرہ میں ہو جائے، اور ریاست کا بھرم آئندہ کے لئے بھی ویسا ہی ہو نا چاہئے جیسا کہ آج ہے اس بات کی بھرے آرزو ہے کہ سرکار عالیہ کے نام کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا ممکن محصول، عائد کیا جائے، اور اس وجہ سے میں ایک ایسے امر کے حوالہ دینے کی جرات کرتا ہوں جو بعض اوقات نظر انداز ہو گیا ہے، لیکن غالباً سرکار عالیہ اسکو سمجھ گئی ہیں اور زیر نظر رکھا ہے، سرکار عالیہ نے ایک بڑے کام لینے اور چین ہو پال ریلوے کا حوالہ دیا ہے، اس کام میں سرکار عالیہ نے ایک عجیب و غریب اختیار کی ہے، کوئی شک نہیں ہے کہ ملک کے لئے یہ کام بڑے فائدہ کا ہے۔

اور سرکار عالیہ کو تمام وہ فوائد حاصل ہونگے جنکے لحاظ سے کہ یہ کام اختیار کیا گیا تھا۔

لیڈی صاحبزادے، حضرات !

سرکار عالیہ نے اس وقت شام کو اون رعایتوں کا اظہار فرمایا ہے جو ”ملکہ معتمدہ قیصرہ ہند“ نے عطا فرمائی ہیں مجھ کو امید ہے کہ سرکار عالیہ یقین فرما دیں گی کہ ”ملکہ معتمدہ قیصرہ ہند“ کو رمنٹ ہند جو قائم مقام ملکہ معتمدہ قیصرہ ہند کو ہے ہمیشہ اپنے کاموں کی چر و سار کی جانب سے واسطے فائدہ رعایا کے ہوتے ہیں خوشی سے داد دیتی ہیں اور اپنے سرکار عالیہ کا دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے سلسلہ میں نسبت اس خیر مقدم کے جو ہمارے ساتھ ایک شان و شوکت کی پیشوائی میں عمل میں آیا، اور واسطے اس کے جو ہمارے لئے مہیا فرمایا، اور نیز واسطے اس عظیم الشان تاج کے جسکو آج مجھ کو شہر گروم کر دیا ہے میں تہ دل سے یہی امید ظاہر کرتا ہوں کہ اون اعزاز سے اعلیٰ اٹھانے کے لئے

جو سرکار عالیہ کو عطا ہوے چین سرکار عالیہ کی عمر میں ترقی ہوا اور خوش رہیں۔

لیڈی صاحبات، حضرات !

میں تحریر کرنا ہوں کہ آپ سب سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال کے جام تندرستی کے پینے میں میرے ساتھ شریکین

(۲) یورپینس، لیڈیز، و جنٹلمین !

سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو جنکی مہائی کی مسرت آج کی رات ہم سب کو حاصل ہے، فصیح البہائی کی چھفت واضح پتھر عطا ہوئی ہے، وہ اوکی فیما نہ صمان نواری کی چھفت سے کہہ کم نہیں ہے، انہوں نے میرے، اور بڑی کزن صاحبہ کے جام تندرستی بچہ فرمائے ہیں جن محبت آمیز الفاظ کا استمال فرمایا ہے وہ ایک ممتاز ہندوستانی ریاست میں ہمارے پہلے پبل سسرکاری دورہ کرنے کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھتا۔

جیسے اس بات کے خیال کرنے سے بہت اطمینان ہوتا ہے کہ میں خاص ریاست نے ہمارے ساتھ ایسا بڑا گناہ اوسکی فرمان رواہ رئیسہ بین جنہوں نے اوس خاندانی روش کے برقرار رکھنے کے علاوہ قناع برطانیہ کے ساتھ اوسکی والدہ ماجدہ کے وفادارانہ برتاؤ سے ممتاز ہو گئی ہے، اپنے تیس سال سے زمانہ کے زمانہ حکومت میں بلحاظ ایک ایسے طرز انتظام کے شہرت حاصل کی ہے جو روشن خیالی اور فلاحی انداز کی جو اناری پڑتی ہے۔

اگر اتفاقات شہیت سے فرائض حکمرانی ایک عورت کے ماتحت ہیں آجادیں تو یہ کوئی ضرورت اور لازمی بات نہیں ہے کہ عہد حکومت ضعیف اور متلون مزاج اشخاص کے سپرد ہو جائے، اس امر کا ثبوت ہمارا چچا بیگم یا شاہ خدوہ مکہ منظر قیصر ہند دامت سلطنت اس کے حالات زندگی سے مل سکتا ہے، نہ ہم ایسے نادر حالت معاملات کا نوڈیگر اوس سے کیس قدر فخر ورجہ پڑوان دونوں بیگمات کے حالات ہیں جن دونوں کے نصف صدی سے زیادہ ریاست بھوپال پر حکومت کی ہے، پائے سے ناکام رہ سکتے ہیں۔

سرکار عالیہ کی والدہ ماجدہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، نہ تنہا اپنی وفاداری کو رنٹ کے لحاظ سے مشہور نہیں بلکہ

ایک ات بل حکمران کی حیثیت سے ممتاز رہی ہیں۔

اسی طرح بیگم صاحبہ مال کا زمانہ حکومت اسلامی قس اور ذاتی نیا ضلع کے دست سے کاوان سے لے کر بادشاہ بہار  
 علاوہ اسکے اوس ناظم پرستہ جو انہوں نے ایسی فرمانی سر زمین اور زمانہ سے بہت سے استیلا کر لیا جو ان کا  
 اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی سے جو سرگرم دیکھی رہی ہے وہ کچھ بھی ختم نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنی روٹ کی فائدہ بخشی  
 کی تیار و نہ سوچی اور ان پر عمل کر رہی ہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے جو ان کی ریاست کی خوش حالی کا سبب ہے۔  
 میں دیر شب نہ کے دن صبح کو اوس رسالہ کے دیکھنے کی خوشی حال کر نہ والا ہوں جو بیگم صاحبہ نے رعایت فرمایا  
 کی غرض سے مرتبہ کر کے حضور ملکہ مظفر قیصر ہند کے نام سے منسوب فرمایا ہے، بیگم صاحبہ کو اس غرض کی توجہ  
 ایسی توجہ رہتی ہے کہ گویا وہ خود اس کی سپہ سالار ہیں اور میں یہ سن کر مسرور ہوں کہ انہوں نے اضافہ تنخواہ  
 کے ذریعہ سے لوگوں کو اوس رسالہ میں داخل ہونے کی ترغیب اور حوصلہ دلایا ہے۔

میں ریاست ہائے ہند و ہستانی میں دیو ہسکون کی تبدیلی اور اس کی جگہ پر برداشیہ کے بھیمان اور منتقل  
 سکے کے جاری کئے جانے کو بہت دیکھی کی نظر سے دیکھتا ہوں، سن ۱۹۱۷ء میں اس کارروائی کے کر دینے سے  
 سرکار عالیہ اس تحریک کی رہنما جو لی ہیں جس میں ہر اقلیت ہے کہ وہ بہت سے مقصد پائیں گی اور جو کمالیہ  
 تحریک ہے جو بلاشبہ تمام لوگوں کے تجارتی فائدہ کا باعث ہوگی۔

اسی طرح بیگم صاحبہ نے ان بد معاشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی نگرانی میں بھی اپنی ہوشیاری ثابت کی ہے  
 جو سوتیلی ہندوستان میں دقتاً وقتاً ہر ایک قحط و اگرانی کے زمانہ میں سہراوٹھا رہے ہیں اور اپنے مذہم  
 پیشہ قزاقی کے تازہ کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔

پہلی جانچ ایک بار آئین ریاست کی یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت جان و مال کا غلط کرے اور یہ لوگو  
 ایک باسے عام ہیں، پہنچ کر بھی کسی ریاست کو رحم نہ کرنا چاہئے۔

اگرچہ میرا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ "ذرا غنی حالت تشریش سے خالی نہیں ہے" لیکن یہ بات بھول کر معلوم



ہوئے میری بڑی خوشی کا باعث ہوئی ہے کہ اس حصہ ملک کے حالات اور حد بات ملک کے حالات  
بہترین زمین کے زمین دور درگیا ہوں۔

انسانی چہرہ اور مردہ موشیوں کا دیکھنا ایک نہایت تعلیم دہ تجربہ ہے، اس دعا میں کہ بیگم صاحبہ کی ریاست  
ان دونوں آفات سے محفوظ رہے اور خداوند عالم کو کی رعایا پر رحم فرمے ہم آواز ہوتا ہوں، آخر میں بچے  
صرف ان دوستانہ اور پر التفات خوش بیگم صاحبہ کی ادا کرنا ہے جو بیگم صاحبہ نے لیڈی کی کزن صاحبہ کو  
میری بابت ظاہر فرمائی ہیں، اور اس بات کا یقین دلانا ہے کہ ہم اپنی اس پوری شان و درات کو کبھی فراموش  
نہ کریں گے جو اس ریاست میں عمل میں آئی ہے۔

اب میں تمام لیڈی صاحبات اور جیلینوں سے جو اس میسر کے گرد موجود ہیں اور جو شکل ہمارے، سرکار عالیہ کی  
دریادلانہ صمان نوازی سے متوجہ ہوئے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ بیگم صاحبہ کی درازی عرصہ خوش اقبال کی کامیابی  
فہم بائیں ہے



ریلوے | ۱۸۸۶ء میں بھوپال اسٹیٹ ریلوے کا افتتاح ہوا اور بڑی دھوم سے دعوت  
ہوئی، آنر بیل ایجنٹ گورنر جنرل اور آنر بیل چیف کسٹمر ممالک متوسط اور دیگر یورپین افسر اور اسباب شکر  
جلسہ تھے، افتتاح کے وقت سرکار خلد مکان نے اور آنر بیل ایجنٹ گورنر جنرل نے ڈنر پر اس موقع کے شہنشاہ  
تقریریں کیں۔

بھوپال اسٹیٹ ریلوے کا یہ حصہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کی اس لائن میں شامل ہے جو دہلی سے  
بھی جاتی ہے اور یہ حصہ بھوپال سے اٹارسی تک ہے ریاست سے اس حصہ پر ۵۰۰۰۰۰ لاکھ روپیہ  
صرف ہوا ہے۔

۱۸۹۶ء میں بھوپال اور چین لائن مکمل ہو گئی اور اس لائن میں بھی ریاست کا حصہ ہے

جسپر ۱۸۸۹-۹۰ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔

۱۸۹۷ء میں سرکار خلد مکان نے کرنل بار ایجنٹ گورنر جنرل کو مدعو کیا اور تقریب افتتاح کی گئی

۱۸۹۷ء میں جب ملکہ حکیمہ فیضہ ہند کا جشن جوبلی منایا گیا تو سرکار خلد مکان نے اس

تقریب مبارک کی ایک مستقل یادگار قائم کرنا ضروری سمجھا، پہلے ایک تالاب واقع شاہجان آباد کا بن

تیار کرایا اور پھر ایک نہر کے اجرا کی تجویز کی جس سے وہ حصہ شہر بھی سیراب ہوں چنانہ واٹر ورک سے

پانی نہیں پہنچتا، اور نیز قرب وجوار کے دیہات کی آبپاشی کی جاسکے چنانچہ تین سال میں یہ نہر بہت

۱۳۹۰-۳۱ روپیہ کے تیار ہو گئی اور باشندگان شہر اور قرب وجوار کے دیہات کے لئے بے انتہا

مفید ہوئی۔

۱۸۹۲ء میں ملکہ مظہر فیضہ ہند کی سالگرہ کے دن لیڈی ہسپتال کا

افتتاح ہوا، یہ تقریب آنرریل میجر میڈ ایجنٹ گورنر جنرل کے ہاتھ سے عمل میں آئی اس ہسپتال میں ایگری

کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔

کارخانہ دفانی اسی سال ایک دفانی کارخانہ بھی جاری کیا گیا، جلسہ افتتاحی میں صاحب پوٹنگل

ایجنٹ بہادر اور معززین شریک تھے۔

۱۸۹۷ء میں سکریاست کارواج بند ہو کر انگریزی سکے کا رواج ہوا، زر منجمہ

خزانہ وزیر عیالاکا جو ہو پالی سکے کی صورت میں تھا ۲۲ روپیہ سکے عیو پالی کے بڑے سے سکے انگریزی سے

تبادلہ کیا گیا۔

۱۸۹۷ء میں صدیق حسن خان صاحب

نواب امیر المملک والا جاہ کا خطاب عطا ہوا تھا اور پھر ۱۸۹۷ء میں دربار قیصری کے موقع پر ارفیر سلامی او

استقبال کا اعزاز ملا تھا لیکن ۱۸۹۷ء میں حسب ذیل حکم کے ساتھ جسکو سرپس گرین ایجنٹ گورنر جنرل

سنٹرل انڈیا نے بہوپال میں ایک دربار عام کر کے سنایا کہ یہ اعزاز مسترد کر دیا گیا۔ احکام جناب نائب السلطنہ  
دور درجہ بہادر خورشید جنگو حضرت لکھنؤ کے وزیر الممالک ہند نے یہ معاملہ منشی محمد رفیع حسن خاں کے ذریعہ  
نواب کے منظور فرمایا ہے حسب ذیل ہیں، بوجہ انتظامی ریاست بہوپال اور ملوک کے چوری ریاست کی برعکس  
بوجہ رعایت محمد رفیق حسن خان شوہر بیگم صاحبہ کے پوتے حکم دیا جاتا ہے۔

اول۔ خطاب نواب والا جاہ امیر الملک ان سے واپس لے لیا گیا اور منسوخ ہو گیا۔  
دوم۔ یہ کہ سلامی، اضراب توپ کی جو سہ کار انگریزی کے علاقہ میں ادھنکائی تھی وہ موقوف اور منسوخ  
ہوئی۔

سوم۔ یہ کہ محمد رفیق حسن خان کو امور ریاست میں صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت  
کرنا منع ہے اور اگر بعد سنائے جانے ان احکام کے وہ صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت کرے گا  
تو اس کے نتیجے اس کے حق میں سنگین ہوں گے۔

چہارم۔ جناب بیگم صاحبہ کو ایسا ہوا ہے کہ وہ ایک جواب دہ اور لائق الامام مقرر فرمائیں کہ یہ کہ  
جناب نائب السلطنہ بہادر پسند فرمائیں۔

اس کے بعد انہوں نے پانچ سال تک گوشہ نشینی میں بسر کرنے کے بعد سن ۱۸۵۷ء میں جن  
استقامت بنلا ہو کر اس دار فانی سے انتقال کیا۔

اعزاز بہرہ | لیکن سرکار حیدر آباد کی وہ کوششیں جو انہوں نے خطاب و اعزاز کے پھر  
حاصل ہونے کے لئے انتزاع کے وقت سے ہی شروع کر دی تھیں اس قدر نتیجہ خیز ہوئیں کہ لارڈ ولسلی  
انتقال کے چند مہینے بعد یہ منظور فرمایا کہ سرکاری مراسلات و تحریرات میں نواب صاحب مرحوم شہزادہ  
کے خطاب سے یاد کیے جائیں۔

۱۸۹۴ء میں سرکار حیدر آباد نے وکٹوریہ انسٹیٹیوٹ قائم فرمایا اور ہر قسم کے

عمدہ سنا مان سے اوسکو مرتب کیا۔

انتقال | ۲۸ صفر ۱۳۱۹ ہجری = ۱۶ جون ۱۹۰۱ء کو دن کے ۱۲ بجکر ۵۵ منٹ پر کینسر (اکال الفم) کے مرض میں سرکار خلد مکان نے اس وار فانی سے رحلت کی اور بعد مغرب باغ نشاۃ افریقا مدفون ہوئیں۔

ہذا پرنسپل محبٹی قیصر ہند، اور ہرکلسنی وایسراے نے پیغام تعزیت بھیجے، غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں اس سانحہ پر حسب ذیل مضمون شائع ہوا ہے۔

حضور وایسراے دگورنر جنرل کشور ہند کو باجلاس کونسل عزایت افسوس کے ساتھ یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرپنس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بہوپال رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارہ ہند و ہمیشہ ہمنشا ہی بسلسلہ کرون آف انڈیا نے انتقال فرمایا، اس ۳۲ برسوں کے عرصہ میں جو اوناگو دوران حکمرانی میں صرف ہوئے ادنون نے اپنے نامور پیشرو ہرپنس نواب سکندر بیگم صاحبہ کی رفتار اختیار کر کے پوری قابلیت سے قدم بقتدم تقلید کی، ادنون نے اپنے ملک کا انتظام نمایان لیاقت اور کامیابی کے ساتھ کیا نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کا نام فیاضی اور حم دلی میں مشہور ہے ادنون نے اپنے خاندان کی سلسل وفاداری کو جو شاہنشاہی تہجد کے لئے جوش اور ہمدردی کے ظاہر کرنے میں ہمیشہ متنازع رہا ہے بحلی و برقرار رکھا۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی وفات نے رہایاے بہوپال کے سر سے ایک منصف مزاج اور رحمدل حکمران اوٹھالیا اور تاج برطانیہ کا ایک بڑا وفادار اور ماتحت جاتا رہا،

اگرچہ سرکار خلد مکان کی ایک مفصل سوانح عمری زیر ترتیب ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں بھی ادون کے مختصر حالات زندگی درج کر دئے جائیں۔

## مختصر حالات زندگی

ہر پائیس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ وکرون آف انڈیا، حجابی، الاول ۱۲۵۲ھ  
 = ۲۰ جولائی ۱۸۳۵ء کو بمقام اسلام نگر پیدا ہوئیں، ۱۵ محرم ۱۲۶۳ھ = ۲۴ جنوری ۱۸۴۷ء کو بی بی اپنے  
 باپ کے انتقال کے بعد رئیسہ ہو پال تسلیم کی گئیں اور باضابطہ مسند نشین ہوئیں۔ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۵۲ھ  
 = ۲۴ جولائی ۱۸۳۵ء کو نواب امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر نصرت جنگ سپہ سالار ریاست کے  
 ساتھ اونکی شادی ہوئی، ۹ شوال ۱۲۶۶ھ = یکم مئی ۱۸۵۰ء کو اونہوں نے اپنی خوشی سے سرکار  
 خلدیشین کو اختیارات حکومت تفویض کئے اور خود ولیمہ راجہ پسنہ کیا، اور ۲۳ ۱۲۵۳ھ میں بیوہ ہوئیں  
 یکم شہبان ۱۲۵۵ھ بھری = ۱۶ نومبر ۱۸۶۵ء کو وفات سرکار خلدیشین وہ پھر سند آرا سے ریاست  
 ہوئیں اور مختلف اوقات دسین میں اضلاع ریاست کا دورہ کیا، حسب ضرورت عہدہ اصلاہین  
 کین جنگی گورنمنٹ ہند نے تعریف کی، بمبئی کالج، اور دہلی میں جوشا ہی دربار ہوئے اون میں  
 کمال احترام و احتشام کے ساتھ شریک ہوئیں۔ ۱۶ ۱۲۸۹ھ میں خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور  
 ۱۸۷۱ء میں تمغہ و خطاب کروں آف انڈیا علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند نے عطا فرمایا اور ۱۲۹۶ھ  
 میں جوئس پان امداد جنگ کے چندہ میں دولت عثمانیہ کو دی اس کے صلہ میں تمغہ مجیدی ہو جاول  
 سلطان اعظم نے عطا کیا اور خطوط شکر یہ بتوسط گورنمنٹ ہند بھیجے۔  
 ۱۸۷۲ء میں شہنشاہ نیپولین (فرانس) نے تمغہ بیجا اور خط لکھا۔  
 ۱۸۸۸ء میں مولوی صدیق حسن خان صاحب علی ثانی کیا۔ اور پھر ۱۸۹۹ء = ۱۳۱۷ھ میں  
 بیوہ ہو گئیں۔

سرکارِ حیدر خان علم پرور، مصنفہ، اور زبانِ اردو کی اویس تہیں، اونکو تاریخ و شاعری سے خاص تعلق تھی اونکے حضور میں ایک اچھا خاصا مجمعِ فضلا و علما کا رہتا تھا اونہوں نے عربی فارسی کے مدارس بہ کثرت جاری کئے جن میں طلباء کو معقول و لطیف ملتا تھا۔

سرکارِ حسدِ مکیانِ بخیر، شاعرہ، وسیع الاخلاق، منکر المزاج، قول کی مضبوط، ارادہ کی مستقل اور غیور تہیں، اونکو دستکاری کا بہت شوق تھا بارہا اونکے صفاتِ عالیہ کا اس درجہ تجربہ ہو چکا ہے کہ کوئی متفنس اونسے انکار نہیں کر سکتا۔

۱۸۹۹ء کے عالمگیر قحط میں اونہوں نے اعلیٰ درجہ کی فراخ دہی کے ساتھ اپنی رعایا کی مدد کی۔ اور محض اپنی فیاضی کے جان بخش اثر سے ہزاروں آدمیوں کی جانیں بچائیں اور سیکڑوں خاندانوں کو گرسنگی و فاقہ کشی کی مصیبتوں سے نجات دی۔ نیز اون لوگوں کو جو رعایا سے غیر تھے اور جنہوں نے قحط کے مصائب سے ریاست میں پناہ لی تھی اپنی فیاضی و کرم سے مایوس نہیں کیا اونہوں نے تقریبات اور خوشیوں میں جو اعلیٰ درجہ کی فیاضیاں کی تھیں اون سے صد ہا گہ لا مال ہو گئے، عام غریبوں کے لئے محکمہ مصارف قائم کیا اور سیکڑوں آدمیوں کے پیٹھے مقرر کئے تقریبات میں اونکا شغف اور حوصلہ اونکے ہم نام شاہجہان شہنشاہ دہلی کے حوصلوں سے کچھ کم نہ تھا، اور اوسکی یادگار میں شاہجہان آباد کی مرتفع اور شاندار عمارتیں راج محل، عالی منزل، بے نظیر، نواب منزل، وغیرہ اور اونکے متعلق محلات و مکانات ہیں، تاج المساجد اگرچہ ہنوز نامتو عمارت ہے تاہم اپنے بانی کی علو و صلی کو پکار پکار کر اظہار کر رہی ہے اور اوسکی تعمیر پر پندرہ سو لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے، اور سکافرش باورین انگلینڈ میں بھرے، لاکھ روپیہ ایک بڑے کارخانہ سے تیار کرایا گیا تھا، مگر علماء نے اوسکا مسجد میں لگایا جانا جائز نہیں قرار دیا، یہ سجدہ جو وقت کس ہو گئی تو دنیا کی تاریخی عمارتوں کی فہرست میں جگہ لیگی

اونکو وفادہ عام کے کاموں سے بھی کچھ کم دلچسپی نہ تھی، لیڈی ہسپتال، نمر جدید، پل شاہجہانی

بند قیدی، پرنس آف ویلز ہسپتال، مفصلات کی پختہ سرکین (جو علاقہ غیر سے جا ملی ہیں) موزوں مین  
مقامات پر تالاب کے گھاٹ محکمہ وکینیشن کا قائم کرنا، اضلاع و محالات میں شفا خانہ جات بونانی ڈاکری  
اور ڈاکخانہ جات کا اجرا، چاہات کی تیاری، اونکی اس شانہ دہی، اور شوق کا مظہر ہے۔

باوجودیکہ سرکار خلد مکان جنس انات میں تھیں مگر اون میں فوجی شوق بھی موجود تھا، چونکہ قوم  
افغانہ میں جو بہادری ہوتی ہے وہ مردوں ہی پر مقرر نہیں، عورتوں کو بھی اوسکا حصہ ملتا ہے اس لئے  
سرکار خلد مکان میں قومی بہادری بھی تھی، وہ جھانکشی سپاہی سے خوش ہوتی تھیں اور معانات سہا کر  
ریاست پر خاص توجہ فرماتی تھیں، اونہوں نے ریاست میں اسپر تو پچانہ قائم کیا، باڈمی گارڈ کا  
رسالہ مرتب فرمایا اور سواران فوج کی تفریح میں اضافہ کیا، اونہوں نے انتظام و اغراض معدلت گسٹری  
کے لئے جو پیشل حکمران قائم کئے، قانون میں ترمیم کی، کپاسی بند و بست کی جس سے  
مالیہ اراضی میں بیٹی ہوئی اوسی کے ساتھ کاشت کاروں اور ستاجروں کو بھی سعایات دیں، اور  
خوش آئند رعایتیں کیں، ریاست میں تار برقی نہ ہونے سے جو تکلیف تھی اوسکو رفع کیا اور کئی ہزار روپہ  
صرف کر کے سلسلہ تار قائم کیا، ریلوے کا اجرا، منظور فرما کر ایک حقول سرمایہ سے مدد دی، جسکا منافع  
نسلاً بعد نسل ریاست کو ملیگا۔

رعایا میں صنعت و حرفت کا خیال پھیلنے اور غریب مزدوروں کو معاش بہم پہنچانے کے لئے دفاعی کارخانہ باغی لایا  
اونکو دو رکنو مت میں ہر کیلینسی لارڈ مینسٹون، ہر کیلینسی لارڈ ایگلن، اور ہر کیلینسی لارڈ گزن، ایسرایان ہند  
وقتاً وقتاً رونی افزو رہو، اونکی مشاہدہ مہانداری، اونکا عملہ درجہ کی گرم جوشی کے ساتھ استقبال اونکی  
اوس ارادت، وعقیدت اور وفاداری کی دلیل ہے، جو اونکو تاج تخت برطانیہ کی نسبت تھی،  
اونہوں نے اپنی مشاہدہ مدارات و جوش وفاداری سے اپنی ولی خیرگالی اور عقیدت ہندی کا نقش  
وایسرایان ہند کے دلون پر قلم کر دیا اور ہر ایک کام کو جوشا ہنشا ہی اغراض کے لئے مفید ہوتا،



نہایت حیرت انگیز کے ساتھ بڑھے ہوئے شہوق اور بلند ہمتی سے کرتی تھیں، جنگ افغانستان اور بلقان  
عربی پاشا کے دوران میں انہوں نے انداد پیش کی تھی اور مجروحان جنگ کابل کے لئے معتد بہ چندہ  
دیانتا۔

امپریل سروس ٹروپس اعلیٰ درجہ کی فرائض اور مستعدی سے قائم کیا تھا، ذات شاہنشاہی کی تہ  
جس قدر اونکو محبت تھی وہ اونکی عرضداشتوں سے ظاہر ہے جو انہوں نے علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ  
کے حضور میں ارسال کیں اور اس محبت کی صداقت و اثر پذیری ان پر لطف جوابات سے ہویدا ہے  
جو علیا حضرت فیصلہ ہند کے حضور سے آئے۔

گورنمنٹ ہند اور علیا حضرت ملکہ معظّمہ کے عالی مرتبت قائم مقام نے جس طریقہ اور جس موثر طریقہ  
سرکار خلد مکان کی وفاداری کی عزت اور ان کے اعلیٰ خیالات و جذبات کی عظمت ظاہر کی اور ملکہ معظّمہ  
فیصلہ ہند نے جو مسرت اور خوشنودی ظاہر فرمائی وہ نہ صرف سرکار خلد مکان کے لئے باعث افزونی اعزاز  
تھا بلکہ ان کے اخلاف کے لئے بھی مایہ نازش اور تمغائے عمت ہے۔

سرکار خلد مکان کے انتقال پر اعلیٰ حضرت ملک معظّمہ کا اظہار افسوس فرمانا، ہر کسلسی و ایسے بہت کا  
غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ سے سرکاری طور پر افسوس اور اونکی اعلیٰ صفات و وفاداری و بیدار مغربی  
وقت اہلیت اور فیاضی کا اعتراف کرنا اونکی ممتاز زندگی کے لئے ایک معزز سائیکٹ اور ان کے اوصاف  
بے شمار کے واسطے ایک مستند سند ہے۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## باب (۱)

### میری حکومت کے ابتدائی پندرہ دن

سرکارِ خلد نشین اپنے زمانہ حیات ہی میں میری جانشینی کے مسئلہ کو طے فرما چکی تھیں، اب چونکہ سرکارِ خلد مکان کے امتداد میں کیوجہ سے اونکی زندگی سے پولیٹیکل حکام کو بھی مایوسی ہو گئی تھی اور نیز اون تمام معاملات سے جو بوجہ مآچاقی اور کشیدگی سرکارِ خلد مکان کے پیدا ہو گئے تھے وہ واقف تھے اسلئے اونہوں نے بھی کل امور پہلے ہی سے میری صدر نشینی کے متعلق طے کر لئے تھے۔

سرکارِ خلد مکان کا انتقال ہوتے ہی اور قبل میرے تاج محل پہنچنے کے مرٹھے لیننگ پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے مولوی عبد الجبار خان صاحب وزیر ریاست کو بذریعہ چٹھی نمبری ۲۱۳۲ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۷ء اطلاع دی کہ گورنمنٹ ہند نے نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کو رئیسہ بھوپال تسلیم فرمایا ہے، آپ اونکے محل پر تشریف لیجا کر نواب شاہ جہان بیگم کی وفات کی اطلاع دیں، اور چٹھی کا مضمون سنائیں، اور ہر ہائینس سے کہہ دیں کہ احکام انتظامی جاری فرمائیں، چنانچہ وزیر صاحب بہادر نہایت سر اسیمہ آئے، اور مجھے اطلاع کرا کر نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کے پاس گئے اور پھر ہم سب سوار ہو کر تاج محل آئے، سرکارِ خلد مکان کی تنہیز و تحفین کا انتظام کیا جکا فصل حال میری کتاب کی جلد اول میں مندرج ہے۔

۲۸ صفر ۱۳۱۹ ہجری کو جب آفتاب خط مستقیم پر تھا اور دن کا ایک حصہ ختم ہو چکا تھا میری حکومت کا زمانہ شروع ہوا، لیکن اس دن نہ حکومت کا خیال تھا اور نہ فرمانروائی کا دلولہ، ۲۷ برس کے بے انتہا رنج و غم ایک ایک کر کے سامنے آ رہے تھے۔

جن باتوں کو بھولے ہوئے بر سین گذر چکی تھیں فردا فردا تازہ ہوتی جاتی تھیں، وہ امیدیں جو سرکارِ خلد مکان کی زندگی سے وابستہ تھیں حسرت و ناکامی کے ساتھ وداع ہو رہی تھیں، گو اس دن تاج محل کے اندر اور باہر ہمیشہ سے زیادہ آدمی تھے مگر رونق نہ تھی ہو کا عالم تھا اور افسردگی چھائی ہوئی تھی، جب سے تاج محل تیار ہوا تھا یہ چوتھا موقع تھا کہ میں اتنی دیر تک وہاں قیام نہ کر رہی پہلا موقع صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے نشتر سورہ بقرہ کا تھا، اس وقت ہر چار جانب مہمانوں کا ہجوم اور چل پھل تھی، سرکارِ خلد مکان بذات خاص تقریب کے انتظام اور مہمانوں کی خاطر مدارات میں مشغول تھیں تمام محل میں دھوم دھام مچی ہوئی تھی، میں اور نواب سلطان دولہ صاحب بہادر بلقیس جہان کے لئے جوڑے لگائے تھے، سرکارِ خلد مکان نے نہایت خوش خوش حکم جوڑے اور زیورات پہنائے تھے تمام خادمان و ملازمان زور زور اور انعام و اکرام پا کر خوش خوش پھرتے تھے، جو صاحب ہندوستانی روسا کی تقریبات سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی کیسی خوشیاں تاج محل میں ہو رہی ہوں گی۔

ننھی سی بیگم بلقیس جہان اعلیٰ درجہ کا نفیس اور قیمتی لباس پہنے ہوئے اپنی نانی اور والدہ کو مسرور کر رہی تھی، اس وقت کیسی کیسی امیدیں، اور کیا کیا تمناؤں اور سن بچی کے چہرہ کو دیکھ کر ہمارے دلوں میں پیدا ہو رہی تھیں، لیکن گردش زمانہ بھی ایک عجیب چیز ہے نہ وہ بلقیس جہان ہی رہیں نہ او کی خوشی کے دیکھنے والے ہی زندہ ہیں۔

دوسرا موقع وہ ہے کہ جب بلقیس جہان باغ حیات افزا میں مرض الموت میں مبتلا تھیں اور پھر سرکار کو لینے کے لئے گئی تھی۔ تب میری مرتبہ خود انہیں کی عیادت کو آئی تھی۔

۲۱ ب میں چوتھی دفعہ اس محل میں آئی ہوں جو نمکدہ بنا ہوا ہے اور ہر در و دیوار پر حسرت اور اوداسی برس رہی ہے، اول جب میں یہاں آئی تھی تو یہی محل بطرز محلات دہلی ایک کشادہ عمارت تھی، لیکن چونکہ سرکار خلد مکان قدیم بھوپالی طرز کی عمارت میں رہنے کی عادی تھیں اور اکثر چھوٹے مکانوں کو پسند فرماتی تھیں اسلئے حسب پسند اپنے اکثر گروہات بنوائے تھے جس سے تاج محل کی کشادگی اور دلچسپی میں کمی واقع ہو گئی تھی، شب باران کی تاریکی، آغاز ہر سال کی گرمی اور گونا گوں خیالات کے ہجوم نے مجھے اور بھی پریشان بنا دیا تھا علاوہ برین محل کی عمارات بجائے خود اور بھی زیادہ پریشانی بڑھانے والی تھیں مجھے کشادہ اور صاف مکان میں رہنے کی عادت ہو گئی تھی اور محل کے کمرے وغیرہ نہایت تنگ تھے پھر غیر مانوس مکان حسین خود ہی انسان کا دو چار دن دل نہیں لگتا، خصوصاً ایسے وقت کہ ایک سرپرست شفیق مان کا سایہ اٹھ گیا ہوا اور دنیا کی تمام آرزوئیں اونسے ملنے کی منتقطع ہو چکی ہوں۔

اس حالت میں سرکار خلد مکان کی زندگی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں میرے سامنے آ گئے کبھی مادرانہ شفقت کے واقعات دکھائی دیتے کبھی مشفقانہ زجر و تنبیہ سامنے آ جاتی اور کبھی ستائیں سال کی جہائی کے دشکن حالات اور مصدمات پیش نظر ہوتے گویا میرے خیال کے سامنے ایک کتاب تھی جسکے اوراق جلد جلد اٹھتے جاتے تھے۔

غرض یہاں انہیں عجیب حالات میں گزری، صبح کو میں نے بعد نماز سرکار خلد مکان کی منقبت کی دُعا مانگی اور خدا سے التجا کی کہ اے احکم الحاکمین اس بڑے فرض کے ادا کرنے کی توفیق دے جسکا بار تو نے اپنے فضل و کرم سے میرے شانوں پر رکھا ہے "اس دُعا کے بعد اس دن کے جو ضروری احکام تھے جاری کئے۔

۲۹ کی صبح کو وزیر صاحب ریاست نے تاج محل پر کریم تعزیت ادا کی، سہ پہر کو لیڈی ٹاکٹر

مع اپنی ہمیشہ کے تعزیت کے لئے آئیں، اگرچہ لیڈی ڈاکٹر کو آئے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن یہ پہلا وقت تھا کہ وہ مجھے ملین ۳ بجے کے بعد آئرہیل سر جان مالکم میڈ صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل اور سٹریٹلنگ پولیٹکل ایجنٹ بہادر باضابطہ تعزیت ادا کرنے کو تشریف لائے، میں نے حسب قاعدہ سرکار خلد مکان میان عالمگیر محمد خان و میان نور حسن خان میان علی حسن خان کو صاحبان ممدوح کو گھٹی سے اوتارنے کیلئے طلب کیا تھا جب وہ گھٹی سے اوتر کر آئے تو نواب سلطان دولہ صاحب بہادر اور وزیر صاحب ریاست لب فرش کمرہ ملاقات تک (جہاں بین بیٹھی تھی) استقبال کر کے لاسے بعد سلام و مزاج پرسی سرکار خلد مکان کا ذکر فرمایا، میڈ صاحب کو بھی سخت صدمہ تھا وہ بہت دیر تک اپنے صدمہ کا اظہار کرتے رہے اور مجھے بھی تسلی اور تشفی دیتے رہے، اوسکے بعد مجھے باضابطہ ریشہ نگر کی زبانی اطلاع دیکر دربار صدر نشینی کے لئے تین دن کے بعد تاریخ مقرر کرنی چاہی لیکن میں نے استغفار جلد تقہیب کی تاریخ سے اپنی مادر مرحومہ کی عزا داری کے باعث معافی چاہ کر کسی دوسری تاریخ مقرر کرنے کی خواہش کی صاحب محترمہ المیہ نے بھی اسے پسند کیا اور، اربع الاول مقرر ہو گئی، تین دن تک حسب دان ہندوستان تمام عزیزوں جاگیرداروں ملازموں اور رعایا کی ستورات تعزیت کے لئے آتی رہیں۔

۲۷ سال سے میں سرکار خلد مکان سے علانیہ تھی اسلئے لوگوں سے ایک بیگانگی سی ہو گئی تھی اور وہ لوگ میری عادات و اخلاق سے ناواقف تھے اسلئے اونے زیادہ وقت گفتگو اور احساق و مدارات کرنے میں گزارنا تھا، اونکو اطمینان دینا ہوتا تھی، روزانہ کوٹہہ ریاست سمیت، نون کے لئے طعام وغیرہ کا انتظام جاری تھا، مسلمانوں میں اکثر جبکہ یہ زعم جاری ہے کہ بس گھڑی کوئی شے ہو جاتی ہے تو عزا داروں کے لئے اقربا اور احبا کو مانا بھیجتے یا لاتے ہیں اس میں شک نہیں کہ کوئی حکم کوئی شرعی رسم نہیں تاہم حصول ہمدردی پر مبنی ہے لیکن بعض اوقات اس رسم کا نتیجہ بہت خراب ہوتا ہے کیونکہ زمین فصول نگہات مد نظر رکھے جاتے ہیں اور نہ صرف عزا داروں کو بلکہ اون تمام لوگوں کو بھی جو

سوتی کے عزیز و قریب ہوتے ہیں، اور تعزیت کے لئے آتے ہیں کھانے میں شریک کیا جاتا ہے جس سے کھانا کھلاتے واسے پر فضول بار پڑتا ہے اور نفٹ زیر باری ہوتی ہے۔

اس موقع پر میرے ساتھ بھی اسی طریقہ پر بہت لوگوں نے بڑا ناچا ناچا مگر میں نے رونا کرکھا اور خوش اخلاقی کے ساتھ معذرت کر دی۔

اسکے علاوہ میں ہمیشہ اس امر میں ساعی رہی ہوں کہ کم از کم میرے زیر اثر مسلمانوں میں تہ جو تباہ کن مراسم شادی و غمی جاری ہیں وہ بند ہو جائیں اور میں خود انکے لئے مثال بنوں۔

مجھے پیشتر سرکار خلد نشین اور سرکار خلد یکان کی بھی توجہ اس طرف مبذول رہی ہے سرکار خلد نشین بہ سختی تمام فضول رسوم سے اجتناب کرتی تھیں، اور ہر امر میں سادگی سے کام لیتی تھیں حتیٰ کہ انکی معاشرت سیاست اور تمدن میں بھی اوسکے ہی آثار دکھلائی دیتے تھے، انہوں نے اپنے انتقال سے قبل وصیت کی تھی کہ اوسکے جنازہ کے ساتھ اور انکی میت میں کوئی اظہار نمود اور کوئی خلاف شرع رسم نہ ہو۔

سرکار خلد یکان اگرچہ جشن اور تقریبات کی عادی تھیں اور انہیں بے انتہا فیاضی اور داد و دہش کرتی تھیں مگر خلاف شرع رسومات سے انکو احتراز تھا چنانچہ انہوں نے میری تقریبات میں اور میں نے اپنی اولاد کی تقریبات میں جس قدر ممکن تھا اسکا احتراز رکھا اور ایک لمحہ کو بھی اس قسم کی فضولیات کو جائز قرار نہ دیا۔

اسکا مدد کہ اسکا اثر اہل بھوپال پر بہت کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، وہ روز بروز جاہلانہ اور خلاف شرع رسوم کو ترک کرتے جاتے ہیں، کیونکہ بادشاہوں رئیسوں اور امیروں کی مثالوں سے عام پاپا اثر پذیر ہوتی ہے اور یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ **الْكَاسُ عَلَى دِينِ مُلْكِهِمْ**

میں نے ۲۹ تاریخ کے بعد ہی سے اول کاغذات پر دستخط کرنے شروع کیے جن پر سرکار خلد یکان

کے احکام صادر ہو چکے تھے، لیکن بوجہ علالت دستخط نہ ہوئے تھے جنکی تعداد نہ ہزار ہا تھی نیز جمع خرچ کر کیا جاتا ہے  
 بھی جو بغیر دستخطوں کے رکھے ہوئے تھے دستخط کئے، روزانہ ضروری احکامات انتظامی بمشورہ وزیر صدارت  
 صادر ہوتے رہے، اگرچہ مین اون تمام خرابیوں کو جانتی تھی کہ جو ریاست بین عمال کے ہاتھوں سے  
 پیدا ہو گئی تھیں، اور اون خائن عمدہ داروں سے بھی واقف تھی جنہوں نے سرکار خلد مکان کے  
 ترجمہ و خطا پوشی سے ناجائز فائدے حاصل کئے تھے لیکن مین نے کوئی عاجلانہ کارروائی نہیں کی، کیونکہ  
 میرا مقصد وہ یہ تھا کہ اس وقت تک نہ کوئی عزل و نصب کروں نہ پرانے انتظام کو بٹسا کر کوئی نیا انتظام  
 عمل میں لاؤں جب تک کہ پوری تحقیقات اور کامل تنقیہ نہ کر لوں۔





## باب (۲) تقریب دربار صدر نشینی

حسب مشورہ آنرپبل کرنل میڈ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا، اربیع الاول ۱۳۱۹ ہجری = ۳ جولائی ۱۹۰۰ء تاریخ تقریب دربار صدر نشینی قرار دی گئی اور اوسا بھوپال ایجنسی و مغز صاحبان یوروپین کو دعوتی خطوط بھیجے گئے، مسٹر جے لینگ بہادر پولیٹیکل ایجنٹ جنہوں نے شروع سے ہی مہربانی آمیز برتاؤ کیا تھا، تاریخ انعقاد دربار سے کچھ دن پہلے تشریف لے آئے تھے تاکہ وہ مجھے ضروری امور میں امداد دے سکیں۔

۱۶ اربیع الاول = ۳ جولائی کو مسٹر جے لینگ صاحب بہادر نے فوج کاری ہرسل کیا، اور تین بجے اوسی دن کرنل میڈ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل داخل بھوپال ہوئے۔  
تمام فوج مع ماہی مارتن توپخانہ اسی درجنٹ اعانت شاہی و تمام اراکین و خوانین ریاست ایشین پر استقبال کے لئے موجود تھے، پلیٹ فارم پر سرخ بانات کافرش بچھایا گیا تھا، اور رنگ نگار کی بیرون اور جھنڈیوں کو آراستہ تھا۔

جس وقت آنرپبل مالکم جان میڈ صاحب بہادر سی، آئی، امی۔ مع اپنی بانوسے محترمہ منسر میڈ صاحبہ کے اپنے "سیلون" سے برآمد ہوئے، میں نے بہ نقاب برقع اون سے مصافحہ کیا، اور نواب سلطان دولہ صاحب بہادر اور صاحبزادہ صاحبان بہادر سے گرم جوشی کے ساتھ ملاقات ہوئی۔  
توپخانہ اسی اور قلعہ فتح گڑھ سے سلامی کی توپیں سر کی گئیں، منسر میڈ صاحبہ میری گاڑی میں اور نواب صاحب بہادر صاحب محترم الیہ کی گاڑی میں سوار ہوئے، اور فوجی جاؤس کے ساتھ

سواری روانہ ہوئی، پل پختہ پر پہونچ کر حسب ضابطہ صاحب بہادر محترم المیہ مع لیڈی صاحبہ کے کوٹھی جدید پر تشریف لے گئے۔

مین مع نواب صاحب بہادر و صاحبزادہ صاحبان اپنے محل کو آئی، وزیر ریاست مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر و سپہ سالار افواج ریاست امیر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ نے قیام گاہ صاحب بہادر محترم المیہ تک مشایت کی۔

۷ اربع الاول کی صبح تک تمام یوروپین اور ہندوستانی مہمان آگئے تھے، صاحبان یورپ کے لئے کوٹھی قدیم اور پر تکلف نیمہ جات مین جو کوٹھی کے متصل ہی نصب کئے گئے تھے، قیام کا نظام کیا گیا تھا، ہندوستانی مہمان محلات اور باغات مین ٹھہرائے گئے تھے۔

چونکہ یہ تقریب بطور دربار عام کے صدر منزل مین ہونے والی تھی اسلئے خاص طور پر اسکی ترتیب کی گئی تھی، صحن اور چوڑے پر بانائی دالانوں مین غملی، اور شیشین بن کارچوبی فرش تھا، جاجخان بہت اور خوشنما درختوں کے نہایت عمدہ پینی کے گھلے رکھے تھے، شیشہ آلات اعلیٰ درجہ کے قرینہ کیتھ سجائے گئے تھے نفیس غملی کرسیاں ترتیب سے لگائی گئیں تھیں، شیشین مین جانب چپ صاحب پولیکل ایجنٹ و نواب صاحب مزع ہر سہ صاحبزادگان اور معزز خواتین و اراکین ریاست کی نشست تھیں جانب راست صاحبان یوروپین کے لئے کرسیاں نفیس وسط مین ایک تخت زرین رکھا ہوا تھا، چیمبر و سنہری کرسیاں تھیں جو میسے اور صاحب ایجنٹ نواب کے صدر منزل سنہرے لٹیریا کے نشست کی تھیں، صدر دالانوں مین جاگیر داروں، اعلیٰ عہدہ داروں اور وکلاء سے عدالت و معززین کے لئے بلحاظ مراتب کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔

تمام فوج، ماہی مراتب، رجمنٹ اعانت شاہ کے چند ترباد و پونچانہ اپنی پل پختہ لیکر صدر منزل تک صف بستہ کیا گیا تھا، کوئل گڑھے چیمبر زرین ساز و براق کے ہوئے تھے

ہاتھی اور اونٹ جہیز زلفی جہولین لٹک رہی تھیں ہزرون اور مناسب مقامات پر اسٹادہ تھے۔

تاشائی جا بجا ٹکڑوں اور پھتوں پر مستر اور خوشی میں بھرے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔

۱۰ بجے متمم دفتر حضور اور نائب بخشی فوج کو ٹھہری جدید تک صاحب یحیٰ نواب گنج رز جنرل سنٹرل ٹیڈا کے استقبال کو گئے، اور پل پختہ تک نواب سلطان دولہ صاحب بہادر، وزیر صاحب بہادر اور پیر بخشی صاحب بہادر نے استقبال کیا، جب صاحب بہادر مختشم الیہ کی سواری پل پختہ تک پہنچی تو نواب سلطان دولہ صاحب بہادر صاحب مختشم الیہ کے ہمراہ سوار ہوئے اور یہ جلوس صدر منزل کی جانب روانہ ہوا۔

سب سے آگے اردلی خاص اور رجمنٹ اعانت شاہی کا ایک دستہ تھا اسکے بعد ہاتھی کے ہاتھی اور پیر شہنائی نواز تھے، جو سریلی آواز سے شہنائیاں بجا رہے تھے اون کے بعد خلعت صدر شاہی ہاتھی تھا جس پر پیر بخشی رز پڈنسی خلعت لئے ہوئے بیٹھے تھے، پھر کوتل گھوڑے تھے جو نفرتی اور طلائی ساز و سالن سے آراستہ تھے اون کے بعد صاحب مختشم الیہ کی چو اسپہ شانداز گاڑی تھی جس پر صاحب مدوح مع نواب صاحب بہادر کے سوار تھے، گاڑی کے دائیں بائیں رجمنٹ اعانت شاہی کرکمانڈنگ افسر اور منظم پولیس برہنہ کرچین ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے، پھر صاحب پولیٹیکل ایجنٹ اور دیگر معزز یورپین صاحبان کی گاڑیاں تھیں، یہ جلوس آہستہ آہستہ صدر منزل پر پہنچا دو روپہ فوج ایٹا تھی سلامی ادا کرتی جاتی تھی، دروازہ صدر منزل پر بنیڈ نے سلامی ادا کی،

صاحبزادہ عبید اللہ خان اور صاحبزادہ حمید اللہ خان نے استقبال کر کے گاڑی سے اتار اہم صدر منزل کے حوض تک نواب محمد نصر اللہ خان نے استقبال کیا جس وقت یہ پارٹی شہ نشین کے قریب پہنچی میں اپنے اندرونی کمرہ سے نکلا آئی حاضرین دربار تعظیم کیلئے کمرہ ہو گئے میں نے شہ نشین کے لب فرش تک استقبال کیا قلعہ فتح گڑھ سے سلامی سہ ہوئی۔

جب مین اور صاحب محترم الیہ تخت کی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور حاضرین دربار بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تو نندہم صاحب بہادر فرسٹ اسٹنٹ اینڈ نواب گورنر جنرل نے نہر کلسنسی نواب گورنر جنرل و ایسرا سے ہند بہادر کا خلیفہ سنایا جو حسب ذیل ہے :-

میری معزز دوست !

اچکی نام آور والدہ ہر ہائینس نواب شاہمان بیگم صاحبہ جی، سی، ایس آئی، سی، آئی کی خبر انتقال مین نے نہایت افسوس کے ساتھ سنی تھی جیسا کہ میرے آئینٹ کرنیل میڈ صاحب آپ کو پیشتر اطلاع دیکچے مین اون کی ذات کے ساتھ برٹش گورنٹ کا ایک نہایت خیر خواہ اور وفادار تحت اور دوست ہاتھ سے جاتا رہا مین فوت مکر اس غمناک حادثہ پر جو واقع ہوا ہے افسوس ظاہر کر کے آپ اور آپ کی فیملی کے ساتھ تعزیت کرتا ہوں مین نے اپنے آئینٹ سنٹرل انڈیا کی معرفت اچکی خدیجین ایک نقل اوس اشتہار کی پہونچائی ہے جو گورنمنٹ آف انڈیا نے اوس افسوسناک خبر کے سننے پر مشہر کرایا تھا اور اوس کے ساتھ مین نے ایک ٹیلیگرام بھی مشہر تعزیت و ہمدردی منجانب ہر مجسٹی بادشاہ قیصر ہند، آپ کی خدمت مین پہونچایا ہے اب مین آپ کو سند بھوپال پر رونق افروز ہونے کی مبارکباد دیتا ہوں اور مجھے سیکر نہایت مسرت ہوئی کہ انجانی اپنے اپنے اون بزرگوں کے قدم بقدم چلنے کا قصد فرمایا ہے، جنکی ضرب لاشل خیر خواہی تاج برٹش کے ساتھ سارے ہندوستان میں مشہور ہے، آپ مطمئن رہیں کہ ہر مجسٹی بادشاہ قیصر ہند کے ویسرا سے کی ذات آپ کے واسطے ہمیشہ ایک نچتہ دوست ہے اور جب تک کہ ریاست بھوپال آپ کے زیر حکومت اپنی قدیم سہ قائم رکھے گی برٹش گورنمنٹ کی طرف سے وہی عنایات جو آج تک آپ کو مشہور خاندان

ہوتی رہی ہیں، بلا کم و کاست آپ پر بھی ہمدول رہیں گی۔

میں ہوں بہت خیال کے ساتھ یورپینس کا مخلص دوست

لارڈ کرزن و ایسرا گوئز جنرل ہند

از مقام عملہ ۲۸ جون ۱۹۱۷ء

اس خرابیہ کے بعد صاحب ایجنٹ گوئز جنرل نے کھڑے ہو کر انگریزی میں اپنی کی، جسکا

ترجمہ میرٹھی رز پڈنسی نے اردو میں حاضرین دربار کو سنایا، جو حسب ذیل ہے:-

ہیکم صاحبہ !

میرٹھی شاہنشاہ عالم شاہ حضور شاہ ہند کے قائم مقام کے طور پر ہندوستانی حکومت

گوئز جنرل بہادر و ویسرا کے کشور ہند نے انتہائے مسرت کے ساتھ آپ کی الوداعی

مرحومہ جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی، سی، ایس، آئی، دسی، آئی، دلہیہ

بھوپال کے بجائے آپ کی جانشینی کا سر دربار اعتراف کرنا منظور فرمایا ہے۔

مجھ کو معلوم ہے کہ ہندوستانی لارڈ کرزن صاحب بہادر بنفس نفیس آپ کو مستثنیٰ کرنا

پسند فرماتے مگر افسوس ہے کہ حضور مدوح کو بوجہ ایسا کرنا ممکن نہ ہوا، یہ بھی متاثر

افسوس ہے کہ اس موقع پر نہ کرنل بار صاحب بہادر جو اتنی برسوں تک منصب ایجنٹ

گوئز جنرل بہادر سنٹرل انڈیا پر متنازع ہے، نہ مسٹر جلی صاحب شریک جلسہ ہو سکے مگر ان

افسران جلیل القدر کی عدم موجودگی پر تاسف کرتے ہوئے میں اس امر کا آپ کو روبرو

بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج جیسے موقع سید پرگووینٹ ہند کی قائم مقامی کوڑکا

موقع حاصل کر کے میں نے از حد فخر و اطمینان محسوس کیا ہے، آج میری مسرت بیان

موجود ہونے سے المضاعف ہے اولاً اس وجہ سے کہ تقریباً ۳۳ سال پیشتر

اسی طور سے میرے والد نے آپ کی والدہ مکرمہ کو مسند ریاست بھوپال پر تنکون کیا تھا، اور ثانیاً اسوجہ سے کہ میں بہت برسوں تک بھوپال کا پولیٹیکل ایجنٹ رہا ہوں اور آپ سے اور آپ کے خاندان کے اصحاب سے ذاتی واقفیت حاصل ہے۔

آج آپ اپنے بزرگوں کی مسند پر تنکون ہوئی ہیں گو مجھ کو امید نہیں کہ آپ کو داد شجاعت نمایان کرنے کے اس قسم کے مواقع دستیاب ہو سکیں جیسے کہ آپ کے متقدّمین ہر شخص کو ملے ہیں، یعنی وزیر محمد خان صاحب کی طرح شہر سپاہ بھوپال سے باغیوں کی پورک فر کرنا، یا مشہور زمان آپ کی نانی نواب سکندر بیگم صاحبہ کی طرح خود لشکر کا ساتھ دینا جیسا کہ عہد کے مفد عظیم ہیں اور انہوں نے کیا تاہم ریاست کی حکمرانی میں ہی آپ کو ایک وسیع میدان اور نیک اوصاف کے کام میں لائے گا دستیاب ہو گا، جو میں خیال کرتا ہوں آپ کو آپ کے متقدّمین سے ملے ہیں، گزشتہ سالوں میں قحط اور وبا سے آپ کی ریاست کو سخت صدمہ پہنچا ہے، اور حال کی مردم شماری کے مطابق اس ریاست کی آبادی میں سے تقریباً ۲۵ فیصدی چلے گئے ہیں۔ اور زمین ضرور عہ تقریباً ایک ثلث غیبہ آباد ہو گئی ہے، اگر حقیقت یہ اندازہ درست ہے تو اس میں کلام نہیں کہ منجملہ اور مشکلات کے یہ بھی ضرور ہے کہ ریاست کی آمدنی میں بے پناہ نقصان ہوا ہے، یہ آپ کا حصہ ہو گا کہ مدبرانہ تدبیر سے اس آبادی کو پورا کرے کہ ریاست کے محاصل کو درست کریں، خان بہادر مولوی عبد البجار آپ کے ذریعہ ایک تجربہ کار شخص ہیں، اور میرے دوست لینک صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال ہمیشہ آپ کو مشورہ اور مدد دیں گے۔

مگر بہت ہی زیا دہ اس بات سے خوش ہوتا ہوں کہ سلطان ولہ اتش نام الملک علیا بہا

نواب احمد علی خان کی ذات (جنکو میں بدل مبارک باد دیتا ہوں) ایک ایسی مشیر اور  
 مُہد ملی ہے جنکا پختہ تجربہ آپ کو حکمرانی ریاست میں اعانت اور رہنمائی کرتا رہے گا۔  
 گورنمنٹ عالیہ اور ریاست کے باہمی تعلقات کی بابت فرمان روا سے بھوپال کے  
 روبرو زیادہ ضرورت گفتگو کی نہیں معلوم ہوتی، جس دن سے گورنمنٹ عالیہ ہند کے  
 تعلقات سنٹرل انڈیا کے رؤساء کے ساتھ شروع ہوئے اسی دن سے رؤساء  
 بھوپال خلوص دل اور عقیدت سے اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے کے واسطے  
 مشہور رہے ہیں، اور مجھ کو کامل اعتماد ہے کہ آپ بھی حسن عقیدت اور وفاداری  
 کے اوس بلند پایہ شہرہ کو جو آپ کو بزرگوں سے ورثہ میں ملا ہے خود بیدار فائز کر کے  
 اپنے متاخرین کے واسطے اسی حالت میں ودیعت کریں گی، میں آپ کو اپنی تسنین  
 عین خلوص دل سے گورنمنٹ ہند کی طرف سے اور تمام صابحات و انجیر صاحبان  
 موجودہ دربار کی طرف سے اور خود اپنی طرف سے مبارک باد کہتا ہوں اور ہم سبوں کی  
 عین تمنا ہے کہ انشاء اللہ آپ آئندہ کامیاب اور اقبال مند رئیس ہوں، خدا کرے  
 قدسیہ بیگم صاحبہ کی طرح آپ عمر دراز پاویں، اور شہرت و اقبال مندی میں نواب  
 سکندر بیگم صاحبہ اور شاہجہان بیگم صاحبہ کی آپ ہم پایہ ہوں۔  
 صاحب مختشم الیہ کی اسپیش کے بعد میں نے حسب ذیل اسپیش کی :-

جناب کیرل کیرل میڈ صاحب بہادر ولیڈی صاحبات و صاحبان !  
 میں خیال کرتی ہوں کہ یہ امر ناموزون نہ ہوگا کہ میں آغاز کلام میں اوس رنج و غم سے  
 اظہار کروں جو میری والدہ ماجدہ کے انتقال سے نہ صرف مجھے بلکہ تمام رعایا سے  
 بھوپال کو پہونچا ہے جو اونکے فیض عام کی ایک عرصہ سے محروم تھی۔

صاحبہ مغفورہ کے عہد حکومت میں بہت سے کام ریاست میں ایسے ہوئے جو پیش گوئی کی وفاداری و جان نثاری پر مبنی تھے، خدا ہم کو صبر عطا کرے اور انکو جزا بخشے۔  
میں جگہ دے۔

میں دل سے شاہ انگلستان و ہندوستان کی قدر افزائی اور حق شناسی خصوصاً دیگر کشور ہند کی ممنون و مشکور ہوئی کہ آج مجھے یہ اعزاز و افتخار حاصل ہوا۔

صاحبانِ بار! اس بات کے تسلیم کرنے میں انکار نہیں ہو سکتا کہ مجھے میں اور ان ذاتوں کا خون شریک ہے، ہر کا تمام حصہ حیات نیکنامی اور تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری و جان نثاری میں گزرا ہے، پس خاندانی افتخار سے مجھے اس سے زیادہ اور کوئی امر عزیز نہیں ہو سکتا کہ میں بھی وہی طریق و روش اختیار کروں جو طریق میرے اسلاف و بزرگوں کا رہا ہے۔

آنریبل کرنل میڈ صاحب! میں صرف آپ کے نصیحت آمیز کلمات ہی کا شکریہ نہیں ادا کرتی ہوں بلکہ اس بات پر مجھے نہایت مسرت ہوئی ہے کہ جس طرح سر چر ڈیپٹی سسٹنٹ مین میری والدہ ماجدہ خلد سکان کو صدر نشین کیا تھا اسی طرح آج آپ نے اس محفل کو رونق بخشی ہے جسے میں ایک فال نیک سمجھتی ہوں، میں آپ کے اس رشتہ کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتی ہوں جو در باب دہی نواب انتقام الملک علیجاہ کے آپ نے مجھے توجہ دلائی ہے، نواب صاحب موضوع بے شک میرے پورے ہمدرد ہیں، جنہوں نے کامیابی کے ساتھ ستائیں برس میری رفاقت کی ہے، میں آپ کو کرتی ہوں کہ ان کی اعانت و امداد اور وزیر صاحب بہادر ریاست کی سچی فاداری ہر کام میں میرے لئے رہنما ہوگی۔



مالی حالت سستی کی بوجہ چند در چند تنہایت قابل توجہ ہے اور رعایا میں افلاس و نادہندی سرایت کر گئی ہے، اگرچہ آسین مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوگا، کیونکہ افتادہ زمین کا از سر نو آباد ہونا خصوصاً ایسی حالت میں کہ تقریباً ایک تہ مرتفع گنت گئی ہو بالضرور ایک اہم کام ہے مگر جس احکم الحاکمین نے اپنے ملک اور اپنی مخلوق کی حفاظت میرے سپرد کی ہے مجھے امید ہے کہ وہ ہر کام میں میرے ہمین مددگار ہوگا اب میں حضور و لیسرے کے کشور ہند اور آپ اور اپنے شفیق مسٹر لینگ صاحب بہادر جسے مجھے ہر طرح امداد کی امید ہے اور مسز میڈ و دیگر حاضرین دربار کا شکریہ ادا کرتی ہوں، اور دعا کرتی ہوں کہ خداوند کریم مجھے اور میری اولاد کو برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی و وفاداری اور رعایا کی بہبودی و فلاح جوئی میں ثابت قدم رکھے، اور باہم سیر اور میری رعایا و ملازمین کے رشتہ بہرہ دہی مستحکم و مضبوط ہو۔ آسین “

سیری تقریر ختم ہونے پر تو پچانہ کچی سے ۲۱ فیصد نشینی کے سر کئے گئے۔

کنرل میڈ صاحب بہادر نہ صرف کچنٹ نواب گورنر جنرل ہی تھے بلکہ وہ میرے خاندان کے بہت بڑے شفیق اور مہربان دوست تھے، اور انہوں نے اپنی نہایت مہربانی سے ہمارے خاندان کے ساتھ وہ برتاؤ رکھا جو عزیز و گناہوتا ہے انکے ایسے وقت پر موجود ہونے سے ہم کو اور انکو ایک خاص خوشی تھی۔ چونکہ وہ ایک عرصہ تک پولیٹیکل ایجنٹ رہ چکے تھے انکو بھوپال کے حالات سے بخوبی واقفیت تھی وہ ان امور پر بھی آگاہی رکھتے تھے جو گزشتہ ۲۷ سال میں بوجہ ناراضی سرکار خلدیکان مجھے پیش آئے تھے۔

درباروں میں میرا آنا جانا بند تھا، معاملات انتظامی میں حسب رواج قدیم مجھ کو کچھ دخل نہ تھا، میری انتظامی تعلیم جاگیر کے کاموں پر محدود تھی۔

اگرچہ سرکار خلد مکان بھی بزمانہ ولیعہدی معاملات انتظام ریاست میں دخیل نہ تھیں لیکن چونکہ تعلیمی تعلیم کا انحصار زیادہ تر معاملہ کے دیکھنے اور سُننے پر ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ سرکار خلد نشین کے پاس رہتے ہیں، ان کے ساتھ پولیٹیکل افسروں سے ملتے ہیں اور درباروں میں شریک ہوتے ہیں، اور ہر ایک انتظام کا تذکرہ ان کے سامنے ہوتا رہتا تھا، اسلئے بہت کچھ ان کو تجربہ حاصل ہو چکا تھا، اور فی الواقع جیسا ہمیشہ روسا کی اولاد اپنے والدین کے پاس سفر و حضر میں دربار ملاقات میں موجود رہتی ہے، انتظامی مہارتیں اور تذکرے اس کے سامنے ہوتے رہتے ہیں تو اسکی معلومات میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

علم بے شک نہایت مفید شے ہے لیکن بغیر تربیت و تجربہ کے کبھی علم کا اصلی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، خصوصاً روسا و امرا کی تعلیم محض کتابی تعلیم سے مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ تربیت نہ ہو اور وہ تعلیم کنندہ کے تجربہ یوں سے استفادہ حاصل نہ کریں ایسا سیر متعلق یہاں معاملہ بالکل برعکس تھا، جب تک ناراضی نہ تھی کچھ معمولی کاغذات سرشتہ میرے سامنے بھی پیش ہوتے تھے، بعد شادی وہ بھی بند ہو گئے، البتہ صرف اون کاغذات پر تنہا کو نواب صدیق حسن خان صاحب سماعت کر کے داخل دفتر ہونے یا کیفیت طلب ہونے کا حکم لکھوا دیتے تھے، میرے دستخط کرائے جاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بھی بند ہو گیا۔

میں تعلیم حکم کے لئے دستخط کر دیتی تھی ورنہ اس طرح نہ تجربہ حاصل ہوتے ہیں، اور نہ دوسرا میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگرچہ جاگیر کا کام میرے لئے ایک حد تک کمپنی تھا، لیکن اون شکایات کو جنہیں ناظرین جلد اول کے اوراق میں دیکھ چکے ہیں پیش نظر رکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ میری ایام کس قدر مصروف تھی، اس لئے میڈ صاحب کو بے شک میری اسپیشل کے متعلق جو خیالات کہ اس وقت پیدا ہو رہے تھے حق بجانب تھے لیکن میں اچھی طرح جانتی تھی کہ ایک دن اگر میری زندگی ہے تو مجھے ملک داری کا اہم منصب

ادا کرنا ہے، مین غیر معمولی طور پر ہر ایک معاملہ سے نتائج استنباط کر کے اپنے تجربے اور معلومات کو وسیع کر رہی تھی، اور گو مجھے عملاً کوئی ایسا زیادہ موقع نہیں ملا تاہم مین واقفیت عام حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتی رہتی تھی اس لئے گو حکومت کے دوسرے ہی دن مجھے بے انتہا محنت و تکلیف گوارا کرنی پڑی اور طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں، لیکن میری ہمت اور تکلیف اور مشکلات کو دیکھ کر اور بلند ہو گئی کیونکہ

پچھلے دست ہمت مین زور قضا ہے      مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

اون کو مجھ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ مین برقع اور نقاب کے اندر سے ایسے عظیم الشان مجمع کے روبرو اس طرح بے جھجک اور اطمینان کے ساتھ اسپینچ کر سکوں گی۔ وہ میری اسپینچ جہت ن گوش ہو کر سُن رہے تھے، جب مین اسپینچ ختم کر چکی تو اونکے مونہ سے بے اختیارانہ جوش و مسرت کے ساتھ شاباش شاباش نکلا حقیقتاً مجھ کو اون کے ان الفاظ سے بہت مسرت ہوئی۔

اسی دربار کے وقت نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کو بھی صاحب بہادر محتشم لیپنے اپنی اسپینچ مین "نواب احتشام الملک عالیجاہ" کے خطاب سے مخاطب فرمایا، یہ خطاب اسی دن ہرنسلی لارڈ کرزن گورنر جنرل والیسراے ہند نے منجانب گورنمنٹ عطا کئے جانے کا حکم صادر فرمایا تھا جسکی اطلاع ہم کو دربار سے چند لمحہ پہلے ہی ملی تھی۔

اس خطاب کے ملنے سے مجھے اور نواب صاحب کو اور نیز خواہان ریاست کو خاص خوشی حاصل ہوئی، اور ایک ہی وقت مین جبکہ مین فرمان روا سے بھوپال تسلیم کی گئی، نواب صاحب بہادر کو بھی وہ عزت جو نواب کنسرت کو ہونی چاہئے، عطا کی گئی، اور یہ اس ریاست کی بیگیات کی ۴۸ سالہ حکومت مین پہلا ہی اتفاق تھا۔

اسپینچون کے بعد صاحب محتشم الیہ کے روبرو میرنشی رزیدنسی نے کشتیہائے خلعت

پیش کین اور صاحب مخمّم الیہ نے مالائے مروارید میرے گلے میں پہنائی اور میرے خلعت کی کشتیاں اور اسلحہ میری منشی موصوف نے میرے سامنے رکھیں ، پھر نواب صاحب بہادر کے گلے میں کنٹھا ڈالا اور تلوار سپرد کی ۔

نواب صاحب بہادر نے ایک مختصر و کمپ تفریر کی جس میں گورنمنٹ کی عنایت خسروانہ کا شکریہ میری صدر نشینی کی خوشی اور کرنل میڈ صاحب بہادر کے الطاف بزرگانہ اور صاحب پولیٹیکل اینٹ بہادر کی مہربانی پر اظہار احسان مندری تھا ۔

اس تقریر کے بعد انہوں نے ایکس ہو ایک تھان اشرفی گورنمنٹ کی نذرین پیش کین اور پھر صاحبزادہ صاحبان بہادر وزیر صاحب بہادر میر بخش صاحب بہادر کی نذرین پیش ہوئیں ، میں نے صاحب اینٹ نواب گورنر جنرل بہادر و صاحب پولیٹیکل اینٹ بہادر کو اپنے ہاتھ سے عطر و پان دیا ، اور ہار پہنائے ، دیگر گور و پین افسران کو وزیر صاحب بہادر ریاست نے اور باقی کونشی احمد حسن خان منشی ریاست نے عطر و پان پیش کیا ، دربار ختم ہوا اور جس طرح استقبال کیا گیا تھا اسی طرح مشایعت عمل میں آئی ۔

مجھے اور نواب صاحب کو جو خلعت ملے تھے اون میں صبیح ایشیا تھیں :-  
خلعت صدارت ، مالائے مروارید ، سرپیچ ، کنٹھا ، خلعت ہفت پارچہ ، بدوق ، تلوار  
خلعت نواب صاحب بہادر

سرپیچ ، کنٹھا ، خلعت ہفت پارچہ ، تلوار ۔  
اس موقع پر منشی قدرت اللہ مرحوم مخمّم کو ثنات کا جو ریاست کے قدیم ملازم اور عمر آدمی تھے ذکر کرنا نامناسب نہوگا ، انہوں نے اپنی ملازمت کے دوران میں سرکار خلد نشین اور سرکار خلد مکان اور میری صدر نشینی کے دربار دیکھے ، اور اون میں شریک ہوئے ، اپنی

نکھواری کے جوش میں شہ نشین پر باوجود مانعت، اگر کرسی کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ سرکار آپ کا غلام قدرت اللہ جس نے آپ کو گود میں کھلایا اور جو آپ کو گود میں لئے پھرتا تھا آپ کو دعائیں دیتا ہے کہ صد نشینی مبارک ہو! خدا کرے ہم سلور جوہلی گولڈن جوہلی اور ڈائمنڈ جوہلی سائین، اوسوقت اونکا یہ خلوص بہت اچھا معلوم ہوا، اونھوں نے مجھ کو دو سال کی عمر میں آکر دیکھا تھا، وہ پھلے ہلٹن صاحب ریڈنٹ کے منشی تھے اونکی رفاقت و وفاداری پر بھروسہ کر کے ہلٹن صاحب اپنے داماد بچپن صاحب کو دیدیا تھا بچپن صاحب نے انگلنڈ جاتے وقت سرکار ضلع نشین سے اونکی سفارش کی تھی اور سرکار ضلع نشین نے اونکو اپنے سلسلہ ملازمت میں داخل کیا، وہ سرکار ضلع نشین کے خیر خواہ ملازموں میں تھے اور اسی طرح سرکار ضلع کان کی بھی خیر خواہی کرتے رہے اب ریاست نے بوجہ پیرانہ سالی اونکی نیشن مقرر کر دی ہے۔

اوسی دن کرنیل بار صاحب بہادر کو جو جید آباد دکن کے ریڈنٹ تھے اس تقریب کی اطلاع کا تار دیا گیا، کیونکہ اونکو بھی ایک خاص عنایت و خصوصیت اس خاندان سے ہے۔ اس خوشی میں اوسی تاریخ ۲۰ قیدی رہا کئے گئے، اور تیسرے پہر کو میدان پر بیڑھا گیا اور پھر رجمنٹ اعانت شاہی کے فوجی کرتب ہوئے، میں نے اور ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر، نواب صاحب بہادر اور صاحبزادہ صاحبان بہادر نے ملاحظہ کیا۔

منشی کوٹھی جدید پر دعوت تھی، لیکن میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ بعد ڈنر کے مہمان صدرنرل پر تشریف لائیں اور آتش بازی اور روشنی ملاحظہ کریں، کوٹھی نہایت نفاست سے بغیر معمولی طور پر آراستہ کی گئی تھی اور کوٹھی کے احاطہ میں بھی روشنی اور چراغان کا انتظام تھا۔

دس بجے شب کو میں اور نواب صاحب بہادر صاحبزادہ صاحبان بہادر حسب دستور گئے کما ختم ہو چکا تھا، میرے پہونچنے پر کرنل میڈ صاحب بہادر نے دچسب فقروں میں ہزار پیریل مجسٹی کنگ

ایڈورڈ ہفتم و قیصر ہند کا جامِ صحت تجویز فرمایا جسکو سب نے نہایت جوش اور نعرہ ہائے خوشی کے ساتھ نوش کیا، اسکے بعد میں نے حسب ذیل تقریر کی :-

✓ شکر بجا آر کہ مہمان تو

روزی خود مینخورد از خوان تو

مجھکو اس امر سے نہایت خوشی اور فخر ہے کہ کرنل میڈ صاحب اور مسٹر میڈ صاحبہ آج کی رات میری مہمان ہیں، میرے مذہب اور میری قوم میں مہمانوں کی مہمان داری سے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہیں سمجھی جاتی، لیکن میرے لئے یہ موقع ایک خاص خوشی کا اس سبب سے ہے کہ یورپین افسر و جنٹلمین نے مجھکو ایسے موقع پر عزت بخشی ہے، جبکہ میرے سر سے میری معززمان کا سایہ اوٹھ گیا ہے سرکاری افسروں کی خاص مہربانیوں اور عنایتوں نے میری دیکھائی فرما کر مجھکو بہت خوش اور مسرور کیا ہے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جس فرد بشر کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا ہے اسکی آسائش محدود ہو جاتی ہے، مگر جسوقت مجھکو خیال آتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ میری معین اور مددگار ہے اور سوقت میرے جسم میں طاقت آجاتی ہے، مگر میں اپنی اسپیچ کو اس سبب طول نہیں دیتی کہ میں آپ صاحبوں کو تکلیف نہ دو، کیونکہ بعد اختتام جلسہ دعوتِ آتش بازی و روشنی ملاحظہ فرمانے کے لئے دوبارہ محل پر تکلیف دینا چاہتی ہوں۔

قبل اپنی کرسی پر بیٹھنے کے میں اپنے دوست کرنل میڈ صاحب کے جامِ صحت کی تحریک کرتی ہوں اور ادون میڈیز اور جنٹلمین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو میرے اذن پر شریک دعوت ہوئے۔ میری تقریر ختم ہونے کے بعد صاحبِ محبت نواب گزرجنرل سنڈل انڈیا نے میرے جامِ صحت کی تحریک فرمائی اور جملہ حاضرین کی طرف سے ارشاد فرمایا کہ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ جناب عالی ہمیشہ

خوشی اور فرحت سے حکمرانی فرمائی رہیں، اور یو آئیو مارتی نصیب ہو۔

خان بہادر مولوی عبد البچار خان صاحب بہادر سی، آئی، ای۔ وزیر ریاست نے ایک مختصر تقریر کے ساتھ سٹریج لینک صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی، اسی طرح پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر نے وزیر صاحب کے جام صحت کی۔

ڈنر اور تقریر کے دوران مین بیڈ کے راگ نہایت پر لطف معلوم ہوتے تھے، اس کے بعد گیارہ بجے شب کو تمام مہمان روشنی اور آتش بازی کی سیر کو صدر منزل پر تشریف لائے۔

بیرون حصہ شوکت محل موتی محل اور صدر منزل کے سامنے ٹیشے کے گلاسوں اور رنگ رنگ کی لائٹوں کی روشنی تھی جس سے تمام احاطہ ایک بقعہ نور معلوم ہوتا تھا، باوجود ہوا کے تیز و تند ہونے کے ایک بجے تک بخوبی روشنی قائم رہی۔

میدان جنوبی صدر منزل میں آتش بازی نصب تھی مہمانوں کے تشریف لانے کے بعد آتش بازی پھوڑی گئی، آتش بازی اور روشنی کی سیر کے بعد عطر و پان ہوا، اور قریب بارہ بجے کے مہمان ٹھہرتے ہوئے ۸ تاریخ کو صبح کے وقت جیل خانے کا جو بعد سرکار خلد مکان جدید تعمیر ہوا تھا ایجنٹ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا۔

۱۹ کی صبح کو رجنٹ اعانت شاہی کی بارگون اور گھوڑوں اور سامان کا معائنہ کیا، اور وہاں سے نشاط انرا مین مع مسر میڈ صاحبہ سرکار خلد مکان کے مزار پر گئے اور بہت فیر تک کھڑے ہو کر مرحومہ کی خوب بجا ذکر اور اس کے انتقال پر افسوس کرتے رہے، دہلی میں ہنرمیڈ صاحبہ نے لیڈی لینڈون ہسپتال کا معائنہ کیا اور کتاب معائنہ پر اپنی رائے تحریر فرمائی۔

شام کو مین نے لال کوٹھی پر ملاقات باز دید کی، حسب دستور قلعہ فتح گڑھ سے سلامی سہ ہوئی، اور ملاقات باز دید کے بعد نواب صاحب بہادر و صاحبزادہ صاحبان کا صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل

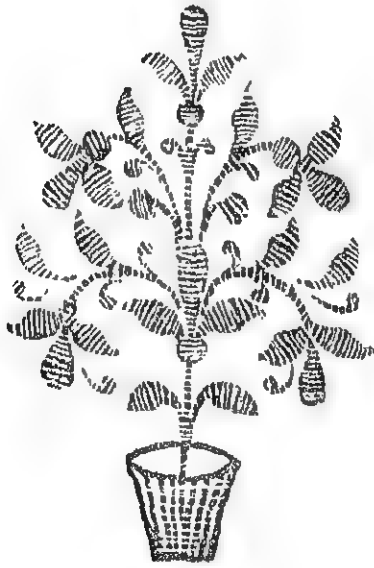
وصاحب پولیٹکل ایجنٹ ہمارے ساتھ فوٹو لیا گیا، اور سسر میڈ صاحبہ نے بطور یادگار محبت اپنے ساتھ بھی تصویر لی۔

۹ ریحے شب کو مع ہمراہیان کے نہضت فرمائے اندر ہوئے، چونکہ روانگی پر ایوٹ تھی لہذا باضابطہ شالکت نہیں ہوئی۔

بروز دوشنبہ دوپہر کے وقت سلامی کی توپین سرگئیں اور پھر وقتاً فوقتاً دوسرے مہمان بھی رخصت ہوئے۔

راجہ صاحب راجکٹھ نے بلحاظ تعلقات قدیمانہ ایک جوڑا مع دو گھوڑوں کے بھیجا تھا، ادا کیا قبول کر کے معتمدین کو خلعت و انعام دیا گیا۔

صدر نشینی کی تنہیت میں جن صاحبوں نے خرائط و خطوط بھیجے تھے ادا کیا جواب میں شکریہ ادا کیا گیا اور اہکاران ریاست کو جنہوں نے اس تقریب میں اپنے فرائض خوش اسلوبی اور محنت سے ادا کئے تھے انعام دیا گیا۔





## باب (۳)

## ولیعہدی نواب محمد نصر اللہ خان صاحبہادر

سرکار خلد مکان کے انتقال کے بعد اونکی وفات کے منج اور بے انتہا پریشانیوں اور ہجوم کار کے باعث نواب محمد نصر اللہ خان کی ولیعہدی کے متعلق کوئی فوری تحریک نہیں کی گئی اور نہ اس فوری تحریک کی کچھ ضرورت تھی۔

در بار صدر نشینی کے کچھ نوٹوں قبل حسب دستور ریاست اونکے پاس مسودہ اقرار نامہ بھی گیا جسکو اونہوں نے مکمل کر کے اپنی عرضی کے ساتھ میرے پاس واپس بھیجا جسکی نقل حسب ذیل ہے :-

قلم اول۔ میں اقرار کرتا ہوں اور نوشتہ دیتا ہوں کہ میں ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ریاست کا رہوگا، اور جو اقلام میں نے ذیل میں درج کی ہیں واقعی اون کے پابندی اختیار کر دوں گا اگر خلاف اوسکے کوئی امر ظہور میں آویگا تو سرکار عالیہ اور حکام عالیہ مقام کو مجھے تنبیہ و مواخذہ کرنے اور اوس حرکت سے مجھے باز رکھنے کا اختیار ہے۔

قلم دوم۔ مردمان اوہاں میں جو چاہیں کو یا ایسے لوگوں کو جو بدخواہ ریاست ہوں یا جسکا آنا بجانہا۔ والدہ ماجدہ ناپسند کریں میں ہرگز اپنی صحبت میں نہ آنے دوں گا، اور نہ اون سے سلام و پیام کروں گا اور نہ کسی ملازم برطرف شدہ ریاست، وڈیوڑھی کو ظاہر باطن اپنے پاس نوکر رکھوں گا۔

اسیہ ریاست ہذا میں یہ دستور قدیم ہے کہ اولاد وئیس سے اقرار نامہ لیا جاتا ہے، چنانچہ جب سرکار خلد مکان ولیعہدی ہوئے تو اون سے بھی اقرار نامہ لیا گیا، اور جب ولیعہدی ہوئی تو اگرچہ سو وقت یہ سب اس کے کہ میری عمر ۱۱ سال کی تھی اقرار نامہ نہیں لیا گیا مگر میں جب سن تیز کو پہنچی تو اقرار نامہ تحریر کرایا گیا۔

قلم سوم۔ مسلک میرا اہل سنت و جماعت حنفی المذہب ہے، اپنی آخری حیات تک اسی مذہب پر قائم رہوں گا، کسی اغویا کسی خواہش نفسی کی وجہ سے تبدیل مذہب نہ کروں گا۔

قلم چارم۔ میری اولاد کی بیاہ شادی، تعلیم و تربیت، انتظام بود باش وغیرہ حسب تنجیز و تسلیوی جناب والدہ ماجدہ کے ہوگی، اور میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن معاشرت و خلق و محبت کا برتاؤ رکھوں گا خلاف طریقہ شرفا جبر و تعدی سے پیش نہ آؤں گا، اور بلا رضا مندی جناب والدہ ماجدہ دوسرا نکاح نہ کروں گا۔

قلم پنجم۔ جو جاگیر و معاش میرے مصارف کے لئے سرکار عالیہ مقرر کرے گی وہ مجھے منظور ہوگی اور بموجب اوسی کے مصارف اپنی ڈیوٹی کے رکھوں گا، ایسی فضول خرچی نہ کروں گا جس میں نوبت فرض کی پھونچے۔

قلم ششم۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تحریر و تقریر اکبھی کوئی شکایت و برائی والدین کی کسی اہل کار یا حکام انگریزیہ نہ کروں گا، اور نہ اون سے بالا بالا کوئی تعلق تحریر و تقریر رکھوں گا، اگر کوئی تکلیف مجھ کو ہوگی تو اسکو جناب والدہ ماجدہ رئیسہ عالیہ کی منتہین پیش کروں گا۔ قلم ہفتم۔ میں اپنی ڈیوٹی کے انتظام میں پابندی قانون ریاست یا اون امور کو جو وقتاً فوقتاً مجھ کو سرکار عالیہ ہدایت فرماتی رہیں گی جاری رکھوں گا، اور ایسے لوگوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت جو مفہ و بدخواہ و بدچلن ہوں مجھ پر دہچو پچھنے حکم کے وقت کھڑے نہ ہوں۔ قلم ہشتم۔ میں اون مشاغل کو جو خلاف طریقہ شرفا و امرا ہوں یا تنکی و مفید مذہب بد نظمی اور بدنامی ہونے کا احتمال ہو رہا ہو انہیں نہ کروں گا۔

قلم نہم۔ میں بموجب دستور ریاست بغیر استجازات رئیسہ عالیہ کہیں جانے کا قصد نہ کروں گا اگر کہیں جانا چاہوں گا تو پیشتر سرکار عالیہ سے اطلاع و تصدیق کر لیا کروں گا۔

قلم دہم۔ جو مرتبہ ریاست میں جس کسی اہلکار یا بھائی بند کا مقررہ عین سپہ میں بھی اویس طرح  
سلام و کلام و تقریب و دربار وغیرہ میں حفظ مراتب کا لحاظ رکھو گا، تاکہ کسی کو کوئی  
شکایت اور وجہ دل شکنی نہ ہو، خصوصاً اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ  
مجھے زیادہ تر اس کا لحاظ رہے گا۔“

اقرار نامہ موصول ہونے پر ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ ہجری کو وزیر ریاست کو تحریر کیا گیا کہ یہی  
طرف سے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر گورنمنٹ آف انڈیا میں ولیعہدی کی تحریک کریں پیٹنچ  
اونہوں نے اس معاملہ میں صاحب پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا اور صاحب درموصوف نے اس تحریر کو گورنمنٹ  
آف انڈیا میں بھیج دیا۔

جب گورنمنٹ سے جواب آنے میں کچھ وقفہ ہوا تو ثانیاً بذریعہ ڈاکٹر ڈین صاحب بہادر  
انچارج پولیٹکل ایجنٹ یاد دہانی کی گئی، صاحب بہادر موصوف نے بذریعہ یادداشت ۱۹ اکتوبر ۱۳۱۹ھ  
اطلاع دی کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے درخواست ولیعہدی کو منظور کر لیا ہے۔

اوس یادداشت کے آنے پر حکیم حبیب اللہ ہجری کو کل کمکات صدر و مفصلات میں  
احکام جاری کئے گئے اور ولیعہدی کا اعلان شایع کیا گیا۔



## باب میری ابتدائی شکلات اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کی وفات

مجھے عنان ریاست ہاتھ میں لینے کے بعد جو شکلات پیش آئیں اوسکے خاص وجہ تھے، سرکار  
خلد مکان ۱۲۵۵ھ ہجری میں سند نشین ریاست ہوئی تھیں، اور اوسوں نے جس محنت و سرگرمی  
اور بیدار مغزی سے کام کیا وہ گورنمنٹ برطانیہ اور عامہ رعایا میں تعریف و تحسین کے ساتھ دیکھا گیا۔  
گورنر جنرل ہند اور افسران رزیدنسی کی تحریریں اور وزیرین اوس زمانہ کے دیکھنے والے انہیں  
اور خود تانچ تاج الاقباج کے اوراق اس امر کے شاہد ہیں کہ سرکار خلد مکان میں ایک غیر معمولی  
سرگرمی اور ولولہ امور ریاست کی انجام دہی کا تھا، اسی کے ساتھ اوس زمانہ میں خداداد قابلیت  
اور حیرت انگیز بیدار مغزی بھی تھی، گھنٹوں وہ امور ریاست میں مصروف رہتے، اور سرگرمی کو اپنی  
عقل سلیم سے سلجھاتے، اراکین ریاست موجود تھے، اور ہر صیغہ کا ایک ذمہ دار افسر تھا، مگر خلد مکان  
ہر ادنیٰ و اعلیٰ ذمہ داری اپنی ذات کے ساتھ متعلق سمجھتی تھیں، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روز افزون اصلاحات  
و ترقیات کا دورہ رہا، رعایا آباد تھی، انتظام ملک احسن طریقہ پر تھا، کسی قسم کی بجز ترقی رعایا و ریاست  
اور کوئی فکر و امن گیر نہ تھی۔

۱۲۵۵ھ ہجری میں حسب شرع شریف ازدواج ثانی کیا، نواب صدیق حسن خان صاحب  
کے علم و فضل اور قابلیت پر بھرپور مسرت تھا، اور اس میں شک نہیں کہ ابتدائیں نواب صاحب نے اپنے  
عمدہ امدادی لیکن کچھ عرصہ بعد جب امور ریاست سے یک گونہ دل جمعی ہوئی اور انتظامات  
مرضی کے مطابق مکمل ہو گئے، تو سرکار خلد مکان نے اعتدال سے کیسے زیادہ اعتماد شروع کیا، مگر

اس اعتماد کے لیے اوپر کوئی الزام کی طرح عائد نہیں کیا جاسکتا  
دنیا میں بیوی کو شوہر سے اور شوہر کو بیوی سے زیادہ کسی پر اعتماد نہیں ہو سکتا، پس سرکار خلد کا  
کا اپنے شوہر پر اعتماد کرنا کسی طرح بھی قابلِ اعتراض نہیں ہو سکتا، اگر انکی دوسری بی بی اور اولاد نہ ہوتی  
تو یقینی امر تھا کہ اونسے زیادہ کوئی بھی بھر در ریاست نہ ہوتا۔

نواب صاحب نے ایسے لوگوں کو اسور ریاست میں داخل کیا جنکی طبیعتیں کی طرح اس میں سکون سے  
رہنے والی نہ تھیں، اسی کے ساتھ ہی میرے معاملات میں بھی پچیدگیاں پیدا ہو گئیں جنکا پر حسرت  
بیان ناظرین فی نزک سلطانی میں مطالعہ کیا ہوگا، خود غرض اشخاص و عہدہ داروں کی کارروائیوں کی کوئی روک  
تھمی انتظامات میں عظیم تعمیرات ہو گئے، سرکار خلد مکان کی سرگرمی اور محنت نے ریاست کو جس  
ترقی پر پہنچا دیا تھا اب وہ پیچھے ہٹنے لگی، اور پھر جو افسوسناک نتائج ظہور پذیر ہوئے وہ سب نیا پر  
ظاہر ہیں۔

ان نتائج کے بعد با اختیار وزیر کا تقرر ہوا، اور کرنل وارڈ نے اس عہدہ کا چارج لیا،  
بلاشبہ کرنل وارڈ نہایت نیک دل اور مدبر وزیر تھے، انہوں نے عہدہ اصلاحات کین اور وزیر  
سرکار خلد مکان نے پھر توجہ شروع کی مگر انکی طبیعت میں ایک قسم کی بدلی پیدا ہو گئی تھی مجھے اس میں  
مطلق نظام نہیں کہ سرلیپل گریفن کے زمانہ کے واقعات نے سرکار خلد مکان کو نہایت افسردہ خاطر اور  
شکستہ دل کر دیا تھا، اور اب وہ جیسا کہ انکو سمجھا دیا گیا تھا، اصلی ذمہ داری وزیر ریاست کی  
ہی تھی تب بھی پھر وہ ان اختلافات کی کاوش کے لئے تیار نہ تھیں، جو انتظامی امور میں وزیر با اختیار  
کے ساتھ آئے دن پیش آتے رہتے، لہذا انہوں نے وزیر کی رائے پر زیادہ اعتماد کیا اور ایسی  
صورت میں کیونکر ممکن تھا کہ اعتماد نہ کیا جاتا۔

میں شخصی ریاستوں میں وزارت با اختیار کو اصولاً مفید نہیں سمجھتی، ہر شخص فطرتاً اپنے

اختیارات کی وسعت اور اپنی رائے کی پیروی کا خواہش مند ہوتا ہے، اور جب وہ اپنے اختیار میں کوئی نقص پیدا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے یا اپنی رائے کی مخالفت پاتا ہے تو اگر وہ مین وفادار یکا مادہ بدرجہ کمال موجود ہے تو خموشی اختیار کرتا ہے ورنہ سوجیوں سے اپنی کامیابی کے لئے کوشش کرتا ہے۔

ایسی صورت میں حاکم اعلیٰ کو نہایت دشواریاں پیش آتی ہیں، اگرچہ دنیا ایسے لوگوں سے خالی نہیں ہے جنہیں یہ باتیں نہوں مگر وہ بہت شاذ ہیں، اسکے علاوہ رعایا و ریاست کے ساتھ اسکو وہ ہمدردی کی طرح نہیں ہو سکتی جو رئیس و خاندان رئیس کو ہوگی اسلئے جہاں تک ممکن ہو رئیس ہی کو خود کامل طور سے امور ریاست کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہئے۔

غرض سرکار خلد کان کے آخری دم تک وزارت با اختیار قائم رہی اور کچھ نہ ایمان نہیں اسی سسٹم کا نتیجہ تھیں جب تک کرنل وارڈ صاحب بہادر وزیر ریاست رہے اس میں شک نہیں کہ کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی، بلکہ خرابیوں کی اصلاح ہوتی رہی، اور ان کے باعث اختیار علی خان کی وزارت میں توجہ جو مصیبتیں رعایا و ریاست پر نازل ہوئیں تمام ہندوستان میں مشہور ہیں اور ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور ان کے مرنے کے بعد مولوی عبد الجبار خان صاحب وزیر ریاست ہوئے سرکار خلد کان کا ایک اور نیکو بھی کامل آزادی دی اور ہر طب و لباس کا ذمہ دار کر دیا، بیشک مولوی عبد الجبار خان نہایت متدین قابل ورنیک تھے مگر وہ اور خرابیوں کی جو پیدا ہو گئی تھیں اصلاح سے مجبور تھے، کچھ تو اس وجہ سے کہ وہ بوجہ پیرانہ سالی ایسی سخت محنت گوارا نہ کر سکتے تھے، اور کچھ اس وجہ سے کہ انکو مالی و انتظامی کاموں میں تجربہ کامل نہ تھا، اس میں شک نہیں کہ سرکار خلد کان نے وزارت کو اکثر موقعوں پر ہدایات کیں، لیکن کچھ تو اس خیال سے کہ وزارت با اختیار ہے اور کچھ وزیر اکبر الہ آباد اور انہوں نے فاضل دیو کو قریباً بالکل ہی ترک کر دیا تھا آخر کار یہی وجہ وزارت کی آزادی قائم نہ ہونے کی ہو گئی۔

سال آخر میں سرکار خلد مکان کی طویل علالت سے ہر صینے کے ملازمین کی جسارت اور بھی بڑھ گئی تھی، اور انھوں نے جس وقت اور جس جگہ موقع ملا بددیانتی کا ارتکاب کیا، میں نے جب خزانہ اور توشک خانہ کے مصارف کی حاضری لی تو خزانہ ریاست میں صرف چالیس ہزار اور ڈیوٹی میں دلا روپیہ موجود تھا، پانچ لاکھ روپیہ چنی لال خزانچی کی تحویل سے کل گیا، جس کا پتہ نہ تھا خزانچی کہتا تھا کہ عبدالحسین کے حوالہ کیا گیا، عبدالحسین کو اس سے انکار تھا۔

عبدالحسین جو ہر قسم مصارف ڈیوٹی پر ہی خاص تھا، اس کے کل کاغذات حساب شکوک و محکوک تھے، گلچمن جس کے سپرد توشک خانہ خاص تھا اس کی بھی حالت ایسی ہی تھی تمام کاغذات غیر مرتب اور تمام جبرئیل شکوک و محکوک ہو رہے تھے، بہت سا زیور جو لوگوں کو دیا گیا تھا اور جو موجود تھا، لکھا ہوا نہ تھا، اور جو لکھا تھا، اس کا حلیہ ایسا تھا جس سے طلق مطابقت نہیں ہوتی تھی اور کچھ پتہ نہ چلتا تھا، زمانہ علالت میں کچھ تو اپنی فیاضانہ طبیعت سے اور زیادہ تر خود غرض اور بندگان زر کی اظہار خواہش اور طامعہ داد و شہر کل سلسلہ برابر جاری تھا اور اس داد و شہر کے حسابات سب خلط ملط اور بے انتہا ابتر تھے اور ان کا استقدر انبار تھا کہ چند سال میں بھی ان کی نتیجہ مشکل معلوم ہوتی تھی جس میں نہ شخص کو کوئی بات سرسری طور پر دریافت کی جاتی تو وہ جواب صاف نہ دے سکتا مگر خیانت کے آثار چہروں سے ظاہر ہو جاتے۔

چونکہ سرکار خلد مکان کو بوجہ علالت بادی النظری ملاحظہ کی بھی قوت نہ تھی، اس لئے یہ لوگ ان جرائم پر اور بھی دلیر تھے، نستر اور فریدون خان اور محمود خان کے زمانہ کے حسابات اور بھی زیادہ ابتر تھے، یہ لوگ مرچکے تھے اور ان کی جواب دہی کسی شخص کے ذمہ نہ تھی۔

اس کے علاوہ اس ریاست میں کا بیستانہ حساب جاری تھا جس میں ایسی اصطلاحیں موجود ہیں کہ ان کے باعث نگرانی اور محنت کی سخت ضرورت ہوتی ہے ورنہ اہلکاران کو نقصان و

تنبہ کے موقع ملتے ہیں۔

خزانہ کی یہ حالت تھی کہ چند ماہ تک تقسیم تنخواہ میں بھی بے ترتیبی رہی نظر اور تحصیلدار اپنی اغراض ذاتی کی وجہ سے وصولی مالگداری کی طرف سے بالکل غافل تھے۔ ان حالات نے زمانہ علامت ہی میں سرکار خلد مکان کو متروک کر دیا تھا ایسی حالت میں بجز اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ حساب کی تیقح کو سر دست ملتوی رکھ کر موجودات ہی کی حاضری لے لی جائے۔

غرض میری صدر نشینی کے وقت جو کاغذات و اصلباقی دیکھے گئے تو معلوم ہوا کہ سال تمام کی کل آمدنی اٹھارہ لاکھ رہ گئی خزانہ میں صرف چالیس ہزار روپیہ موجود تھا، تنخواہ ملازمین کا صرفہ دو لاکھ روپیہ ماہوار تھا، بیج الاول کی تنخواہ تقسیم ہونے میں دس سپندرہ دن باقی تھے اور کوئی سبیل روپیہ کے وصول ہونے کی نظر نہ آتی تھی، میں ان حالات کو دیکھ کر سخت متفکر تھی جس کا اندازہ ناظرین خود کر سکتے ہیں، تنخواہ تو ڈیوٹی خاص سے خزانہ ریاست کو قرض دیکر تقسیم کر دی گئی، لیکن آئندہ کے لئے نہایت متروک تھی۔

چونکہ اسٹارٹ کی قسط کا زمانہ تھا، انظار تحصیل داران کو وصول مالگداری کے لئے تاکید جاری عام صادر کئے گئے، ریلوے کی آمدنی کے لئے وزیر ریاست کو تاکید کی گئی، تنخواہ سے دنوں میں روپیہ آنا شروع ہو گیا لیکن بعد جب اور کارخانوں اور مالی صیغوں کے کاغذات دیکھے گئے تو انکو بھی خراب حالت میں پایا اور ہر بند و بست جن اصول پر ہو رہا تھا، اس سے آئندہ کی خرابیوں کا خطہ اور زیادہ ہوتا تھا بند و بست بہت سی سالہ کے بعد وہ سالہ بند و بست ہوا تھا۔ اور ہنوز اس کے نتائج اچھی طرح مترتب نہ ہوئے تھے کہ بند و بست سی سالہ تجویز کیا گیا مگر جمع بندی اور نکاسی بالکل فرضی تھی کاغذات میں سخت اختلاف تھا، اس حالت اور طریقہ پر بہت غور کیا گیا بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ بالفضل بند و بست کی کارروائی ملتوی رکھی جائے، اور جو مسئلہ کہ وزارت سے ملے ہو کر ملتوی کیے آئی ہیں ان پر مزید غور کیا جائے۔



لیکن وزیر صاحب ریاست کی رائے تھی کہ جو میعاد قرار دی گئی ہے مستور ہے، بہنو کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی گئی تھی کہ میری نظر سے کہلنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل والیس رائے ہنس کا رزلوشن جوہر جنوری سن ۱۹۰۷ء کے گزٹ آف انڈیا میں شائع ہوا تھا گورنر جنرل میں نہایت قابلیت کے ساتھ گورنمنٹ ہند کے طریقہ انتظام مالگذازی کی نسبت رائے ظاہر کی گئی ہے اور میعاد بندوبست کے اصول دکھلائے ہیں، اور طویل میعادوں کا بندوبست ناپسند کیا گیا ہے، اس سے میری رائے میعاد کی کمی کے متعلق اور بھی مضبوط ہو گئی

میں نے بندوبست کی کارروائی تھوڑے عرصہ کے لئے ملتوی کر دی تاکہ کامل غور و بحث کے بعد میعاد کی بابت مستقل رائے قائم کی جاسے۔

میری ان شکلات کے وقت نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر نے عمدہ مشورون اور شبانہ روز کی گفتون سے نہایت پیش بہادری اور دینی شروع کی

اس طرح کی مدد و تجر اوں شخص کے کوئی نہیں دیکھتا جو میری ہی طرح دل میں ٹکرا اور دود نہ رکھتا ہو اور میرے اعزاز کو اپنا اعزاز اور میری تکلیف کو اپنی تکلیف نہ سمجھے، لیکن مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ وزیر ریاست کے دل میں خود اختیاری حکومت کی رہوا بہر گئی تھی وہ پہلا سا طریق عمل چاہتے تھے اور او کا منشاء ہر ایک کام آزادانہ اور خود مختارانہ کرنے کا تھا، وہ ذرا بات دریافت کرنے اور اپنی رائے سے جزوی اختلاف کرنے سے بھی کبیدہ ہوتے تھے، میں چاہتی تھی کہ ہر ایک تجویز پر آزادی سے پورے طور پر بحث کروں اور خود بھی ہر ایک پہلو کو سوچوں جیسا کہ فی الحال اپنے نائبوں سے اکثر بحث اور شور مچاتی رہتی ہوں، مگر وزیر صاحب میرے ہر ایک کام کو اپنے ہاتھ سے انجام دینا اپنا اختیار ات اور منصب کے تنزل کا باعث جانتے تھے۔

یہاں یہ کہنا بے موقع نہ ہوگا اور نیز اپنی پس ماندوں کی ہدایت کیلئے بھی لکھنا ضروری جانتی ہوں کہ جب تک صاحب خانہ یا جاگیردار یا حاکم یا اختیار خود اپنی دل توجہ کے ساتھ اپنے کانونکی نگرانی نہ کرے گا اور انکو دلچسپی کے ساتھ انجام نہ دے گا، بجز اتنی کے کوئی عمدہ ثمر حاصل نہیں ہو سکتا یا بخود شخص حکومت میں غفلت و آرام طلبی یا دوسروں پر بھروسہ کر کے نگرانی ترک کر دینے سے کبھی خوش انتظامی پیدا نہیں ہو سکتی، اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہر کارخانہ کے لئے ایک بڑے انجن اور مضبوط اور نفیس کلون کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ کلین انجن کے ذریعہ سے چلتی ہیں، لیکن انجن کے لئے ہوشیار انجینئر کی تفتیش ہو کر تھی ہے، اگر انجینئر دیکھ بھال اور ہوشیاری نہ کرے گا تو انجن اور کلین ضرور بیکار ہو جائیں گی۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ایک انسان کل کام نہیں کر سکتا مگر خیر نگاہ اور قابل ارادین کو جمع کرنا اور خود بھی ہر ایک صیفہ کا نگران رہنا نہیں کو اپنا ضروری فرض سمجھنا چاہئے غرض ان حالتوں میں پہلے ہی کمی اخراجات کی ضرورت معلوم ہوئی اوسکے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ کمی اخراجات بغیر تخفیف کے ممکن نہیں اور جب تخفیف ہوگی تو مخالفت کیا کیا نہ مشہور کریں گے، کیونکہ پہلے ہی مخالفت طرح طرح کی افواہیں اڑا کر لوگوں کو بدظن کر رہے تھے، میری ذرا ذرا انتظام پر مکتہ چینی کی جاتی تھی، اور بھکومت گیر اور سخت مزاج کہا جاتا تھا۔

میں نے آمدنی و اخراجات کی کیفیت دیکھ کر تخفیف کی تجویز کی، نواب صاحب بہادر مانع نہ ہوئے اور کہتے کہ یہ زمانہ ایسا نہیں کہ تخفیف کی جاسے مگر اگرچہ اصلاح کی ضرورت مانتی اور غور و خوض کرتی لیکن پھر یہی رائے قرار پائی کہ تخفیف ملتی رہی جائے۔

غرض ملازمان کی تخفیف ملتی رہی مگر کارخانوں وغیرہ میں تخفیف شروع کی اور ایصال بقایا کا محکمہ قائم کیا۔

ان ہی انتظامات کے ساتھ مجھے اور نواب صاحب بہادر کو یہی خیال تھا کہ اس خبر کو

تقریب شادی بھی ضروری ہے کیونکہ جس خیال سے کہ تقریب رخصت ملتوی کی گئی تھی، اس کا وجود ہی نہ رہا چنانچہ ”یہ سوال“ اس تقریب کی تاریخ مقرر کی گئی۔

ہمارا خیال اس تقریب کو الوالعزمی سے کرنے کا تھا، اور ہماری یہ خواہش تھی کہ اس تقریب کا ایسے ہی وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جائے جیسا کہ رئیسوں میں ہوتا ہے، لیکن انتظام میں یہ خصوصیت ہو کہ فضولیات سے اجتناب کیا جائے، اور عامہ رجایا اس سہرت میں شریک ہو کر فائدہ حاصل کرے۔

ماہ رمضان کے اول ہفتہ سے دعوتوں اور جوڑوں کا سلسلہ جاری کر دیا گیا، روزانہ محل پر افطار ہونا مختلف فرقوں کی دعوتیں ہونیں اور نینڈ بختا، اور خوشی خوشی نواب صاحب ہمارے مہمانوں کو عطر و پان دیتے۔

میں اپنی کتاب کی پہلی جلد (ترک سلطانی) میں صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے کلام مجید حفظ کرنے محراب سنانے اور نواب صاحب پہلے در کی خاص خوشی اور شوق کا ذکر کر چکی ہوں، اب اونکی بڑی خوشی یہ تھی کہ صاحبزادہ موصوف کے ختم کلام مجید کے روز بڑی دھوم دھام سے تمام اخون دار اکین یاسنت و معزین وغیرہ کو جو پہلے شریک نہ ہو سکتے تھے اس موقع پر شریک کر کے رئیسانہ تقریب کریں۔

کیونکہ پہلے جو تقریب کی تھی، وہیں بسبب سرکار خاندان کی کشیدگی کے وہ اپنا حوصلہ نہ نکال سکتے تھے، موفی محل کے سامنے والے میدان میں ایک بڑا شامیانہ نصب تھا، جس میں سامعین کے آرام و افطار اور کھانسیکا انتظام کیا گیا تھا۔

آؤ اُس رمضان المبارک سے ہی صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان برابر محراب سنانے لگے، اور نہایت شان کے ساتھ نماز تراویح ادا ہوتی تھی۔

نواب صاحب اعلیٰ اوصاف سپاہیانہ بھی رکھتے تھے اس لئے سب سے پہلے اون کی توجہ رسالہ اردنی خاص کی طرف مبذول ہوئی، انہوں نے طرح طرح کی دلدیوں کے نمونے منگوا کر ایک

وضع کی دردی انتخاب کی، اپریل سروس ٹروپس سے پکتان جبل لقیوم جان کی خدمات کو رسالہ کی درستی اور اسکو باقاعدہ بنانے کے لئے منتقل کرنے کی تجویز میرے سامنے پیش کی جسکو میں نے منظور کیا۔

چونکہ عید الفطر ہی قریب تھی اور میرا عید گاہ میں جا کر نماز عید میں شریک ہونا ضرورت تھا، اس لئے خود عید گاہ ملاحظہ کرنے گئے۔

غرض ۲۳ رمضان ۱۳۱۹ھ کو شنبہ کے بارہ بجے تک وہ کام میں مصروف تھے، ناشی خوشی الٹے جو روکاری کے ناشی تھے اس شب کو اجاڑا و اعزاء کو خطوط اذن شرکت دعوت کے لئے لکھوائے میں زہی ۱۲ بجے رات تک کام کیا، ایک بجے کے قریب بیڑا پی پیش خدمت کو بھیجا کہ جا کر دیکھئے کہ نواب صاحب کام سے فارغ ہو گئے یا نہیں، تاکہ میں ایک خدمت کے متعلق اون سے مشورہ کر لوں، اس نے اگر جواب دیا کہ ہنوز کام کر رہے ہیں، چونکہ رات زیادہ ہو چکی تھی میں اپنے کمرہ میں باکیہ کئی ۳ بجے مجھے پیش خدمت نے یہ کہہ کر کہ سحری کا وقت ہو گیا ہے اٹھایا، جب میں بیدار ہو گئی، تو مجھے کہا کہ ”نواب صاحب نہیں اوتھتے ہیں“ میں خود گئی کہ اون کو اوتھائوں، آواز دی، نہ جاگے، پھر دوبارہ سہ بارہ آواز دینے پر بھی نہ جاگے، تو ایک نامعلوم صدمے نے میرا دل بٹھا دیا، بیٹے غور کر کے دیکھا تو نفس کی آمد و شد مفقود اور نبض کی حرکت بند تھی، فوراً نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو طلب کیا گیا، وہ دونوں گھبراہٹ سے آئے، پہلے کرنل صاحب آگئے تھے انہوں نے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نواب صاحب کو دیکھو نبض سا قاطب اور تنفس بند ہے، اتنے میں نواب محمد نصر اللہ خان محل سے آگئے انہوں نے بھی یہی سوال کیا اور وہی جواب سنا، دونوں پر عالم سکوت و حیرت طاری ہوا اور سخت صدمہ ہوا۔ میں نے نواب محمد نصر اللہ خان سے کہا کہ ”خطبہ و صبر کرو اور تم حکیم سید نور الحسن

اور ڈاکٹر ولی محمد (فیلی ڈاکٹر) اور وزیر صاحب کو بلاؤ، انہوں نے ان سب کو فوراً بلوایا۔

نواب صاحب جنت آرا نگاہ کی ہمیشہ صاحبہ کو اطلاع دی گئی، سب سے پہلے حکیم نور الحسن آئے انہوں نے علامات سکتہ کو دیکھنا شروع کیا اتنے میں ڈاکٹر ولی محمد بھی آگئے، انہوں نے بھی آئے لگائے گو مجھے اونکی موت کا کامل یقین ہو گیا تھا، لیکن ایسی حالت میں پھر بھی امید پیدا ہو جاتی تھی وہی امید مجھے اس جملہ کے سننے کے لئے مضطرب کئے ہوئے تھی کہ سانس باقی ہے اور نبض کی کھرت جاری ہے، لیکن یہی آواز آئی کہ جو کچھ خدا کا حکم ہوتا تھا ہو چکا۔

ان الفاظ نے بالکل امید منقطع کر دی اور وہ صدمہ پہنچایا جو بیان نہیں ہو سکتا، دراصل صدمہ کا لفظ ظلم سے لکھا جاسکتا ہے، اور زبان سے بولا جاسکتا ہے لیکن نہ او کی حالت تلفظ سے ادا ہو سکتی ہے اور نہ کسی طرح تحریر میں آسکتی ہے، اسی عرصہ میں منادی سحر کی ٹوپ چلی اور سب روزہ دار ہو گئے۔ ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسے وقت میں جبکہ سچے مشیروں اور قابل ہمدردوں کی مجموعت ضرورت تھی ایک ایسے بیدار منہر خیر خواہ گرامی قدر مشیر کا جس نے (۲۷ سال ہر طرح کی رقت اور خیر خواہی میں بیسرے ساتھ بسر کئے اور جس سے زیادہ دنیا میں کوئی عمدہ اور قابل مشیر نہ تھا، خانگی معاملات اور ریاستی انتظامات میں جیسی اعلیٰ اور صائب راہیں انہوں نے دیں، اوجس ولسوزی کے ساتھ میری ہمدردی کی اوسکا کامل اندازہ میرا ہی دل کر سکتا ہو پس اوسکا یکایک انتقال کر جانا میرے لئے کیسا سخت دل شکن اور غم انگیز حادثہ تھا۔

اگر ہم غمناک حادثات کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو بہت سے حادثے ایسے ملین گے جو خدا کے نہایت نیک اور برگزیدہ بندوں پر گزرتے ہیں اور اونسے محض قضاۃ الہی پر صبر کی آزمائش مقصود ہوتی ہے دراصل خداوند کریم انسانوں کے صبر کی آزمائش صدمات و تکالیف سے کیا کرتا ہے، اگر انسان اوس آزمائش میں جو صبر کا حقیقی مفہوم ہے پورا اترتا ہے تو وہ کامیاب سمجھا جاتا ہے اور خدا اوس کو

اپنی محبت اور رحمت کی خوش خبری ان مقدس الفاظ میں دیتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ شَيْئًا مِّنَ  
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَكَثِيرٌ مِّنَ الَّذِينَ  
إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ  
صَلَوَاتُكَ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

مجھ پر جو عین شکلات کے وقت سینخت حادثہ گذرا وہ درہل میرے صبر کا امتحان تھا میں نے  
خدا کی مرضی پر صبر کیا اور قضاے الہی کے سامنے تسلیم کیا کہ آیات کریمہ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ  
الْوَكِيلُ (و) نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ کو اپنا در دیا جو میرے دل کو ایقان  
دیتی تھیں کیونکہ خداے غوثِ جہاں فرماتا ہے الْآيَةُ كَيْفَ اللَّهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

محل کے تمام آدمی جمع تھے وزیر صاحب ریاست خبر پاتے ہی سر اسیمہ اور پریشان آئے  
نواب صاحب کی لاش دیکھ کر بے اختیار منہ سے آہ نکل گئی، صاحبزادے باپ کے جب بیجان  
کے پاس بیٹھے تھے چہرہ پر پشیمردگی چھائی ہوئی تھی، اور آنکھوں سے اشک جاری تھے۔

صاحبزادہ حمید اللہ خان جن کی عمر سات سال کی تھی اوس وقت آرام میں تھے،  
اون کو اس حادثہ کی خبر ہی نہیں کی گئی کیونکہ اس امر کا بڑا اندیشہ تھا کہ ایسی حالت میں اوٹھنا اور  
نازک دل کو سخت صدمہ پہونچا لگا کر جب وہ صبح کو اوٹھے تو اونہوں نے اپنے آپ کو دنیا میں یتیم پایا۔

اوس وقت اوس یتیم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونا اور اپنے باپ کی شفقتوں کو یاد  
کر کر آہ سرد بھرنا اور بھی بھلی کام کرتا تھا۔

دونوں بڑے بھائی (نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد علی اللہ خان) اپنے چھوٹے  
بھائی کو تسکین دیتے دیتے خود آبدیدہ ہو جاتے، میرے دل کا صدمہ اس حسرت کو اور بھی بڑھ جاتا تھا  
کہ نہ علاج کا موقع ملا اور نہ تیمارداری کا۔

نواب جیسا اگرچہ نہایت نیک تھا لیکن ان کی قسمت میں بچہ خانگی خوشیوں کے جو میری ذات اور اولاد سے وابستہ تھیں کسی قسم کی مسرت نہ تھی۔

بچپن میں ہی سب سے زیادہ مہربان اور مہربانی سرکار خلد نشین کا دلغ نصیب ہوا، ان کو بعد اگرچہ وسیط طرح سرکار خلد مکان کی شفقت کا لطف حاصل ہا لیکن تھوڑی ہی عرصہ گزرا تھا کہ نواب صدیق حسن خاں کی کاوشوں نے ان کی تمام خوشیوں کو تلخ بنا دیا پہلے سرکار خلد مکان کی شفقت رہی اور نہ محبت۔

جب میں صدر نشین ہوئی تو اب ان کی قابلیتوں کے جوہر ظاہر ہونے اور جو صلوات کے مکانات کا وقت آیا تھا کہ یکایک انتقال ہو گیا اور عین خوشی کے ایام اور مسرت کے زمانہ میں جسکا ذکر میں نے اوپر کیا ہے انہوں نے دنیا کو چھوڑا۔

سفید صبح نمودار ہونے سے پہلے ہی پہلے تمام شہر میں یہ غمناک خبر مشہور ہو گئی، لیکن لوگوں کو یقین نہ آتا تھا، اور وہ جوق جوق صدر منزل پر آتے تھے اور جب اس خبر کی تصدیق ہوتی تھی تو ایک آہ بھر کر اور صدائے داحسرت بلند کر کے وہیں ٹھہر جاتے تھے غرض اندر دبا ہر نالہ و شیون کی صدا عین بلند تھیں اور ایک کھرام مچا ہوا تھا، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو صبح چار بجے ہی اس حادثہ کی اطلاع بذریعہ تار کے کی گئی نواب جیسا کا بیٹا بھائی جو ایک گلاس میں پیکر چھوڑ دیا تھا، آدھا جلا ہوا سگار پینے کا تماکو سب سر بہر حفاظت سے رکھوا دیا گیا تاکہ اسکا کیمیاوی امتحان کیا جاوے۔

اب جو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بھوپال پہنچ گئے، اور سید ہے محل پر آئے ان کے ہمراہ مسلماننگ ایڈمی ڈاکٹر تھیں انہوں نے بھی آلہ لگا کر دیکھا اور یہ مرض تشخیص کیا کہ ذرا سی شہرگ کیسیو جیہ سہٹ گئی اور سکانون آہستہ آہستہ دماغ میں پہنچا جس سے نیند کو غلبہ ہوا اور آخرین دل کمزور ہو گیا اور اسکی حرکت یکایک بند ہو گئی۔

۴ بچے ڈاکٹر ڈین صاحب آگئے انہوں نے ان چیزوں کو کیل اگر انٹیشن (امتحان کیمیائی)

کے لئے بھی بیجا اور حالات منکر یہ ہی شخص کیا کہ دل تو پہلے ہی سے مکر و تباہا، کبھی صدمہ پہنچنے سے اس کی حرکت بند ہو گئی۔

چونکہ دین سبجو لکاسید ہاکن ہے خون کلک دماغ کو گیا اور وہاں جا کر عینا شروع ہو گیا، اس سو بنصر چنگی) نے نیا ہٹ شروع ہو کر ہاتھ اور بازو پر دوڑ گئی چہرہ بھی نیلا ہو گیا خون کے زور کے سبب منہ پر دم آ گیا تمام بدن میں نیلے نیلے دھبے پھیل گئے تھے امتحان کیمیائی سے اون پرینڈین کوئی مضر و ملک شے نہ پائی گئی۔

در اصل وہ عرصہ سات سال سے در و قلب کی شکایت رکھتے تھے ذرا پہاڑ پر چڑھتے یا گھوڑے سوار ہونے یا معمول سے زیادہ محنت کرنے میں خفیف سار و ہونے لگتا تھا، کئی مرتبہ ڈاکٹر جوتھی اور ڈاکٹر ٹین صاحب وغیرہ کو بھی دکھایا مگر انہوں نے کوئی مرض تشخیص نہیں کیا، اور یہی کہا کہ پینینڈین لیکن وہ کمزور و خفیف ہوتے جاتے تھے، اولیٰ چونکہ صاحبزادی باقیس جہاں بیگم اور صاحبزادی آصف جہاں بیگم کی علالت میں بڑے بڑے نامی اطباء اور ڈاکٹر ان سے محبت رہی تھی ورنہ جی اوقات فرصت میں طبی معلومات بڑھاتے رہتے تھے اسلئے انکو اپنی حالت سے ہمیشہ غلطہ ہوتا تھا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ میری موت اسی مرض میں ہوگی، ہم لوگ کہتے کہ یہ جہم ہے اور اس خیال میں ان کے دل سے دور کر نیکی کوشش کرتے ورد کو ضعف معده کے سبب سے دور رہائی دیتے۔

انتقال سے تین برس قبل در دین میں ہو گئی تھی کمزوری باقی رہی تھی اور قوت و دگر آئی تھی اولیٰ بھی یقین ہو چلا تھا کہ رفتہ رفتہ صحت کامل ہو جائے گی۔

میری صدر نشینی کے بعد باوجود سخت مختلفوں کے صحت اچھی تھی اور مرنے سے پچاس دن پہلے ہی کہا کہ اب مجھے بہت خفیف درد محسوس ہوتا ہے، امید ہے کہ یہ بھی رفتہ رفتہ جاتا رہے گا۔ ۲۰ رمضان کو ۲۰ سیر وزن کی چیز ایک ہاتھ سے اٹھا کر چھینکی، میں اتفاق سے اسی لمحے تھی



دیکھا کہ رنگ زرد ہو گیا، اور پسینہ آگیا، مین منہ دیکھ کر چپ ہو گئی، کیونکہ جب او کو کسی ایسے کام سے جو قوت کا ہوتا تھا منع کیا جاتا تو ناگوار کرتا تھا، دوسرے دن صبح کو اسی شانہ میں جس سے وزن پھینکا تھا ورد بنایا۔

انتقال کے دن ورد جاتا رہا تھا اور طبیعت صاف تھی روزہ افطار کرنے کے بعد کہا نا کہا کہ دالان میں بیٹھے تھے ایک عرب عبد اللہ بن تیم نامی گھوڑے لائے تھے ان کے متعلق بہت ادب تک نہیں کرتے تھے میری طبیعت کسلند تھی کہنے لگے کہ آپ روزوں سے تھک گئی ہیں۔

وہاں سے اڑھک سائبان کے نیچے بیٹھ گئے حالانکہ جاڑے کا موسم تھا اور سخت سردی تھی لیکن ایک گھنٹہ بیٹھے رہے، مین نے کئی مرتبہ اٹھنے کو کہا، مگر گھوڑوں کے شوق اور باتوں میں نہ اڑھے مجبور ہو کر مین کام کرنے کے لئے اپنے کمرہ میں چلی آئی میرے آنے کے ایک گھنٹہ بعد او ٹکر وہ بھی ہائیونل میں جواب صاحبہ سزا دہ محمد عبید اللہ خان کا رہائشی محل ہے اگر کام کرنے لگے۔

یارہ بجے کے بعد کیتھرائس لائش لینے کے واسطے تجزیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے کیونکہ تھوڑی دیر بعد سحری کے لئے اٹھنا تھا لیکن وقت آ پہونچا تھا اسی حالت میں روح پرواز کر گئی۔

سینے صفا پولیٹل ایجنٹ کے آئیے بعد اس آخری کام کے لئے جو نہایت جان فرسا تھا انتظام کیا، جس کو ابھی عرصہ چہ ماہ کا گزرا ہے کہ اپنی والدہ معظمہ کے واسطے کر چکی تھی۔

قریب ۳ بجے کے تجزیہ و تحقیق ہو کر سب تیاری ہو گئی، ۴ بجے جنازہ سپر فرشتگان رحمت سایہ کئے ہوئے تھے صدر منزل سے اٹھایا گیا، اور باغ حیات افرا کو روانہ ہوا، صاحب پولیٹل ایجنٹ بڑا وتمامی اعیان دار اکین در عایا جنازہ کی مشایعت میں تھے، عی گاہ قدیم میں نماز ہوئی اور باغ حیات افزا میں اپنی دونوں بیویوں (صاحبہ زادی بلقیس جہان بیگم اور صاحبہ زادی آصف جہان بیگم) کے پاس دفن کئے گئے۔

دنیا میں بہت سی حسرت ناک موتیں ہوتی ہیں لیکن ایسی حسرت ناک موت بہت ہی کم ہوتی ہے۔  
تمام انتظامات تقریب و رسم و برہم ہو گئے تمام ستریں نہ خاک ہو گئیں، جو لوگ تعزیت ادا کر نیو  
آئے وہ اسی خیمہ میں حسین دعوت کا انتظام تھا بٹھائے جاتے جسدِ ناکہ اونکے سوگواروں اور غزداروں کا  
ہجوم تھا وہ دن ختم کلام اللہ کی تقریب کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

افسوس اُنکی یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی، اور محض انتظام میں ذرا سا نقص رہ جانے کے سبب سے  
ایک دن کے لئے ملتوی کی گئی، دوسرے دن اُن کی موت کی وجہ سے نہ ہو سکی، تیسرے دن  
صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے کلام مجید ختم کیا، کیونکہ وہ ایک ضروری امر تھا لیکن  
نہ وہ روشنی کی گئی اور نہ وہ خوشی تھی، البتہ غیر معمولی حضور و خشوع تھا اور اسی حالت میں کلام مجید ختم  
کر کے انہوں نے اُسکا ثواب اپنے عزیز و شفیق باپ کی روح کو چھوڑ دیا جسکا کلام پاک سوا ایک دلی  
غمت و شوق تھا۔

اس غم میں تین دن ہڑتال اور دفا ترین قلیل رہی، ۲۷ رمضان کو صاحب پوٹیل آئیٹ  
بہادر (مسٹر جے لینگ) سرکاری طور پر تعزیت کیلئے آئے۔

بہ سبب عزا داری کے نہ استقبال ہوا اور نہ سلامی سر آئی، اور نہ بنیایا گیا۔

بہت دیر تک نواب صاحبِ جنت آرام گاہ کے خصائلِ جمیلہ کا ذکر کر کے تسلی آمیز باتیں کرتے  
رہے ہر کسٹنی لارڈ کرزن گورنر جنرل و دایس ایم ہندو ذریعہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ اپنا دلی افسوس  
ظاہر فرمایا۔

اکثر احباب و صاحبانِ یورورپین نے خطوط و تار پاسے تعزیت بھیجے اور مجھے ہمدردی کا  
اظہار کیا، بالخصوص کرنل میڈ صاحب بہادر رزیدنٹ بڑودہ اور کرنل بار صاحب رزیدنٹ  
حیدر آباد دکن نے جنکو مرحوم کی خوبیوں کا ذاتی طور پر اندازہ تھا، اپنے دلی رنج و افسوس کو بذریعہ تار

ظاہر فرمایا۔

مسٹر ابرٹن صاحب بہادر ریزیڈنٹ میسور نے بھی بذریعہ ٹیلیگراف تعزیت ادا کی، ٹیمپلٹن سوسائٹی میسور نے بھی تعزیت کا نادر دیا اور محمد ن کلج علی گڑھ کے ممبران کلج اسٹاٹ اور طلبہ کا ایک جلسہ نواب صاحب بہادر کی موت پر اظہار افسوس و اداسے تعزیت کے لئے اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا اور اسکی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام کے نواب محسن الملک کنیری سکرٹری کلج نے بوساطت وزیریت مجھے کی۔

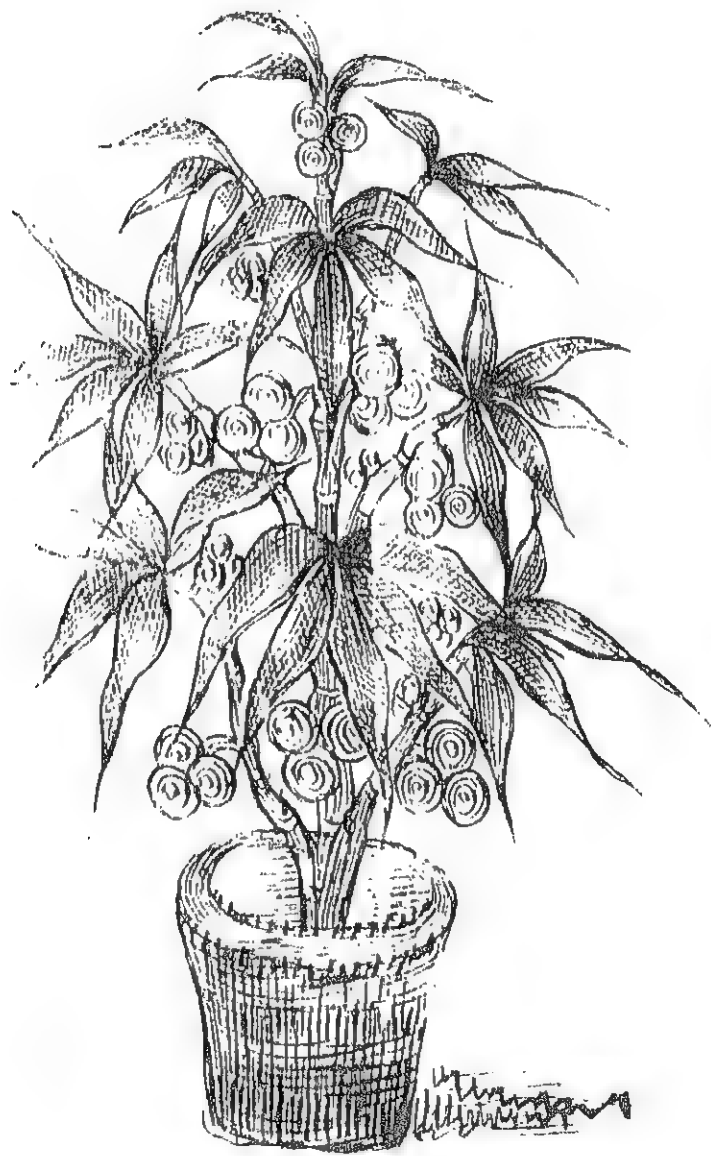
ایصال نواب کے لئے مین نے مرحوم کا اور انکے ساتھ ہی سرکار خلد مکان اور صاحبزادی احسن جہان بیگم کے بھی جج بدل کا انتظام کیا، اور بقدر چاہئے تھا خیرات کی۔ اس پُر درد حادثہ پر ہمیشہ سارنوحے و مرثیے اور تاریخین لکھی گئیں، دفتر و بکاری کے ملازم نشی پیلج کا مین اس موقع پر ایک قطعہ جس میں نواب صاحب کے انتقال کی تیاری ہے درج کرتی ہوں۔

### قطعہ تیاری

چونکہ نواب صاحب علی خان	ازین عالم بیہامرزدانش
جہیل آئے کشید و گفت تاریخ	بود گلزار جنت سیر گاہش
نواب صاحب مرحوم کی جاگیر خالصہ میں شامل کی گئی اور جو جائیداد منقولہ تھی اسکو تینوں صاحبزادوں پر تقسیم کر دیا گیا صرف صدر منزل حسین میری سکونت ہے جو خاص انکی جاگیر کے روپیہ سے بنا ہے، اور وہ روپیہ جو اضافہ کمپاسی کا خزانہ ریاست میں جمع ہے تقسیم سے باقی ہے جو انکے تینوں صاحبزادوں کی ملک ہے کیونکہ شرعاً ہی تینوں میرے اور ان کے ترکہ کے مالک ہیں۔	

سرکار خلد مکان کلج بدل کا دیا اسلئے ضرورت نہا کہ انہوں نے جب میری عمر مال کی تھی اور میں بخت یار ہی میری موت کے لئے کلج کر لی منت مانی تھی اسلئے ج بدل کے واسطے مولوی علی الحق کا مارڈیوٹی نواب صاحب مرحوم مولوی اعظم حسین اور مولوی عبد الرحمن کو ج بدل کے لئے بھیجا

جلال آبادین جو جائداد تھی اوس میں سے دونوں بڑے بھائیوں نے اپنا اپنا حصہ اپنے  
 چھوٹے بھائی صاحبزادہ محمد عیسیٰ اللہ خان کو خوشی کے ساتھ منتقل کر دیا میں اپنا سارا دینی زندگی ہی  
 میں معاف کر چکی تھی باقی از روئے احکام شرعی جائداد منتر دکن جو میرا حصہ تھا اوس کا میں نے  
 اپنی اولاد کو دیدیا۔



## بادشاہی زمانہ عدت کی مصروفیت اور انتظامات ریاست

صدر نشینی کے بعد چونکہ انتظام ریاست میں اہم مصروفیت تھی، اور معلومات و انتظام ملکی کے لئے یہی نہایت ضروری ہے کہ بیرونجات کے حالات سے آگاہی حاصل کی جائے لیکن مصروفیتوں کے باعث سبھی بذات خاص دورہ کرنے کی فرصت نہ تھی، اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ میں یہاں رہ کر انتظام کروں، اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مخلصات میں دورہ کریں تاکہ ہر ایک حالت خود معائنہ کر کے مجھے اطلاع دیں، لیکن بوجہ چند یہاں کے انتظامات وغیرہ میں مجھ کو کشتہ اونکے مشورون کی ضرورت تھی، وہ فوراً روانہ نہ ہو سکے اور پھر اونکا انتقال ہو گیا۔

چونکہ عدت شرع اسلام میں عورتوں کے متعلق بلحاظ تمدن و معاشرت ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے جسکی رو سے حکم ہے کہ ایام عدت میں جو چار ماہ دس دن ہیں، عورت نہ کوئی نیا اور رنگین کپڑا پہنے، نہ کوئی زینت کرے، حتیٰ کہ سر میں تیل بھی نہ ڈالے، اور نہ بغیر کسی ناگزیر وراثہ ضرورت کے اوس گھر میں جس میں شوہر کی وفات ہوئی ہے باہر جائے، اور نہ کسی نامحرم سے بات کرے، اسلئے مجھے بھی یہ پابندی شرع عدت کرنا ضرور تھا البتہ میں صرف اس حکم کی تعمیل میں کہ نامحرم مرد سے بات نہ کی جائے بوجہ انتظام امور ریاست اور ریسہ ہونے کے مجبور و معذور تھی، باقی اور احکام کی پابندی کرتی رہی۔

حالات اور انتظامات ریاست میں جو تفتیش اور پیچیدگیاں تھیں اونکے باعث اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کی بے وقت وفات سے ایام عدت میں میری پریشانی بہت بڑھ گئی تھی، ہر وقت تھوڑے

سامنے رہتی تھی جس سے طبیعت کو نہایت وحشت ہوتی تھی۔

بھوپال میں ہر چار طرف کوئی ایسا میسر وہی خواہ نظر نہ آتا تھا کہ جس سے مجھے کچھ مدد ملتی اور بچر چھوٹوں کے کوئی بزرگ بھی نہ تھا اور یہ ظاہر ہے کہ عامستہ چوٹوں کی بات پر کچھ التفات نہیں ہوتا، اور نہ اونکے تجربوں پر بوجہ اونکی نوعمری کے کچھ اطمینان ہوتا ہے، ان کے سوا جو غریزے اور انہیں نہ قابلیت تھی، اور نہ تعلیم، اور اگر ہوتی ہی تو وہ بوجہ نا اتفاقی بچکانہ دار تھے۔

ارکان ریاست میں کوئی قدیم رکن نہ تھا، اگر کہیں قدیم روایتوں اور حالات کے معانوم کرنیکی ضرورت ہوتی تھی تو معلوم نہ ہو سکتے تھے۔

البتہ دیوان تھا کہ ہر شاد اور شیخ محمد حسن دیرینہ لوگوں میں باقی تھے جو ڈیوٹیوں میں منصرف تحقیقات رہ چکے تھے، جن سے صرف ڈیوٹیوں کے متعلق کچھ خدمات حاصل ہو جاتی تھیں۔ وزیر ریاست بوجہ اونکی تجربہ کاری اور اونکی اون خدمات کو دیکھ کر جو اونہوں نے گونہ نہ کیا ادا کی تھیں کچھ امید ہو سکتی تھی، لیکن اونکی حالت ہی جہالتی، وہ ایسا ریس چاہتے تھے جو بچہ بکاروش سبق لے اور نادان شاگردوں کی طرح اونکی بات کو قبول کر لے، اسلئے اونسے بھی مدد نہ ملی، اور وہ دراصل ایسی مدد دیتے تھے جو ایک ریاست میں قہریم کے ایڈمنسٹریشن کیلئے درکار ہے، کبھی پریشانیوں میں جو بچہ بکاروش مسٹر جی لینگ صاحب لکھنؤ کیلکچر میں ان حالات کا تذکرہ ہوتا اور اون سے اکثر امور میں شورہ کرتی غرض زمانہ عدت اسی طریق سے گزر رہا تھا، اور گویا میرے ساتھ ترددات کا بحر ناپید اگتا رہتا۔

زمانہ حیات سرکار خلدیگان میں مجھے پریشانیوں نے بے در کر کے اسپر آمادہ کر دیا تھا کہ میں جو وطنی اختیار کروں، چنانچہ میں نے اپنے اس ارادہ کو ایک غرض میں سرکار خلدیگان پر پی نظر کروا دیا کہ کوئی ملک یہ خیال تھا کہ جب غریب الوطنی اختیار کروں تو بہت اللہ سے زیادہ کوئی جگہ امن کی نہیں جس کو خدا سے عزوجل نے اپنے کلام پاک میں بَلَدِ الْأَمْنِ فرمایا ہے۔

صاحبزادی آصف بہان بیگم کے زمانہ علالت میں تبدیل آب و ہوا کے لئے ”بمبئی“ جانا قرار پایا تھا، اور میرا مصمم ارادہ ہو گیا تھا کہ وہاں پہنچ کر سرکار سے مکہ معظمہ ”جانیکی اجازت“ حاصل کروں گی، اور میرے نزدیک ”بیت اللہ“ سے کوئی بہتر جگہ ایسے شخص کے لئے جسکو ملکی انتظامی امور و معاملات سے کوئی تعلق نہ ہو اور طرح طرح کے تفکرات و سوج کا دل پڑمردہ ہو رہا ہو غریب الوطنی اختیار کرنے کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ فطرت انسانی کا عام قاعدہ ہے کہ تکلیف و مصیبت کے وقت مالک حقیقی کی طرف طبیعت بہاد رجوع ہوتی ہے اور جب انسان کو اپنی تدابیر میں ناکامی ہوتی ہے، اور عمدہ سے عمدہ تدابیر غیر مفید ثابت ہوتی ہیں اور وہ مایوس ہو جاتا ہے، تو اسکا دل بے اختیاری کے ساتھ ادھیچکاڑتا، اور ڈھونڈتا جو دلوں کی خواہشوں اور تمام حالتوں سے کامل طور پر واقف اور سب سے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے **فَخَنُ أَوْسَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَيْدِ** وہی اپنی حکمت ہالندہ اور قدرت کاملہ سے ایک ثانیہ کے اندر حالات میں انقلاب پیدا کرتا ہے، اور جو چاہتا ہے کر دیتا ہے **إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** پس ان حالات کے اقتضا سے جو میرے گرد و پیش تھے میرے دل کی تسکین اور میری روحانی خوشیوں کے لئے حرمین شریفین کا سفر ضرور تھا، جیسا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **كَاتَشَدُّ الرِّجَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِ هَذَا لَيْكِنَ يَخَالُ مِيرُ دَلِ هِيَ** میں تھا اور کسی پر اظہار نہیں کیا تھا، مگر نبی جانا ہی ملتوی ہو گیا اور دل کا ارادہ دل ہی میں رہ گیا، کیونکہ **كُلُّ أَمْرٍ مَرُهُونٌ إِلَّا أَمْرًا قَاتِلًا**۔ اکثر اوقات نواب احتشام الملک علیجاہ بہادر سے ذکر آ جاتا کہ بہتر ہے ایسے وقت میں حج سے فارغ ہو جائیں، کیونکہ ہمکو استقامت و استطاعت ضرور ہے کہ موافقہ ج لاحق ہوگا **وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا**۔

یہاں میں یہ ظاہر کرنا مناسب سمجھتی ہوں کہ اسلام میں پانچ رکن ایسے ہیں جنکا نہ کرنا سخت مواخذہ

آخر دی کا باعث ہے ۔

اول ۔ کلمہ شہادت یعنی بصدق دل توحید کا قائل ہونا ، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو نبی برحق سمجھنا ۔

دوم ۔ نماز ۔

سوم ۔ زکوٰۃ ۔

چہارم ۔ حج ۔

پنجم ۔ روزہ ۷ رمضان شریف ۔

خدا کا شکر ہے کہ سوائے حج کے باقی جملہ ارکان حتی الامکان آجوتے تھے لیکن حج کے لئے کچھ

ایسے اتفاقات پیش آجاتے تھے کہ مجبور رہ جاتی تھی ، مگر اب حالات میں تغیر ہو چکا تھا ، اور کوئی

مجبوری نہ تھی ۔

مہنگو داد سے حج کا خیال اور اپنے بندہ رسول پاک ﷺ کی طرف سے اللہ علیہ وسلم کو نہ ہونے کا

وہ قدس کی زیارت کا مطلق بیتاب کر رہا تھا ، اب نہ شوہر سا کوئی مانع تھا ، نہ ماں سے اجازت کی ضرورت

تھی ، صرف گورنمنٹ سے اجازت لینا تھی ، سوائے کالینین تھا ، کیونکہ ہماری گورنمنٹ نے سب کو

آزادی مذہب عطا کر رکھی ہے ، ایسا واسطے نواب صاحب کے انتقال کے بعد جب پولکلیٹ منٹ

صاحب بہادر تغیرت کوٹے تو مینے اپنے ارادہ کا اظہار کیا کہ مجھ پر اولاد کی شادی خانہ آبادی و دیگر

متعلق جو فرض ہے ، اس سے فراغت حاصل کر کے اس سب سے بڑے ضروری فرض کے ادا کرنے

کے لئے ہاؤن ، اور مزار پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر آؤں ، ورنہ پھر روز بروز ریاست

کے انتظامات اور ضروریات سے فرصت نہ ہوگی ۔

اس ارادہ کے مطابق مین نے ہر اہل منی والی اس لئے کو سب ذیل خرید لیا ۔



## خریطہ

(مورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ ہجری - سوم پانچ ستمبر ۱۹۰۲ء)

بعد اہداسے لوازم خلوص و نیاز معروض آنکہ ، واضح راسے عالی ہو کہ ہر ایک مسلمان ذمی مقدور پر فرض ہے کہ بیت اللہ شریف جا کر اپنے ارکان مذہبی کو ادا کرے۔  
 ایسے طرح میرا ارادہ بھی بہت روز سے ہے ، لیکن بوجہ بات چند و چند میرا جانا نہ ہوگا  
 بالفعل موت ناگہانی نواب اختتام الملک سلطان دولہ صاحب بہادر کی نے مجھ کو  
 نہایت غمزہ اور پریشان کر دیا ہے ، ایسے ہی صد مات پیہم سے میری طبیعت چپی  
 نہیں رہتی ، اسی حالت میں مجھے یہ خیال ہوا کہ سفر کر کے منظمہ سے لے کر بہتر ہوگا جن  
 مذہبی ہی میرا ادا ہوگا ، اور تبدیل آب و ہوا اور سفر دریا سے میری تندرستی کو بھی  
 فائدہ ہوگا ، لہذا یہ غلصہ گورنمنٹ عالیہ سے مستعدی ہے کہ مجھ کو سات آٹھ مہینہ  
 کی خدمت براہ کرم و عنایت از ماہ اکتوبر عطا فرمائی جائے ، بشرط زندگی پھر حضر  
 ہو کر کاروبار ریاست و اطاعت گورنمنٹ عالیہ و خدمت رعایا میں سرگرم  
 و مصروف ہونگی جسکو خدا سے عزوجل و گورنمنٹ عالیہ نے میرے سپرد کیا ہے۔  
 اس سلسلہ میں صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و صاحبزادہ محمد جمیل اللہ خان  
 جو میرے دونوں چھوٹے لڑکے ہیں میرے ہمراہ ہوں گے ، جدہ تک  
 میرے ساتھ کسی صاحب یا یوروپین کا ہونا ضرور ہے جیسے میری نانی نواب کندیر گم  
 صاحبہ منقرہ کے ساتھ ڈاکٹر طامین صاحب بہادر شریف لے گئے تھے ، کاروبار  
 ریاست جو بالفعل متعلق وزیر صاحب بہادر ریاست کے ہیں وہ میری عدم موجودگی میں  
 میری جگہ اراکین ریاست کام کرتے رہیں گے ، میں نے اپنی روکاری کے کام کی

نسبت کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ میرے جانے میں ابھی عرصہ ہے ، اس عرصہ میں بہت سے امور ریاست اور معاملات خانگی میں غور و فکر کرنے کا موقع ملے گا ، امید ہے کہ زمانہ موجودگی اور غیر موجودگی میرے بین جھکواپنے جانشین کی لیاقت دیکھنے کا موقع ملے گا کیونکہ میں نواب محمد نصر اللہ خان کو اپنے ہمراہ نہیں لیجاؤں گی ، اور بوقت قرب زمانہ روانگی اپنے کے جیسا مصالحت وقت ہوگا ویسا بندوبست اپنی روبکاری کے کام کا کر دنگی ، بعد میرے جانے کے انشا اللہ تعالیٰ کسی کاروبار ریاست میں حرج نہ ہوگا امید کہ جلد جواب باصواب سے مشرف ہوں ۔

یہ خلیفہ بذریعہ یادداشت و سوسہ صاحب پولیٹیکل اینڈ ہمارے حضور ویراے کی خدمت میں بھیجا گیا ۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۲ء کو صاحب مدوح نے حسب ذیل یادداشت کردلیہ سے مجھ کو جواب سے مطلع کیا ۔

### نقل یادداشت

یادداشت مامی مورخہ سوم پانچ سنہ حال مع خلیفہ خط نام نامی جناب سید طاب علی القابیب گورنر جنرل و والی سرسے بہادر کشور ہندہ باشی زت سفر بیت اللہ شریف وصول شتر ہو کر صہل خلیفہ خدمت میں صاحب بہادر مختتم الہم ارسال کیا گیا تھا بجواب اوکے گورنمنٹ عالیہ ہند سے ایما ہوا ہے کہ خدمت میں آن شفقہ کے اطلاع دیجاوے کہ بعد دربار تاجپوشی مقام دہلی آن شفقہ کو سفر مکہ معطل کی اجازت دیجاوے گی ، اور اس بات کی کوشش کیجاوے گی کہ مقام جدہ تک میڈیکل افسر ہمراہ رہے ، لہذا یادداشت ہذا ارسال خدمت شریف ہے فقط المرقوم ۱۶ جولائی ۱۹۰۲ء ۔

چونکہ ایسا موقع جیسا کہ جوابی یادداشت میں درج ہے پھر آنے والا نہ تھا اور نہ التوا میں شریعاً کوئی مجبوری تھی

اس لئے مین نے آئندہ موسم کے لئے ارادہ ملتوی کر دیا۔

مسٹر ج لینگ صاحب بہادر میری منشی سی پیشتر پولیٹکل ایجنٹ تھے، اور کل حالات سے اذکواگاہی تھی، وہ ہی اسی عرصہ میں تبدیل ہو گئے، اور انکی جگہ سچر ایل اے پی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہوئے۔

چونکہ سچر ایل اے پی صاحب بہادر اب سی پہلے ہی کسی دوسرے کام پر بھوپال بھینی مین رہ چکے تھے، اور اس وقت بھی مہربانی کے ساتھ مجھے ملے تھے، اسلئے مجھے نامناسب نہ معلوم ہوا کہ مین اونسے اپنی مشکلات کا تذکرہ کروں، مین نے اونسے کل کیفیت بیان کی، اونہوں مجھے پورے طور پر ہمدردی کا یقین دلایا اور تسکین دی، جب مین اپنی پریشانیوں کا اظہار کرتی تو وہ کہا کرتے کہ ”روم ایک دن مین مین بنا، آپ جلدی نہ کریں بہت سے کام ہیں، کام کو غور و خوض سے آہستہ آہستہ کئے جائیں، خدا سے تعالیٰ سب مشکلیں آسان کریگا“

غرض ان خدمات میں ہی انتظام ریاست کا کام مین سرگرمی سے کرتی رہی اور اوسکو اپنی طبیعت کی پریشانیوں کے دفع کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اس مدت میں علاوہ متفرق انتظامات کے ہر ایک صیغہ کے متعلق کامل غور و خوض کر کے آئندہ انتظامات کے لئے تجویزین کیں۔

اگرچہ بندوبست کی کارروائی ملتوی کر دی گئی تھی، لیکن یہ ایک ایسا ضروری کام تھا جس میں باؤ تاخیر کرنی مناسب نہ تھی، کیونکہ امید کی جاتی تھی کہ بندوبست ہو جانے سے وہ تمام باتری جو فاقہ تر مالی و کاغذات پٹواریاں مین پائی جاتی ہے ایک حد تک رفع ہو جائیگی۔

مین نے ایسے شخص کے لئے جو بندوبست کے کام میں قابلیت و تجربہ رکھتا ہو، کرنل بارہا صاحب کو تحریر کیا، اور اونسے مشورہ لیا، اسلئے کہ وہ ایک عرصہ تک سیو میں بندوبست کے افسر رہ چکے تھے

اور رفتہ رفتہ ترقی پا کر بجٹ ذاب گورنر جنرل بہادر نیشنل انڈیا کے منصب پر فائز ہوئے تھے اور انکو ایک عظیم تجربہ بھی تھا، اور یہاں کے حالات اور ضروریات سے واقف بھی تھے۔

انہوں نے مجھے مولوی سید علی حسن خان کے انتخاب کرنے کی صلاح دی چنانچہ مولوی صاحب ہوش بہوپال آئے، اور وزیر صاحب ریاست سے ملاقات کی، وزیر صاحب ریاست اور انکو میرے سلام کے لئے اپنے ہمراہ لائے، لیکن انہوں نے وہ تنخواہ جو دربار بہوپال نے ایسے افسر کے لئے مقرر کی تھی منظور نہ کی، اور جو تنخواہ وہ طلب کرتے تھے اس کے دینے کی اس وقت ریاست میں گنجائش نہ تھی، اس کے علاوہ انکا تقرر وزیر صاحب کی مرضی کے ہی خلاف تھا، اس لئے وہ واپس چلے گئے۔

میں نے خود ایام حدت میں تمام کاغذات کا بالاسٹیٹیاپ معائنہ کیا، عمومات ہندوستان میں خواہ طریقہ مالگذاری کیسے ہی مختلف کیوں نہ ہو ہمیشہ پٹواری وقانون گو و غیرہ کے کاغذات پر حکومت و رعیت کے معاملات مالگذاری کا زیادہ تر انحصار ہوا کرتا ہے اور اسکو صحیح طور پر چمکے مال کے نقطہ و مقصود سے تعبیر کرنا نامناسب نہ ہوگا، سرکار غلہ بیکان نے پٹواریوں کی تعلیم کے لئے ایک باقاعدہ اسکول جاری فرمایا تھا جو ایک عرصہ تک قائم رہا، مگر چونکہ اسکا انتظام ہی دربار کے ہاتھ میں تھا، اور اس کے افسر نائب وزیر دیوانی و فوجداری کے بھائی تھے اس لئے وہ صرف چند لوگوں کی پرورش اور پٹواریوں سے حاصل منفعت کا ذریعہ رہ گیا اور سرکار غلہ بیکان کا وہ قصد حاصل ہوا جس کے لئے یہ صرف گوارا کیا گیا تھا، ان لوگوں کے کاغذات اس قدر بتر تھے کہ کوئی قابل امین بنا اور صحیح حالت معلوم نہیں ہو سکتی تھی، اور اس وقت تک کسی اور کی اصلاح تکمیل کو نہیں پہنچی، قانون واد پٹواریوں کا تقرر صرف تو راست و وراثت کے رواج و استحقاق پر تھا قابلیت و کارگزاری کا کوئی مہیا نہ تھا، وراثت کو یہاں تک ترجیح تھی کہ اکثر شیر خوار اور پنج سالہ بچے خدمت پٹواری پر مقرر تھے اور ان کے کام کے لئے اول بچوں کو درنا کے حسب پسند یا کسی افسر ضلالت کی سفارش سے عوض بہت کا

تقرر ہو جانا تھا، اور وہ ہر ایک ذمہ داری محنت اور کارگزاری سے عملاً مستثنیٰ کر دیے جاتے تھے۔

افسوس کہ ذرا و حکام ماسبق نے اون لوگوں کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی جنکی تقرری و برطرفی کا انہیں کامل اختیار تھا۔

دفتر حضور، نیابت مال، اور محالات کے کاغذات میں ایسا سخت اختلاف تھا، جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی، جس گائون کی جمع ایک دفتر کے کاغذ میں دو ہزار درج تھی دوسرے دفتر کے کاغذ میں ڈیڑھ ہزار تھی، اور جب نکاسی دیکھی جاتی تو ایک سو ہی نکلتی، حالانکہ ایک مہتمم بندوبست اور اس کا عمل شدہ کے واسطے دربار سے منظور کیا گیا تھا اور اس وقت بھی مہتمم بندوبست محمد اسحق موجود تھے۔

دیوان ٹپا کر پٹشا، بخشی محمد حسن، منشی سید محمد قدرت علی، منشی سید عنایت حسین خان رستیا کے قدیم ملازم تھے منشی عنایت حسین خان اور بدر الحسن کو بھی ملازمت رستیا میں داخل ہونے ایک عرصہ گزر چکا تھا، میں نے ان سب سے بندوبست کی مبعاد کو متعلق رائیں طلب کیں، اور سب نے بالاتفاق یہ تجویز کیا کہ حالات کو دیکھتے ہوئے بندوبست ایک ایسی مبعاد کا کرنا مناسب ہے جو نہ قلیل ہو اور نہ طویل۔

ان سب کے علاوہ منشی اسرار حسن خان کو بھی میں نے اس مشورہ میں شریک کیا کیونکہ انکو ایک قلیل مبعاد کے بندوبست کا اسی زمانہ میں تجربہ ہو چکا تھا، اور محالات ریاست سے واقف تھے، انہوں نے بھی رائے دی کہ موجودہ صورت میں ضرورت ہے کہ بندوبست کم مبعاد کا اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ اس وقت جو ضرورت بندوبست کی نظر آ رہی ہے وہ رفع ہو جائیگی، اور اس مدت میں جمع بنیدیاں اور کاغذات درست اور مکمل ہو جائیں گے، جو آئندہ کے لئے قابل اطمینان ہو سکیں گے، اور پھر طویلانی مبعاد مقرر کرنے میں نہ رعایا کا نقصان ہو گا اور نہ ریاست کا۔

سرکار خلد نشین کا یہ اصول تھا کہ معاملات مشورہ طلب میں جس طرح کہ وہ ارکین ریاست سے رائے طلب کرتی تھیں، اس طرح اون جاگیر داروں سے جو قابل اور معاملہ فہم ہوتے تھے مشورہ لیتی تھیں

میں نے بھی اس اصول کو پیش نظر رکھا، اور نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبداللہ خان سے اس میں مشورہ طلب کیا۔

اگرچہ اونکو کوئی تجربہ اس وقت تک معاملات ریاست میں نہ تھا، لیکن چونکہ اونکی تعمیل عمر تھی اور اون میں غور و خوض کا مادہ بخوبی موجود تھا، اور مجھے یہ بھی خیال تھا کہ اون میں ابھی سے ایسے عاملان ہیں دیکھی پیدا کرنی چاہئے، اونہوں کی بالتفصیل اپنی تجاویز تحریر کریں اور قریب قریب اسی رائے سے اتفاق کیا، جو اراکین ریاست کی رائے تھی

جب یہ تمام راین حاصل ہو گئیں تو میں نے میعاد کے لئے ایک قلمی فیصلہ کرنے کے واسطے مثل زیر تجویز رکھی۔

اسکے علاوہ مجھے عین المہام ریاست کا بھی انتظار تھا جسکے تقریریں سلسلہ بنیانی ہو رہی تھیں اور چونکہ باعتبار حالت تیزانہ، اخراجات سب سے پہلے فکر وصول بقایا کی ہونی چاہئے تھی، اسلئے ایصال بقایا کا کام شروع کر دیا گیا۔

خان بہادر منشی اسرار حسن خان (نصیر المہام) ان دنوں میں آمریت ادا کرنے کو اڑ گئے تھے، چونکہ وہ ریاست میں پیشتر ہی ملازم رہ چکے تھے اور جو کچھ اونکی نسبت اس زمانہ میں سنایا گیا تھا، اور نواب ششام الملک علیجاہ مرحوم نے اونکی نسبت جو رائے قائم کی تھی اس کے لحاظ سے میں نے اونکو اس کام کے لئے مناسب جانا، کیونکہ اس کام کے لئے ایک قابل اعتماد اور متدین شخص کی ضرورت تھی، میں نے اولے اپنی رائے کا اظہار کیا اونہوں نے جواب دیا کہ اگر گورنمنٹ ہند اجازت دے تو میں خوشی کے ساتھ خدمات ریاست کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہوں لیکن میں نے اون کے متعلق تسکین کرنے کے قبل اپنی عادت کے مطابق کرنل وارڈ صاحب بہادر سے جتنے وہ ایک عرصہ تک ماتحت رہ چکے تھے اونکی بابت رائے دریافت کی۔

کرنل صاحب موصوف نے اپنے خیالات نہایت عمدہ ظاہر کئے اور جو خطوط مجھے اور مسٹر بیلی صاحب اور جینٹل مینٹر انڈیا کو تحریر کئے اور نے مجھے بہت کچھ اطمینان ہوا، ان خطوں کے آنے کے بعد میں نے گورنمنٹ ہند سے اٹکی خدمات منتقل کرانے کی بذریعہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر تحریک کی، گورنمنٹ مالک متحدہ اگرہ وادہ نے انکو دینا منظور کر لیا چنانچہ وہ یہاں آئے، اور غورہ ریج الثانی <sup>۱۳۳۵ھ</sup> سے ایصال بقایا کا کام شروع کیا۔

ان تمام انتظامات کے ساتھ صیغہ تعلیم پر بھی میری نظر تھی اور جس طرح کہ ریاست کی مالی مشکلات مجھے پریشان کر رہی تھیں، اسی طرح رعایا کی وہ غفلت جو تعلیم سے تھی پریشان کئے ہوئے تھی۔

اس میں شک نہیں کہ سرکار خلدکان نے عامہ رعایا دعاغراے ریاست کی تعلیم میں بہت کوشش کی تھی، اور انہوں نے اعضاے ریاست کے لئے ایک مدرسہ موسوم بہ مدرسہ شاہجہانی قائم کیا، اور اوس میں انگریزی تعلیم جاری کی مگر اس وقت نہ انگریزی تعلیم کی قدر تھی، اور نہ لوگوں کو تعلیم کے لئے کچھ خرچ کرنا گوارا تھا خواہ وہ کتنی ہی خفیف رقم کیوں ہو اس سبب طلباء داخل تو ہوتے لیکن چند ہی دنوں بعد معافی فیس کی وجوہات پر گزرنے لگے اور طلباء غیر حاضر رہنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ قائم نہ رہ سکا، سرکار خلدکان نے مدرسہ شاہجہانی کی توسیع فرما کر عام رعایا کو تعلیم کی طرف متوجہ کیا، مصلحت میں ہی پچاس ساٹھ مدرسے قائم کئے گئے مگر افسوس کہ انکی علمی فیاضیوں سے رعایا نے مطلق فائدہ نہ اٹھایا، دس لاکھ کی آبادی میں سے ہر قسم کے مدارس میں ۲۸۷۷ طلباء، شہر و مضافات میں تعلیم پاتے تھے اور <sup>۱۳۳۵ھ</sup> سے روپہ

صرف وظائف میں دیا جاتا تھا، سرکار خلدکان نے ایک مرتبہ اور پھر آخر عہد میں خود توجہ فرمائی اور سرشتہ تعلیم کو براہ راست اپنی نگرانی میں لیا اور اصلاح و انتظام کئے اور ایک مستقل محکمہ تعلیم کا موسوم بہ نظارۃ المعارف الہومیہ قائم فرمایا اور اس کے متعلق ایک انجن بھی بنام معین نظارۃ المعارف قائم کی، لیکن چند ہی دن بعد سرکار خلدکان بیمار ہوئے اور اونکا چراغ حیات گل ہو گیا، دھڑل اہل بھوپال کی بدقسمتی تھی کہ وہ

تعلیم سے مستفید نہ ہوئے ، اور انہوں نے سرکار خلد مکان کی فیاضی سے فائدہ نہ اٹھایا۔  
 اگرچہ اخراجات کو انضباط میں لانے کے لئے ترتیب بجٹ کی مین نے وزیر ریاست پر  
 ابتدا ہی سے تاکید کی تھی ، مگر وہ مین تاخیر ہوتی رہی بالآخر انہیں دنوں مین جون توں میرے ملاحظہ میں  
 بجٹ پیش ہوا ، اور مین نے نہایت غور و خوض کے بعد بجائے دو لاکھ کے قریباً ڈیڑھ لاکھ و بیس  
 ماہوار کا خرچ قائم رکھا جس سے پچاس ہزار کی بچت رہی ۔

نشی انتیاز علی خان نے اپنے زمانہ وزارت میں ایک ایسے طریق پر جمع خرچ کو تیار کیا  
 حکم دیا تھا کہ جسکی ترتیب ہی مین اوٹکا دور وزارت ختم ہو چکا تھا ، اور وہ غیر مرتب ہی پڑے ہوئے تھے ۔  
 مولوی عبد الباقی خان صاحب نے بھی اوپر کچھ توجہ نہ کی اور مہتمان دفتر حضور نے بھی غفلت  
 سے کام لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بائیس سال کے جمع خرچ بالکل غیر مرتب رہ گئے جس سے سخت ہرج منما ،  
 اونکی ترتیب کے لئے تاکید ہی احکام جاری کئے انہیں انتظامات کے ساتھ چونکہ وہ زمانہ قریب  
 آنے والا تھا کہ صاحبزادگان سلمہ مجھے علیحدہ رہیں ، اور اونکی خانہ داری جدا ہو ، اس لئے اونکی  
 جاگیروں کا انتظام ہی کرنا ضروری تھا ، اسوقت ریاست میں نواب صاحب مرحوم کی جاگیر چوٹیاں  
 منافع کی تھی ، اور میری جاگیر خونو لے ہزار کے منافع کی تھی دونوں شامل ہو گئی تھیں مینے ریاست کی  
 مالی حالت کا خیال کر کے یہی مناسب جانا کہ صاحبزادوں کی جاگیر کا بار جب قدر کم مکن ہو ریاست پر  
 ڈالا جائے ، اور اونکی ضروریات و مراتب کے لحاظ سے جاگیر میں تقریباً مین چنانچہ صرف سترہ ہزار  
 روپیہ اور بڑا کر تہ تبصیل ذیل ایک لک لاکھ روپیہ کی جاگیر میں مقرر کیا ۔

سید

نواب محمد نضر اللہ خان

صہار

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان

لاہور

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان



چونکہ نواب محمد نصیر اللہ خان تحریک ولیمہ دی کے وقت ہی اقرار نامہ داخل کر چکے تھے اسلئے انہیں اقرار نامہ نہیں لیا گیا۔

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان سے قانونی و شرعی وجوہ کے سبب سے اقرار نامہ نہیں لیا گیا، کیونکہ ان کی عمر اس وقت سات سال کی تھی، البتہ صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان جو حسب ذیل اقرار نامہ لیا گیا :-

### اقرار نامہ

قلم اول۔ میں اقرار کرتا ہوں اور نوشتہ دیتا ہوں کہ میں ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ریاست کا رہونگا، اور جو اقلام میں نے ذیل میں درج کئے ہیں موافق ان کے پابندی اختیار کرونگا اگر خلافت اوسکے کوئیافرطہ ور میں آوے تو سرکار عالیہ اور حکام عالیہ مقام کو مجھ پر تنبیہ و مواخذہ کرنے اور اس حرکت سے باز رکھنے کا اختیار ہے۔

قلم دوم۔ مردمان او باش و بدچلن کو یا ایسے لوگوں کو جو بدخواہ ریاست ہوں یا جھگڑانا جاننا جتنا والدہ ماجدہ ناپسند کریں میں ہرگز اپنی صحبت میں نہ آنے دوں گا اور نہ ان سے سلام و پیام کرونگا اور نہ کسی ملازم برطرف شدہ ریٹا و ڈیوڑھی کو ظاہر و باطن اپنی پاس لائونگا قلم سوم۔ مسلک میرا اہل سنت و جماعت خفی المذہب ہے، آخر حیات تک اسی مذہب پر قائم رہوں گا، کسی کے اغویا کسی خواہش نفسانی کی وجہ سے تبدیل مذہب نہ کروں گا۔

قلم چہارم۔ میری اولاد کی سیاد و شادی و تعلیم و تربیت و انتظام بود و باش وغیرہ حسب تجویز و منظور میری جناب والدہ ماجدہ کے ہوگا، اور میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن معاشرت و خلوت و محبت کا برتاؤ کرونگا، خلافت طریقہ شرفاء و جبر و تعدی سے پیش نہ آؤں گا اور

بلا رضا مندی جناب والدہ ماجدہ دوسرا نکاح نہ کروں گا۔

قلم پنجم۔ اپنے بڑے بہائی کی جب تک اوکی عنایت و شفقت میرے حال پر نیکی اطاعت و فرمان برداری کروں گا، اوکی بزرگی کا ہمیشہ لحاظ رکھوں گا، اور اپنے چھوٹے بہائی سے شفقت و محبت پیش آؤں گا۔

قلم ششم۔ جو جاگیر و معاش میرے مصارف کے لئے سرکار عالیہ مقرر کرینگے وہ مجھے منظور ہوگی اور بوجب او سبکے مصارف اپنی ڈیوڑھی کے رکھوں گا، ایسی فضول خرچی نہ کروں گا جہیں نوبت قرض کی پہونچے۔

قلم ہفتم۔ میں اپنی ڈیوڑھی کے انتظام میں پابندی قانون ریاست یا اون اسور کو جو وقتاً فوقتاً جھکو سرکار عالیہ ہدایت فرماتی رہیں گی جاری رکھوں گا، اور ایسے لوگوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت جو مفسد و بدچلن ہوں بچھڑو دینے حکم کے موقوف کروں گا۔

قلم ہشتم۔ میں اون شاعروں کو جو خلاف طریقہ شرفاء و امرا ہوں یا جنگی مصروفیت سے بدنامی کا احتمال ہو و انہ کو نکالوں گا۔

قلم نہم۔ میں بوجب دستور ریاست بغیر استجازات ریسمہ عالیہ کہیں جانے کا قصد نہ کروں گا اگر کہیں جانا چاہوں گا، تو پیشتر سرکار عالیہ سے اطلاع و استفسار کر لیا کروں گا۔

قلم دہم۔ اگرچہ قرآن پاک کا یاد رکھنا میرا مذہبی امر ہے مگر ازراہ اطاعت و خوشنودی والدہ صوبت والدہ مرحوم اقرار کرتا ہوں کہ ہمیشہ تازلیت یاد رکھوں گا فقط

ان ہی دنوں میں جو عرائض رعایا وغیرہ کی مفصلات سے میرے پاس آتی تھیں اون کے دیکھنے سے اور جو حالات کہ میں سنتی تھی اون سے معلوم ہوتا تھا کہ مفصلات میں سخت با انتظامی ہے، بد معاملہ غیر متدین اہلکار اور عمدہ دارون نے اور بھی بد انتظامی کو بڑھا رکھا ہے اس سبب سے اشتہار و نفرت

فوری طور پر دورہ کی محسوس ہوئی، مین دورہ کرنے سے سبب عدت کے مجبور تھی بجز اسکے کہ صاحبزادہ صاحبان کو دورہ کے لئے روانہ کروں اور کوئی تدبیر نہ تھی۔

میں نے رعایا کے مطمئن ہونے اور صحیح صحیح حالات سے کامل طور پر اطلاع حاصل کر نیکی لئے باوجود موسم گرمی کی سختی کے نواب محمد نصر اللہ خان کو ضلع مغرب و شمال مین، اور صاحبزادہ محمد عبداللہ خان کو اضلاع جنوب و مشرق کے دورہ کرنے کو روانہ کیا، اگرچہ وزیر صاحب بہادر صاحبزادوں کے دورہ کے مخالف تھے، مگر مین چاہتی تھی کہ ان کے ذریعہ سے صحیح صحیح حالات معلوم ہو جائیں گے، اور ان کو تعلیم و تجربہ بھی حاصل ہو گا اسلئے اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا۔

مین نے صاحبزادہ کی روانگی کے قبل ایک اشتہار جاری کیا جو مندرجہ سلاست مین ہر پڑوسی و مقامات کے منظر عام پر چسپان کیا گیا کہ رعایا آزادی کے ساتھ اور بغیر کسی اندیشہ کے اپنی شکایات و فریاد صاحبزادہ صاحبان کے روبرو پیش کرے۔

مین نے خود دورہ کا پروگرام مرتب کیا، مفصل ہدایتیں کیں، اور چونکہ مفصلات مین سچہ سچہ بیان بجز ضلع مغرب کے نہ تھیں، اور گجی کے لایق راستہ بنا کر مین ایک مدت درکار تھی اسلئے بلا خیال تکلیف صاحبزادہ صاحبان کو ہدایت کی کہ سافٹ گھوڑوں کی سواری پر طے کی جائے اور تنگ ممکن ہو محالات پر قیام کم ہو کیونکہ گرمی کا موسم تھا، اور صاحبزادہ کی تقریب شادی بھی درپیش تھی، اسکے علاوہ زراعتی آبادی کی تکلیف کا خیال تھا، اور نیز فصل کے درو کرنے کا یہی زمانہ تھا۔

۱۶ محرم ۱۳۲۰ ہجری = ۲۵ اپریل ۱۹۰۲ء کو صاحبزادہ روانہ ہو گئے، انہوں نے ہر مقام سے بعد معائنہ کے حالات زرعی و آبادی و دفاتر تحصیل و تہانہ و تحصیل و مدرسہ و خانہ وغیرہ کی تفصیلی اطلاعیں روزانہ بھیجیں۔

تمام دورہ مین ۶۳۰۰ عرض پیش ہوئیں اور نظرًا اضلاع سے کیفیت طلب کر کے میرے پاس

ارسال کین مین نے یہاں سے مناسب احکام صادر کئے۔

۱۲۔ صفر کو صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان بذریعہ ریلوے ٹرین اسٹیشن بدینی سے واپس آئے  
چونکہ صاحبزادوں کا یہ پہلا ہی دورہ تھا اسلئے استقبال کی تیاری کی گئی۔

اسٹیشن پر صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان و میر بخشی صاحب بہادر کو کارڈیوٹر ہی خاص اور نائب  
وزیر مال و نائب وزیر دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا، کمپنی ریاست و ڈیوڑھی خاص اور ریاست  
سرخ وردی و اردلی خاص اور مدینہ بھی موجود تھا، داخلہ کے وقت فتحگڑھ سے حسب دستور اہل سب کا  
خلہ نشین ۵ فی سلامی کے سر کئے گئے۔

۱۹۔ صفر کو نواب محمد نصر اللہ خان نے بھی تمام وکمال دورہ ختم کیا، اور انکا استقبال جی اوٹلیٹ  
”چوراملی“ تک جو بھوپال سے تین میل پر واقع تھا عمل میں آیا، اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان  
اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی ان اراکین میں شامل ہوئے بالآخر ایک استقبال تھے، ۵ فی سلامی کے سر کئے گئے  
یہ دو فی سلامی کے مین نے بوجہ ان کے اعزاز و منصب و اہمیت کے بڑھا دیے۔

اسی دن شکر نہیں کہ صاحبزادہ صاحبان کے دورہ سے مجھے فوری انتظام و سلاست میں بڑی مدد  
ملی، اور جس اسیر و قوقع کے ساتھ انکو بھیجا تھا اس کے مطابق دونوں نے نہایت محنت اور کامل طور  
و نحو سے ہر ایک حالت کا معائنہ کیا اور تفصیلی رپورٹیں پیش کیں۔

وہ جاگیر داران اضلاع اور ستانہ راجان دیہات اور رعایا کے عمدہ اخلاق کے ساتھ پیش آئے  
انکا درد دکھ سنا، اور پوری تفتی کی، سب کو اطمینان ہوا، اور شور و پشت کو کون پر ہیبت قائم ہوئی  
بعض عمال جو بعد تحقیقات ناقابل ثبات ہوئے برطرف کئے گئے، اور جنس کا کئی سن کارگزاری  
اور دیانت ثابت ہوئی انکا معائنہ کیا اور انکو ضمانت دی گئی۔

## باب (۴) تقریب شادی

میری صدر نشینی کے بعد بچہ اور ضروری امور کے صاحبزادگان سلمہ کی تقریب شادی کا ہونا تھا۔ ضروری امر تھا، چنانچہ نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کے مشورہ سے اس تقریب کے لئے رشتہ مقرر کر کے ۸ رمضان کو دعوتوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مگر ۲۲ رمضان کو نواب صاحب ہمدرد مدوح کے حادثہ ارتحال سے وہ تاریخ ملتوی کر دی گئی، اور دعوتوں کا سلسلہ بند ہو گیا، لیکن چونکہ مجھے اس ضروری فرض سے بہت جلد سبکدوش ہونا نہ نظر تھا، مدت کے ختم ہونے اور صاحبزادگان سلمہ کے دورہ کے بعد ہی ۲۹ رمضان ۱۳۲۰ ہجری تاریخ مقرر کر دی گئی۔

نواب احتشام الملک مرحوم نے اس تقریب کا انتظام نہایت دھوم دھام سے اور بڑے وسیع پیمانہ پر اعلیٰ الوعز می کے ساتھ کیا تھا اور کارادہ تھا کہ بلغ حیات افراسے بارات اٹھائی جائے اسلئے وہاں سے لیکر دولہنوں کے محل اور صدر منزل تک شنی بلغ بیماری، جلوس، آتش بازی وغیرہ کا اہتمام کیا تھا، میں نے ہی اس تجویز کے مطابق عمل کرنا چاہا، تاکہ صاحبزادوں کو خوشی ہو، لیکن ادون سعادت مند بچوں نے متفقاً نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ مجھے درخواست کی کہ ”سرکار ابھی ہمارے باپ کے انتقال کو سال بہر بھی نہیں گزرا، اور ہمارا صدمہ تازہ ہے ہم یہ دھوم دھام اور تزک و شان نہیں چاہتے، ہماری خوشی تو بس یہی ہو کہ سادہ طور پر یہ تقریب کر دی جائے“

میں نے یہ درخواست منظور کی اسلئے کہ اول تو ان فضولیات کو میں خود ناپسند کرتی ہوں، اور پھر خصوصاً ایسے وقت میں اس دھوم دھام سے کوئی خوشی بھی نہیں ہو سکتی تھی جبکہ ادون کے والد کو انتقال

کے تھوڑی ہی زمانہ گزرا تھا۔

مین نے صاحبزادوں سے کہا کہ میری خوشی تو تمہاری خوشی سے وابستہ ہے، تم خود ہی یہ باتیں پسند نہیں کرتے تو میں بھی نہیں چاہتی۔

سامان تقریب اول ہی سے تیار تھا، کیونکہ جبوقت صاحبزادوں کی نسبت کی گئی تھی اسوقت سے تیاری شروع کر دی گئی تھی اور بعد نکاح اور جو کچھ باقی تھا وہ بھی مکمل ہو چکا تھا، غرض اس تقریب کو ڈھائی سال پہلے ہی سے سامان و اسباب میری ڈیوڑھی سے رفتہ رفتہ تیار کر لیا گیا تھا۔

مین نے جلوس و بارات کے انتظامات کو فسخ کر دے لیکن داد و بخش انعام و اکرام دعوت و مہمانی وغیرہ کا وہی پیمانہ رکھا جو نواب اختتام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم کی اور میری تجویز سے قائم ہوا تھا کیونکہ یہ ایک ایسا موقع تھا جسپر عرصہ سے غربا و مستوسلین کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور انکو انعام و اکرام ملنے کا وقت تھا۔

صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا و صاحب پولیٹیکل ایجنٹ ایچی صاحب بہادر سید پور و دیگر مغربیور و مین و بنڈین اور لیڈیز کو دعوتی خطوط بھیجے اور ان رساؤ شرفا کو خیرین ارباب و تاجروں و نوسل یا مست ہذا سے تہا مدعو کیا اور جلال آباد سے نواب صاحب بہادر مرحوم کے کنبہ کو خاص طے پر بلایا صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر مسٹر ایچی نے اپنی مہربانی سے میری خواہش پر آٹھ سو نو پیشہ ترستے اگر صاحبان یوروپین کے انتظام مہانداری میں مدد کی۔

۲۲ رقم کو ڈیوڑھی خاص باغ اور کارخانہ کے معمولی ملازمین کی جو باقی رہ گئے تھے دعوت کی گئی، اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے جو خوشی خوشی اپنے بھائیوں کی شادی کے انتظام میں مصروف تھے اپنے ساتھ ان لوگوں کو جوڑے پہناے۔

۲۳ صفحہ کو ایوان صدر منزل میں خوانین و اراکین افسران و اہلکاران محکمان افواج برتیا کو

نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کے رو برو خلعت تقسیم کئے گئے اور نوشتا ہون کو بصلہ حسن کارگزاری دورہ خلعت مع شمشیر و مال سے مروارید دیئے گئے خلعت غیر تقسیم ہونے کے بعد میں نے حسب ذیل اسٹیج کی ہے۔

### اسٹیج

خمسین جلسہ !

جس جلسہ میں آج آپ شریک ہیں اسکا کئے سال سے ارادہ تھا مگر ہر کام کا وقت معین ہے جس وقت اور جس طریق سے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے اور اسٹیج ہر کام سر انجام پاتا ہے یہ کسکو معلوم تھا کہ آج یہ تقریب ہوگی اور اقتشام الملک عالیجاہ ظہیر الدولہ سلطان دولہ نواب احمد علی خان صاحب بہادر مرحوم و مغفور موجود ہوئے جو ہر وقت اور ہر کام میں ہمارے معاون اور مددگار تھے نواب صاحب کی عقل خداداد اور اعانت شاہی سے امید تھی کہ ہمارے دعوہ انتظام ریاست بہت جلد ہو جائیگا، مگر افسوس کہ اذکی زندگی نے وفاتہ کی اللہ تعالیٰ اون کو جنت الفردوس اور ہم کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

یہ جو کچھ اس تقریب میں ہو رہا ہے سب نواب صاحب مرحوم و مغفور ہی کا ساختہ پر داختہ ہے جو بزمانہ ولیعہدی ہم دونوں کے اہتمام سے ہوا، سنا اسکے جو کچھ اس تقریب میں ہوا اور ہوگا اوسکا بار بھی بالفصل خزانہ ڈیوڑھی خاص پر ہے نہ خزانہ ریاست پر باوجودیکہ ایسی تقریبات ہمیشہ ریاست سے ہوتی رہی ہیں، ریاست اور خزانہ کی جو حالت ہے وہ آپ سب پر ظاہر ہے۔

ہماری صدر نشینی کے دوسرے ہی مہینہ ملازمان ریاست کی تقسیم خواہ کے لئے ڈیوٹی سے روپیہ دینے کی ضرورت ہوئی، ایسی حالت میں بچا سکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ اخراجات ریاست میں کمی کیجائے کیونکہ آمدنی سے اخراجات بڑھے ہوئے تھے اور رعایا و ملک کی حالت نہایت خراب و ابتر تھی۔

اس سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ پیشتر کے اخراجات پر الزام دیا جائے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس ریاست کو طرح طرح کے نقصانات عظیم پہنچے ہیں۔ جس روز سے عثمان حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی ہے شب روز ہی فکر انگیز ہے کہ رعایا اور ملک شاد و آباد ہو، مگر اس آرزو کی تکمیل میں جو مشکلات پیش آتی ہیں قوت اونکے تذکرہ کی ضرورت نہیں، انہیں وجوہات سے سمجھنے چاہتا کہ بذات خود دورہ کیا جائے، مگر بوہشتیت ایزدی ہمارا جانا نہ ہو لیکن بخیال غور و پرداخت ملک و رعایا سمجھنے اپنے دونوں تحت جگر نور نظر نواب محمد نصیر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو رعایا و ملک محروسہ کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا، ان دونوں نے اس موسم گرما میں محنت شاقہ ادا کیا اور ایک مہینہ بین تقریباً تمام ریاست کا دورہ مستعدی و جانفشانی سے ختم کیا۔ اور باوجود قلت وقت بہت ہی معلومات کا ذخیرہ ہم پہنچایا، سب اسٹیم ہمارے ہر حال کے چشم دید حالات اور مستاجران و عمال کی سفینا بھلیاں اور بد عنوانیاں قلم بند کر کے ہماری روکاری میں بھیجیں، جن سے بہت حالات ہم کو معلوم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اسکا تدارک کیا جائیگا اور ہکوا میاں پرکارا کیونستیا اپنا اپنے فرائض منصبی کو مستعدی و جانفشانی سے سرانجام دیں گے جو ہماری خوشنودی اور شہر کی



بہبودی کا باعث ہوگا امید ہے کہ وزیر صاحب بہادر ریاست بھی اپنی نیک نیتی اور حسن تدبیر سے  
بجھکوا کامل مدد دین گے۔

ہم کو ان فرزند ان سعادت شعار کے اس کام پر انصافاً اظہارِ مسرت کرنا ضرور ہے  
اسلئے ان دونوں کو خلعت و شمشیر و مالے مروارید دیتے ہیں۔“

۲۸ صفحہ کو ۹ بجے رسالہ اردلی خاص فل ڈریس مین صدر منزل پر حاضر ہوا، اور اسکو مارک  
(کافی) دیا گیا اور بیاگار نواب اختتام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم اوسکا نام رسالہ اختتامیہ رکھا گیا، اس  
موقع پر مین نے حسب ذیل ایچ کی۔

### ایچ

میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ، مرزا کریم بیگ کمانڈر جنٹ و کٹوریہ لائنز  
وجملہ افسران فوج جنگی و ملکی !

اختتام الملک عالیجاہ نظیر الدولہ سلطان دولہ نواب احمد علی خان صاحب بہادر  
مرحوم کے در زمانہ واقعہ سے جو صد مہم کو اور ریاست کو پہونچا ہے اوسکے تشریح کی  
حاجت نہیں، آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ خالق کائنات نے اون کو خلق، مروت  
حکم تہانت، دانشمندی، حق پسندی کا معدن بنایا تھا، جملہ فنون کی مناسبت و استعداد  
عطا کی تھی، فن سپہگری کے تو اعلیٰ درجہ کے ماہر ہو گیا اسکے ساتھ انکو فطری کچھ سی تھی  
انکی اصلاح پسند طبیعت نے باوجود مصروفیت انتظامات مالی و ملکی چند روز بھی فوج پرست  
کا اتہری و ناشائستگی کی حالت میں رہنا گوارا نہ کیا، چاہتے تھے کہ سب فوج ریاست کے  
باقاعدہ مرتب کر کے اوسکی قدرو منزلت بڑھائیں چنانچہ رسالہ اردلی خاص سے اس

کام کی ابتدا کی تھی مگر مشیت ایزدی نے جو چاہا وہ ہوا، اس مدت قلیل میں عملی طور پر جو ہمدردی و دلسوزی اصلاح ریاست و فلاح رعایا میں نواب صاحب بہادر مرحوم نے ظاہر کی حق پسند لوگ اوسکو کبھی نہ بھولیں گے، چونکہ رسالہ اردلی خاص کی آرٹنگ کی بنیاد سب سے پہلے نواب صاحب بہادر مرحوم نے ڈالی جو کج نہایت آراستہ نظر آ رہا ہے اسلئے ضرور ہے کہ اونکی یادگار کے لئے اس رسالہ کا ایسا نام رکھا جائے کہ جب تک ریاست نواب صاحب بہادر مرحوم کی نسل میں رہے، اس رسالہ کو نہ نظر قدر و منزلت دیکھیں، اسلئے میں آجکی تاریخ سے رسالہ اردلی خاص کو رسالہ اختشایہ کے نام سے فرین کرتی ہوں، اور یہ مارک جیسے رسالہ کا نام کنہ ہے اونکو بطور یادگار دیے جاتے ہیں، مجھکو امید ہے کہ ہر سہ صاحبزادگان سلمہ خصوصاً صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان جنکو سہنے فوجی تعلیم دلانا شروع کی ہے مثل اپنے والد ماجد کے ترتیب و آرٹنگی فوج میں ایسی کوشش کریں گے کہ ریمینٹ و کٹوریہ لائبرز اور دیگر افواج ریاست میں کوئی وجہ فرق و امتیاز کی باقی نہ رہیگی، نیز سرخشتی جیسا بہانہ جو ہمیشہ ریاست کے وفادار اور خیر خواہ رہے ہیں اپنے ذاتی تجربہ و کوشش سے تمام فوج کی آرٹنگی میں کامل مدد دیں گے، اہل فوج کو چاہئے کہ قواعد و فنون پیکری میں ریمینٹ و کٹوریہ لائبرز کی طرح مشق و مہارت حاصل کریں تاکہ کسی وقت خاص پر گورنمنٹ پر جان نثاری اور ریاست کی وفاداری کے قابل ہو جائیں۔

میں کپتان عبدالقیوم جان کی کارگزاری کی قدر کرتی ہوں اور اونکو مارک اختشایہ مسیح کلغی مرورید دیتی ہوں، اونیون نے تھوڑے عرصہ میں رسالہ کی لیتنگ کو اچھی نرتی دی۔

اگر دیگر افسران فوج بھی ایسی ہی سرگرمی میں لائین گے تو یقین ہے کہ بہت جلد  
تمامی فوج ریاست باقاعدہ مرتب ہو کر قدر و منزلت کے قابل ہو جائیگی۔

بالآخر بین پروردگار عالم سے دعا کرتی ہوں کہ اصلاح انتظام ملکی و فوجی میں میری  
مدد فرما دے، اور میرے ملازمین کو دسوزی اور خیر اندیشی کے ساتھ  
بجا آوری حسن خدمات کی توفیق دے۔“

۲۹ صفر کو مسٹر بھلی صاحب بہادر کچھٹ نوا گوبند زرنجرل سنٹرل انڈیا میں مسز بھلی اور اپنے اسسٹنٹ کے  
پرائیوٹ طور پر تشریف لائے، چونکہ مسز بھلی اور ان کے ساتھ دیگر لیڈیز مقیم اندور کو خصوصیت  
کے ساتھ مدعو کیا تھا مجھے بوجہ آغاز موسم گرما ان کی تکلیف سفر کا خیال تھا، اسلئے میں نے او جین تک  
جواو جین ریلوے کی بڑی لائن کا انتہا ہے اپنا خاص سیلون بھیجا، معمولی اردلی سواران رجمنٹ  
اعانت شاہی کی بھی اسٹیشن پر حاضر تھی۔

چونکہ یہ تشریف آوری بغرض شرکت تقریب شادی تھی میں نے وزیر صاحب ریاست کو  
استقبال کے لئے بھیجا۔

اوسے دن شام کو برات سجا لی گئی، اگرچہ جلوس وغیرہ کی تجویز منسوخ کر دی گئی تھی، تاہم ریاست کے  
جلوس ماہی مراتب اور فوج وغیرہ کو صحن شوکت محل میں حاضر رہنے کا حکم دیا گیا تھا اور نیز چاروں ملین  
چراغان ہو رہا تھا۔

نوشہ شوکت محل اور ہمایون منزل سے جواون کے سکونتی محلات ہیں ہاتھیوں پر سوار ہو کر  
گوہر محل آئے ہیں ہی وہاں برات پہنچنے کے قبل چلی گئی تھی کل یورپین لیڈیز میرے ہمراہ گوہر محل میں  
موجود تھیں، اور وہ ہندوستانی مراسم کو خوشی کے ساتھ دیکھ رہی تھیں۔

یورپین اور تماشائیوں کے لئے برات کا جلوس اور تماشا دیکھنے کے واسطے باشا بھجانی

باب لطانی، باب قدسی، اور باب کندری پر بیٹھنے کا انتظام کر دیا گیا تھا، اسوقت ابرحیط آسمان تھا، اور ہوا بند تھی، جس سے سخت گرمی ہو رہی تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بارانِ رحمت کا چہر کاؤ کر کے گرمی کو رفع کر دیا۔

دو لہنوں کے ہاں معمولی مراسم عمل میں آئے، میں نے انکو ریاست کی طرف سے وہ جوڑے پہنا کر جو چھویری شادی کے وقت ملے تھے۔

اسی طرح سرکار خلد نشین نے اپنے جوڑے سرکار خلد مکان کو اور سرکار خلد کان نے مجھے دے دیے ہندوستان کی یہ رسم ہے کہ بوقتِ خصت دو لہنوں کے واسطے خسرال یعنی دو لہا کی جانب سے عمدہ اور قیمتی جوڑے جاتے ہیں جنکی تعداد مختلف ہوتی ہے جو وہ سے کم نہیں ہوتا اور زیادتی کا اختیار ہے، یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی بچانہ ہوگا کہ میں نے اپنی کتاب میں بیان واقعات کے ساتھ یہ التزام بھی رکھا ہے کہ تقریبات کے موقع پر جو سہمن مذہباً و عرفاً ہوتی ہیں انکو بھی لکھا جاتے تاکہ ناظرین کو ادراک ہوں پر یہی جو مسلمانوں کو مذہباً و عرفاً انون میں ہوتی ہیں واقفیت حاصل ہو جائے۔

یکم ربیع الاول کو دعوتِ ولیمہ ہوئی جس میں تمام خواہن و غریزین و اراکین و وکلاء عدالت و دارما و طلباء مدارس شریک تھے۔

اس موقع پر تحفیف شدہ ملازمین بھی فراموش نہ تھے انکو بھی مدعو کیا گیا تھا، کیونکہ اگرچہ میں نے بقاضائے مصلحت ملکی مجبوراً تحفیف کیا تھا لیکن مجھے ہر وقت اذکار خیال تھا۔

اوسے روز آٹھ بجے صبح میں صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سمنٹل نایا سوامی نائی قلی صاحب اسٹنٹ اور میئر شری ریڈنسی نے استقبال کیا، شام کو جاسٹس ایوننگ پارٹی خود نہ لائیں تھا، اگرچہ میں نے کل انتظامات روشنی و آتش بازی وغیرہ حسبِ خواہش صاحبانہ سامان برسات فوج کر دی تھے مگر چونکہ صاحبان یوروپین موسم گرما کی تکلیف برداشت کر کے اس تقریب میں شریک نہ ہو سکے

بالخصوص مسٹر بلی صاحب بہادر باوجود اپنے فردری کاموں اور سخت مصروفیتوں کے میری خوشی کے خیال سے شریک تقریب ہوئے تھے، اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ انکی دعوت کے ساتھ اور سامان بھی ہی کیا جائے خواہ وہ مختصر طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ یوروپین جنٹلمین اور لیڈیز کے آنے سے اس تقریب کو رونق ہوگئی، اور مجھ کو مسرت ہوئی، ورنہ جس زمانہ میں کہ یہ تقریب ہو رہی تھی ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارے سب کے دل کیسے غمناک ہو رہے تھے۔

”ایوننگ پارٹی“ کے وقت بعد غروب آفتاب کوٹھی قیام گاہ سے لیکر صدر منزل تک در دیر چلنا کیا گیا تھا، محل پر نہایت اعلیٰ قسم کی روشنی تھی۔

بچے شب کو جملہ یوروپین مہمانان، صاحبہ زادہ صاحبان، وزیر صاحب بہادر اور میرنجی صاحب بہادر نصرت جنگ محل پر جمع تھے ہر قسم کے نفیس اور خوش ذائقہ فوڈ کے دعبے موجود تھے، گارڈ آف آنر سلامی کے لئے حاضر تھا بینڈ مبارک باد اور خوش آمدید کا نغمہ بجا رہا تھا، تمام حاضرین خوشی و خرمی کے ساتھ تقریب آٹھ بجے کے فرد گاہ پر واپس گئے۔

۲ ربیع الاول کو ۸ بجے صبح کے وقت شوکت محل میں ”ٹی پارٹی“ ہوئی، اس پارٹی میں بھی صاحبان مذکورہ صدر تشریف لائے، وہاں اس مجمع کا فوٹو لیا گیا۔

۳ بجے شام کو صاحبان یوروپین و صاحبہ زادہ صاحبان نے پریڈ گراؤنڈ پر اپریل سروسٹس اور رسالہ احتشامیہ کی قواعد اور فوجی کرتب ملاحظہ کئے، اور شب کو باضابطہ دعوت ہوئی۔

صدر منزل سے کوٹھی تک دور دراز یہ ٹیون کی روشنی بھی احاطہ کوٹھی میں رنگارنگ کے گلاسوں کی روشنی کی گئی تھی، کوٹھی کے درختوں میں نہایت سلیقہ کے ساتھ فنڈلین آویزاں کی گئی تھیں جنکی مختلف قسم کی شمعیں درختوں کے ہرے ہرے پتوں سے ٹکرا کر ایک خوشنما منظر پیش کر رہی تھیں۔

۹ بجے سب معمول میں مع صاحبزادہ صاحبان و وزیر صاحب ریاست کو ٹھی پرگنی اور حسب ذیل اسپتال میں  
مسٹر بیلی اور مسٹر بیلی کا جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اور مہمانوں کی تشریف آوری کا  
شکر یہ ادا کیا۔

### اسپیج

جناب آنر بیل مسٹر بیلی اور لیڈی صاحبات اور دیگر صاحبان !  
سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرتی ہوں خدا سے عزوجل کا کہ جس نے عمان پرست  
بھگو ایسے رحیم و عادل شہنشاہ کرمان زمین دی کہ جسکے سایہ عاطفت میں ہم سب نہایت  
امن و آسائش سے بسر کرتے ہیں اور میں تہ دل سے صاحب والا شان اچھٹے آپ  
گورنر جنرل صاحب بہادر اور اپنے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس موسم  
گرامین صرف میری خاطر سے تکلیف برداشت کر کے میرے لڑکوں کی تقریب شادی میں  
شریک ہو کر مجھ کو ممنون فرمایا، نیز پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر کی نہایت شکر گزار  
ہوں کہ انہوں نے مجھ کو ہر کام میں کامل مدد دی، اگرچہ اس تقریب کا تین سال سے  
ارادہ تھا اور اسکے انتظام میں میرے شوہر نواب احتشام الملک علیجاہ مہم جو کمپنی  
خوشی اور تنہا کے ساتھ میرے شریک اور معاون تھے لیکن مشیت ایزدی نے موقع  
نہ دیا کہ آج کی شب اب صبحیے قوم جنکو آپکی مہانداری کا بڑا حوصلہ تھا اس محفل میں آپکا  
خیر مقدم کرتے۔

اس تقریب کا انتظام میری ولیعهدی کے زمانہ میں ہو چکا تھا اور اب بھی تمام فرائض  
اسکے میں نے اپنی جاگیر سے کئے، کیونکہ خزانہ ریاست پر بالفعل اسکا بار ڈالنا انتہائی

حالانکہ ایسے انراجات ریاست پر ہی سے ہوتے رہے ہیں، لیکن بالفعل ریاست کی مالی حالت اس قابل نہ تھی کہ اسکا بار اٹھا سکتی، اسوقت مجھ کو آپ سب مہمانوں اور علی الخصوص ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر کی شرکت سے اس درجہ خوشی ہوئی کہ جو ایک گنہ گار لطفی کا اثر میرے قلب پر تہادہ جاتا رہا علاوہ اسکے ایک اور سبب ہے جس سے اس تقریب کی سرت مجھے المضاعف معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے شہنشاہ ایدہ اور دہم کے اقبال سے یہ مہینہ فتح "ٹرنسوال" کا ہے اور یہی مہینہ شہنشاہ مہرج کرکارنوشن کا ہے، پس میں اس تقریب شادی کا اس ماہ جون میں سرانجام پانا ایک فال نیک سمجھتی ہوں اور اپنی عقیدت اور خیر خواہی سے اس ماہ مبارک کو ہمیشہ تعویذ کی نگاہ سے دیکھوں گی، اب میں اپنی اس اسپچ کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ شہنشاہ ہمارے شہنشاہ کا اقبال روز افزون کرے اور مجھ کو اور میری اولاد کو ہمیشہ بڑش تاج کی اطاعت و فرمان برداری میں اپنے بزرگوں سے زیادہ ثابت قدم رکھے، آخر میں میری سب سے یہ استدعا ہے کہ حضور شہنشاہ دام سلطنتہ اور اونکی عالی وقار ملکہ کے جام صحت نوش کرنے کے بعد آنر بیل سٹریبل صاحب بہادر اور سٹریبل صاحب کا جام تندرستی نوش فرمایا جاوے، اور ہمارے بادشاہ کی ترقی عمر و اقبال کی دعا کی جائے۔

میری اسپچ کے جواب میں آنر بیل سٹریبل صاحب بہادر نے جو اسپچ دی اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ترجمہ اسپچ نواب گورنر جنرل بہادر

سیگم صاحبہ!

آپ انگریزی ایسی اچھی سمجھتی ہیں کہ جس سے مجھ کو امید ہے کہ آپ مجھے اجازت دینگے کہ  
 ادون نہایت مہربانی آئینہ الفاظ کا جواب کہ جن میں آپ نے میرا اور مسٹر بلی کا جامہ بندستی  
 تجویز کیا ہے میں اپنی زبان میں ادا کروں، آپ نے ہمارا اور اپنے دیگر مہمانوں کا  
 شکریہ اس موسم میں بیان آنے کی بابت ادا کیا مگر مجھے یقین ہے کہ جملہ حاضرین جملہ  
 مجھے اس بات میں اتفاق کریں گے کہ شکریہ آپ کی جانب سے نہیں بلکہ آپ کی خدمت میں  
 اس دوستانہ اذن اور اس مہمان نوازی کا جو اس کشادہ دلی کے ساتھ کی گئی واجب ہے۔  
 ادا مجھ کو اندیشہ تھا کہ بوجہ مصروفیت کارہائے منصبی کے میں بھوپال نہ پہنچ سکنو گا  
 لیکن جب یورپینس کی طرف سے نہایت صدق دلی اور گرم جوشی کے ساتھ مکرر خواہش  
 کی گئی تو میں نے خیال کیا کہ دیگر امور ضروری کو ملتوی کر کے اس شبن میں جو آپ انچوڑے  
 صاحبزادوں کی شادی میں کرنے والی ہیں شریک ہو جاؤں تاکہ اس طرح میرا فرض  
 اور میری خواہش بطریق آسن انجام پذیر ہو جاوے۔

میں چاہتا ہوں کہ موزون الفاظ میں اس رنج و الم کا جو ہم سب کو ہے اظہار کروں، انوہ  
 کڑھٹ منٹھ لعیش جو کہ ان شادیوں کی نگہ میں کہ جسکے انصر میں آپ کو اور انکو نہایت خوشی  
 تھی مصروف تھے قصداً الہی سے کہ جسکے آگے سب کو سر جھکانا چاہئے ہم سب کے ساتھ  
 خطا اڑھانے کے لئے زندہ نہ رہ سکے، اس موقع پر میں اس غمگین مضمون کا زیادہ اظہار نہ کروں گا  
 صرف استدر کرتا ہوں کہ جو کام آپ نے کئے ہیں ادون میں نواب صاحب ہی کی خواہش کی تقلید کی  
 یہ بات خاص کر آپ کی اوس دانشمندی اور عالی ہمتی کی شہادت ہے کہ جس سے  
 اپنے پیقرار دیا ہے کہ کوئی چیز صرف تعاریب شادی کا آمدنی ریاست پر نہ پڑے کہ جسکو  
 پچھلے سالوں میں سخت نقصان پہونچا ہے۔



یورپائیس کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ یہ شرادیاں خاص سجدہ وقت میں ہونی چاہئیں یعنی درمیان اختتام جنگ (جس میں دولت برطانیہ اس قدر عرصہ تک مصروف رہی ہے) اور تاجپوشی اعلیٰ حضرت شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم دامت سلطنت کے، ہم سب کو یقین ہے کہ شہنشاہ ایڈورڈ کے عہد حکومت میں سلطنت امن و سرسبزی سے بہرہ ور رہیگی اور ان نعمتوں سے ریاست ہوپال جو بلحاظ خیر خواہی و جان نثاری کے ہندوستان میں کسی اور سے کم نہیں ہے پورا فائدہ اٹھائیگی، یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ عرصہ دراز تک اپنی ریاست میں دانائی اور عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے کو سلامت رہیں اور اس ازدولج سے کہ جسکی اب خوشی منائی گئی ہے ایسے دراز نسل رؤسا پیدا ہوں جو خیر خواہی اور حسن انتظام میں رؤساے سابق سے کم نامور نہ ہوں۔

لیڈیز اینڈ جٹلیں !

میں آپ سب صاحبوں کا اپنی جانب سے اور سبز بلی کی طرف سے اوس خاص کی بابت کہ جس سے آپ نے اوس جامحت کو جو بیگم صاحبہ نے تجویز کیا ہے قبول فرمایا، تیرہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ سے ملتے ہوں کہ آپ بیگم صاحبہ کی تندرستی کا جام نوش کرنے میں میرے شریک ہوں اور بیگم صاحبہ کے جام تندرستی نوش کرنے میں مجھے اجازت دیں کہ اون کے نام کے ساتھ اونکے صاحبزادوں نواب نصرت خان اور صاحبزادہ عبداللہ خان کا نام شریک کروں۔

۲ ربیع الاول کو میں نے صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات باز دید کی اور صاحب مختلف الزیٹب کہ حضرت فرما سے اندور ہوئے، ۳ ربیع الاول کو صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر سے میری ملاقات ہوئی اور وہ سپر واپس تشریف لے گئے۔

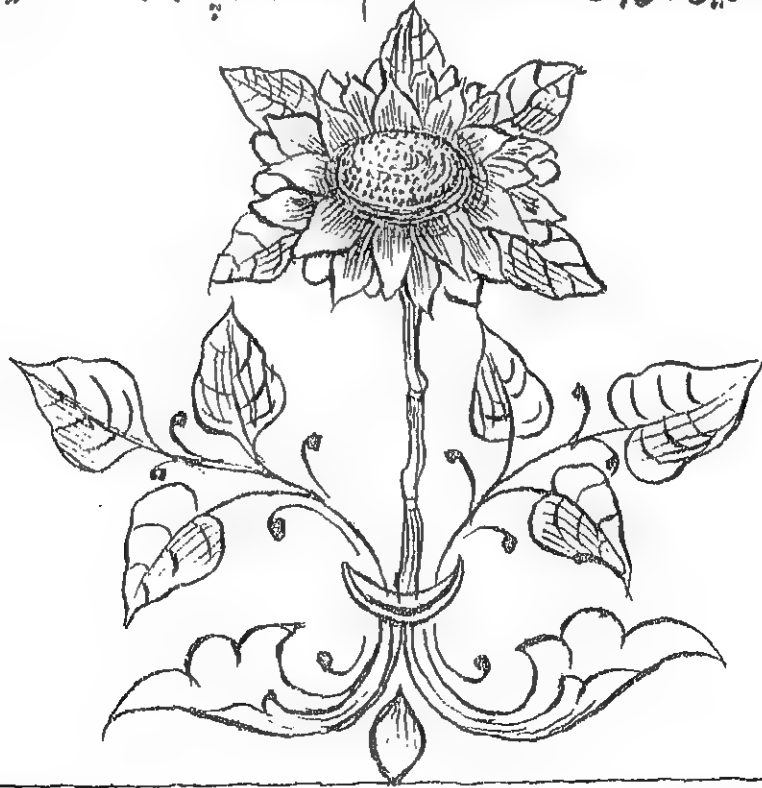
اڈیٹران اخبارات کو جو اس تقریب میں آئے تھے جوڑے اور رختانہ دیا گیا۔

ایسے مہمان جو سرکاری محلوں اور ہاؤسوں میں قیام پذیر تھے ان کی اسٹیشن آرام اور سواری غیر کا بجوبی انتظام رہا، اور وہ نہایت خوشی کے ساتھ رہے، اور وقتاً فوقتاً واپس گئے۔

بالعموم دولہنوں کی نصرت کے وقت ان کے والدین جو ہمسر ہوتے ہیں اس قسم کا چیز بھی علاوہ زیورات کے دیتے ہیں جو خانہ داری کی ضرورتوں کے لئے لکھنی ہوتا ہے۔

لیکن صاحبزادوں کی ضروریات دوسرے قسم کی تھیں جنکو ریاست یا ڈیوڑھی ہی پورا کر سکتی تھی اسلئے مجھے لازم تھا کہ میں صاحبزادوں کو ان کی ضروریات معاشرت اور رتبہ کے مناسبت سے سامان بھی دوں۔

چونکہ بھوپال کے حکمران خاندان میں (۱۰۰) سال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ اولاد نرینہ کی شادی ہو اسلئے میں نے ان کے والد اور اپنی مثال کو پیش نظر رکھا، اور پہلی تقریب رسم جمعہ میں جس رسم کا ذکر میں جلد اول میں کر چکی ہوں صاحبزادگان مسلم کو مساوی طور پر اسباب و سامان دیا۔



## باب (۶) وزیر ریاست کا استعفیٰ اصول وزارت کی تبدیلی

مجھے آنریبل مولوی عبدالجبار خان صاحب بہادر سی، آئی، ای، وزیر ریاست سے معاملات انتظامی میں کافی مدد ملنے کی بڑی امید تھی، اور چونکہ وہ ایک معمر آدمی تھے اسلئے میری یہ امید اور بھی بجا تھی، لیکن جب انتظامات پیش ہوئے، اور سنی ہوئی حالتیں انہوں کے سامنے آنے لگیں تو سب سے پہلے بندوبست اور انتظام صیغہ مال کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک لائق شخص کی خدمات حاصل کی جائیں، میں نے سید علی حسن کے تقرر کے متعلق جن کا میں نے کر کر چکی ہوں، ارادہ کیا مگر غالباً وزیر صاحب بہادر پسند نہیں کرتے تھے، اور کئی تنخواہ کا بھی عذر تھا، اسلئے وہ مقرر نہیں ہوئے۔

ہر حکمران کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ملک کی جزئی و کلی حالات سے باخبر ہو، اور ہر طبقہ پس معاملہ پر اوسکی نظر رہے، میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا، مگر چونکہ وزیر ریاست اندازاً پانچ سال تک افرادانہ کام کرتے رہے تھے اور اختیارات وزارت کی قدیم روایتیں اون کے پیش نظر تھیں، اونہوں نے اس امر کو گوارا نہ کیا اور وہ پالیسی اختیار کی جس سے میرے مقصد میں رکاوٹیں پیدا ہونے لگیں۔

مگر جب میں نے نہایت تحمل و محنت سے کام لیکر اپنا مقصد پایا تھے سے بچانے دیا تو اونہوں نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا، جسکی نقل ذیل میں درج ہے:-

نقل استعفیٰ

حضورِ معدلت تلموز دامت لطفہا۔

بعد سلام سنون، عرض یہ ہے کہ میری عمر اوس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اب  
دماغی محنت میرے لئے مضر ہے اور عزت نشینی مناسب حال ہے، لہذا  
دست بستہ ملتی ہوں کہ حضور خوشی سے اس نیکو کار کو اجازت عطا فرمادیں کہ بقیہ عمر  
حضور اور صاحبزادوں کی ترقی جاہ و اقبال کی دعائیں بسر کروں۔  
رسم است کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندہ پیر

۸ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ ہجری

ملفوظ ادنیٰ گورنمنٹ سروس کے مجھے امید تھی کہ وہ اگرچہ کبیرا سسٹن ہیں لیکن تجربہ کار  
ضرور ہوں گے، اور میرا خیال تھا کہ اگر وہ میرے اتباع و اتفاق سے کام کریں گے تو موجودہ نظریات  
جو ہر صیفہ میں پائی جاتی ہیں دور ہو جائیں گی، لیکن انہوں نے استغفیٰ کی منظوری پر اصرار کیا تاہم  
میں نے صاحبزادوں کی تقریبِ نصرت تک اوکو ٹھہرایا، تاکہ وہ استغفیٰ پر غور کریں، مگر بالآخر ان کے  
اصرار اور پیرانہ سالی کے عذر سے مجبور ہو گئی اور میں نے استغفیٰ منظور کر لیا۔

اون کے چلے جانے کے بعد مجھ کو دو خیال پیدا ہوئے اول یہ کہ میں خود ایک عرصہ تک  
بغیر کسی مددگار کے کام کروں، دوسرے یہ کہ اصول وزارت میں تبدیلی کی جائے۔

یہ دونوں خیال اس مصلحت پر مبنی تھے کہ تنہا کام کرنے سے گواہی و آسائش بہائی  
رہے گی اور تکلیفات بڑھ جائیں گی لیکن بغیر کسی وقت کے ہر ایک معاملہ میں واقفیت نامہ حاصل  
ہو جائیگی، چنانچہ تقریباً دوڑھ سال تک میں نے تنہا کام کیا، ہر ایک معاملہ اور صیفہ کی جانچ کی عداوتی  
صیفہ میں اگرچہ کام عدالت پورے مقنن تھے اور نہ آئین و ضوابط ہی مکمل تھے لیکن جس قدر آئین و ضوابط رائج تھے  
و غنیمت تھے اور جو حکام تھے ان کا کام کہ سید رہا اصول اور قابل اطمینان تھا۔

پولس مین جیسے رعایا کے جان و مال کی حفاظت کا انحصار ہے سخت بد نظمی تھی، زمانہ سرکار خلدین سے عہد سرکار خلدیکان تک مفصلات مین جو پولس کی چوکیاں قائم تھیں وہ آغاز عہد وزارت ہی مین لوی عبد البجار خان صاحب نے سخت کر دیں، اور بجائے اون کے رزرو پولس قائم کی گئی تھی جو کچھ بھی مفید نہ ہوئی، اور نتیجہ یہ ہوا کہ وارداتون مین زیادتی ہو گئی۔

صیغہ مال استفادہ سخت اہتر تھا کہ اوسکو ویکہ دیکہ کر مین پریشان ہوتی تھی، نہ بند و بست ہی ٹھیک اصول پر تھا نہ طریقہ تحصیل مالگذاری ہی درست تھا۔

کاشتکار و مستاجر برباد ہو گئے تھے، اور برابر تباہی مین مبتلا ہوتے چلے جا رہے تھے، خام مواضعات مین کوئی حساب وصولی کا نہ تھا اور اکثر دیران و بے چراغ ہو گئے تھے، اسکے علاوہ یہ بھی بڑی وجہ تھی کہ پے در پے قحط سالیاں ہوتی تھیں اور ایسی حالت مین تحصیلداران اور دیگر عمال نے نہایت بے اعتنائی برتی تھی۔

جب مجھے ان تمام حالات سے آگاہی ہو گئی اور مین نے اصل اسباب کو معلوم کر لیا تو یہ تجویز کی کہ بجائے وزیر کے معین المہام اور نصیر المہام کو دو عہدے قائم کئے جائیں، معین المہام کے متعلق فیہ مال ہو، اور نصیر المہام صیغہ عدالتی و انتظامی کا اعلیٰ افسر قرار دیا جائے۔

میرا خیال تھا کہ اس نظام سے بجائے ایک کے بجے دو شیریں گے اور ایک مختصر سی کونسل ہو جائیگی، جس سے ویشاؤ و رھم فی الامر کے عمدہ نتائج بھی حاصل ہوں گے، اور نیز کاموں کی تقسیم ہو جانے سے آسانی و سہولت ہوگی، اور ایک شخص کی ذمہ داری دو پر تقسیم ہو جانے سے تمام انتظامات عمدگی اور تیزی سے ہوں گے۔

مین نے ان عہدوں کے لئے ایسے اشخاص تجویز کئے جانے کی کوشش کی کہ کبھی اصابت رائے اور بیدار مغزی مسلہ ہو، اور ذاتی و صفاتی طور پر ممتاز ہوں تاکہ لوگوں پر وقعت قائم رہے اور وہ ایمان داری سے

اپنے فرائض منصبی بجا لائیں۔

یورپین دوستوں کو اس انتخاب کے لئے لکھا، اور خود ہی قابل اور لائق اشخاص کی جستجو کی، کرنل بار صاحب رزیڈنٹ دکن نے میری چٹھی کے جواب میں مولوی نظام الدین جن صاحب بی اے بی ایل، پر اپنا اعتماد ظاہر کیا۔

اسی عرصہ میں میرے ساتھی منشی ممتاز علی خان صاحب کا نام پیش کیا گیا، اور ان کی تعریف کی گئی۔

میں نے اپنے دوست مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا ڈیپوٹری ایل ایچ بی صاحب بہادر پوٹلیگل ایجنٹ سے مشورہ لیا، انہوں نے گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ واوڑ سے دریافت کیا، وہاں سے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ وہ مال کے کام سے واقف ہیں، مجھے ایسے ہی شخص کی ضرورت تھی جو مال کے کاموں سے واقف ہو اور جلدی بھی تھی اون کے واسطے مضابطہ منظوری کے لئے تحریر کیا ہوئی، اس زمانہ میں وہ تعلقہ بلرام پور میں "سپرٹنڈنٹ" تھے، چونکہ وہ ان کی خدمات قریب الاختتام تھیں گورنمنٹ نے اور انہوں نے منظور کر لیا، اور دو سال کے لئے ریاست میں ان کی خدمات منتقل ہوئیں، ایک ہزار روپیہ ماہوار علاوہ حق نشن کے مقرر کیا گیا، اور انہوں نے منشی سید قدرت علی نائب مال سے جو وزیر ریاست کے جانے کے بعد صیغہ مال کے انجام لے گئے، یکم رمضان ۱۳۲۰ ہجری کو اگر چارج لیا۔

اب نصیر المہامی کی جگہ باقی تھی جس کا کام خان بہادر عنایت حسین نائب وزیر دیوانی دہلی کر رہے تھے مگر چونکہ وہ بہت ضعیف ہو گئے تھے اور سعی سے کام نہ کر سکتے تھے اس لئے مستقلاً اس جگہ پر مقرر نہیں کئے جاسکتے تھے۔

میں دورہ میں تھی کہ مولوی نظام الدین صاحب بھوپال آئے، میں منشی سید نصیب علی کو

اون کے لینے کے لئے پہچا اور بمقام سمدہ ملاقات ہوئی۔

چونکہ عمدہ معین المہامی پر تقرر ہو چکا تھا اسلئے مین نے اوکو نصیر المہام کرنا چاہا مگر اونہوں نے پسند نہیں کیا، اور شرط پیش کی کہ اگر نصیر المہامی قبول ہی کر لیاے تو بلحاظ مراتب درجہ نصیر المہامی درجہ معین المہامی سے اعلیٰ قرار دیا جائے، مگر باعتبار مصالح ملکی اور نیز عام قاعدہ کے مطابق جو ڈیشل ممبر رولڈو ممبر یا جو ڈیشل منسٹر سے ریونیو منسٹر اور ریتا ہو، نیابت دوم کا نیابت اول سے بڑا ہونا مجھے منظور نہ ہوا، اونہوں نے انکار کر دیا، پھر مین نے آئر ہیل منسٹر ہیل صاحب بہادر کو مولوی نظام الدین جن کے وجوہ نامنظوری عمدہ نصیر المہامی کو لکھا یہ تحریر کیا کہ مجھ کو یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ دونوں مینوں میں ایسے لائق اور کار کردہ اشخاص کا تقرر کروں جنہوں نے گورنمنٹ کی خدمات حسن و خوبی سے ادا کی ہوں اسلئے مین تین نام خان بہادر مولوی نصیر الدین احمد، مولوی سراج الحق، مولوی سید محمد، کے پیش کرتی ہوں جنکی تعریف مین نے سنی ہے، آپ مہربانی کر کے ہر آئر لٹنٹ گورنر بنگال سے اونکے حالات دریافت فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیے۔

اس موقع پر مجھ کو منسٹر ہیل صاحب بہادر اور ایسپی صاحب بہادر کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ایسے وقت میں کہ حکومت کی ابتدائی مشکلات میرے سامنے تھیں، اپنی بیش بہا امداد سے ہمیشہ مجھ کو مدد دی۔ مین ہر آئر سر جان وڈ برن کی بھی شکرت ہوں کہ اونہوں نے بے کم و کاست حالات سے منسٹر ہیل صاحب بہادر کو اطلاع دی۔

صاحب موصوف نے اوس تحریر کو جو گورنمنٹ بنگال سے پھونچی تھی میرے پاس بھیج دیا، آئین مولوی نصیر الدین احمد کے اور اوصاف کے تذکرہ کے واسطے کام کرنے کی تعریف بھی تھی۔

چونکہ مجھ کو اس وقت ایسے شخص کی ضرورت تھی مین نے ریاست مین اون کی خدمات منتقل کرانے کی خواہش کی اور گورنمنٹ عالیہ نے میرے حسب خواہش دس سال کیلئے متعلقہ خدمات میں منظور فرمایا۔

## باب (۸)

### در بار تاجپوشی منعقدہ دی

در بار تاجپوشی کے انعقاد کی اگرچہ ایک عرصہ سے شہرت تھی لیکن گورنمنٹ رزولوشن مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۶ء = ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ ہجری سے جو گزٹ آف انڈیا میں شائع ہوا تھا اس کی تصدیق ہو گئی۔

نہر کلسنی وائیسر اے نے بذریعہ اپنے خریطہ کے جسکے ساتھ رزولوشن مذکورہ بالا کی نقل بھی شامل تھی باضابطہ اطلاع دی اور دربار مذکور میں مدعو کیا اوسکے جواب میں نہایت خوشی کے ساتھ

اسے خریطہ نہر کلسنی لارڈ گزن صاحب بہادر وائیسر اے و گورنر جنرل کشور، ہند، مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء = ۸ ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ میں سرست کے ساتھ آن مکرمہ کو اطلاع دیتا ہوں کہ یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو دہلی میں دربار شہنشاہی قائم کرنے کا میرا ارادہ ہے باین مدعا بطریق شایان تقریب نیک یعنی نہر اسپرمل محبلی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند اور انکی عزیز ازجان شہنشاہ بیگم کی تاجپوشی کے مراسم ادا کروں۔

دربار منعقد کرنے کی ہدایتوں میں حضور مدوح الشان نے خواہش فرمائی ہے کہ تمام رؤسا و شہنشاہان ہند کو مدعو کر دیا جائے کہ ہم، ہماری ذات، اور ہماری سلطنت کی جانب ادل کو انظار و اثبات وفاداری کا موقع دینا چاہتے ہیں اور انکی دربار دی کی حاضری حضور مدوح الشان کے نزدیک یہی ہے باقاعدہ تصویر کجائیگی جو تاجپوشی انگلستان کی حاضری بھی جاتی۔

آن مکرمہ کی اطلاع کے واسطے ایک نقل اوس اعلان کی جسکو چھ گزٹ آف انڈیا میں چھپوایا تھا باعث ہذا بھیجا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ اس مبارک موقع پر ان مکرمہ تشریف لائیں۔

اطلاع راست کہ کس تاریخ اوس عالمیہ کو دہلی میں آنا چاہئے عقب سے حسب سلسلہ شہنشاہ دی جاوے گی۔

(نقل اعلان ترجمہ شہنشاہ ہجریہ شہنشاہ قارن ۱۹۲۶ء آئی۔ ۳ اعلان ۲۶ جون ۱۹۲۶ء اور ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کو دوا اعلان شہنشاہی باین فرمان جاری ہے کہ نہر اسپرمل محبلی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند ۲۶ جون ۱۹۲۶ء کو بتقریب مبارک یعنی (ملاحظہ ہو مصلو آئندہ)



شرکت دربار کے متعلق خلیفہ لکھا گیا، اور تیاری شرکت دربار کی شروع کر دی گئی۔

وقتاً فوقتاً ضروری اطلاعیں گورنمنٹ آف انڈیا سے ملتی رہیں اور انہیں کے مطابق تیاری ہوتی رہی، کیمپ کا نقشہ تجویز کیا گیا، اور جب تیار ہو گیا تو مسٹر کوک انجینئر نہریا ست کیمپ کی درستی کو بھیجے گئے، خیمہ درباری اور دیگر خیمہ جات اور سامان ضروری بذریعہ ریل روانہ کیا گیا۔

افواج ریاست میں سے امپریل سروس ٹروپس، نصف رسالہ احتشامیہ، پیدل پلٹن و ہینڈ اور فیلان سواری کو منرل بمینرل روانہ کیا گیا۔

دہلی میں سامان پہنچنے اور کیمپ کی تیاری اور آراستگی شروع ہونے کے بعد خشی عیالیت کا کام

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اپنی اور اپنی محبوبہ شہنشاہ بیگم صاحبہ کی تاجپوشی کے مراسم ادا فرمانا چاہتے ہیں، پس اب میں بحیثیت دیسرے دو گورنر جنرل کشور ہند اپنے تختی اور دھری اعلان سے ہر خاص و عام کو اطلاع دیتا ہوں کہ اول روز ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو ایک دربار شاہی ملی میں بایں مدعا قائم کرنے کا ارادہ ہے کہ حضور ممدوح الشان کی اظہر ہند میں اس مسودہ مبارک تقریر کے مراسم ادا ہو جائیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس دربار میں گورنر ان لوٹ گورنر ان و افسران علاقہ یعنی حضور ممدوح الشان کی سلطنت ہند کے جمیع اطراف و جوانب کے افسران مذکورہ کو اور روسا و امراء و شہزادگان ریاست سائے الکی دھماک محدودہ کو نیز اس عظیم الشان قلمرو میں سے یوروپین اور ایسے لوگوں کے قائم مقاموں کو اذن دیکر بلاؤں۔

نیز میں یہی اعلان دیتا ہوں کہ میں فوراً اسی قسم کے احکامات اجلاس کونسل سے نافذ کروں گا جو مناسب موقع تصور کئے جائیں گے یا اوس خواہش کے مطابق ہوں گے جو حضور ممدوح الشان کے ہر قدر کی رعایا اپنی وفاداری کے اظہار میں عام جلسے یا خوشیاں منانا چاہیں گو ”ذکر لکھتہ مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

۱۹۱۹ء (خریطہ جوالی، موسومہ ہر اکلنسی ذاب گورنر جنرل بہادر دیسرے کشور ہند) ”آن شفیق کا خلیفہ مرقومہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء مع ایک نقل اعلان سررشتہ فارن پاکر کمال مسرور ہوئی۔

معلوم ہوا کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو باداسے مراسم تاجپوشی نہر امپریل جی بی شاہ ایڈورڈ پرنس شہنشاہ ہند اور اوان کی محسوبہ شہنشاہ بیگم، دربار دہلی میں منعقد ہوگا، میں جب ارشاد حضور عالی جناب شہنشاہ و ام سلطنت اور اوس شہزادوں و خاندانوں کے اعداد و اثبات میں جو میرے خاندان کو برٹش گورنمنٹ سے ہے دربار میں حاضر ہو کر شرف سعادت حاصل کرونگی۔

”حسب مندرجہ خلیفہ حضور سے تاریخ حاضری سنکر شکور ہونگی“

دامام خان معتد ڈیوڑھی صاحبزادہ صاحب، اور منشی سید منصب علی مسکریٹری، اور منشی سید قدرت علی نائب مال کو اسکے دیکھنے کے لئے روانہ کیا گیا۔

مذکورہ بالا اشخاص کی واپسی کے بعد منشی اسرار حسن خان بھیجے گئے انہوں نے وہاں قیام کر کے تمام انتظامات کو نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ مکمل کیا۔

۲۴ دسمبر ۲۲ رمضان کو میری روانگی قرار پائی، کل ہمراہیان (۵۶) تھے جن میں سے (۴۲) آدمی مختلف اوقات میں روانہ ہو چکے تھے (۱۳۱) آدمی میرے ہمراہ آپٹیل ٹرین میں روانہ ہونے والے تھے۔

خان بہادر منشی عنایت حسین خان منصرم نصیر الہامی کے سپرد شہر کا اور کا مدار ڈیوڑھی خاص کے سپرد محلات سے کاری کا انتظام کیا۔

کارروائی معمولی متعلق انتظامات ریاست اور احکام ضروری کے لئے منشی سید قدرت علی نائب مال کے نام مندرجہ تہذیب پر روانہ جاری کیا گیا۔

(نقل پرانہ) انشاء اللہ تعالیٰ ہم تاریخ بست و دوم ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۱ ہجری روز شنبہ دربار دہلی کا روانہ ہونے لگے، اذ میں اللہ صاحب ہی ہمارے ساتھ جائیں گے، پس معاودت ہمارے کاغذات سررشتہ و معمولی و ضروری پر جو دفتر انشا سے آئین تمام احکام سررشتہ نشان رو بجاری سے ہماری طرف سے لکھا کر اپنے دستخط کر کے دفتر انشا سے جاری کرائے ہو، اور کاغذات احکام قطعی اور مسئلہ مقدمات جہیز تاسادات ہمارے احکام جاری نہ ہونے سے کوئی حرج نہ ہو، و کونتا وجہ ہمارے دفتر میں رکھو، و جس معاملہ ضروری میں کوئی وقت اور پیچیدگی ہو، ان میں شیخ محمد حسن اور دیوان ٹٹا کر پشاور تھانہ تحقیقات رو بجاری سے مشورہ لیکر جاری کیا کرو، اور جن مقدمات ضروری میں ضرورت ہم سے حکم چل کر نہ لے کر ہو، ان کو ہمارے پاس بھیجے رہو، اور جو زیادہ ضروری ہوں، ان کی اطلاع بذریعہ تار بستی ہلو کرتے رہو، اور کتب بجائی بظرفی تاکید اراں و سپاہیان و شاگرد پیشہ جو واسطے منظرہ کے ہماری رو بجاری میں آتی ہیں، ان کی منظوری قلمی تو ہمارے حکم اور صادر سے جوگی گزرتا جیسے کارا در دفع حرج کے بلور و دفن تا منظوری ہمارے حکم لکھو، ایا کرو، اور جو ڈاک کاغذات سرکاری دہلی سے آیا کرے، اس کو خود اپنے سامنے لکھو، اگر احکام مجریہ ہماری رو بجاری کو دفتر انشا سے جاری کرائے ہو، و نظر

موجودہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

پلیٹ فارم سے گھٹی تک پر دو قاناتی لگاتے، اسٹیشن پر سچر آ رہی تھیں، کمانیر افواج پنجاب نے استقبال کیا، گارڈ آف آنر اسٹیشن پر موجود تھا، تو پچھانے سے سلامی سر کی گئی، اسٹیشن سے سنٹرل ہیکل کی طرف چلے گئے، یہاں پر دو فاصلہ نہ تھا، صرف چند منٹ کا راستہ تھا۔

فوجی سواران انگریزی بھوپال کیمپ تک اردلی میں تھے، کیمپ بھوپال وسط شہر دہلی سے قریب چار میل کے تھا، اور اس پاس سنٹرل انڈیا کے والیان ملک اور دیگر امرا کے کیمپ تھے، اپنے ہمراہیوں کی آسائش کے لئے رسد رسائی کا انتظام خان بہادر نقشب اسرار حسن خان نے نہایت مستعدی و عمدگی سے کیا تھا، جس سے ہمراہیان کو بہت آسائش ملی، کیمپ کے پہرہ وغیرہ کا انتظام منجانب بہت تبا، کیونکہ گورنمنٹ نے پیشتر سے ہی بذریعہ چٹھی نمبر ۱۱۱ اس امر کے لئے مطلع کر دیا تھا۔

نواحی نظر اللہ خان صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحبزادہ محمد عجلید اللہ خان، راؤ بہادر شا کر سہو سال مع خود، منشی قزاقی خان سیر لہم، میر بخش خان حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ، منشی احمد حسن خان سیر منشی، منشی عنایت حسین بہتسم و قزاق خان، حکیم سید نور الحسن، ڈاکٹر دل محمد، منشی سید منصب علی سکریٹری، منشی سنا و جبین پراپوٹ سکریٹری، منشی الطاف حسین، منشی سائر گل، میان رؤف محمد خان، میان انور محمد خان، منشی ماجد حسین کاندلار (نواب محمد نذر اللہ خان)، عبدالرحمن خان، عزت امام خان، خزانچی (صاحبزادہ عبید اللہ خان) سیکرٹری ان واس محمد خزانہ۔

۱۹ چٹھی پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر موسومہ وزیر صاحب ریاست مورخہ ۱۹۰۹ء "میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ رؤسا کو دہلی میں دارہونے پر سلامی جسکے وہ مستحق ہیں سر کی جائیگی، نیز گارڈ آف آنر، اور اردلی کیسپ تک دی جائیگی، اور آپ سلامی قلعہ سے سر ہونگی، اور ان کی دہلی سے روانگی کے وقت بہر حال سلامی گارڈ آف آنر اردلی دیکھا دنگی، اگر ان کی روانگی سرکاری طور سے ہو۔ (ملاحظہ فرمادہ)

اسٹیشن دہلی نہایت تکلف اور خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔

۲۹ دسمبر کو جو ہر پہلی کے داخلہ کا دن تھا، سب رئیس اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے، میرا ارادہ بھی مثل اور رئیسوں کے اس استقبال میں برقعہ سے جانے کا تھا، لیکن اس وقت تک چونکہ میں زیادہ برقعہ سے کام نہیں لیتی تھی اور ہمیشہ پولیٹیکل ایجنٹ صاحبان وغیرہ سے ملاقات چلمن سے

(بقیہ ماضیہ صفحہ گذشتہ) تعداد روسا کی اس قدر زیادہ ہے کہ روزانہ اردلی کے سواروں کو ان کے کمپوں کی حفاظت کے لئے پہرا مہیا کرنا دشوار ہو جاوے گا، اسلئے یہ امید کی جاتی ہے کہ زیادہ تر رئیس قیام دہلی کے زمانہ میں اپنی اپنی اردلی اور پہرہ خود نبھا کریں گے، وہ روسا جو اپنا حصہ دوسرے معیت اعانت شاہی میں بھیجیں گے جو دہلی میں جمع ہوگی، اپنی اردلی اوس حصہ میں سے لے سکیں گے، دیگر روسا بلا شک اپنا سالہ سواران لیجائیں گے جن سے وہ اردلی اور پہرہ کا کام لیں گے (۱) میں خیال کرتا ہوں کہ خود رسد کار عالیہ بیگم صاحبہ اس موقع پر اپنی اردلی و پہرہ میٹا فرباشیں گی، مہلانی فراکر اس امر کی اطلاع دیجئے کہ آیا میرا قیاس ٹھیک ہے یا نہیں۔

(۲) مطابق نظیر سے اس کے سلامی صرف حکمران روسا، گورنران و دیگر اعلیٰ افسران کو دہلی پہنچنے پر اور ان کے اہلی سے واپسی پر کیا جائیگی، بعد دو ہفتہ کے اندر جبکہ دربار کی کارروائی جاری رہیگی، سلامی صرف جناب و دیگر بہادر کے لئے یا ان کے حکم سے دی جائیگی، لہذا کُل ملاقات درمیان رئیسوں اور اعلیٰ افسران کو خالی از سبب ہوگی اس واسطے روسا کو پوچھنا کہ اپنے ساتھ نہ لیجائیں فقط

(پر و گرام دربار دہلی)

۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء	دوشنبہ	سواری فیضان و استقبال لارڈ صاحب بہادر۔ ۱۱ بجے روز۔
۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء	سہ شنبہ	افتتاح نمائش گاہ ۱۱ بجے روز۔
۳۱	چہار شنبہ	باجہ پولو کے میدان میں ۱۱ بجے روز سے دوپہر تک اور شام سے چار بجے تک
یکم جنوری سنہ ۱۹۰۷ء	پنج شنبہ	دربار بارہ بجے دوپہر اور تماشا شو کو تکوٹ بجے اپنی جگہ بیٹھ جانا چاہئے۔
۲	جمعہ	بھارتی ہندوستانیوں کا مقام باغ روشن گرا۔ ۱۲ بجے اوسی ڈاکٹری، انجی
۳	شنبہ	قواعد ۰۲ بجے دن اور ۰۹ بجے شب کو دربار علانیہ خطاب۔
۴	یک شنبہ	گر جاکلی نماز ۱۱ بجے۔ اور باجہ ۳ بجے شام
۵	دوشنبہ	قواعد ۰۲ بجے۔ شام کرکٹ (لاحظہ ہو جدول)

ہوتی تھی اسلئے بلحاظ میری تکلیف کے وائس رائے اور پولیٹیکل حکام نے یہ تجویز کیا کہ ایک تخت پردہ دار علیحدہ اسٹیشن پر بنایا جائے، چنانچہ پلیٹ فارم کے دائیں سمت وہ تخت تیار تھا، جس پر میری نشست کے لئے کرسی رکھی گئی تھی۔

میں گھبی سے اتر کر پالکی میں سوار ہوئی اور اس تخت پردہ دار پر جہان میری نشست منفر

(بقیہ صفحہ گزشتہ)	۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء	پاؤن کی گینٹ بال ۳ بجے کرکٹ، بجے شب کو (ٹاچ بال)۔
۷	۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء	قواعدی افواج ۱۱ بجے روز ۱۱ بجے کرکٹ پولو ۳ بجے شام۔
۸	۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء	قواعد ۱۱ بجے دن۔
۹	۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء	پولو کی آخری بازی ۳ بجے شام۔
۱۰	۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء	روانگی لارڈ صاحب بیمار۔ کوشتی جہد دستاوی ۲ بجے سہ۔

### نوٹ

پولو شام کو ہوا کرنگی سوائے ۲۹ دسمبر سن ۱۹۴۷ء دیگر جنوری سن ۱۹۴۷ء و ۲۸ جنوری سن ۱۹۴۷ء

(۱) ہدایات ترمیم شدہ بابت سواری فیملان تاریخ ۲۹ دسمبر سن ۱۹۴۷ء حسب ذیل ہیں :-  
سنٹرل انڈیا

بھوپال - دو

راجگڑھ - یک

نرسنگڈھ - یک

(۲) ہاتھی دہلی دروازہ سے شہر میں جاوین گئے اور جامع مسجد کے میدان میں ۲۹ دسمبر سن ۱۹۴۷ء روز دو شنبہ ۹ بجے جمع سے فیصل سناوہ ہو جاوین گئے، دو بجے اسکے اکثر گیمپ ہاؤس سے جامع مسجد کا فاصلہ زیادہ ہے، یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو ہاتھی یک شنبہ ۲۸ دسمبر سن ۱۹۴۷ء شام کو آدین اوکو اجیرری دروازہ کے باہر میدان میں مشرق کی جانب رات کو باندھ دیا جائے گا۔ مشر بریلی صاحب ہمدان کی شنبہ کی سہ پہر سے اس جگہ ملین گئے، اور ہاتھوں کے لئے جگہ بتلاوین گئے، یہ سکین اگر ہاتھی اجیرری دروازہ کو رات بھر رہنے کے لئے بھیجے جاوین تو ان کے ساتھ کالی چارہ رات بھر اور بیج کیو اسلے لانا چاہئے۔ (۳) سب ہاتھوں پر ایوعدہ جود و جہول ہونا چاہئے کہ سواری میں قابل نمود ہوں اور فوجدار کی وردی رہیں ہونی چاہئے۔

(۴) یک شنبہ کو سب ہاتھی جمع ہو جاوین ۱۱ صبح وقت دو صف میں میدان میں کھڑے کئے جاوین ایک ہاتھی سے دوسرے ہاتھی کے زانو تک چہ گز کا فاصلہ ہونا چاہئے اور اگلے ہاتھی کی دُم سے پیچھے ہاتھی کی خرطوم تک (۱۴) گز کا فاصلہ

(ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

ان گئی تھی جا کر بیٹھی، صاحبزادگان سلمہ ہی میرے ہمراہ تھے اور میرے تخت کے ہی پاس موجود رہے۔ وقت معینہ پر پہلے ہنر کلسنی لارڈ کرزن اور لیڈی کرزن کا اسپتال ٹرین داخل ہوا بینڈ نے فٹیل اینیم بھجایا اور توپخانہ نے جو قریب ہی ایستادہ تھا ۳۱ ضرب توپ کی شاہانہ سلامی سر کی۔

ہنر کلسنی نے تقریباً ۱۰ منٹ تک رؤسا، وغیرہ سے مصافحہ و ملاقاتیں وقت صرف کیا، اتنی میں ہنر اہل ہنس ڈیوک آف کنٹ و ڈچرف کنٹ کا اسپتال پہنچا بینڈ نے فوجی گت اور توپخانہ نے ضرب توپ سے سلامی ادا کی، ہنر کلسنی اور ڈیوک، لیڈی کرزن اور ڈچرنے باطاف شاہی تخت کے پاس آکر مجھے مصافحہ کیا، اور پھر آنریبل میجر ہیلی صاحب بہادر اور میرے یوروپین دوست مجھ سے ملے۔ میجر ایچی صاحب بہادر نے ایک جاپانی لیڈی کو پیش کیا لیکن ہم دونوں میں کوئی بات نہ ہو سکی، کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے، فی الواقع زبان نہ جانتا بھی ایسے موقعوں پر بہت تکلیف دہ اور افسوس کا باعث ہوتا ہے۔

اس ملاقات کے بعد وائیسرے کی سواری سٹیشن سے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی، میرا جلوس کے ہمراہ جانا معاف ہو گیا تھا، البتہ ریاست کی جانب سے دو ہاتھی مع ہوج کے جلوس

(بقیہ ماضی صفحہ گذشتہ) پیچھے کے ہاتھیوں کو ایسا کھڑا کیا جائے کہ جس سے اگلے ہاتھی اچھی طرح نظر نہ آویں، پیچھے کے ہاتھی اگے کی صف کے ہاتھیوں کے بیچ میں جوفالی جگہ ہوا سکے سامنے کھڑے کئے جاویں، جب میدان میں ہاتھی کترے کئے جاویں تو اس وقت نو جاہاروں کو اپنے اپنے ہاتھی کے دونوں جانب کھڑا رہنا چاہئے، ہوج پر سواران دابلان ریاست سوار ہون گے، اور جب حضور وائیسرے صاحب بہادر، ڈیوک آف کنٹ صاحب بہادر کے ہاتھی گزریں تو ان ہاتھیوں سے سلام کراے جاویں اور پھر یہ ہاتھی جلوس واری فیلان کے پیچھے ہو لیں، اور اس تمام ”پیچھے“ پیچھے جاویں جہاں کہ راچہ پور وچکر کی شرک ملتی ہے، جب حضور وائیسرے صاحب بہادر اپنی گھٹی میں سوار ہو جاویں، اس وقت ہاتھی صف توڑ کر اپنے اپنے کیپ کو اس راستہ سے روانہ ہو جاویں جو پولیس ونگر بتا دے۔

(۵) ان ہدایات پر سخت پابندی کی جائے۔

مین تھے جہڑ خان بہادر منشی مست از علی خان اور چند اراکین سوار تھے۔

۳۱ دسمبر کو ایجے اوس مشہور و معروف نمائش کا افتتاح تھا جو اپنے مفید نتائج اور اعلیٰ اہتمام کے لحاظ سے ہندوستان میں نقش اول تھی، علاوہ ہر سہ صابزاگان ملہم کے معین المہام ریاست منشی اسرار حسن خان، راو بہادر ستر و سال جاگیوار، منشی احمد حسن خان سیہ منشی ریاست منشی عنایت حسین خان مہتمم دفتر حضور کو جو کارڈ کے گورنمنٹ سے آئے تھے مین نے تقسیم کئے اور ادن کو جلسہ افتتاحی میں شریک ہونے کے لئے حکم دیا۔

نمائش میں اہل ریاست کے جو سامان پہنچا گیا تھا اوسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

صند و قچی چوبی وار نشس سبج محمولہ صند و قچی	صند و قچی بشیشم روغن و انشس چار پایہ لٹو دار
آئینوس جال دار کار علاج دوازہ خانہ بایک کشتی	محمولہ صند و قچی بشیشم جال دار باریک کشتی
زیرین یازہ خانہ و یک عدد رول چوبغیہ و سیا	خانہ کار علاج ساخت دیو چند مستری تعمیرت ریاست
ہر دو جانب شام علاج قفل و کلید و غیث محمولہ	
۱۳ عدد الایچی چوبی و ۱۰ لوگب چوبی ساخت ننھے	
مستری تعمیرت ریاست۔	

یک عدد

یک عدد

چکین ٹیل ترمیم چو حاشیہ ترنج و بیل و پھول و پتہ	چوہ طبل لشیسی کار صند ساخت عبدالعزیز خان
و پنکھڑی خنپلی وغیرہ سوزن کار ساخت عبدالعزیز خان	
مزارم ریاست۔	

یک عدد

دو عدد

جانر از اطلسم و دہیا استر گلابی سوزن کار محرابدار	گولہ بونجی جالدار نقش کار بیل پتہ مع پٹیک بونجی مدو
بایک چراغ اس ترکیب و صنعت کا کہ اگر چراغ	
یک عدد	

روشن کر کے اوسکو گیند کی طرح لڑکایا جائے تو نہ تیراغ  
گل ہوگا اور نہ تیل گرے، ساخت عبدالغفر بن خان۔

یک عدد

چار درمیں پانچ لٹھہ سفید سوزن کا رتار توڑ حوض سادہ  
گردیل دوہری جالدار ساخت گرس اسکول۔

طول عرض  
یک درجہ یک درجہ  
۵ گز ۵ گز

طول عرض  
یک درجہ یک درجہ  
۵ گز ۵ گز

یک عدد

چار درمیں سفید چارباغ چارون گوشون پر حوض  
سادہ گرد کوٹ جالی عریض کنگرہ دار سفید ساخت  
گرس اسکول

طول عرض  
یک درجہ یک درجہ  
۱۱ گز ۱۱ گز

یک عدد

یکم جنوری ۱۹۲۰ء کو دربار تاجپوشی تھا، اگرچہ پہلے دربار کا وقت صبح کا مقرر کیا گیا تھا، لیکن چونکہ  
یکم جنوری کو ہی شوال کی پہلی تاریخ واقع ہوئی تھی اور وہ روزِ سعید عید الفطر تھا، اسلئے ہنر کسلنس نے  
مسلمانوں کے پاس خاطر سے دربار کا وقت ملتوی فرمادیا تھا۔

فی الواقع دربار کے دن عید کا ہونا عجیب اتفاق تھا مسلمانوں میں عید کے دن جو خوشی ہوتی ہے  
وہ ظاہر ہے، اس موقع پر اونکو دوہری خوشی تھی، اور یہ ایک ایسا اتفاق تھا جو مسلمانان ہند کے



اون تعلقات کو جو مذہب نے اپنے حکمران کی ذات ہمایون کے ساتھ وابستہ کئے ہیں نہایت مشنا و ادا پر ظاہر کر رہا تھا، میرے ہمراہیوں نے بھوپال کیمپ کی مسجد میں نمازیں ادا کی، اور چونکہ عورتوں کو نماز عید میں جانا ضروری امر نہیں ہے اسلئے میں نے اپنے خیمہ میں دو گانہ پڑھا۔

شرکت دربار کے متعلق اس موقع پر بھی گورنمنٹ ہند کی جانب سے تحریک ہوئی لگہرین دربار میں دیگر رؤساء کے ساتھ بیٹھنا پسند نہ کروں تو اس پردہ دار جگہ پر جو اور بیگمات کے لئے دربار کے دیکھنے کی غرض سے مخصوص کی گئی ہے بیٹھ سکوں، یہ تحریک اس وجہ سے ہوئی تھی کہ سرکار خلد مکان نے دربار میں اس امر کی نسبت بہت خط و کتابت کی تھی، جیسا کہ میں تزک سلطانی میں اس واقعہ کو کیفایتاً تصریح کے ساتھ لکھ چکی ہوں، میں نے یہ گوارا نہ کیا اور شکریہ کے ساتھ جواب دیا کہ ”میں بہ نقاب و برقع دربار میں شریک ہونگی، کیونکہ ہمارے شرعی پردہ نے ہکو مجبور نہیں کیا ہے“ چنانچہ وقت معینہ سوار ہو کر مالک متحدہ آگرہ داود و مالک متوسط بڑودہ، میسور وغیرہ کے کیمپوں پر گزر کر اور آزاد پور کا چکر کاٹ کر تقریباً (۵) منٹ میں ایمنی تھیٹر میں داخل ہوئی۔

میری ہمراہی میں نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان، معین المہام صاحبہما بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادری، آئی، امی، نصرت جنگ، راؤ بہادر سترو سال منشی اسرار حسن خان، میر منشی ریاست، وکیل ریاست اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار تھے، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بوجہ کمسنی کے نہیں لے گئی، ایمنی تھیٹر میں داخلہ کے وقت صاحبان فارن سکریٹری و بیٹری سکریٹری گورنمنٹ ہند نے استقبال کیا۔

میری نشست سنٹرل انڈیا کے رؤساء میں کپٹن دیسری کے بائیں جانب مہاراجہ اور چھا کے بعد تھی، اس دربار میں نشست کا طریق یہ تھا کہ جس قدر اعزاز بڑھتا جاتا تھا ویسے کی نشست کو کرسیوں کا نمبر زیادہ بعید ہوتا جاتا تھا، مثلاً اور چھا نمبر ایک بھوپال نمبر ۳۲ گوالیار نمبر ۳۳ وسط میں

ایک چوٹا خوشنما گنبد تھا، جس میں ہنر کسٹنی ویسے اور ہنر اہل ہائیں ڈیوک آف کنٹا کی کرسیاں تھیں گنبد کے سامنے بینڈ تھا اور وسط میں یونین جیک کا شاندار پھر ہر اہل ہاتھ تھا، ایسی ٹھیسری گل مثل ایک نعل کے تھی۔

تمام دیسی اور یورپین مہانوں کے جمع ہو جانے کے بعد ہنر اہل ہائیں ڈیوک آف کنٹا، جو فیلڈ مارشل کی وردی زیب تن کئے ہوئے اور گارڈ آف انڈیا اور اسٹار آف انڈیا کے کالر پہنے ہوئے اور چکا آکر ڈر آف انڈین اسپا کر کا لگائے ہوئے تھے، مع عالیجناب ڈچر صاحبہ کے رونق افروز ہوئے، حاضرین نے کھڑے ہو کر تعظیم ادا کی، چنڈسٹ کے بعد ہنر کسٹنی لارڈ کرزن مع لیڈی کرزن صاحبہ کے تشریف لائے، ہاڈی گارڈ اور کیڈٹ کور اولی میں مناسب نے سر وقت تعظیم ادا کی۔

ہنر کسٹنی اور تمام حاضرین جب کرسیوں پر بیٹھ گئے تو فارن سکاٹریسی گورنمنٹ ہن نے افتتاح دربار کی اجازت حاصل کی۔

نقیب سلطنت میجر میکسول نے نہایت بلند آواز میں شہنشاہ معظم کا اعلان بابت انعقاد دربار سنایا، اعلان کے ختم ہونے پر بینڈ نے قومی گیت اور دعائیہ گیت بجائی، اور (۱۰۱) توپ سلامی سر ہوئیں، اوس کے بعد ہنر کسٹنی نے کھڑے ہو کر اپنی اوس اعلیٰ فصاحت کے ساتھ سبکی خاص شہرت سے تقریر فرمائی۔

تقریر کے بعد سب پروگرام مقررہ ہر رئیس اپنی اپنی کرسی سے یکے بعد دیگرے اٹھ کر ہنر کسٹنی کے روبرو ڈانس کے پاس جا کر پیش ہوا۔

ہنر ہائیں نظام دکن اور مہاراجہ بڑودہ نے مبارکباد ادا کی اور اظہار وفاداری کیا میں اپنی کرسی سے اٹھ کر ڈانس کے جانب روانہ ہوئی دونوں فرزند میرے ہمراہ تھے، میں نے اس موقع پر ہنر اسپرل مجسٹی شہنشاہ قیصر ہند کے حضور میں پیش کرنے کے لئے ایک ایڈریس تیار کیا تھا، کشتی جس میں ایڈریس

رکھا ہوا تھا، صاحبزادہ محمد عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی ڈالس کے پاس پہنچ کر کشتی میں لے لی، ہر کسٹنی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے پلٹ کر دیکھا کہ سکرٹری ہون تو کشتی اونچے ہاتھ میں دیدن، مگر وہ دوسرے رئیس کے لانے میں مشغول تھے، میں نے کشتی ڈالس پر رکھ دی اور ہر کسٹنی سے ہاتھ ملا کر پیغام مبارکباد دیا، ہر کسٹنی نے کشتی کی نسبت استفسار کیا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ”ایڈریس ہے حسین میں نے اپنی جانب سے اور نیز تمام مسلمانوں کی جانب سے“ فیصلہ ہند کے حضور میں دلی مبارکباد ادا کی ہے اور اسکو میں ہر مجبٹ کے حضور میں پیش کرنے کی خواہش کرتی ہوں“ مجھے امید ہے کہ آپ یہ پیغام جو دلی مبارکباد ہے اور دلی وفاداری سے ملو ہے ہر مجبٹ کے حضور میں پیش کر دیں گے“ ایڈریس کی نقل حسب ذیل ہے:-

### نقل ایڈریس

شکر و سپاس اوس خدا سے غرض دل کا ہے جس نے اپنی شان برتری ہو ملک ہند کو ایسے ایک الو العزم اور مہربان گورنمنٹ کے زیر فرمان کیا ہے جسکی سلطنت میں اصول حکمرانی و عدل میں اپنی نظیر آپ ہے، نیز اوس کی عنایت کریمی ہے کہ یہ مبارک موقع ہر امر میں مجبٹ شاہ ایڈورڈ ہفتم دام سلطنت کی تاجپوشی کا ہماری عید سعید کے دن واقع ہوا۔

آج اس عظیم الشان و بار بار میں بڑے بڑے الو العزم رؤساء یعنی الو العزم باپ کے بیٹے جن سے سلطنت ہند کی گذشتہ عظمتیں ظاہر ہو رہی ہیں فخر و محبت کے ساتھ اپنی اعلیٰ اطاعت و وفاداری کو برٹش تخت کی جانب اظہار کرنے کو جمع ہوئے ہیں؛ چنانچہ انہیں ایک جان نثار و وفادار رئیس بھوپال بھی ہے جسکے وفادار فاندان و گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی وفاداری کا کافی ثبوت دیا ہے، اور جسکی ریاست اپنے تمام و کمال ذرائع کو برٹش تاج کی خدمت گزاری میں صرف کرنے کو ہمیشہ مستعد ہے۔

بہر حال میں راست باز مداح اور خیر خواہ گورنمنٹ برطانیہ ہوں، اس یادگار موقع پر گورنمنٹ کو صرف اپنی، اپنے فرزندان کی اپنی رعایا کی اپنی ریاست کی تمام ستورات کی وفاداری، اطاعت و محبت کا یقین دلانے کی جرأت نہیں کرتی بلکہ تمام مسلمانان ہند کی جانب سے وفاداری کا یقین دلاتی ہوں، اس واسطے کہ مذہبِ اہم میں بادشاہ وقت کے ساتھ اطاعت و وفاداری کرنے کا مطلق حکم ہے۔

آخر میں تیر دل سے میری یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق بڑیش گورنمنٹ کی طاقت و عظمت و سلطنت کو ہمیشہ توسیع فرماتا رہے، اور نہارون بیش بہا گوہر ہمارے پیارے بادشاہ کے معظم تاج میں زیادہ کرے جسکی سرسبز بخش نعت سرب تا چوٹی کی آج منعقد ہوئی ہے۔

نیز یہ بھی میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بادشاہ کی سلطنت و رازا من بخش اور بہرہ مند ہونا مقبول فرمائے، اور انکی حکومت کو پادشہ بخیر انکی والدہ مکرمہ مرحومہ سے زیادہ تر پر عظمت و جلال کرے۔

میری گفتگو کے دوران میں وائسرائے کے ہاتھ میں میرا ہاتھ رہا، سکریٹری کھڑے ہوئے تھے، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے گفتگو ختم ہونے پر کشتی اٹھا کر سکریٹری کو دی۔

پھر ڈیوک آف کنٹاٹ نے مصافحہ کیا اور جیب میں نصرت ہو کر ڈانس کے چکرست گزرنے لگی تو لیڈی کرزن اور ڈچر آف کنٹاٹ نے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا تمام رؤسا کے پیش ہونے کے بعد بوقت تقریباً تعداد میں (۹۰) تھے دربار برخواست ہوا۔

۲ جنوری جمعہ کے دن تین بجے گارڈن پارٹی تھی اور شب کو آتش بازی جو انگلینڈ میں ہوائی گشتی مسجد جامع اور قلعہ کے سامنے چوڑی گئی۔

یہ آتش بازی عجیب و غریب صنعت کے ساتھ تیار ہوئی تھی جو (۸۱) قسم کی تھی، مین بوجہ زیادتی سردی کے نہیں گئی، صاحبزادگان سلمہ نے جامع مسجد پر سے آتش بازی دیکھی، اور مجھے اگر مفصل کیفیت بیان کی۔ ۳ جنوری روز شنبہ کو ڈوہائی بچے افواج انگریزی کی قواعد ہوئی، شب کو خطابات کا چھپڑ (دربار ہوتا جو قلعہ کے دیوان عام میں منعقد کیا گیا تھا، ایسے دربار میں از رو سے قواعد دربار بجز نائٹ کے دوسرا کوئی شریک نہیں ہوتا، البتہ روسا بطور تماشا کی کے شریک ہو سکتے ہیں، چونکہ میری صدر نشینی کا یہ دوسرا سال تھا اور میں اس وقت تک نائٹ کے طبقہ میں شامل نہیں ہوئی تھی، اسلئے باوجودیکہ میں مدعو کی گئی تھی، اپنی شرکت غیر ضروری سمجھ کر شریک نہیں ہوئی۔

میرے چھوٹے صاحبزادہ محمد حمید احمد خان اس دربار میں ہر کلسنسی کے بچ کی حیثیت سے شریک تھے کیونکہ وہ اور ہر شاہنشاہی مہاراجہ کشمیر کے فرزند بچ آں آئے مقرر تھے۔

۷ جنوری روز پھر شنبہ کو دربار کے چوتھرے سے والیان ملک کی فوجوں اور ریاستوں کو جلوس کا معائنہ کیا گیا، ہر کلسنسی والی سرے، ہر رائے شاہی اور تمام مغز لیڈیان اور یوروپین اور سی والیان ملک امراموجود تھے۔

ریاست بھوپال کے دو شخص میان افضل محمد خان و میان روف محمد خان جو میری سوتیلی بھانجی اور بیٹی اور نہایت قومی الجشتہ اور قد و قامت کے پورے ہیں زرہ بکتر اور خود و چار آئینہ پہنے ہوئے تھے جو رائے سابق کے جنگی سواروں کے لباس کا نمونہ تھا، اور یہ لباس اونکو بہت زیب دیتا تھا، معائنہ افواج کو وقت اسپرمل سروس ٹرپس کے سپر کمرنگ اور افواج ریاست کے حافظ بخشی محمد حسن خان نصرت جنگ سی آئی اے، کمانڈر تھے۔

جلوس کی ترتیب کیلئے فارن آفس سے ہدایت جاری کر دی گئی تھی، ۸ جنوری روز شنبہ کو زیر کمان

ملک ہندوستانی ریاستوں کے ہمایون اور جلوس کی نمائندگی اس کے سامنے دربار کے مقام پر پھر شنبہ، جنوری ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔

(لاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

ہنر کسانسی لارڈ کچنر صاحب بہادر کا تڈر انچیف افواج ہند تمام افواج مجتمہ دہلی کا ریویو ہوا، اس عظیم الشان ریویو دیکھنے کے لئے مین بوجہ ناسازی طبیعت نہ جاسکی، میری کرسی پر صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھجراپری صاحب بہادر پوٹیلنگل ایجنٹ کے ساتھ ممکن تھے، ریاست کی فوج نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے زیرِ کمان تھی، کل جینٹلمن ہزار فوج جو برٹش ہندوستانی اور امپریل سروس ٹروپس تھی اس تو اعدین شامل ہوئی۔

۹ جنوری جمعہ کو دایان ملک کو مخصوص طور پر ویسٹ انگل کیمپ مین ڈنر دیا گیا، جس میں شریک تھی، اس موقع پر ہنر ہائیس نظام دکن کو خطاب جی سی بی کا تمغہ عطا ہوا۔

۱۰ جنوری روزِ شنبہ کو ہنر کسانسی ویسٹ اور ہنر امل ہائیس تشریف لے گئے، اور دربار کو چلتے ختم ہوئے۔ چونکہ اس سال سردی غیر معمولی طور پر زیادہ تھی، اسلئے اکثر لوگوں کو زکام اور کھانسی کی شکایت بھی پیدا ہو گئی تھی، اسی زمانہ میں صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی طبیعت ناساز تھی، صاحب ایجنسی سر جن

(۱) شہرہ فرنگشاہ (۲) کل جاوس وغیرہ مقام دربار کے نزدیک ساٹھ نو بجے جمع ہوئے جانا چاہئے اور جو جگہ ہارڈ سیر کی آزمائش میں لگو بتا دی گئی ہے وہاں مقام کرین کل جاوس صف بند قین ہوگا اور افسر آگے ہوگا، رخ دربار کی شرک پر ہوگا، جیسا کہ پہلے ہدایت کرائی گئی ہے

(۳) سنٹرل انڈیا کے رؤساء کے ہمراہیوں کی حالت میں یہ مناسب ہوگا کہ وہ یہاں سے بہت پہلے روانہ ہوں اور ہی رہتے کے بعد آدمی اور جانور وغیرہ کسپی لین اور آرام کر لین نالش سے قبل اور بعد انتظام کے سپاہیوں گھرنے جاویں۔

(۴) رستہ میں ذیل کی ترتیب کے ساتھ داخل ہونگی، ہر ایک کے درمیان پچیس گز کا فاصلہ ہوگا باجیوگا، میان میں داخل ہونے سے قبل باجیوگا شروع ہو جاوے گا، اور نکلنے کے وقت تک بجتا رہیگا۔

(۱) بمبئی

(۲) سنٹرل انڈیا

(۱) بڑودہ (۸) اچھی سلام کر سکتے ہوں وہ پتہ کے ساتھ سلام کریں، سب ہو دون پر

(۲) گوالیار جہانگیر مکن پورسٹر وغیرہ مناسب لباس پہنتے موجود ہوں، سب جانو جہانگیر

(۳) اندور مکن ہونر برق ہون پٹنے ہاتھیوں پر معمولی چول ہوگی اور معمولی ہودے وہ ملین

(۴) جھوپال داخل نہ ہو مکن گے نئی ساخت کی گاڑیاں بھیجی نہیں چاہئے، کل ہمارے ویسٹ کے

(ملاحظہ فرمائیے)

جو نہایت ہوشیار اور تجربہ کار ڈاکٹر ہیں اور ہمارے ہمراہ گئے تھے، ان کے معالج تھے۔

۱۳۔ رشوال کو دہلی سے ہمارا اسپتال روانہ ہو کر ہم رشوال کو بحیریت جھوپال میں داخل ہوا، داخلہ باضابطہ تھا، بخشی محو فرید اللہ خان نائب بخشی افواج اور دیگر اراکین و عمائد نے استقبال کیا۔

## بھوپال میں تاجپوشی کی خوشی

انگلند میں اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کا جشن ۲۶ جون سنہ ۱۹۵۷ء کو قرار پایا تھا اسی لحاظ سے بھوپال میں بھی میں نے اس روز جشن منائے جانے کا حکم دیا، لیکن دفعتاً صاحب لپٹکل کھنٹ بہادر کے پیغام تار برقی سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت ملک معظم کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے، اس لئے جشن کا تمام پروگرام ملتوی کیا گیا، اور ۲۰ ربیع الاول = ۲۷ جون کو جامع مسجد شہر میں اعلیٰ حضرت

(بیشمار صفوں گزشتہ) (۵) ریوان اور ڈیوک آف کنٹا کو چوتھرے سے گزرتے وقت سلام کریں گے۔

(۶) اور چہا شخص اپنی خاص زبان دلچرا اور عارہ میں سلام پکار کر گزریں گے۔

(۷) دتیا

(۸) دہار

(۹)

(۱۰) چرکھاری

(۱۱) راجگڑھ

(۱۲) نرسنگدھ

(۱۳) علی پور

(۵) میدان سے نکلتے وقت ہم اسی بائیں جانب ہو کر گزریں گے اس مقام سے جہاں کہ لالیاں کھڑی ہو گئی، اور شکر سے دور ہونے کے بعد۔

(۶) اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ ہر ریاست کے ہمراہی اور بطور تمیز ہو سکیں، اس کا سبب یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کے سامنے اور دونوں طرف ریاست کے نام کی تختیاں لٹا دی جائیں، نام ریاست کا اردو انگریزی دونوں میں لکھا ہونا چاہئے اور حرف چھوٹے لپے ہونے چاہئیں، تاکہ آسانی سے پڑی جاسکیں۔

آسانی کی غرض سے اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ سب لوگ وہاں جو تم تاشا بون سے قبل پہنچ جائیں، چوڑی کوسٹا نو بیج سے قبل پہنچ جائیں۔

قیصر ہند کے لئے تمام مسلمانان بھوپال نے دعا و صحت کی، خدا کے فضل و کرم سے شہنشاہِ عظمیٰ کو تھوڑے عرصہ کے بعد صحت حاصل ہوئی، اور ۹ اگست کو تاریخِ جشنِ تاجپوشی مقرر کی گئی، بھوپال میں اس دن ایک یوم کی عام تعطیل دی گئی، قلعہ سے (۱۰۱) فیر سلامی کے سر ہوئے، اس خوشی میں ۹ قیدی میعاد دی اور (۲) دائم الجس رہا کئے گئے۔

افواجِ ریاست، رسالہ احتشامیہ، اور وکٹوریہ لانسز کا مین نے پارچ پاسٹ ملاحظہ کیا تمام فوجِ قل ڈریس میں تھی، ہر سہ صاحبزادگان مسلمہ تمام اراکین و عائدہ ریاست موجود تھے۔ مین نے اس خوشی کو صرف معمولی مراسم تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ غریب رعایا کو بھی اس میں شامل کیا، اس تقریب میں (۶) لاکھ روپیہ جو بقایا تھا معاف کیا گیا اسکے علاوہ میری سب ہدیت یکم جنوری کو بھی بھوپال میں جشنِ تاجپوشی منایا گیا۔

بعد نماز عید تمام خوانین و اراکین و جاگیر داران ریاست ایوانِ صدر منسل کے سامنے درباری خیموں میں جو اسی غرض کے لئے نصب کئے گئے تھے جمع ہوئے، اعلیٰ حضرت ملک معظّم قیصر ہند کا فرمان سنایا گیا، فرمان سنانے کے وقت حاضرین جلسہ بغرضِ تنظیم کھڑے رہے، فرمان سنائے جانے کے بعد قلعہ فتح گڑھ سے شہنشاہی سلامی سر ہوئی۔

منشی سید محمد قدرت علی نے تقریر کی جس میں حکومتِ برطانیہ کی خوبیاں ظاہر کیں، اور برٹش تاج اور ریاست بھوپال کے تعلقات کو ظاہر کر کے تمام رعایا کی طرف سے وفاداری کا اظہار کیا۔

درباری خیموں کے سامنے بینڈ اور فوج بھی موجود تھی جس نے فوجی طریقہ سے شہنشاہِ عظمیٰ کی سلامی ادا کی، تمام دفاتر میں چار یوم کی تعطیل دی گئی، پانچ قیدی حسین مہ میعاد دی اور ایک اُم الجس تھا رہا کئے گئے۔



## باب ۹

## اصلاح فوجی

انہیں دوسالوں میں فوج کی اصلاح بھی ہوئی اوس کی وردی درست کی گئی اور فوج کے قابل جوانوں کا انتخاب کیا گیا ، ناکارہ اور لاغر گھوڑوں کو نکال کر اون کی جگہ مضبوط اور عمدہ گھوڑے داخل کئے گئے ، قواعد اور لین کی حاضری لازمی قرار دی گئی۔

رسالہ اردلی خاص پہچکانام ”رسالہ اقتسامیہ“ قرار دیا گیا ہے خاص طور پر توجہ کی گئی ، نواب صاحب مرحوم کے زمانہ میں ہی اوسکی وردی تجویز ہو چکی تھی پکتان بعد القیوم جان کی خدمات اسپرل سروس ٹروپس سے مخصوص رسالہ اقتسامیہ کے منتقل کی گئیں ، اور اس رسالہ کے لئے کمپ جہانگیر آباد میں لین تیار کی گئی۔

آٹھ رسالے اور آٹھ کمپنیاں مین سے دوسالے اور دو کمپنیاں ہر شیت سے کامل طور پر مرتب کی گئیں اور چھ رسالے اور چھ کمپنیاں زیر انتظام رہیں۔

مین نے فوج کی اصلاح اس خیال کو ملحوظ رکھ کر شروع کی کہ میری فوج صرف ریاست کے اہلکار ترک اور شان اور جاوس ہی کے لئے نہ ہو بلکہ وٹھل اسپرل سروس ٹروپس اور انگلش انفنٹری کے آراستہ اور قواعد ان اور کاروان ہو کر اعلیٰ حضرت ملک معظم کی خدمات ادا کر سکے۔

سب سے زیادہ میری توجہ کا مرکز فوج ہے ، اور یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے عملاً فادائی ظاہر ہو سکتی ہے اسلئے مین نے کامل طور پر فوجی اصلاحات پر توجہ کی ، جیسا کہ آئندہ ابواب میں ظاہر ہوگا۔

امپریل سروس ٹروپس کے جوانان اردلی جو گورڈن کولیکر جنوبی افریقہ کی مہم میں گئے تھے انہوں نے  
 جو خدمات دیان انجام دیں انکو امپریل گورنمنٹ نے قردادانی کی نگاہ سے دیکھا اور نیز دربار دہلی کے موقع پر اس  
 فوج کے متعلق فوجی افسران ہند نے خاص طور سے تحسین کی اوس سے مجھے بے انتہا خوشی حاصل ہوئی۔  
 میں نے افسران و سواران فوج کو مختلف انعامات دیے اور مستقل تنخواہ میں فی سوار چار روپیہ ہوار  
 کا اضافہ کیا جس سے سالانہ اخراجات امپریل سروس ٹروپس میں ۷ لاکھ کی بیشی ہوئی۔



## باب (۱۰) دورہ ضلع مشرق وجنوب

در بار تاجپوشی سے واپس آنے کے بعد ۲۵ شوال ۱۲۳۵ ہجری کو مین اضلاع مشرق وجنوب کے دورہ کو روانہ ہوئی، عمدہ داران موجودہ ریاست کو اپنے ہمراہ لیا تاکہ امور انتظام طلب کا فوری نظام ہو سکے اضلاع عربیہ ہند امین بحر ضلع مغرب کے پختہ سرکین، جیسا کہ مین باب (۵) میں مفصلاً پہلے لکھ چکی ہوں نہیں ہیں، اور راستے دشوار گزار ہیں، اسلئے جن جن محالات سے لشکر کا گزر ہونے والا تھا اونکے راستوں کی درستی کرائی گئی، چونکہ بالعموم دوروں میں فراہمی رسد کا انتظام اس طریق سے جاری ہوتا ہے جس سے عمال کو رعایا پر جبر و تعدی کا موقع ملتا ہے، اسی وجہ سے روسائے سابق نے یہ قاعدہ رکھ رکھا کہ ایک بازار خاص دوکانداران شہر کا ہمراہ لشکر ہوتا تھا لیکن اسپر ہی اکثر چیزیں تحصیلدار فراہم کرتے تھے، جسکی قیمت کچھ اہل لشکر سے وصول نہیں ہوتی تھی اور نہ تحصیلدار ہی کامل کوشش کر کے قیمت وصول کرتے تھے، اور غریب رعایا بوجہ خوف کے دم نہیں مار سکتی تھی علاوہ اس کے اکثر زمانہ دورہ کا وہی ہوتا ہے جبکہ قدرتی فرش زمر دین بیع کا بچھا ہوا ہوتا ہے، اور لشکر کی تھوڑی سی بے احتیاطی سے اسکو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔

مجھے ان تمام امور کا تجربہ اوسیدقت سے تھا جب کہ مین بزمانہ موافقت سرکار خلد مکان کے ہمراہ دورہ مفصلات پر جاتی تھی اور اکثر ایسی شکایات سنتی تھی، لہذا ان سب امور پر نظر کر کے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام مد نظر رکھا، اور ایک اشتہار انتظام رسد کے متعلق جاری کیا، جس کی نفی حسب ذیل ہے :-

### بنام اہلکاران آنکہ

ہم انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ رشتوال سنہ حال کو دورہ ضلع مشرق و جنوب پر روانہ ہون گے، اور ہمارے ساتھ بیشتر حکام اور ان کے ماتحت ملازمان بھی ہونگے اسلئے جملہ اہلکاران مندرجہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے تمامی ماتحت ملازمان کو سخت ہدایت کر دیں کہ کوئی شخص دوکانداران بازار ہمراہی و محالات سے کوئی چیز بلا قیمت نہ لے اور نیز اہلکاران و ملازمان شاگرد پیشہ چوہداران و چہر اسپان و خدمت گاران میں سے کوئی شخص بطور نذرانہ و انعام ناظمان و تحصیلداران تھانہ داران و محضران و مستاجران و کاشتکاران وغیرہ سے کچھ نہ لے، اور راستہ میں نہ ہولا بال کسی قیمت سے لے اور نہ زراعت وغیرہ کو نقصان پہونچائے، اور جو شخص خلاف اسکے کریگا اوسکو بجرم خلاف ورزی حکم سرکاری علاوہ سزائے برطرفی کے اور بھی سخت سزا دی جائیگی اور پیشہ کے لئے قطعی مانع روزگار کر دیا جائیگا، اور پھر کسی اوسکو ریاست ہذا میں جگہ نہ دی جائیگی۔

اس اعلان کے علاوہ یہی انتظام کیا گیا کہ جو سردستاجران سے فراہم کیجائے وہ لشکر کے وکانداروں کے ہاتھ فروخت ہو اور لشکر کے لوگ اپنے ساتھ کے وکانداروں سے خرید کریں اور جو سامان مستاجروں سے خرید کیا جائے اور جو باقی بچے وہ اور سامان خرید شدہ کی قیمت بمواجہہ ناظم ضلع و مہتمم ایصال باقیات دیجاوے اگر یہ ثابت ہوگا کہ اشیاء واپس نہیں دی گئیں، یا قیمت ادا نہیں کی گئی تو سخت تدارک کیا جائے گا، اور اہل حرفہ کو جو دورہ کے لئے سامان تیار کریں مدد خرچ پہلے ہی دیدیا جائے۔

میں نے اس دورہ میں بندوبست کا کام یعنی معاد و دیگر پٹوں کا دینا جو ایک اہم اور ضروری تھا، اور تصفیہ بقایا بمشورہ اراکین ریاست لٹنٹن ممتاز علی خان عین المہام و منشی اسرار حسن خان

مستم ایصال باقیات) اپنے موابین شروع کیا۔

اور نواب محمد نصر اللہ خان کو حکم دیا کہ دفاتر و مکانات تحصیل و تھانہ کا معائنہ کر کے جلد روکاری میں مفصل رپورٹ پیش کریں، کیونکہ محکمہ کارہائے مذکورہ کی وجہ سے اونکے خود ملاحظہ کرنیکی فرصت نہ تھی، صبح ۷ بجے سے رات کے (۱۱) بجے تک برابر مصروفیت رہتی تھی، بوجہ دربار دہلی موسم سرما کا تیسرا حصہ ہی گذر چکا تھا، گرمی جلد آنے والی تھی، اور میرا قصد تھا کہ اس دورہ میں (۱۸) محالات کا انتظام و معائنہ کروں، اسلئے ہر محال پر ہفتہ عشرہ روزیادہ قیام نہیں ہو سکتا تھا، اور نہ ہی غیر معمولی محنت کے کام ختم ہونے کی امید تھی، میں نے (۱۴) گھنٹہ روزانہ کام کرنا اختیار کیا، اور ترتیب اوقات و تقسیم کام اس طرح پر کی کہ :-

صبح ۷ بجے سے (۱۱) بجے تک ایک عام دربار میں عنایت تحصیل و تھانہ کی حاضری لیتی، اور جاگیرداران مستاجران، معافداران وغیرہ سے ملاقات کرتی اور اون سے عام حالات اور اونکی اصلاح وغیرہ کی نسبت گفتگو رہتی، اور جو عرض بوقت دربارہ پیش کرتے بعد فراغت ناشتہ اونکو منکر احکام سے صادر کرتی، اوسکے بعد معین المہام تمام کاغذات جو مختلف جمع بندیوں سے قریب تھے دیکھ کر اوجہ پٹہ کی نسبت تجویز لکھ کر میرے سامنے پیش کرتے اور میں اوسپہلے جمع کرتی، اور پھر اوس تعین جمع کو مطابق پتے قریب ہوتے۔

کچھ دیر قیلولہ کے بعد پھر دیوان اکبر شاہ جو ایک قدیم رکن ریاست تھے اور جن کو سرکار خلد نشین کے ساتھ بندوبست پانزدہ سالہ میں سبب باور و اقیقت حاصل تھی اون مرتب شدہ ٹپوں کو میری روکاری میں پیش کرتے، اور میرے ہی سامنے مستاجروں کو پتے دیے جاتے، ۶ بجے شام تک اس سے فرصت ہوتی پھر شیخ محمد حسن مستم حقیقت، اور شیخ اسرار حسن خان مستم ایصال باقیات کاغذات بقایا پیش کرتے۔

کاغذات کی ابتری کا حال گذشتہ ابواب میں بیان ہو چکا ہے، اسوقت سہولت و آسانی کے لئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ بعد تحقیقات سرسری اس بقایا کا جسکو مستاجر قبول کرتے تھے نقشہ مرتب کیا جاتا تھا، اور جب وہ ترتیب ہو جاتا تو ہر دو عمدہ دار مذکورہ بالا میرے ملاحظہ کے لئے لاتے جسکو مین ۸ بجے شب تک دیکھتی۔

۸ بجے کے بعد کہانے سے فارغ ہو کر جو خطوط و عرائض وغیرہ بھوپال سے اس جدید آفت یعنی طاعون کے متعلق آتے وہ دیکھ جاتے اور ان پر احکام مناسب لکھواے جاتے اور انتظام و نفاذ طاعون کے نسبت تجاویز کی جاتیں، غرض مین ۱۱ بجے اور کبھی ۱۲ بجے رات تک برابر مصروف رہتی اور اسی طرح کام کا سلسلہ جاری رہتا۔

مین نے اپنے دوروں میں یہی التزام رکھا تھا کہ مستاجر اور کاشتکاروں کی عورتوں کو بے تکلفانہ ملاقات کروں، کیونکہ علاوہ اسکے کہ مجھے صحیح صحیح حالات کا ادون سے علم حاصل ہو، ادون کو مجھے بائین کرنے اور ملنے میں ایک خاص خوشی ہوگی جس گاؤں سے میری سواری کا گزر ہوتا تھا جوق جوق عورتیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو گودوں میں لئے ہوئے رگڑ پر اپنے رواج کے مطابق پانی کا برتن لیکر (جسکو وہ اپنے راجہ کے لئے عمدہ فال سمجھتی ہیں) کھڑی ہو جاتیں۔

جسوقت سواری قریب آتی تو وہ خوشی کے گیتوں میں غیر مقدم کرتیں، ادون کو اس طریقہ پر انعام دیا جاتا کہ ادون کے "کلس" میں روپے ڈالے جاتے، اسکے علاوہ میرے کیمپ میں یہ ایک وقت بھی عجیب قابل دید ہوتا تھا کہ جب وہ قافی عورتیں مسرت اور جوش کے ساتھ گاتی تھیں اور انعام پا کر خوش ہوتی تھیں، اور فی الحقیقت یہ دورہ کی بڑی غرض رعایا کو خوش کرنا اور اذکار و دکھ سنا ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے رعایا میں محبت کا فیضان پیدا ہوتا ہے مجھے ہی اسوقت کچھ کم خوشی نہیں ہوتی تھی جب میں اپنے خاص خیون مین ادون لوگوں کو اس طرح شادان فرماتا

دیکھتی تھی، اور اس طریقہ سے مجھے استقامت کے بعد نہایت آرام ملا اور دماغ کو راحت حاصل ہوتی، اکثر عورتیں بالکل نڈر ہو کر اپنے صحیح حالات بیان کرتیں اور عین سنا میں جن سے صحیح صحیح واقعات کا پتہ چلتا، اور نیز عورتوں اور بچوں کے اس طرح جمع ہونے سے ہمسایوں کو گون کے افلاس و خوشحالی کا بھی اندازہ ہو جاتا، غرض دوپہر کے کھانے کے بعد اکثر قیلو لہ کا وقت اپنی مجلس عایا کے ساتھ اس بے تکلفی سے گزرتا مقام گڈھی سے ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری کو میں نے اپنے ساتھ کی جمعیت کم کردی اور دو گانہ عید الضحیٰ دیوڑی میں ادا کیا، اور وہاں سے رٹھن میں مقام ہوا، میں ابھی رٹھن میں تھی کہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان میرے ملنے کے لئے بھوپال سے آئے اور چند گھنٹہ ٹھہر کر واپس گئے، اونسکے ہمراہ صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی دو ایک روز کے لئے بھوپال چلے آئے۔

اوس وقت تک جب سے یہ عزیز دنیا میں آئے تھے کوئی موقع چن کر روزہ جدائی کا بھی نہیں ہوا تھا البتہ موسم گرما میں نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم تفریح و شکار کی واسطے نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اپنے ہمراہ ہفتہ عشرہ کے لئے ”سمرون“ لے جاتے تھے بس اتنا زمانہ مجھے جدا رہنے کا ہوتا تھا، اب یکایک جدائی ہوئی، چونکہ اوس زمانہ میں صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے سپرد کوئی کام بھی نہ تھا، اس لئے وہ جلد جلد بیکاری و تنہائی سے گھبر کر مجھے ملنے کو آتے تھے۔

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو کرنل صاحب سے بہت انسیت ہے، ہمارے گھر میں صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی ولادت سے بہت پہلے تک کوئی چھوٹا بچہ نہ تھا، جب یہ پیدا ہوا تو براہِ ارادہ محبت کے جوش سے اوس دلی فطری شفقت نے نبھلے بھائی کو چھوٹے بھائی کا پروانہ بنایا اور جب تعلیم سے فرصت ملتی تو چھوٹے بھائی کو ایک دم کے لئے بھی نہ چھوڑتے، ہر دم اور ہر کٹھن پیارا اور محبت کے ساتھ کھلاتے رہتے۔

دونوں بھائیوں نے بھوپال میں ایک شب قیام کر کے دوسرے روز راسین آنے کا قصد کیا، سب سے پہلے کو  
 ریلوے ٹرین پر سوار ہو کر سب سے آٹیشن پر پہنچے، ٹرینی صاحبہ جس خان میٹھی جو بوجہ کسی کام کے  
 بھوپال رہ گئے تھے اور اب لشکر میں شامل ہونے کو آرہے تھے، اور نیز عاقل خان جو ایک ملازم قدیم  
 ڈپوٹری کے ہیں، صاحبزادوں کے ساتھ سوار ہو کر راسین روانہ ہوئے، بیٹو اندی پر ایک پٹا بغیر  
 روک کے بنا ہوا ہے، کوچین کی بدتمیزی سے گھوڑے نہ رک سکے اور پیٹھ پر ندی کی جانب اون کا رخ  
 پلٹ گیا، یکایک بھی تفریباً (۱۵) فٹ کی اونچائی سے ندی میں جا کر ندی خشک تھی ایک گھوڑا اب کفرور  
 مر گیا، کوچین نے ہی سانس نہ لی اور سائیس بھی سخت زخمی ہوا ہوا ہوتے وقت بوجہ سردی وہ بڑے  
 لینڈ کے شیشے چڑھائے تھے، گچی بالکل بند تھی اور ادھلی ہوئی پڑی تھی کرنل صاحب نے نہایت تابی  
 کے ساتھ حمید-حمید-آواز دینا شروع کیا لیکن صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بالکل سمجھتے ہوئے  
 چپ چاپ سلامتی کے ساتھ گچی کی چھت میں پڑے ہوئے تھے، اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو آواز پر  
 جب جواب نہ ملا تو اون کو وحشت ہوئی اور وہ گھونٹے شیشے کو توڑ کر باہر نکلے، اور پھر آواز دی، اندر پہلے  
 استفادہ کیا ہوا تھا کہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی، اور نہ ایک شخص دوسرے کو دیکھ سکتا تھا، کرنل صاحب  
 کی مضطربانہ آواز سے صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان چونکے اور اسی وقت اونہوں نے بھائی کو  
 پکارا، اب یہ حالت تھی کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کو پکارتے تھے، کرنل صاحب اپنے بھائی کی  
 آواز کی سمت دوڑے اور اون کو گود میں اٹھالیا اور اونکے جسم کو دیکھا کہ کہیں چوٹ تو نہیں آئی،  
 جب انکی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اون کو ایک گونہ تسکین ہوئی، کرنل صاحب کے سر پہ  
 ڈیڑھ انچ طولانی اور پاؤں پر گہرا زخم آگیا تھا، جس سے خون جاری تھا، ابھی تک بھائی کو خیال نہ  
 اس تکلیف کا احساس نہیں ہونے دیا تھا، اب جب کہ بھائی کو صحیح و سالم پالیا تو وہ کیفیت محسوس  
 ہونے لگی، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے یہ حالت دیکھ کر زار زار رونا شروع کیا، کرنل صاحب کو



یہ شکل پیش آئی کہ بہائی کو تسکین بھی دین اور اپنے زخم کو دھونے اور باندھنے کی فکر کریں، بھائی کو تسلی دلاسا  
و دیگرندی کے گڑھوں میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے زخم کو دھویا، میسریشی ریاست اور عاقل خان کی کمپن  
سخت چوٹ آئی تھی، ایک سوار کو بگھی اور ڈاکٹر کے لینے کیلئے کمپ میں بھیجا، سوار نے اگر نواب محمد نصرت خان  
کو اس حادثہ کی اطلاع کی فوراً ڈاکٹر اور سواری کے پہنچنے کا انتظام کیا گیا، اور نواب صاحب خود بھی چوتھ  
اونکے دیکھنے کے لئے چلے گئے لیکن ڈاکٹر اور سواری کے پہنچنے سے پہلے راستہ میں ایک سچ گاڑی کچھ پیچ  
ٹھیشن کو جا رہی تھی مل گئی اس میں سوار ہو کر دونوں صاحبزادہ صاحبان کمپ کو روانہ ہو گئے انہارے راہ میں  
نواب صاحب سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے فوراً واپس کر مجھے اس حادثہ کی اطلاع دی۔

ہنوز وہ بیان ہی کر رہے تھے اور چند منٹ ہی نہ گزرے تھے کہ ہر دو صاحبزادگان آگئے، اگرچہ اس حادثہ سے اور کرنل صاحب کو زخم پہنچنے سے بچے صدمہ ہوا لیکن مہاجر اور محمد علیہ خان کی سلامتی اور کرنل صاحب کو زیادہ صدمہ نہ پہنچنے سے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

ڈاکٹر ولی محمد نے زخم کو صاف کر کے بندش کی، اور ڈاکٹر خوشی اسٹنٹ سرجن کے بلانے کیلئے  
بھوپال تار دیا گیا، اونکو تکلیف بہت رہی، شب کو بھی سخت بے چینی تھی، اور سردی کے باعث  
اور زیادہ تکلیف بڑھ گئی تھی رات بھر خیمہ آگ سے گرم رکھا گیا، اور دونوں ڈاکٹر علاج و تیار داری میں  
مصرف رہے زخم کی تکلیف کیوجہ سے نیند بالکل اچھاٹ ہو گئی بالآخر خواب آورو دوائیں دیکھیں جن سے  
تھوڑی دیر کو نیند آگئی، دونوں ڈاکٹر دن کی یہ راسے قرار پائی کہ یہاں چونکہ سردی بہت ہے اسلئے  
بھوپال میں قیام کرنا مناسب ہے مین نے بھی اونکی راسے کو پسند کیا، اور دوسرے دن دس بجو  
اونہیں لیکر بھوپال روانہ ہوئی۔

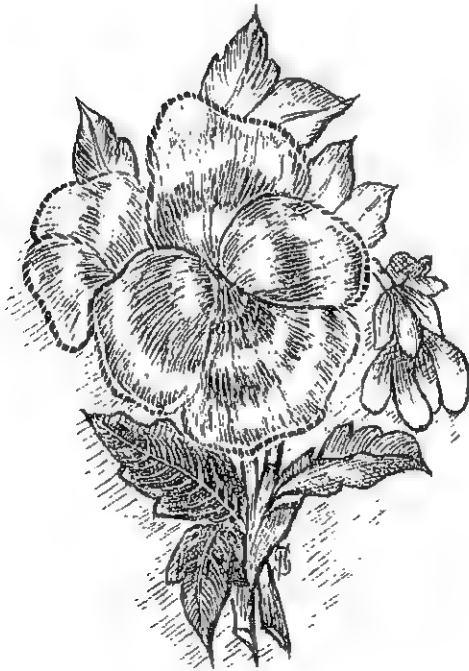
چلتے وقت معین المہام صاحب بہادر کو کام کے تیار رکھنے کی تاکید اور نواب محمد نصر اللہ خان کے  
ضروری کاموں کے متعلق ہدایت کی۔

چار روز بھوپال میں قیام کیا اور جب زخم کی کیفیت اور طبیعت کی حالت سے اطمینان ہوا تو پھر رٹسین واپس گئی اور کام شروع کر دیا، اور اس طرح شبانہ روز محنت کر کے دو ماہ ۱۰ یوم میں محالات ختم کئے، مگر شہزادہ چار محال باقی رہے تھے کہ اس عرصہ میں بھوپال میں طاعون کی بہت زیادتی ہو گئی رعایاے شہر سخت پریشان تھی اور جو انتظام انسداد طاعون کے کئے جاتے تھے ان سے اور وحشت ہوتی تھی، ان تفکرات اور دن رات کی محنت سے میری طبیعت ناساز ہو گئی، اسکے علاوہ فصول کا زمانہ بھی آگیا، اور زمین نے اپنا بلوس زمردین بدل کر کچھ اچی لباس پہن لیا، آفتاب میں حدت پیدا ہو گئی، مجھے رعایا اور لشکر کی تکلیف کا بھی خیال تھا اسلئے واپس آ کر ایک ماہ سمرہ میں قیام کیا لشکر تین حصوں پر تقسیم کر دیا گیا، نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی جاگیر دیوان گنج میں جو سمرہ سے تین کوس سہ قیام پذیر ہونا پسند کیا، اور عین المہام کو انتظام طاعون کے لئے چند روز کو بھوپال بھیج دیا۔

کرنل صاحب میسرے ہدایت کے مطابق مجھے پہلے ہی سمرہ میں آچکے تھے، میسرے واپسی رٹسین کے بعد روز بروز ان کا زخم اچھا اور مند ہوتا رہا اور خدا کا فضل شامل حال تھا کہ اس قدر ملتہم اور ایسی خوفناک جگہ اور پر خطر حالت میں گرنے سے جان سلامت بچ گئی، اور کہیں دن میں اونکو آرام ہو گیا۔

میں نے سمرہ میں آکر سہل لئے اور چار محال کا کام جو باقی رہ گیا تھا اسکو بھی پورا کیا، ۲۲ صفر ۱۲۲۱ ہجری کو رعایا کے اطمینان کے لئے بھوپال میں واپس آ گئی، نواب محمد نصر اللہ خان میرے ہمراہ آ گئے تھے خان بہادر ششی عنایت حسین خان منصرم نصیر المہامی، اور عین المہام ریاست کو میں نے حکم دیا کہ بقیہ محالات کا معائنہ کریں انہوں نے معائنہ کیا اور مفصل رپورٹیں پیش کیں، اور نیز اس امر کی جانچ کا بھی حکم دیا کہ سامان رسد وغیرہ کی قیمت کا کامل تصفیہ کیا جائے تاکہ عایاکو مطلقاً کوئی بار محسوس نہ ہو، اور اپنے احکام کی تعمیل کے متعلق اطمینان ہو جائے۔

دورہ کے قبل جب قدر ضرورت مجھے دورہ کی معلوم ہوتی تھی اب اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی  
 ہر چیز قابل اصلاح معلوم ہونے لگی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ مفصلات کے بھی ہر بیغہ پر مجھے بذات خاص  
 کامل توجہ کی ضرورت ہے، اس دورہ میں چار ہزار چھ سو ننانوے عرائض میرے اور ایک سو دو معین المہام  
 اور نصیب المہام کے روبرو پیش ہوئیں، ان تمام عرائض میں اکثر ایسی تھیں جن پر فوراً احکام صادر کئے گئے  
 اور اون کا انتظام کیا گیا، اور جو فضول عرائض تھیں وہ داخل ذکر کی گئیں، معائنہ سے جو حالات  
 معلوم ہو سکے اور تحقیقاتوں سے جو نتائج میرے سامنے پیش ہوئے اون کے لحاظ سے جو انتظامات  
 عمل میں آئے وہ نہایت مفید ثابت ہوئے اور اون پر رعایا کو اطمینان ہو گیا اور اون کی تکلیفیں  
 کم ہو گئیں، اور یہی میرے دورہ کی زمینیں اوشمانے کا معاوضہ تھا۔



## باب متفرق انتظامات و حالات

۱۹۳۲ء ہجری

میں نے اپنی اس کتاب میں ہر ایک واقعہ اور ہر ایک اصلاح کو تفصیلی طور پر بیان کرنا طول و  
سمجھ صرف اہم اور قابل یادگار واقعات و اصلاحات کا لحاظ سنہین صدر نشینی مفصلاً درج کرنا پسند  
سمجھا ہے اور دیگر معمولی امور کے لئے جو اندراج کے لائق ہوں یہ التزام رکھا ہے کہ بالا جمال لکھنے  
جائیں ، میری مندر نشینی کے ابتدائی دو سال ۱۳۲۹ء ہجری نہایت دشواری کے تھے اور مجھے انہیں  
سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔

ایک عرصہ تک سب سے بڑی تکلیف کسی مشیر و مددگار کے نہ ہونے کی تھی اس سبب سے بذاتِ ماہ  
ہر ایک جزئی و کلی کام کو اپنے ہاتھ سے انجام دینا ہوتا تھا۔

چونکہ شیت اینڈوسی یہی تھی کہ میں بغیر کسی مددگار کے کام کروں اور اپنے حقیقی و اصلی مددگار  
توکل کروں ، جیسا کہ اوس کا مقصد ارشاد ہے کہ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ  
میں نے اوسی پر بہروسہ کیا اوسی سے مدد کی التجا کی ، اور مشکلات کے زمانہ میں تنہا ہر کام شروع کیا۔  
مجھے اس سے بڑی تقویت تھی کہ میں ابتداء ہی سے محنت کی عادی تھی اور میں نے اپنے زمانہ  
ولیعہدی اور سرکارِ ظہکان کی ناراضی کے دنوں میں اپنے آپ کو آرام طلب نہیں بنالیا تھا ، میں  
علاوہ اپنی جاگیر کے کاموں کے جو کچھ کہ تھے اپنا عزیز وقت کتب بینی ، امراضِ طبی (سوزن کاری)  
بچوں کی تربیت اور انتظام خانگی وغیرہ میں صرف کیا کرتی تھی ، کیونکہ طبی اصول سے انسان کی  
صحت کے لئے بغیر کام کو بیٹھا رہنا بھی ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ حد سے زیادہ کام کرنا اسلئے اوسط درجہ

ہر طریق سے اچھا ہوتا ہے اگرچہ میرے دماغ نے ۲۷ سال تک آرام پایا تھا لیکن اُن تفکرات و حالات سے جبکا ذکر بجایمیری کتاب میں موجود ہے، کچھ کم تکلیف بھی نہ اڑھائی تھی مگر وہ تکلیف ایک سچے ہمدرد و مشیر کی وجہ سے معلوم ہوتی تھی۔

غرض جب میں نے ریاست کا کام شروع کیا تو نہ مین محنت سے گھبرائی اور نہ مجھے کوئی تکلیف ہوئی مین ان دو سالوں کے تفصیلی واقعات بیان کر چکی ہوں اب اجمالی حالات کا تذکرہ درج ذیل ہے :-

۱۔ معین المہام ریاست کے تقرر کے بعد جب میں نے اُن سے بندوبست کے باب میں مشورہ کیا تو اُنہوں نے اُن تمام تجاویز و کاغذات کو دیکھ کر جسکا میں نے باب (۵۵) میں بیان کیا ہے اس رائے سے اتفاق کیا اور اپنی رائے ظاہر کی کہ وہی تدبیر مناسب ہے کہ جو حضور نے اور اہل مشورہ نے قائم کی ہے یعنی بالفعل کسی طویل میعاد کے بندوبست مین وقت ہے سرسری بندوبست کر دیا جائے اور اس عرصہ میں تمام کاغذات از روئے پیمائش و تحقیقات موقع درست کر لئے جائیں پھر جس میٹھا کا کہ مناسب ہوگا بندوبست کرنے میں آسانی ہوگی۔

بلحاظ حالات متذکرہ اوکی رائے کے موافق پنج سالہ بندوبست سرسری کا حکم دیا اور اس میں جو رجوعائین رکھی گئیں ان کے متعلق اشتہار جاری کیا، رعایا نے اس انتظام کو بہت پسند کیا اور غربت و خوشی مستاجروں کی درخواستیں کیں، غرض اسی سال میں دو ضلعوں کا بندوبست مکمل ہو گیا مگر بلحاظ حالات ملک درعایا اکثر مواضع نصف مکمل ہی تک بھی نہ پہنچے دو نوں ضلعوں میں (۶۸۹۴) روپیہ سالانہ کی رعایت مستاجروں کے ساتھ کی گئی۔

اس انتظام کا تذکرہ میجر ایل ایم پی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سے بھی آیا اوںکو مال کرکام میں دیکھی تھی اور اوکی تجویز جسکو وہ اپنی گفتگو میں بیان کرتے تھے نہایت صائب اور دور اندیشی پر مبنی ہوتی تھی۔

۲۔ زراعت پیشہ آبادی کو بڑی دقت تخم و کھاد حاصل کرنے میں تھی مہاجنوں نے ناہنری مزارعین اور عدالتوں سے کافی داد رسی نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ کینچ لیا تھا، ریاست سے جو تخم و کھاد دیا جاتا تھا اس سے بوجہ عدم توجہی و زیادتی عمال ریاست ہی کا نقصان نہ تھا بلکہ مزارعین و مسابرجین کو بھی تکلیف ہوتی تھی مین نے اس قاعدہ کو منسوخ کر کے مہاجنوں کو اطمینان دلایا اور شرح منافع ایسی مقرر کی جس سے نہ مہاجنوں کو وصولی مین دقت ہو اور نہ زراعت پیشہ آبادی کو نقصان پہنچے، اس کے ساتھ مین نے خزانہ ریاست کی آمدنی اسٹامپ (کورٹ فیس) کا بھی برائے چندے خسارہ گوارا کیا اور مقدمات تخم و کھاد کو بصیغہ سرسری معمولی اسٹامپ کی درخواست پر سماعت کرنے کا حکم دیا۔

۳۔ کانپور کے مدرسہ فن زراعت میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف مقرر کئے۔

۴۔ جنگل عام و خاص کا بجائی انتظام کر کے دو عہدے دار مقرر کئے گئے رعایا کی ضرورت و اہتمام کے واسطے چوب عمارتی وغیرہ کی رعایت رکھی گئی، آبادی کے قریب اور ممکن الزراعت اراضی پر جو جنگل تھا وہ بجیال حفاظت رعایا و آبادی زمین کٹوا دیا گیا، اگرچہ قانون جنگل کرنل وارڈ صاحب کے زمانہ میں ہی مرتب چکا تھا لیکن اس پر عمل درآمد نہ تھا اور ملازمان جنگل خیانت و سرقت کے عادی ہو گئے تھے تمام عہدہ جنگل کٹوا دیا تھا اس لئے جنگل کا انتظام کس قدر سختی سے کرنا پڑا، اور اسی قانون میں کچھ اور ضروری امور اضافہ کر دیے گئے تاکہ کٹا ہوا جنگل تیار ہو جائے اور خیانت و سرقت کا دروازہ بند ہو اسی کے ساتھ جنگل کی قدرتی پیداوار سے رعایا کو تمتع حاصل کرنے کے لئے ایک ضابطہ معین کیا۔

۵۔ انتظام ڈاکخانہ بات مین ضروری اصلاح کی جدید ٹھٹ پادانہ سے ایک روپیہ تک کے چھپوے گئے اور قافے اور کارڈ جاری کئے گئے۔

۶۔ ہر چار نظامتوں میں جدید اصلاحات عمل میں آئیں بعض تحصیلداروں کی تنخواہوں میں بننا سبت و سعت تھیں ترقی کی گئی اور اکثر تحصیلوں میں نائب تحصیلداری کے عہدہ کا اضافہ کیا گیا اور

عہدہ پر اون لوگوں کا تقرر کیا جو صیغہ مناصب سے تنخواہیں پاتے تھے۔

میں نے جب صیغہ مناصب اور منصب داروں کی کیفیت دیکھی تو اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اغراض صغیہ مناصب کے برخلاف غیر مستحق اشخاص اس سے پرورش پا رہے ہیں اور ریاست اس تقیم الحالی پر منت میں یہ بار کثیر اٹھا رہی ہے، منصب داروں میں نہ کسی پیشہ کی قابلیت ہے اور نہ ان کی تعلیم ایسی ہے کہ وہ اپنے لئے معاش پیدا کر سکیں ان کی تمام عمر لوہو لب میں بسر ہوئی تھی، اور بجز اسکے کہ گھر میں بیٹھے ہوئے فضول باتیں کیا کریں اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔

اگرچہ حالات اسکے مقتضی تھے کہ میں یک سخت ایسے لوگوں کی تنخواہ بند کر دیتی لیکن نہ اس خیال سے کہ لوگ میری نسبت کیا رائے قائم کریں گے، بلکہ اس خیال سے کہ یکایک برخاست کر دے یہ لوگ فاقہ کشی اور معاش کی مصیبتوں میں گرفتار ہو کر برباد ہو جائیں گے میں نے یہ مناسب جانا کہ ان کی تنخواہوں پر نظر ثانی کر کے ان لوگوں کو کام میں لگانا چاہئے تاکہ ان کا وسیلہ معاش بھی قائم رہے اور وہ محنت کے عادی بنیں اور کچھ کاروباری لیاقت حاصل کریں، ابتدا میں یہ لوگ محنت سے گھبر کر کام چھوڑ چھوڑ کے بہاگتے تھے لیکن رفتہ رفتہ محنت اور کام کے عادی ہوتے گئے اور ان میں سوا کثر اپنی خواہش کے ساتھ سرکاری خدمات کرنے کی التجا کرتے ہیں اور کام بھی کر رہے ہیں اور ان کو کچھ کچھ کام بھی آچلا ہے۔

۷۔ اگرچہ میں پہلے سے واقف تھی کہ رعایا بے ہوشی کو تعلیم کی طرف مطلق و کھینچ نہیں لیکن جس وقت میں نے دورہ کیا اور مفصلات و شہر کے مدارس کی کیفیت دیکھی تو مجھے سخت مایوسی ہوئی تمام لوگوں کو مفصلات میں کیا شہر میں ہی تعلیم جدید سے وحشت تھی اور جو تعلیم کا شوق رکھتے تھے وہ پرانے اور ازکار رفتہ نصاب کے دلدادہ تھے یا وظیفہ کے لالچ سے قرآن مجید اور قدر کو عربی فارسی پڑھ لیتے تھے اور اگر اس سے آگے بڑھتے تھے تو نصاب مروجہ کے دائرہ ہی میں عمر تمام ہو جاتی تھی؛

مشرقی علوم کی تعلیم ہی غنیمت ہوتی اگر پنجاب یونیورسٹی کی اور ٹیل فیکٹی کا نصاب رائج کر دیا جاتا اور اوسین امتحانات ہوتے یا مدرسہ دیوبند ہی کی تعلیم پیش نظر ہوتی حالانکہ سرکار ہلہ مکان تعلیمی اخراجات فیاضی کے ساتھ کرتی تھیں اور ان اخراجات کو ضروری جاتی تھیں وظائف کی بہت بڑی تعداد تھی جس سے طلباء کی حوصلہ افزائی کیجاتی تھی شہر و مفصلات میں متعدد مدارس تھے مین نے یہ حالت دیکھ کر غم مضم کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو گا میرے لڑکے کی تعلیمی حالت کا بہت کڑا سب سے ضروری اور مقدم امر ہے اگرچہ ان سالوں میں کوئی نمایان اصلاح نہیں ہوئی لیکن آئندہ کے لئے تدابیر سوچنے اور غور و خوض کرنے کے واسطے اسباب دریافت ہو گئے۔

بلندہ قصبہ سیہوڑ میں جہاں مسلمان آبادی نسبتاً زیادہ ہے ایک مدرسہ قرآن مجید و کتب مذہبی پڑھنے کے لئے جاری کیا گیا تاکہ وہ اپنے مسائل روزمرہ سے واقف ہو جائیں ، اس قصبہ میں کسی انگریزی مدرسہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ چاؤنی میں پہلے سے ہائی اسکول موجود ہے۔ ۸۔ چونکہ اشیاء کا کمی و بیشی کے ساتھ تولنا قانوناً ہی جرم ہے اور شرع اسلام میں تو سخت گناہ ہے وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ کی عدول حکمی پر حضرت شعیب علیہ السلام کی ہنس پر عذاب نازل ہو گیا تھا جسکا ذکر تورات میں ہی موجود ہے ، اسلئے میں نے ڈسٹے ہوئے ہاٹ ہر ایک وزن کے رائج کئے تاکہ کمی بیشی اور ان کا احتمال نہ رہے۔

۹۔ توسیع اسٹیشن کے لئے بقا ضرورت زمین دی گئی اور ترقی تجارت کے لئے رعایا کی تہ بعض ضروری رعایتیں کی گئیں۔

۱۰۔ انتظام عدالتی میں فوری طور پر کسی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہ تھی لیکن وکلاء کی حالت بہت کچھ اصلاح طلب تھی بالعموم ایسے اشخاص وکالت کرتے تھے جنہوں نے وزارت سے رعایتاً اجازت وکالت حاصل کر لی تھی اور انکی قابلیت کا کوئی معیار نہ تھا ، حالانکہ وکلاء ہی عدالت کے



سین اور فریقین معتمدہ کے معتمد ہوتے ہیں، اور سہولت عدالت و انصاف کا زیادہ تر انحصار انہیں کی قابلیت پر ہوتا ہے اسلئے ان کے امتحان و تعین مدارج کی فوری ضرورت معلوم ہوئی اور طریقہ امتحان و کلا جاری کیا گیا جس سے رعایا کو بہت فائدہ پہونچا اور رعایتی جماعت جو رعایا کے لئے مضرتی علحدہ ہو گئی۔

۱۱۔ پولیس کے انتظام کے متعلق میں پہلے ابواب میں لکھ چکی ہوں ان دونوں سالوں میں بالفعل صرف اسبقہ انتظام کیا گیا کہ رزر وڈ پولیس کی مناسب وقوع پر چوکیاں قائم کیں اور عہدہ داران پولیس کو انسداد جرائم کے لئے خاص طور پر تاکید سی احکام دئے جس کا نتیجہ اطمینان بخش ہوا یعنی بمقابلہ سابق اس عرصہ میں (۱۵۸۲) وارداتوں کی کمی ہوئی، سرکار خلد مکان کے زمانہ میں بھی پولیس کی چوکیاں قائم نہیں لیکن پھر وزیر ریاست نے چونکہ رزر وڈ پولیس قائم کی اور اسکو شہر میں رکھا اسلئے چونکہ پولیس سے جو خوف تھا وہ جاتا رہا اور جرائم پیشہ اشخاص کو وارداتوں کے ارتکاب کا موقع مل گیا۔

۱۲۔ بھوپال میں ”رومن کیتھولک“ عیسائیوں کی عبادت کے لئے ایک گرجا ہوا وہیں جو پادری مقرر ہوتے تھے انکی تنخواہ شہزاد مسیح اپنی جاگیر سے دیا کرتے تھے، ان کے مرنے کے بعد وہیں صاحبہ دیتی رہیں جب وہ بھی مر گئیں تو عنایت مسیح جو شہزاد مسیح کے بھتیجی لڑکے کے بیٹے تھے دیتے رہے، ان کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے ادا مسیح و مسیح کو ریاست نے پرورش کچھ جاگیر دیدی تھی مگر انکی ناقابلیت کی وجہ سے انتظام جاگیر بالکل خراب ہو گیا تھا اسلئے مجبوراً ریاست نے شامل خاصہ کر لی اور مناصب سے ان کا الیوت ۱۸۷۳ سالانہ گزارہ مقرر کر دیا گیا لیکن میں نے عیسائی رعایا کے مذہب کا خیال کر کے وہ تنخواہ ریاست سے مقرر کر دی۔

۱۳۔ مالی حالت اور خزانہ کی کیفیت میں پہلے ظاہر کر چکی ہوں مگر جدید انتظام سال اول میں

دو لکھ سو پانچ سو اور سال دوم میں سے لکھ سو پانچ سو کی پیشی ہوئی تاہم بمقابلہ جمع کمپاسی کے سال اول میں لکھ سو پانچ سو اور سال دوم میں سو لکھ سو پانچ سو کی کمی رہی۔

یہ حالت کی مقدار قابل اطمینان تھی اور مجھے امید پیدا ہو گئی تھی کہ اگر کافی توجہ اور محنت کی گئی اور انتظامات میں عمدگی رہی تو آئندہ اور اچھی حالت ہو جائیگی، جس وقت میں صدر نشین ہوئی ہوں تو جس قدر اخراجات ریاست سے لکھ سو پانچ سو تھے اور اب ان دونوں سالوں کے انتظام میں لکھ سو پانچ سو رہے اس سے اندازہ ہو گا کہ باوجود بے انتہا ضروریات تخفیف کے بھی صرف سے لکھ سو پانچ سو کی تخفیف رہی۔

۱۳۲۰ء - ۳۲۰ ہجری کے آخرین مرض طاعون کا شروع ہوا، پہلے زلزلہ، اندور، ہوشنگ آباد سے وحشت ناک خبریں آنے لگیں، اسی زمانہ میں مجھے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے مطلع کیا کہ اچھا ورمین چند مشتبہ موتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں، میں نے فوراً ڈاکٹر خوشحال داس جوشی اسپسٹنٹ سرجن کو ادنیٰ تحقیقات کے لئے روانہ کیا، ادنیٰ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ نمونیہ سے متوین واقع ہوئی ہیں لیکن چونکہ سرنگڑہ راجگڑھ اور اندور میں جنگی سرحدیں ریاست بھوپال سے ملی ہوئی ہیں یہ وبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے مجھے قوی شک ہوا کہ وہ نمونیا پلگ کا تھا۔

میں نے ضروری انتظامات کے متعلق احکام صادر کئے قرطیہ کا انتظام کیا اور اس کی نگرانی کے لئے عملہ بڑھایا گیا، اسی عرصہ میں بغرض غلطی سے قواعد انسداد طاعون مرتب ہوئے، جس سے رعایا میں اور بھی بے چینی پھیل جب مجھے رعایا کی اعتراضات مختلف ذرائع سے اس بڑبڑ کی حالت معلوم ہوئی تو میں نے منصرم نصیر المہامی کو حسب ذیل حکم ارسال کیا:-

یہ عرضی مع مثل عام منسلک ہے اور عرضی عائدین و معززین و متعلیٰ رعایا جو ہماری روکاری میں پیش ہوئی ہے نزدیک منصرم صاحب نصیر المہامی کے منسلک ہو کر

لکھا جاوے کہ علاوہ تمہاری اس عرضداشت کہ ہمارے پاس عمائدین و مغزین شہر کی  
عضی ہتی ہے یہ چیز بلا تھوڑا ثبوت ہین پیش ہوئی ہے جو ہمراہ اسکے تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے  
جس سے دریافت ہوا کہ قواعد طاعون کو صرف دیکھنے سے پیدا و حشمت و اضطراب رعایا سے  
بھوپال میں پیدا ہو گیا ہے اور تمام رعایا ایک زبان ہو کر ان قواعد کی سختی کی  
بدرجہ غایت شاکہ ہے لیکن اجماع کہ اس وقت تک علاقہ ریاست ہذا میں کسی ایک جگہ  
بھی اس موزی مرض کا نام و نشان نہیں ہے اور آئندہ بھی حافظ حقیقی کے فضل سے ایسی  
ہی توقع ہے، اسلئے آپ ہماری جانب سے ہماری تمام رعایا کو اطلاع دواؤں مٹھن کر دو کہ ان کے  
ساتھ ایسا بڑا دکھی نہ ہوگا جو ان کے رسم و رواج و عادات قدیمہ و طرز معاشرت  
و عفاکد مذہبی و دیگر ریاستوں کے جو پر حکومت تاج برطانیہ میں ملے رٹل کے خلاف  
ہو، اور ان کی تکلیف مالا یطاق کا باعث ہو۔

امراض متعدیہ مثل وبا و چیچک وغیرہ میں جو احتیاط معمولی کرنی پڑتی ہو اس سے  
زیادہ کسی ایسے امور پر وہ مجبور نہیں کئے جائیں گے جسکے وہ متحمل نہ ہو سکیں اور طاعون زدہ  
علاقہ جات غیر سے آنے والوں کے انتظام کی نسبت جو احکام قبل ازین نافذ  
ہو چکے ہین موافق اس کے تعمیل ہو، اور کافی احتیاط و نگرانی حسب ضابطہ رکھی جائے  
نقل حکم کی اطلاعاً و تمیلاً ڈاکٹر خوشحال داس جوسی اسٹنٹ سرجن کے پاس بھیجی کہ اس  
کی جائے کہ اگر خدا نخواستہ کوئی آثار اس مرض کے پاسے جائیں تو فوراً مفصل اطلاع  
اوسکی سرکار میں دی جائے، اور جب تک کہ وہ باتفاق رلے افسر الاطباء  
یونانی کے اس بارہ میں پورے طور پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ تحقیقت فلاں وقوعہ اس  
مرض کا ہے اور پھر خاص طور پر ہماری منظوری نہ حاصل کر لیں کوئی جدید کارروائی

شروع نہ کریں اور تمام رعایا سے بھوپال کو فہمائش کر دی جائے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ رطوبت و غلاظت سے یہ مرض پیدا و منتشر ہوتا ہے، اور شرعاً کثرت گناہ سے اور صفائی بہترین علاج ثابت ہوئی ہے، اسلئے تمام رعایا کو مناسب ہے کہ باضیاط تمام اپنے اپنے مکانون کو اور سامان و لباس کو صاف رکھیں اور محلہ میں کامل صفائی کا انتظام کریں اور درگاہ باری تعالیٰ میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا و استغفار کیا کریں۔“

فروری ۱۹۰۳ء = ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری میں جبکہ میں دورہ میں تھی بھوپال میں ہی آفت آہی گئی تمام باشندگان بھوپال سخت پریشان ہو گئے اس پر مصیبت یہ تھی کہ یہ لوگ تدا بیر انداد طاعون سے دشت کرتے تھے اور انکی حالت بالکل معصوم بچوں کی سی ہو گئی تھی جو مرض کی تکلیف سے قہر چہن ہوتے ہیں لیکن دوا کی تلخی کو برداشت نہیں کرتے۔

جاسجا قرطینے قائم تھے گورنمنٹ ہند خاص طور پر احتیاطیں عمل میں لارہی تھی یہاں جاضیاط کیجاتی یا جس مفید کام کا حکم دیا جاتا یا جو قواعد بنائے جاتے بجائے اسکا کہ اوپر غور کر کے لوگ عمل کرتے دشت زدہ ہوتے۔

میرے پاس دورہ میں صد ہا عرض پہنچیں اور اکثر ان میں عجیب بے سرو پا باتیں تھیں چونکہ میں جانتی تھی کہ یہ عرض محض اضطرابی حالت میں لکھی ہیں انکی تشفی کے احکام صادر کرتی تھی۔ معین المہام ریاست کو بھی غیرت گنج سے بھوپال جانے کا حکم دیا کہ وہ صاحبزادہ محمد عبداللہ خان کو امداد دیں، کیونکہ صاحب موصوف کو ایسے امور کے انتظام کے اکثر موقعہ علاقہ جات بلرام پور وغیرہ میں آچکے تھے انکو بہت سی ہدایتیں بھی دیں جو اہل بھوپال کی طبیعت عادات اور حالت کو مطابق تھیں، وہ بھوپال آئے اور ضروری تدابیر عمل میں لائے مجھے روزانہ اطلاعیں موصول ہوتیں اور میں

برابر ہدایات و احکام بھیجتی اور رعایا کی تسلی و تسفی کرتی۔

صاحبزادہ محمد علی بیگ خان حسب ہدایت میرے سچے ایکسی صاحب بہادر سے صدر سنٹرل مین ملے اور میری تمام تنجاویز کو پیش کیا، صاحب موصوف نے میری رائے سے اتفاق فرمایا، ایوان صدر سنٹرل مین ایک سیٹنگ انسداد طاعون کے ذریعہ اور رعایا کے اطمینان کے اسباب پر غور کرنے کے لئے منعقد کی، صاحب پولیٹیکل ایجنٹ اطباء شہر اور اراکین ریاست اوسمیں شریک تھے۔

غرض ایک سودہ اشتہار جس سے رعایا کی وحشت دور ہو تیار کیا گیا اور حسب خواہش چکر اپنی تجویز سے آبادی کے باہر مرصیان طاعون اور شہر کے باشندوں کیلئے ٹکس پوش مکانات کا موقع تجویز کیا مین نے ڈاکٹر ویر صاحب ایجنسی سرجن کو بمقام دیوری بلایا اور بہت دیر تک ٹیکہ اور لوگوں کے حالات کے متعلق گفت گو رہی، وہ ٹیکہ کو بہت مفید بتاتے تھے لیکن اسی زمانہ میں ملک وال (پہا) کی متوحش خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی تھیں اور عوام الناس اسکو پڑ کر خوف زدہ ہوتے تھے اسلئے اس تدبیر میں کامیابی مشکل تھی۔

اہل بھوپال پر جو آٹھ سال سے سُن رہے تھے کہ بمبئی میں طاعون شروع ہوا اور آج پہا پہونچ گیا، کل میسور تباہ کیا، اور آکھ آباد میں آفت ڈھائی سخت ہیبت طاری ہو رہی تھی مگر حسب ہوشنگ آباد میں جو سرحد بھوپال سے ملا ہوا ہے طاعون پھیلنے کی خبریں گوش زد ہونے لگیں اور راجگڑ و نرسنگڑہ سے اس آفت کے آجانے کی اطلاعیں آنے لگیں تو لوگوں کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی اسی عرصہ میں یہ معلوم ہوا کہ سیہوڑ میں بھی طاعون کا پیش خیمہ آگیا ہے اب بے انتہا اضطراب و تردد پیدا ہو گیا، وہ ٹیکہ کے نام سے مثل وحشی جانوروں کے جو ذرا سی آہٹ سے رم کرتے ہیں بھاگتے تھے، ڈاکٹر ویر کو مین نے سمجھا دیا کہ مصیبت ایک عجیب چیز ہے جو خود بخود انسان کو تکلیف دے گا نہ پڑا ہی کر لیتی ہے چونکہ یہ لوگ ایک نئی بلا میں گرفتار ہو گئے تھے انکو انکی حالت پر چوڑ دینا چاہئے۔

اور سہل الاصول تدابیر سے کام لینا چاہئے ڈاکٹر ویرلے میری رائے سے اتفاق کیا۔

مجھے دورہ مین کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ مین ٹیکسٹ بکسٹال حکام صادر نہ کرتی، مین نے صاحبزادہ محمد عبداللہ خان کو جو ہو پال ہی مین تھے ہدایت کی کہ نرمی سے لوگوں کو سمجھائیں اور تدابیر حفظ صحت سے اونکو آگاہ کریں اور خود انہیں تدابیر پر کار بند ہوں کیونکہ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص سربراہ آوردہ کسی تحریک کو عملی طریقہ سے پہلک کے روبرو پیش کرتا ہے تو یقینی طور پر اسکا اثر ہوا کرتا ہے سب سے بہتر تدبیر اس زمانہ میں یہ خیال مین آئی کہ جہاں تک ممکن ہو لوگ شہر کی آلودہ جگہوں سے علیحدہ ہو جائیں مین نے باشندگان شہر کو ترغیب دی کہ طاعون زدہ مقامات سے نقل مکان کریں اور حسب ذیل حکم معین المہام ریاست کے نام جاری کیا۔

آپ عمائدین اور مغزین کے ذریعہ سے رعایاے شہر کا ہماری طرف سے اچھی طرح اور بخوبی اطمینان کر دیں کہ قواعد محض تمہاری حفظ صحت کی غرض سے نافذ کئے جاتے ہیں جو تمہارے حق میں سرسرفید ہیں اور ہر کوہ قانون نافذ کرنا ہرگز منظور نہیں ہے جس سے تمہاری آبروریزی یا پردہ دی ہو جس مریض کو اس کے مکان سے علیحدہ کر کے دوسرے مکان میں مع تیمار داروں کے رکھا جائے گا اس کے واسطے سواری اور بار برداری سرکار سے دی جائیگی اور بصورت خواہش مالک مکان واقع شہر کی نگرانی و تحفظ سرکار سے کیا جائے گا اور سرکار سے پولیس کا پھرہ قائم کیا جائے گا جو اس مکان و مال کی حفاظت رکھیگا اور کم درجہ کے بے پردہ لوگوں کے واسطے ایک مکان کو نڈہ فرحت افزا، اور پردہ داروں کے واسطے مکانات واقع باغ فرحت افزا ہم پہلے تجویز کر چکے ہیں، علاوہ اون کے شاہجہان آباد میں پانگاہ ڈیوڑھی خاص اور بارہ محل اور نواب منزل اور گلشن عالم اور پروین منزل وغیرہ وغیرہ

مکانات صاف اور خالی کرائے جائیں اور انہیں مریض مسح اوٹکے غریب و قاریب و بیمار داروں کے  
 جو حسبِ مشائخ و قواعد رہنا چاہیں بکرام رکھے جائیں اور جس کا وہ علاج کرنا چاہیں، یونانی،  
 یا ڈاکٹری، یا نج کا کرین اور سکا بخوبی بند و بست کرادیں، اور حفظ مراتب شریف غیر  
 شریف کا کیا جائے، اور مکانات بھی علی قدر مراتب تجویز کئے جائیں اور ایک مسرد  
 اسم نویسی ایسے شخصوں کی جو توفیق اور سربراہ اور ذی اثر ہیں مرتب کر کے اسکے  
 ساتھ بھیجی جاتی ہے اونکو اور علاوہ اونکے بمشورہ نشی قدرت علی اور بھی آویں تہا  
 کر کے اضافہ کرنے کے بعد اونکے محالوں میں سیر محلہ کئے جائیں اور بعنوان شائستہ  
 اجرا ان قواعد کا شہر میں کر دیا جائے اور تمام رعایا کو ہماری طرف سے کہا جائے  
 کہ وہ بکثرت خدا سے عزوجل تبرع و زاری و بخشش و خضوع مناجات کریں اور دعا  
 مانگیں کہ قادر مطلق اونکے شہر میں اور اونکے سر سے اس بلا و مرض موزی کو دور کرے  
 اور تمام ہندوستان سے نیست و نابود کرے، گو مجبوراً و ضرورتاً ان ہی دو ہون  
 لیکن کوئی اپنے حال و خیال سے مجھ کو بے خبر تصور نہ کرے میں صحت و عافیت و  
 رفاهیت طلبی سے ایک لمحہ بھی غافل اور عاقل نہیں ہوں اور ہر وقت اللہ جل ثنا  
 سے دعا کرتی ہوں اور اونکی اس دعا میں شریک ہوں۔“

حسب تجویز معین المہام صاحب صفحہ ۲۵۔ روپیہ اخراجات کے لئے منظور کئے گئے، اور محکمہ  
 حفظان صحت کو حکم دیا گیا کہ انسداد طاعون کی کارروائیاں پورے طور پر عمل میں لائی جائیں اور اخراجات  
 کی کمی بیشی کا مطلق خیال نہ کیا جائے۔

رجسٹر اعانت شاہی کا بھی چند روز کے لئے اسلام نگر میں جو شہر سے ہٹیل ہے قیام قرار  
 پایا، اور گھاس وغیرہ کے انتظامات کی نسبت تحصیلداروں کو احکام ہدایتی جاری کئے گئے، طاعون

اسوات کے لئے آبادی سے فاصلہ پر جدید بستان کھولا گیا لیکن صرف انہیں ظاہری اسباب پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ صدقات بھی کئے، ادعیہ ماثورہ و قرآن مجید کا بھی ورد کرایا، مساجد میں دعائیں کرنے کے لئے ہدایتیں کیں۔

اس میں شک نہیں کہ دعاؤں کو ظاہری اسباب سے کوئی تعلق نہیں لیکن یہ ایک روحانی طریق عمل ہے جو کم و بیش دنیا کے ہر ایک مذہب میں جب کو آسمانی ہونے کا ادعا ہے جاری ہے اور مذہب اسلام جو کہ تمام نیکیوں کی خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی جسمانی ہوں یا روحانی تکمیل و تلقین کرتا ہے، اس طرح اس نے اس طریق کی ہی نہایت مکمل نمونہ تکمیل و تلقین کی ہے کہ جو شخص خدا کو یاد کرتا ہے اور اس کے حضور میں اپنی مصیبتوں کو پیش کر کے ان کے دور کرنے کی التجا کرتا ہے خدا اس کے دل میں تسکین کی روشنی پھیلاتا ہے، اور وہ اضطرابی حالت استقلال و تحمل سے بدل جاتی ہے اَلْهَوَىٰ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یُکْشِفُ السُّوْمَ قرآن مجید میں جابجا ایسی آیات ہیں جن میں خدا کی قدرت و رحمت کا ملکہ اور اس کے الطاف و مہرحم اور قہر و جلال کا ذکر ہے اسی کے ساتھ ایسی عبارتیں اور ایسے الفاظ بھی ہیں جن میں انتہا درجہ کی عاجزی اور ادب کا بندوں کی زبان سے اظہار کیا گیا ہے، اور بندوں کو ہدایت کی گئی ہو کہ اس کے ہی بتلائے ہوئے کلام سے اپنے عجز کا اظہار اور مصیبتوں سے نجات پانے کی التجا کی جائے۔

اَلَا یَاۤیُّہُ کَرَّ اللّٰہُ تَطٰوْنُ الْقُلُوْبُ بٹ نیز یہ سلسلہ طبعی ہی ہے کہ اچھے اور اطمینانی خیالات پیدا ہونے سے سیکڑوں امراض خود بخود دفع ہو جاتے ہیں۔

بعض دعائیں جو خاص ایسے وقتوں کے واسطے احادیث و قرآن مجید سے اخذ کر کے علماء بتلائیں ان کو چھپوا کر تقسیم کیا۔

اوسی زمانہ میں ہوشنگ آباد میں طاعون کا زور تھا اور ضلع جنوب جو کہ ہوشنگ آباد سے ملحق ہے اس کے بعض محالات میں بھی یہ وبا پھیلنی شروع ہو گئی تھی، اکثر مسافر جو کیمپ میں پڑے اپنے اقارب و انہیں جو بعض کو



وہیں بخار شریع ہو جاتا اور دوسرے تیسرے روز انکی خبر موت معلوم ہوتی، رعایا سے مفصلات کو حینقدر اپنے رئیس کے آنے کی خوشی تھی وہ طاعون کے خوف اور ہشت سے مبدل ہو گئی، مین دربار کے وقت اون لوگوں کو ہدایت کرتی تھی وہ فوراً اوسکی تعمیل کرتے، اور طاعون زدہ آبادی کو چوڑ کر گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھالوں وغیرہ میں رہنے لگتے تھے چونکہ اس تدبیر کا اثر نہایت اچھا ہوتا تھا، ایک گاؤں والے دوسرے گاؤں والوں سے ذکر کرتے اور جن موضع میں طاعون پہنچتا وہیں اوسپر عمل کیا جاتا، اسلئے عام طور پر یہ تدبیر رواج پا گئی۔

جب میرا کیمپ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتا تو مین سب سے پہلے وہاں کو باشندوں سے یہی دریافت کرتی کہ کو تمہارے گاؤں میں کیا حال ہے؟ جواب ملتا کہ ہمارے گاؤں میں ہوا مگر ہم نے سرکار کا حکم مانا اور گاؤں چوڑ کر باہر چلے گئے رام نے دیا کی

عام طور پر رعایا کو میری ذات کے ساتھ استقدر اعتقاد تھا کہ وہ جب یہ سنتے کہ سرکار شہر کو جانے والی ہیں تو میرے پاس آکر مجھے نہایت عاجزی کے ساتھ روکتے اور کہتے کہ "مانا! ابھی نہ جاؤ کو تمہارے درشن کمان ملین گے، ہمتو تیس برس سے سرکار کے درشنوں کو ترس رہے تھے"

ادھر شہر کی رعایا پریشان ہو کر لکھتی تھی کہ "سرکار آپ خود اگر ہماری مصیبت دیکھیں کہ گھر گھر میں طاعون پھیل رہا ہے، غرض جاہل اور بھولی رعایا عجب عجب باتیں کرتی تھی اور مین دونوں طرف انکی سمجھ کے موافق اونکو تسکین دیتی اور تندر ابیر پر کار بند ہونے کی نصیحت کرتی۔

پھر مین نے ارادہ کیا کہ مین خود بھوپال میں قیام کروں تاکہ رعایا کو کامل اطمینان ہو جائے، اور تمام انتظام عہدگی کے ساتھ انجام پذیر ہوں لیکن انہیں تفکرات نے مجھے علیل کر دیا تھا، اسلئے مجھو ایک ماہ سمرہ میں جو نواب صاحب مرحوم کی شکار گاہ ہے قیام کر کے سہل وغیرہ لئے، نواب محمد ناصر شاہ جو دورہ مین میرے ساتھ تھے مع قیصر دولہن کے دیوان گنج مین جو انکی جاگیر مین ہے اور سمرہ

تین کو س پر واقع ہے مقیم ہوئے۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان شہر ہی میں مقیم تھے، جب پلیگ کا بہت زور ہوا، اور میں نے رعایا کو ترغیب دی کہ شہر سے جا کر دوسری جگہ قیام کریں تو بخیاں حفظ صحت اور عامہ رعایا کو ترغیب دلانے کی غرض سے اونکو بھی لکھا کہ سمرہ میں مع شہر یار دوسن اگر قیام پذیر ہوں اسکے علاوہ میری محبت مادی نے ہی اونکا ایسے وقت میں وہاں رہنا گوارا نہ کیا میں بذات خاص شہر میں آنے کے لئے مستعجل تھی، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اور ڈاکٹر ویر صاحب در کی رائے تھی کہ میں واپسی میں عجلت نہ کروں مگر مجھے بھی مناسب معلوم ہوا کہ رعایا کی تشفی اور انتظامات کی تکمیل کے لئے میں اپنا قیام بھوپال ہی میں رکھوں کیونکہ رعایا سے بھوپال و موقت ایک عریب کشاکشی میں گرفتار تھی، اول تو وہاں طاعون خانہ بر باد یاں کر رہی تھی اور اسپر طرہ یہ تھا کہ جو طریق حفاظت بتائے جاتے تھے جہلا اوس پر رنگ آمیزیاں کر کے بدگمانیاں پھیلاتے تھے، رئیس، ڈاکٹر، پولیٹکل حکام اور اراکین ریاست ادنیٰ اسباب حفظان صحت کی ترغیب دیتے تھے جنکو خداوند کریم نے ذریعہ حفاظت بتایا ہے مگر مفسدین افزا پر دنا جنکو قدرت تائبہ موقع رئیس کی طرف سے رعایا میں بدگمانیاں پیدا کرانے کا حاصل ہو گیا تھا اون اسباب پر حاشے چڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔

چونکہ عام قاعدہ ہے کہ جہلا پر افواہوں کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اسلئے علاوہ طاعون کے اس جدید صیبت کا بھی سامنا تھا اور ایک ایسے انتظام کی ضرورت تھی جس سے رعایا کو وقاحت نہ ہو اور نہ بدخواہوں کو کسی قسم کی بدگمانی پھیلانے کا موقع ملے۔

میں سمرہ میں مسالوں سے فارغ ہونے کے بعد واپس آ کر باغ جیات افزا و نشاط افزا میں مقیم ہوئی، اور ٹیکہ لگانے، گھر جلانے یا اودھیٹرنے اور طاعون کے مکان خالی کرانے کی تجاویز کو ملتوی کر دیا، صفائی اور ڈس انفکشن وغیرہ بتقدیر ممکن تھا کیا گیا اور ایسے ہی اکثر انتظام جو طبی اور ڈاکٹری اصول سے

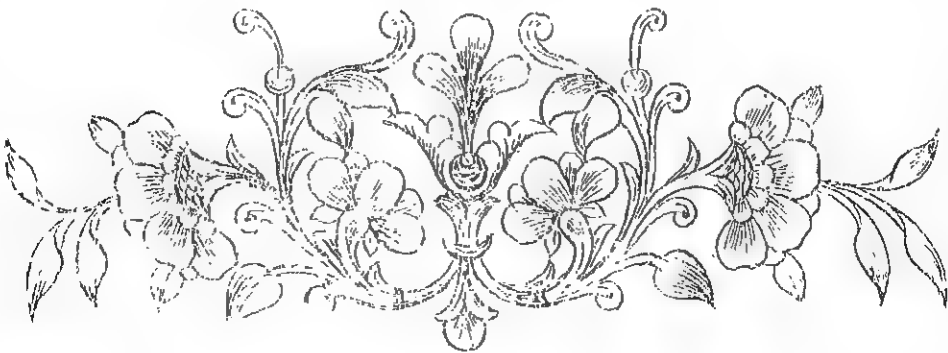
سفید تھے حسن تدبیر سے اور رعایا کی دلجوئی کر کے عمل میں لائے جاتے تھے ، باغات و مضافات میں رہنے کی فمائش کی جاتی تھی اس کے علاوہ آخرین تدبیر یہ تھی کہ میں خود رعایا کو ساتھ لے کر سب سے بڑے حاکم اور سب سے زیادہ رحیم و کریم خدا کے حضور میں دعاؤں اور نمازوں میں شریک ہوئی خدا نے ہماری دعا کو مستجاب فرمایا اور اس موزی دیہے شہر نے تین ماہ بعد نجات پائی ۔

اس میں شک نہیں کہ میجر ایچی پو لیٹل ایجنٹ بہادر اور ڈاکٹر ویر صاحب نے اس امداد پلیگ میں نہ صرف مجھے مدد و کیمون کیا بلکہ انہوں نے میری رعایا کے ساتھ ہی اعلیٰ ہمدردی فرما کر مجھے بہت بڑا شکر گزار بنایا ۔

۱۵۔ بعض محکمت و دفاتر فضول اور غیر مفید تھے اونکو شکست کر کے جدید قائم کئے جنکی کہ

ضرورت تھی ۔

۱۶۔ جیل میں اگرچہ قیدیوں کے کام سکھانے کے لئے کارخانے جاری تھے لیکن میں ڈاونٹو اور وسوت دی پیشتر صرف قالین اور شطرنجی جتنے کے ہی کارخانے تھے ، میں نے لنگی ، دوسوتی چارخانہ ، کمل ، ساڑھی ، صابون بنانے اور نوشک و جام چھاپنے کا کام اضافہ کیا ، اور اس طریق سے سزا کو بدلہ جس سے سزا کا اصل مقصد و فوٹ ہوتا تھا اور مجرم جیل سے نکل کر پھر انہیں جرائم کے مرتکب ہوتے تھے ، چنانچہ میری صدارت میں کے دو ہی سالوں میں جرائم میں مبتلا کی واقع ہو گئی ،



## باب ۱۲ دربار سالگرہ صد شیشی سال سوم

ریاست بھوپال کا یہ ایک قدیم دستور ہے کہ ہر سال صد شیشی کی سالگرہ ہو اور ایک خاص تقریب کے کیجاتی ہے، میری صد شیشی سے پہلے اس تقریب کا یہ طریقہ تھا کہ تاریخ سالگرہ پر اراکین و خواتین اور عمدہ داران ریاست فرمان روا سے وقت کے حضور میں مبارک باد کو سکیئے آتے تھے اور اسے تعظیم و اظہار مسرت کے لئے سلامی کی توہین سر کی جاتی تھیں۔

میں نے اس دستور کو قائم رکھ کر اس کے وفید اور بجا آد بنانے کے لئے یہ تجویز کی کہ تاریخ سالگرہ سے قبل ہر صبح کی سالانہ رپورٹیں میسر سے ملاحظہ کے لئے پیش ہو کرین مین اوکلی تہذیب کر کے اون پر ریویو کیا کروں اور اگر ضرورت ہو تو کبھی کبھی ایک دربار عام یا خاص مین جیسا کہ ہو گا گزارا اور قابل وجہ کش عمدہ داروں کی محنت و قیابیت کا اعتراف اور بندوبست و نجات خوشنودی فرام یا انعامات کے اون کی حوصلہ افزائی کیجا کرے۔

پہلی سال کے اختتام پر میری اس تجویز کو عملی صورت میں آنا چاہئے تھا لیکن وہ سال حسب طرح گزرا ناظرین کتاب پر پوشیدہ نہیں۔

سال دوم کے اختتام اور سال سوم کے آغاز پر باخاط اور ان اصلاحات و انتظامات کے جو اول دو سالوں میں کئے گئے تھے میں نے ضروری سمجھا کہ تاریخ سالگرہ پر دوبارہ عقد ہو اور مین اوکلی پر اپنے خیالات کا اظہار کروں اور سختی عمدہ داروں کو انعام وغیرہ دوں چنانچہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۱ء کو صبح کے وقت ایوان صدر منزل میں دوبارہ عقد ہوا تمام ارکان و اخوان ریاست، افسران فوج

اور دیگر عمدہ دار مدعو کئے گئے اور مین نے دربار میں ایک مفصل و مبسوط اسپچ کی۔

چونکہ یہ دربار اپنی نوعیت کے اعتبار سے ریاست بھوپال میں پہلا دربار تھا اور ان وسالوں میں بکثرت اصلاحات عمل میں آئی تھیں اور جدید انتظامات کئے گئے تھے مجھے اپنی تقریر میں کسی قدر طوالت سے کام لینا پڑا، اس طوالت سے میرا مقصود یہ تھا کہ ہر عمدہ دار ریاست کے یہ مرغوبی ذہن نشین ہو جائے کہ مین ہر معاملہ جزئی و کلی میں ہر صیغہ کی کاروائی پر نظر رکھتی ہوں اور ہر ایک عمدہ دار کی خدمات اور حالات سے باخبر رہتی ہوں مین نے جو تقریر کی وہ حسب ذیل ہے۔

### اسپچ

اخوان و ارکان ریاست و حاضرین دربار!

اتحاد کہ آج ہمارے عہد حکومت کو دو سال بخیر و خوبی پورے ہو کر تیسرے سال کا آغاز ہوا ہے، باخبر لوگوں سے مخفی نہیں ہے کہ جب والدہ ماجدہ سکھار خلد مکان نے ۲۸ صفر ۱۳۱۹ ہجری کو اس دار فانی سے ملک جاودانی کو حلت فرمائی اور نجائب گورنمنٹ عالیہ، اربیع الاول سنہ صدر کو ہماری صدر نشینی کی رسم قرار پائی، اور ہمیں تمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لی تو شیرازہ ملک کو بالکل منتشر و پریشان پایا، تقریباً ایک ثلث آبادی رعایا کی کم ہو چکی تھی، اور قریب قریب نصف اراضی فروغ غیر فروغ ہو گئی تھی، ذرائع آب پاشی بکثرت تمام معدوم ہو چکے تھے، خزانہ ریاست ایسی حالت کو پہنچ گیا تھا کہ جن مزارعین نے کسی زمانہ میں اسے سمور کیا تھا نہ انکی کچھہ بستگیری کر سکتا تھا اور نہ کسی اور اصلاح

وانتظام امور ریاست میں کوئی مدد یا ترقی دینے کے قابل تھا، جس ریاست کے باغ کو  
علیہا حضرت نواب سکندر بیگ صاحبہ خلدشین نے نہایت محنت و مستعدی و لیاقت انتظامی  
سے آباد و سرسبز کیا تھا، اوسکو غفلت اہلکاران و بدینتی عاملان و حوادث زمانہ نے  
اس درجہ ویران کر دیا تھا کہ خزان زدگی کے اثر سے بڑھ کر بے برک، و باری کے لقب کا  
نثر اوار تھا۔

انہیں دشواریوں پر نظر کر کے میرے کرم فرما غاس کر نل ایچ بی میڈر سائینا پونڈ  
جو اس وقت قائم مقام ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا تھے، موقع دربار صدر نشینی  
سلسلہ سہری میں ہم کو توجہ دلائی تھی کہ ”حالت ریاست کو رو باصلاح لانے کیلئے  
مدبرانہ تدابیر کی بہت ضرورت ہوگی اور آپ کے شاہر نواب عالیجاہ نذیر اللہ اللہ بخشاں  
سلطان دولہا صاحب بہادر اپنی دانشمندانہ رائے سے ہمیشہ آپ کو مدد دین گے۔“  
ہم نے ان کے ان فقرات کو بہت ممنونیت کے ساتھ سنا تھا، اور امداد آہی پر بہرہ ور کر کے  
اون ندایر کو بغور و فکر عمل میں لانے کا وعدہ کیا تھا، جسکے ایفا میں ہم ایک لمحہ ہی اس  
فکروند پر سے غافل نہیں رہے کہ پروردگار مالک الملک حقیقی کی دعا و ایت جو ہمارے  
حوالہ ہوئی ہے ضائع و برباد نہ ہو، اگرچہ حادثہ جانچا ہوا نواب اختتام الملک تیار درمجم  
نے ہم کو از بس پریشان کر دیا، مگر شکر اوس رب العزت کا کہ اوس نے ہمارے بہت  
و غم کو جو ہمارا موروثی حصہ ہے اس حالت میں ہی پسپا نہ ہونے دیا، اور ایسی  
توفیق چن مرحمت فرمائی کہ ہم انتظام ملکی اور داری رعایا میں بلا امداد غیر سے  
مصرف و آمادہ رہے، اسی اثنا میں خان بہادر حاجی مولوی عبد المجید صاحب  
سی آئی اسی نے بوجہ کبرنی وغیرہ اپنے آپ کو انصاف مہمات ریاست سے معذور پا کر

اور خواہش عزلت و گوشہ نشینی ظاہر کر کے استعفا پیش کیا جو بوا دید حالات پیش نظر  
ہمیں منظور کرنا پڑا۔

چونکہ ریاست کی حالت مالی و ملکی و انتظامی حسب مذکورہ بالا نہایت مصلح طلب  
تھی اور اب بھی ہے، اور ایک وزیر بذات واحد حالت موجودہ میں تمامی ضرورتیں مال  
و جوڈیشیل و انتظامی کا بار نہیں اٹھا سکتا تھا، اسلئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ مطابق  
قاعدہ قدیم کے بعض عمدہ وزارت دو نائب مقرر کئے جائیں۔

تشیق مکرم مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گنج پور جنرل سولٹ ہند اور مہربان میجر  
ایچی صاحب پور پوٹیکل ایجنٹ بہوپال کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ جب اون کے رد و  
پسئلہ مشورۃ پیش کیا گیا تو دونوں صاحبوں نے ملکی ضرورتوں اور مصلحتوں پر  
محاذ کامل فرما کر ہماری اس رائے سے اتفاق فرمایا۔ چنانچہ بغرض تسہیل کا وعدہ  
وزارت کو پہنچے دو عہدوں پر تقسیم کیا، تاکہ ہر کام ہرستی اور آسانی و صفائی کیلئے  
سرا انجام پاتا رہے، عمدہ معین المہامی سے صیغہ مال کا انتظام متعلق کیا گیا، او  
صیغہ دیوانی و فوجداری کا تعلق عمدہ نصیہ المہامی سے رکھا گیا۔

عمدہ اول الذکر پر خان بہادری محمد ممتاز علی خان صاحب بالفعل اتھارٹیٹاں سال  
کے لئے گورنمنٹ سے ریاست میں طلب کئے گئے، جنہوں نے ریاست بلرام پور کے  
مالی صیغہ کا انتظام ایک عرصہ تک انجام دیا ہے اور جنکی نسبت سنا گیا ہے کہ انتظام  
مالی میں اچھا سلیقہ اور عمدہ تجربہ حاصل ہے، اور اسی وجہ سے خان موصوف  
اتعلقہ ریاست بلرام پور کے منتظم اور سوقت منتخب ہوئے تھے جب کہ تعلقہ مذکور  
کی حالت ایسی ہی تھی جیسی کہ ریاست ہذا کی کیفیت ہماری صدر نشینی کے وقت

پالی گئی تھی، عہدہ آخر الذکر کے لئے ایک لائق افسر کے انتخاب کا مسئلہ زیر تجویز ہے، اور امید ہے کہ جلد کوئی لائق شخص منتخب ہو جائے۔

انتظام مالی کی طرف جو ہمنے توجہ کی تو بندوبست نئی سالہ قائم رکھنے سے ملک کا نقصان عظیم معلوم ہوا، انتظام مذکور اگرچہ تجویز ہو چکا تھا لیکن اس کا عملہ آمد کامل نہیں ہونے پایا تھا، بہت کم متاجروں کو پٹے دیے گئے تھے اور کیفیت پٹے مرتب ہو کر رکھے ہوئے تھے۔

یہ انتظام رعایا کے حق میں مفید نہ تھا، بہت سے گاؤں خام طور پر چل رہے تھے، نہ اونکا کوئی خواستگار پیدا ہوا تھا نہ کوئی جمع شخص ہوئی تھی اس طرح بوجہ ختم ہو جانے میعاد بندوبست ہست سالہ اور نمونے بندوبست جدید کی طرح کے نقصانات مالی و ملکی لاحق حال تھے جو محتاج صراحت نہیں، بسلا حلقہ مشکلات مذکور الصدر ہمنے اہالی مشورہ کو اسپر غور کرنے کا حکم دیا، ارباب مشورہ نے اقتدار طویل میعاد بندوبست کو نظر بحالت موجودہ مضر و نامناسب خیال کیا، اس موقع پر ہماری توجہ رزلوشن مطبوعہ گزٹ ہند سوز ۸ اربوری ۱۹۱۸ء کے فقرات نمبری ۱۹۱۸ء کی طرف ہی مبذول ہوئی، جس کے مضمون نے ہمارے اس خیال کی پوری تائید کی کہ ایسی جائیں ہیں کہ ریاست ہذا ابتداء طویل میعاد بندوبست یا سب کے حق میں سخت مضر ہے، چنانچہ ہمنے بندوبست کی میعاد سترہ سالہ تجویز کر کے ہستم بندوبست کو مینڈ میلان کا حکم دیا، لیکن اسی زمانہ میں منشی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر عہدہ معین المہامی پر آئے اور ہمیں یہ مشورہ دیا کہ سر دست سرسری پنج سالہ انتظام مناسب حال ہوگا، میعاد طویل کے نقصانات پہلے ہی سے مکرور خاطر تھے ایک



تجربہ کار رکن کی راہ سے نے اون خیالات کو مستحکم کر دیا، اور بالآخر اوکا مشورہ منظور کیا گیا  
 الغرض حسبِ رائے خان بہادر موصوف بندوبست پنج سالہ اضلاع جنوب مشرق سے  
 الفراغ حاصل ہوا، اور برعزت تمام لوگوں نے متاجیان قبول کیں، اکثر دیہات خام بنچتہ  
 ہو گئے، بہت سے مواضع جمع کامل پر پہنچ گئے، انتظام حال سے تحصیلداروں کو  
 جمع مواضع میں خود مختار انکم و پیش کی گنجائش نہیں رہی، ملک در عاید و نوں کے  
 نقصانات رفع ہو گئے، اور یقین کیا جاتا ہے کہ اس بندوبست پنج سالہ سے رعایا  
 مطمئن ہو کر تردد و اکبادی کی طرف زیادہ متوجہ ہوگی، اور اسکے نتائج انشاء اللہ تعالیٰ  
 ریاست در عاید و نوں کے حق میں مفید ثابت ہونگے، خان بہادر موصوف نے  
 اس انتظام میں ہمیں معقول مدد دی اور امید ہے کہ اب جو دضلع باقی رہ گئے ہیں  
 اوسکے بندوبست میں بھی وہ کامل امداد پہنچائیں گے، اس موقع دربار پر حسبِ عہد  
 قدیم عہدہ نیابت کا خلعت ہفت پارچہ مع قلندران فقرہ و یک ہزار روپیہ نقد خان بہا  
 موصوف کو دیا جانا مناسب سمجھا گیا۔

کئی سال سے مستاجروں کو بیج کے ملنے میں نہایت دشواری پیش آتی تھیں مہاجنوں  
 نے بوجہ خلاف وعدگی حکام غلہ دینا موقوف کر دیا تھا، اور جب ریاست سے تخم کھاد  
 دیا جاتا تھا اور دیا گیا تو مساسون اور کٹ مسون غلہ بوجہ عدم توجہی عاملان وصول نہوا  
 اور بوجہ دست کشی مہاجن اکثر اشخاص نے دون ڈیوڑھ پر مستاجروں کے ساتھ غلہ کا  
 دادستد شروع کر دیا، علاوہ اسکے اور بھی بہت سی خرابیاں صیغہ مال میں پیدا تھیں  
 جنکی تفصیل خالی از طوالت نہیں، غرض رعایا عجب کشمکش میں گرفتار تھی، اس لئے  
 سال گذشتہ میں منشی محمد قدرت علی صاحب نائب مال کو حکم دیا گیا کہ انتظام غلہ وغیرہ

مطابق قاعدہ قدیم مہاجنوں سے کیا جائے اور سوائس سے زیادہ کوئی نہیں پامنا تب بجا مال موصوف نے ہماری ان ہدایات کی تعمیل بہت اچھی طرح سے کر کے انتظام مقبول کیا جو موجب ہماری خوشنودی کا ہوا اور اسلئے ان کے لئے خلعت پنج پارچہ تجویز کیا گیا بقیہ کمر اصلاحت کی نسبت بالفعل معین المہام صاحب کو ہدایات کی گئی ہیں۔

نشتی محمد الطاف حسین مہتمم سائیکل جو ایک اہلکار قدیم اس ریاست کے ہیں اور سابقاً بھی اس عہدہ پر مامور تھے، صرف درمیان میں یہاں سے چلے گئے تھے، بزمانہ سرکار خلد نشین و سرکار خلد مکان اپنی کارگزاریوں کے صلہ میں اعزاز خلعت و پروانجات خوشنودی سے ممتاز ہوتے رہے، انہیں وجہ سے نواب علیجاہ علیہ السلام صاحب بہادر مرحوم نے ہکو مشورہ دیا تھا کہ یہ اپنے عہدہ قدیم پر مقرر کئے جائیں چنانچہ عرصہ دو سال سے یہ مہتممی سائیکل پر مامور ہیں، اور یہیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے حسن انتظام سے آمدنی سائیکل جو بزمانہ مہتممان سابق گھٹ گئی تھی سال حال میں تراسی ہزار کا اضافہ ہوا ہے، چونکہ ان کی یہ کارگزاری قابل تحسین ہے، اس لئے باضافہ تنخواہ پچاس روپیہ ماہانہ خلعت پنج پارچہ مہتمم موصوف کو دیا جانا تجویز ہوا۔ باقی مفصل کیفیت صیغہ مال کی، اور کارروائی کل اہلکاران ریاست کی بعد آنے کاغذات رپورٹ محکمہ جات کے معلوم ہوگی، چونکہ یہ قاعدہ جدید اس ریاست میں مقرر ہوا ہے غالباً اسی وجہ سے ان رپورٹوں کے آئین میں اس قدر ترقی ہوئی ہے امید ہے کہ آئندہ ایسے توقف سے اہلکاران ریاست محترز رہیں گے۔

سال گذشتہ میں اپنی رعایا اور مفصلات کی حالت مشاہدہ کرنے کے لئے عین موسم گرما میں اپنے نور نظر تحت جگر نواب محمد فیصل اللہ خان صاحب بہادر

وصاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر کو ہر چار اضلاع کے دورہ کا حکم دیا تھا ، چنانچہ دونوں نے بڑی جفاکشی اور بیدار مغزی سے ریاست و رعایا کی حالت ملاحظہ کر کے دادخواہوں کی فریادیں بلا واسطہ ہم تک پہنچائیں ، مستغنیوں کے چہنہ ہزار تین سو قطعہ عرائض سے عمال فصل کے ظالمانہ برتاؤ کا اندازہ ہوا ، عرائض مذکور پر کافی غور کرتے ہوئے فیصلے صادر کئے گئے ، اسکے بعد یہ نظر انتظام و نیز بغرض ملاحظہ حالت موافقت ، و کاشتکاران ہمنہ بذات خاص اضلاع مشرق و جنوب کا دورہ کیا اور دونوں صاحبزادگان محمد وح الیہما کے دورہ کر چکنے کی وجہ سے ہمنے اپنے اس دورہ میں رعایا کو حالت تسکین میں پایا ، اور خد کے فضل سے اب کی سال فصل بھی اچھی رہی ، غرض کہ رعایا سے مفصلتا ہر دو اضلاع فی الجملہ مطمئن پائی گئی ، اثنائے دورہ میں بوجہ حدوث داشتداد و مرض طاعون اہل شہر میں انتشار و پریشانی پیدا ہو جانے کے باعث سے بضرورت ادنیٰ تشفی و کجی کے طرح طرح کے احکام تسلی آئینہ جاری کئے گئے ، اس کے بعد شفی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر کو بھی واسطے تسکین و دلاسا رعایاے شہر دورہ سو بھوپال میں بھیجا ، خان بہادر موصوف کے کلمات طمانیت آمیز سے اگرچہ رعایا کو چند روز تشفی حاصل ہوئی ، لیکن بعض مفیدین کی افواہ بیودہ سے رعایا کے قلوب پر پڑی پریشانی و بدحواسی عود کر آئی ، آخر الامراض ادنیٰ تسکین و انسداد افترا پر دازی ہائے مفیدین کی غرض سے ہم کو اپنے آخری حصہ دورہ کو مختصر کر کے قبل از وقت بھوپال واپس آنا ہوا ، خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اوسنے اپنے بندوں پر فضل کیا کہ اب اس مرض کا یہاں نام و نشان ہی باقی نہیں ہے اور دعا ہے کہ حافظ حقیقی ہمیشہ اس بلا سے بے درمان سے اپنے بندوں کو محفوظ اور مامون رکھے اس جگہ ہمیں کرنل ڈاکٹر وحید صاحب بہادر کا

بھی شکریہ کرنا فرود ہے کہ انہوں نے ہمارے دورہ کے زمانہ میں ہماری رعایا کی تسلی و  
تشتی و خبر گیری کو پیش نظر رکھ کر اپنے حاذقانہ علاج و تدابیر سے امداد پہنچائی، نیز اپنے  
شفیق میجر ایسی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے ہی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے  
بھی ازراہ شفقت و ہمدردی دو چار مرتبہ تشریف لاکر بحیثیت ڈاکٹر ویر صاحب بہادر جاکہ ہسپتال  
طاعون اور مریضان پلگ کو ملاحظہ فرمایا ڈاکٹر خوشحال داس جوشی اور حکیم سید محمد نور حسن  
افسر الاطباء اور مس بلانگ لیڈی ڈاکٹر نے بھی اپنے فرض منصبی کو بخوبی ادا کیا، اور مسٹر  
کوک متہم صفائی نے بھی صفائی شہر میں کامل کوشش کی، جو باعث ہمارے خوشنودی  
خامسہ کا ہوا۔

سر کا حسن لائٹین اور سر کار خلد مکان کے زمانہ سے پولیس کی چوکیاں جو فصلا ت  
میں قائم تھیں ان کو خان بہادر مولوی عبد الباقی خان صاحب، وزیر سابق نے شکست کر دیتا  
جسکی وجہ سے واردات ہمارے ڈکیتی و سرزد مولشی کثرت کے ساتھ ہونے لگی تھیں جنہ  
پھر حسب دستور قدیم مناسب موقعوں پر چوکیاں قائم کیں جنہ امن قائم ہوا اور سال  
گذشتہ میں جرائم سنگین نسبت بہت کم سرزد ہوئے، اور جو وارداتیں ہوئیں انکی  
گرفتاری و برآمدگی میں آسانی حاصل رہی تھی محمد عبدالقیوم خان کو ہم نے ایک سال  
سے لئے امتحاناً منتظم پولیس مقرر کیا تھا، جب انہوں نے اپنے حسن انتظام سے  
اپنے آپ کو اس عہدہ کا اہل ظاہر کیا تو ہم نے انکی کارگزاری سے خوش ہو کر باضافہ  
پچیس روپیہ ماہوار انکو مستقل منتظم پولیس مقرر کر دیا، انکی جفاکشی اور لیاقت شرمی  
سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اپنی سعی مزید سے ہماری زیادہ خوشنودی اور اپنی بہبودی  
حاصل کرتے رہیں گے، صیغہ پولیس میں اور بہت سی اصلاحیں درپیش ہیں جو اس

سال میں انشاء اللہ تعالیٰ کیجائیں گی۔

اس موقع پر اسل میں کا ہی ذکر کرنا ضروری ہے جو تمام ہوا خواہان سلطنت برطانیہ کے دلوں کو مسرت بے اندازہ حاصل ہوتی ہے، یعنی مبارک و عظیم الشان دربار کارنیشن ملک معظّم شہنشاہ ایڈورڈ و ہفتم جو پہلی میں منعقد ہوا تھا اور جسکی شرکت کی عزت افزائی کا اثر اور ڈیوک و ڈچیز آف کنٹا اور لارڈ کرزن بہادر و ایس کے کشور ہند اور ہماری حضرت مشفقہ لیڈی کرزن صاحبہ کی عنایات و اعزاز و افتخار کی مسرت میرے دل پر نقش کا بھر ہے اس سفر دہلی کے منتظم منشی اسرار حسن خان کو اور ہم نہایت خوش بین کہ منشی معری نہایت سلیقہ شعاری سے رسد رسائی وغیرہ کا انتظام کیا، ہمیں اور ہمارے ہمراہیوں کو اسائن اور آرام رہا، نیز محکمہ باقیات جو ایک جدید محکمہ بننے قائم کیا تھا اسکی رپورٹ حال کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ منشی اسرار حسن خان کی کارگزاری سے ریاست کو ایک گونہ فائدہ حاصل ہوا، بجلد وی اونکی اس قابل تحسین کارگزاری کا اونکے لئے بھی خلعت پنج پارچہ دیا جانا مناسب متصور ہوا۔

اس سلسلہ میں بعض اہل فوج ہی مستحق تذکرہ ہیں، مثلاً حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ سی آئی ای میجر بنی افواج ریاست بہوپال جو ملازمین دیرینہ ریتا سے ایک ایسے خیر خواہ قدیم ہیں جنکی ذات سے ریاست کو فخر ہے اور ایسے رکن ہیں جنہوں نے اس ریاست میں یکے بعد دیگرے چار بیگم کی حکومت کو اپنی آنکھوں دیکھا ہر عہد میں انکی سلامت روی و وضع داری اور رئیس ریاست کے ساتھ ان کی خیر خواہی قابل تقلید اور سچی عزت کی مستحق رہی ہے، زمانہ پُر آشوب یعنی ۱۹۴۷ء میں انہوں نے اپنی شجاعت مردانہ اور وفاداری بے مثل کا ایسا اچھا ثبوت دیا ہے

جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا، ہمارے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ برٹش گورنمنٹ بھی اون کو  
 سچی قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے اور سرکہ آرائی زمانہ قدر کے صلہ میں جو خطاب اون کو  
 گورنمنٹ عالیہ سے ملا ہے وہ اون کا حق اور گورنمنٹ عالیہ کی اعلیٰ قدر دانی کا نشان ہے  
 ورنہ خطابات متعلقہ جشن تاجپوشی منعقدہ دہلی میں میرنجشی صاحب بہادر موصوف بکمال  
 عزت افزائی بجانب گورنمنٹ عالیہ مدعو کئے گئے تھے اور ان کے اس امتیاز کو بھی اس ریاست نے  
 فخر و عزت کی نظر سے دیکھا، لہذا ان کے اوصاف حمیدہ کے اعتراف میں اور اپنی کمال  
 خوشنودی کے اظہار کے طور پر ہم ان کو ایک تحفہ سپاہیانہ اپنے دست خاص سے  
 دینا چاہتے ہیں جو بطور نشان اعزاز ان کے نزدیک اون کی نیر خواہی اور دربار کاروشن  
 کی یادگار ہے۔

اس ریاست کے اسلاف نامور کو ہمیشہ سلطنت برطانیہ کی ہوا خواہی کا فخر  
 حاصل رہا ہے، اور شکر ہے کہ اس صفت میں ہم بھی اپنے بزرگان نیک نام سے  
 کم نہیں ہیں، ہمارے لئے یہ امر نہایت خوشی کا باعث ہے کہ ہماری والدہ ماجدہ  
 سرکار خلد مکان نے اپنی وفاداری کے عملی ثبوت میں جو جمنٹ اعانت شاہی کو  
 اس ریاست میں قائم فرمایا تھا اس کے حقیقت مفید اور کارآمد ثابت ہونے کا  
 نتیجہ نیک ہمارے عہد حکومت میں ظہور پذیر ہوا اور اس موقع پر ہم اپنی ادس دلی  
 مسرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو ہمیں یہ معلوم کر کے پیدا ہوئی ہے کہ سہو پال کی  
 فوج اعانت شاہی نے جسکے بعض افراد کو جشن تاجپوشی کے موقع پر انگلستان بلائے  
 جانے کی عزت حاصل ہوئی تھی، اپنی شایستگی اور حسن عمل کا نقش اہل انگلستان  
 کے دلوں پر جما دیا، اور عظیم الشان دربار دہلی میں نہ صرف اپنی آراستگی

وقوعہ دانی سے اہل ہند کو متعرف کر لیا بلکہ ضروریات دربار میں بھی کمال ترقی ہی وغلو قلوب  
گورنمنٹ کو قیمتی اماں دیہو پچائی اور سو تہہ افریقہ میں چو پچاس گھوڑے گورنمنٹ کو منت  
کے لئے بھیجے گئے تھے اور ادون کے ساتھ جو جوان اردلی گئے تھے انھوں نے عمدہ  
خدمات انجام دیں جنکی بابت صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا اور ہرکلسنی  
والیسرے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند و ہرکلسنی لارڈ کچنر بہادر سپہ سالار افواج ہند  
کے اعتراف خدمات کی چٹھیاں موصول ہوئیں۔

یہج کریم بیگ سردار بہادر کی خدمات کا صلہ نہایت ہفت پارچہ مع  
تلوار دیا جاتا ہے امپریل سروس ٹروپس کے کمانڈنگ کیواسے ایک سرسبز ملائی بھی  
ہم تجویز کرتے ہیں جو اس شخص کا زیب سر رہیگا جو اس فوج کا کمانڈنگ ہو اور اندون  
چونکہ مرزا کریم بیگ اس عہدہ پر ممتاز زمین اسلئے فی الحال اسکے مستحق ہیں نیز جمنٹ  
کے ذمہ جو قرضہ خزانہ تھا اسکا نصف حصہ بھی معاف کیا گیا۔

اس جگہ اس امر کا اظہار بھی بے موقع نہ ہوگا کہ رجمنٹ اعانت شاہی تو خدمات گورنمنٹ  
اور جان شاری سلطنت برطانیہ کے واسطے بہر حال حاضر ہے لیکن ہمارا مقصد یہ ہے کہ کل  
افواج ریاست میں ایسی اصلاحات ضروری کی جائیں اور ایسی ترقی نمایان دیجاو کہ وہ بھی  
مثل رسالہ اعانت شاہی کے آراستہ و پیراستہ ہو کر وقت ضرورت گورنمنٹ عالیہ  
کے کام میں آنے کے قابل ہو جائے، چنانچہ ہم نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل میں ورسالوں  
اور دو کمپنیوں میں اصلاح ضروری کر کے انکو فوج احترامیہ کے لقب سے نامزد کیا ہے  
اس فوج احترامیہ میں منتخب جوان بھرتی کئے گئے ہیں، اور اب سواران احترامیہ  
کی تنخواہوں میں فی نفر دو روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا جاتا ہے، امید ہے کہ اسی طرح

باقی اور فوج کی بھی اصلاح و ترقی انشاء اللہ رفتہ رفتہ ہو جائیگی۔

آخرین ہیم سردار بہادر میرزا کریم بیگ و دیگر اعلیٰ و ادلی افسران و عہدہ داران و تمامی سپاہیان فوج و کٹوریہ لانسرز کو انکی اعلیٰ نیکنامی اور عہدہ کامیابی پر نہایت ستار کے ساتھ مبارکباد دیتے ہیں، اور اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار کر کے آئندہ کیو اسطے امید کرتے ہیں کہ یہ فوج اس نام آوری کو جو اس نے حاصل کی ہے نہ صرف قائم کرے گی بلکہ آہیں ترقی روز افزون پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہے گی، اب یہ ایچ اس دعا پر ختم کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اجل شانہ مجھے اور میری اولاد کو مثل میرے بزرگوں کے ہمیشہ تلج برطانیہ کی وفاداری اور انصاف پروری و عدل گستری خبر گیری دہمزدی رعایا و ملازمین اور اپنی رضا ہوئی میں ثابت قدم رکھ کر میری ریاست و رعایا کو ہمیشہ سرسبز و مرفہ الحال رکھے "آمین"۔





## باب ۱۳

## پریم جہان سیکم کی ولادت

میری صد نشینی کے سال سوم کا آغاز نہایت خوش کن واقعات سے ہوا، ۱۷ ربیع الاول کو بوجہ دربار صد نشینی محل آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اسی روز نوید مسرت اور آوازہ نشا طاکوش گزارا ہوا کہ "انشاء اللہ تعالیٰ کا شائہ صاحبزادہ محمد عید اللہ خان مین ولادت باسعادت ہوگی اور حضور کو رادھی بننے کی خوشی حاصل ہونے والی ہے۔"

اس خبر بہت افزا کے سُننے سے طبیعت میں شگفتگی پیدا ہو گئی، کیونکہ سالہا سال کے ترددات اور تفکرات سے طبیعت پشمرہ ہو رہی تھی۔

یوں تو عام طور پر طبایع انسانی اس طرح واقع ہوئی ہیں کہ ہر خوشی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن جو مسرت کہ اولاد کے متعلق ہوتی ہے وہ تمام غم و الم کو بھلا دیتی ہے اور پھر جب اولاد کی خوشی ہو تو والدین کی خوشی اور بھی دو بالا ہوتی ہے، غرض وہ دن اور رات ایک قسم کی خوشی و مسرت اور ہم درجا کی حالت میں گزرا۔

۱۷ تاریخ کو ہی ۶ بجے صبح کے وکیل ریاست کی غرضی آئی کہ "سیچر پیپی صاحب پولیٹیکل کالج میں کسی ضروری و سرکاری کام کے واسطے کل صبح کی گاڑی میں بہوپال تشریف لائے ہیں" ۱۷ ربیع الاول کو میجر صاحب موصوف صدر منسل پر تشریف لائے، چونکہ بوجہ قرب وقت ولادت صدر منسل میں مستورات جمع تھیں اسلئے میں نے آفس روم میں جہاں اکثر صاحبان یورپین سے بھی بوقت ضرورت و غلبت ملاقات کرتی ہوں صاحب موصوف سے ملاقات کی بعد معمولی گفتگو کے میں ان کو اطلاع دی

کہ امید ہے کہ آج صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے محل میں کوئی جدید مہمان آئے، یعنی وہ بھی صاحبزادہ ہوں، وہ یہ سن کر خوش ہوئے اور مجھ کو اوس سے بھی زیادہ مسرت آمیز خبر سنائی جو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے خاندان اور ریاست کے لئے بھی باعث مسرت ہوئی یعنی اونہوں نے ہذا مہر میں حبشی کنگ ایڈورڈ ہفتم و قیسرینہ کا دستخطی فرمان مجھ کو دیا جو دوبارہ شکریہ اوس کا سیکرٹ کے تاجسکویں نے دربار تاجپوشی منعقدہ دہلی میں اپنے خوش خلوص و وفاداری کے اظہار میں مع ایڈریس مبارکباد کے بذریعہ ہنگرلنڈی اردو گزرن و لبریرس ہنگرلنڈی حضرت ملک مظفر قیسرینہ کی ہدیت میں ارسال کیا تھا میں نے اوس مراسلہ گرامی کو اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے اس حصول شرف پر شہنشاہ کا شکریہ دلی خلوص و عقیدت کے ساتھ ادا کیا، اور صاحب مدوح سے کہا کہ ”چونکہ یہ پہلا اور خاص اعزاز اس ریاست کو حاصل ہوا ہے اسلئے آپ سے مشورہ ملتی ہوں کہ جب گورنمنٹ کا خریطہ آتا ہے تو اس فیروپون کی سلامی دیجاتی ہے اب شہنشاہ کا خاص دستخطی فرمان ہے تو کیون نہ اپنے دل ارادت کے مطابق خوشی کر دن اور کیون نہ ایک سو ایک فیروپون کی سلامی ادا کیجائے؟“ میجر صاحب مدوح نے جواب دیا کہ ”یہ آپ کی خوشی پر منحصر ہے“ چونکہ اوکو تقریب کا حال معلوم ہو گیا تھا اسلئے اونہوں نے اسبقہ گفتگو کے بعد اجازت چاہی، اور بعد عطر و پان کے لال کوٹھی شرف لیگئے میں اوٹھ کر جلد جلد درجہ زیریں میں آ رہی تھی وہ نامہ گرامی میرے ہاتھ میں تھا اور دل خوشی سے بھرا ہوا تھا، اور یہ خیال کر رہی تھی کہ اب جا کر غالباً سچے کی صورت دیکھوں گی، اور دنیا میں بعد ظل اللہ العالی کے ہمارے حضور شہنشاہ کا فرمان گرامی مولود کے سر پر پایہ لگن ہو گا لیکن ابھی ولادت نہیں ہوئی تھی اور گویا مولود سونڈ کو بھی اسی کا انتظار تھا۔

مس بلانگ لیڈی ڈاکٹر جو ہم لوگوں کی طبیعت سے واقف ہو گئی تھیں اور نہایت شریف طبیعت اور متین مزاج کی خاتون ہیں اور ایک ایسی مہربان لیڈی ہیں جنہوں نے تمام پبلک کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اونہوں نے اپنی نیکی طبیعت اور قابلیت سے لیڈی لینڈون ہسپتال کو اپنے زمانہ میں ایسی

ترقی دی کہ کسی لیڈی ڈاکٹر کے زمانے میں نہیں ہوئی تھی، وہ بیمار عورتوں کی نہایت دیکھائی کرتی تھیں، اور شریف مستورات کے پردہ کا اہتمام حسب رواج ہند بہت خیال کے ساتھ رکھتیں، انکی عمر عادات اور خوش اخلاقی کی وجہ سے کسی شریف کو ہسپتال میں اپنی عورتوں کو بھیجنے میں عذر نہیں تھا، بیمار ہو کر چہرہ مینے کے لئے انگلیں چلی گئی تھیں، انکی جگہ مس میک لارن جن کو ڈاکٹر سی سندھل کئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ گزارا تھا انگلستان سے آکر مقرر ہوئی تھیں، اور اس جگہ پر ایک ماہ بھی پورا نہوا تھا اسکے علاوہ وہ اردو بھی نہیں جانتی تھیں اسوجہ سے مجھے ہی تشویش ہو رہی تھی کیونکہ سبزمیرے کوئی ادنیٰ سمجھانے والا نہ تھا جب میں کمرہ ولایت میں داخل ہوئی مس میک لارن آگئی تھیں وہ نامہ گرامی اسی طرح میرے ہاتھ میں تھا کہ صاحبزادی برجیس جہان بیگم پیدا ہوئیں اور میرا وہ خیال صحیح نکلا کیونکہ دنیا میں سب سے پہلا مولود مسعود کے سر پر یہی فرمان گرامی سایہ افکن تھا۔

جسوقت پیاری اور معصومہ بچی پر میری نظر پڑی انھیں اس قرہ باصرہ کے دیکھنے سے ٹھنڈی ہو گئیں، اولاد کی محبت یوں تو ہر شاہ و گدا کو ہوتی ہے، اور مجھے بھی اس عام قاعدہ فطرت کے مطابق اپنی ساری اولاد کے ساتھ ہے لیکن اسیوقت سے اس مولود مسعود کے ساتھ بیٹے اپنی شفقت کو غیر معمولی پایا، اور گویا ایک غیر محسوس آواز سے سنا کہ ”مبارک ہے مولود مبارک ہے“ تمام محل میں سرور و انبساط تھا اور ہر طرف سے مبارک و سلامت کی خوش آئین صدائیں آرہی تھیں، میں نے اس ولایت و نعمت الہی پر شکر ادا کیا اور صاحبزادہ عبید اللہ خان کو مبارک باد دی۔

مسلمانوں میں جو تعلیم یافتہ ہیں وہ پہلے پہل دختر کا پیدا ہونا ایک برکت سمجھتے ہیں اس لئے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہلے ہی پہل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئی تھیں اور اسی نسبت سے کرنل عبید اللہ خان کے محل میں دختر کا تولد ہونا باعث برکت سمجھا گیا۔

اسکے علاوہ گویا یہ ایک سنت تھی جو چار پشت سے خاندان بھوپال میں جاری تھی، وہ

اسکے جاری رکھنے اور عام رزق کے مطابق اپنے سب بہائیوں میں بزرگ بنے کے لئے عالم اجسام میں اپنے حسب معمول پانچ فی سلامی کے قلعہ فتح گڑھ سے سرکے جانے کا حکم دیا گیا لیکن یہ التزام رکھنے کی تاکید کی گئی تھی کہ پہلے پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کی سلامی سرکجائے اسکے بعد ذرا ٹھہر کر حضور شہنشاہ کے فرمان گرامی کی تعظیم میں ایک سو ایک فی سرکے جائیں، پھر پانچ منٹ کے بعد صاحبزادی جس کی سلامی سرکجائے، غرض نو بجے سے توپیں چلنا شروع ہوئیں جو نصف گھنٹہ تک اہل بھوپال کو نویدِ سر سناتی رہیں، وفاق میں ایک یوم کی تعطیل دیے جانے کا اسی وقت حکم دیا گیا۔

فی الواقع ۸ ربیع الاول کی تاریخ میری کتاب زندگی میں ایک نہایت روشن اور سنہری تاریخ ہے، خدا نے مجھے دوسرے بڑی خوشیاں ایک ہی دن عطا کیں، اور ایک ہی وقت میں مجھ پر اپنی دو برکتیں نازل فرمائیں۔

میرے محل میں صاحبزادی کی ولادت کی بھوت اور صدر فرمان شاہی کی مسرت نے ایک عجیب سا منہ پیدا کر دیا تھا اور اکیں دھوائیں ریاست اور باشندگان شہر اس دوہری مسرت کی مبارکبادیوں کے لئے صدر منزل پر جوق جوق آتے تھے، اور میری خوشی میں شریک ہونے لگے۔

اور فی الحقیقت ان مسرتوں کے اجتماع کے لحاظ سے صاحبزادی صاحبہ کی ولادت کی تاریخ میرے واسطے اور نہ صرف میرے ہی لئے بلکہ میرے ملک کے لئے بھی باعث مسرت و عزت ہوئی کیونکہ فرمان شاہی سے صریح اعزاز مجھے حاصل ہوا اسی طرح میرے ملک کا بھی افتخار بڑھا۔

حسب قاعدہ ریاست صاحبزادی صاحبہ کی ولادت کی اطلاع فوراً میجر ایل ایپی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ و مسٹر جلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر کو دی گئی۔

اس خوشی کے موقع سے ملا عبدالحسین نے بھی جو بوجہ خیانت و جمل حسابات کے ماخوذ تھا فائدہ عظیم حاصل کیا، اس نے جب اس مسرت کو معلوم کیا تو صدر منزل کے دروازے پر اگر گریہ و زاری شروع کی

اور مجھے استدعا کی کہ سرکار مجھے اپنی والدہ کا قدیم مکھنوار سمجھا کر اور نیز اون حالات کو پیش نظر رکھ کر اور اس کا خیال فرما کر کہ میں نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو گودوں میں کھلایا ہے اور خدشہ کی بین اور اگرچہ آپ کے نزدیک نمک حرام ہی کیون نہ ہو لیکن منصفانہ نظر سے دیکھا جائے تو میں آپ کی والدہ کا نمک حلال ہی کہلاتا تھا خدا کا شکر ہے کہ مجھے تیسری پشت دیکھنے کا موقع ملا، میری پیرانہ سالی اور خدمت پر نظر فرما کر جو کچھ مجھے خطائیں سنزد ہوئی ہیں اور جن کا میں اقبال کرتا ہوں وہ اس خوشی میں معاف فرمادی جائیں، میں نے اسکی اس استدعا کو منظور کر کے معاف کر دیا۔

۲۴ ربیع الاول کو صدر منزل میں عقیقہ کیا گیا، اس تاریخ کو ہی تمام دفاتر ملکی و فوجی میں تعطیل رہی، اس تقریب میں جملہ اعیان و ارکان و اخوان ریاست شریک تھے، ہم بچے صا جزادی صاحبہ مجلس میں عقیقہ کے لئے لائی گئیں، اور یہ مراسم بھی مثل میری پیدائش کے ادا کئے گئے، کمپنی نے سلامی دی اور بیڈ نے خوشی کا ترانہ بجایا، صا جزادی صاحبہ کے لئے ایک تخت لقرہ پر زریں سند بھی ہوئی تھی اور کارچونی بیکہ لگا ہوا تھا، بیگم آیا جو صا جزادہ حمید اللہ خان کی کھلاتی تھی گود میں لیکر بیٹھی، اور انو خلیفہ نے سر کے بال اتارے، اور میری تجویز سے بلحاظ مناسبت سعادت جبریں بیگم نام رکھا گیا، اور حسب قاعدہ پانچ قیدی جیل سے رہا کئے گئے، ان میں راؤ مضبوط سنگہ جاگیر دانڑی گڑھیا کے دولٹر کے جو سرکار خلد مکان کے زمانے میں دیکھتی کے جرم میں (۱۰) سال کے لئے سزا یاب ہوئے تھے اور دو تین سال کی سزا ہو گئی تھی، اس دوہری سزا میں (یعنی مجبوری کے دہلی فرمان کے وصول ہوتے اور پوتی کی ولادت کی خوشی میں) آزاد کئے گئے، ان کی عرضی بھی بروز ولادت پیش ہوئی تھی، ان دونوں کی رہائی میں یہ امر بھی ملحوظ تھا کہ اس طرح شہر فاپر ترحم کرنا آئندہ کے لئے اونکے واسطے مفید ہوتا ہے اور اپنا چال چلن درست کر لیتے ہیں، لیکن افسوس اون پر اولٹا اثر ہوا جسکو ناظرین آئندہ ابواب میں دیکھیں گے۔

اسٹو خلیفہ کو حسب رواج کٹھنہ اور نقری کٹوری دی گئی اور چہار صد روپیہ انعام دیا گیا۔

۲۵ ربیع الاول کو مہجے صبح دعوت عقیقہ ہوئی، تمام راکین و خوانین و معززین ریاست مدعو تھے، پیش مندرجہ جو خیمہ اور شامیانے نصب تھے اون میں اون کو کھانا کھلایا گیا۔

مختلف تاریخوں میں اپنے پور واپس اجاب کو بھی بذریعہ تار اور خطوط کے اطلاع کی اور اونہونے مجھے مبارکباد کی چٹھی لکھیں، بالخصوص کرنل بار صاحب بہادر اور مسز سبلی صاحبہ اور کرنل میڈ صاحب بہادر نے اپنی چٹھیوں میں اس ولادت باسعادت پر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔

کرنل میڈ صاحب بہادر کو جو اُنس میرے خاندان سے ہے اسکو ناظرین گذشتہ اوراق میں دیکھ چکے ہیں، اونہون نے اپنی چٹھی میں مجھ کو مبارکباد لکھتے ہوئے حسب ذیل فقرات بھی لکھے جن سے اون کے اُنس و محبت کا اندازہ ہوگا، وہ لکھتے ہیں کہ۔

”میں اپنے کو خوش نصیب سمجھوں گا اگر میں اون کو دیکھ کا کیونکہ میں نے آپ کے خاندان کی پانچ پشت کو دیکھا ہے یعنی قریب سیہ بیگم صاحبہ، سکن ریگم صاحبہ، شاہ بان کو قبا کو آپ کو اور آپ کی اولاد کو، اب اونکے پیدا ہونے سے چھٹی پشت ہوئی، خدا کرے، آپ کی اولاد اور بڑے اور آپ خوش اور ہرہ مند ہوں“

آئریبل مسز سبلی صاحبہ بہادر نے بھی اپنی عنایت سے مجھے مبارکباد کی چٹھی میں یہ فقرے تحریر کیے۔

”پوتی کی ولادت پر کسی فرمانروا سے ریاست کو مبارکباد دینے میں مجھے خاص کر تامل ہوتا ہے لیکن جبکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ تاریخ بھوپال میں خاتونان بھوپال نے زمانہ موجودہ و گذشتہ میں ایک نہایت مشہور اور اولوالعزمی کا حصہ لیا ہے، تو اسوقت میں جناب عالیہ کو یہ اطلاع دیکھتا ہوں کہ مجھ کو ایسی ہیجرا پیسی سے نکر کہ خبر عید اللہ خان کے دفتر پیدا ہوئی ہے خاص نشی ہوئی، میں امید کرتا ہوں کہ اس

نئی صاحبزادی اور آپ کے تمام خاندان کو ترقی عمر و مسرت حاصل ہو۔

ربیع الثانی میں شہر یار دہلی والدہ صاحبزادی جہان بیگم کی طبیعت ناسا ہو گئی، اور کم بیش چھ ماہ میں غسل صحت ہوا۔

جن ناظرین نے میری کتاب کی پہلی جلد کو دیکھا ہے ان کو یہ امر اچھی طرح معلوم ہو گا کہ میری عمر کا ایک بڑا حصہ خاندانی زخموں اور غموں میں بسر ہوا ہے، اور وہ دن صاحبزادوں کا عہد اور اونکی تقریب رخصت جس طور پر اور جیسے غمناک زمانہ میں ہوتی ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں، اولاد کی شادی کے بعد والدین کو یہ تمنا ہوتی ہے کہ اونکی اولاد بھی اوس مسرت کو دیکھے اور اونکو شفقت الدین کی قدر ہو اور وہ اونکو اچھی تعلیم و تربیت کر کے خوشگوار عمر حاصل کریں، خدا نے میری تینا پوری کی ۲۸ سال رنج میں گزارنے کے بعد میری خوشیوں کا یہ پہلا زینہ تھا، اور مجھے گویا اپنی حیات میں اپنی اولاد کی تقریب فرخ دلی اور اپنی شان کے مطابق کرنے کا اول موقع تھا، صاحبزادی جہان بیگم کی ولادت نے میرے ان زخموں پر بھی مرہم رکھا جو میری اڑکیوں کی موت کے سبب سے میرے دل پر تھے۔

غرض میں نے اپنی خوشی کو اوسی فرخ دلی کے ساتھ پورا کیا جیسا کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ نے میری تقریب میں کیا تھا۔

میں شکوہ ہون کہ میری خوشی میں صادق خواص اور پورے جوش کے ساتھ میرے اراکین و اخوان ریاست، اور عانتہ طبقات رعایا نے شرکت کر کے خوانین اور اراکین سابق کی تقلید کی، تہنیت نامے اور قصائد مبارک باد پیش کئے بند و قین سر کی گئیں، سب نے جوڑے لاسنے کی خواہش کی، اور ایسے اصرار کے ساتھ کہ اوس سے انکار کرنا مجھ پر شاق ہوتا تھا، لیکن میں نے اوسین استغذرتیم کردی کہ صرف چند عائد اور اعزہ کو جوڑے لاسنے کی اجازت دی اور باقی کو صرف کرنا ٹوپی پیش کرنے کی اور اسی کو تح یہ بھی ہدایت کی کہ فضول تکلفات اور نمائش سے احتراز کیا جائے، کیونکہ میں اسکو کسی صورت میں بھی پسند

نہیں کرتی لیکن باوجود اسکے بھی کئے میں نہ توں تک جوڑے اور کرتے ٹوپی کا سلسلہ قائم رہا اور ہر روز ایک نہ ایک شخص جوڑا کرتا ٹوپی پیش کرتا اور ایوان صدر منزل پر دھوم دھام اور مہمانوں کی گنگا گھی تہی اراکین و خواتین ریاست نے اپنے حوصلوں کے مطابق بڑے تکلفات سے جوڑے کئے، بالخصوص منشی ممتاز علی خان معین الملہام اور منشی اسرار حسن خان نائب نصیر الملہام نے کل اراکین ریاست سے زیادہ تکلف کیا اور آخر کار جوڑہ جملہ اراکین ریاست کے جوڑوں پر تفوق رکھتا تھا۔

۱۶ رجب کو نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی عزیز بھتیجی اور میرے اور نیز اپنے بہائیوں اور صاحب کے لئے اپنی علوشان کے مطابق نہایت تزک و احتشام سے جوڑہ کیا تمام جلوس ریاست سوار اور جہنٹ اعانت شاہی کے دستے سپید پلٹن مع بنڈ اور جملہ خواتین و اعیان جوڑوں کے ہمراہ تھے۔ قبل جوڑوں کی روانگی کے میں عالی منزل میں نواب محمد نصر اللہ خان کے یہاں شرکت کیلئے گئی اور تھوڑی دیر ٹھہر کر صدر منزل میں صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کی جانب سے شرکت کے لئے آگئی۔ جوڑہ مع جلوس کے ۵ بجے کے قریب صدر منزل پر پہنچا، تمام ہمراہی موتی محل میں ٹھہر گئے۔ میں خاص خاص لوگ نواب محمد نصر اللہ خان کے ہمراہ آئے، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اور بھتیجی یعنی جربیس جہان بیگم کو جوڑے پہنائے اور بھتیجی کو سیش قیمت زیورات بھی دیے۔

۱۷ رجب کو میری اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی طرف سے جوڑے بھینچنے کی تاریخ تھی عالی منزل سے صدر منزل کو جوڑے لائے گئے ۲ بجے تمام کمینیاں، رسالے، بنڈ، اور دوسرے بابجے امپریل سوار ٹروپس تلخ محل کے روبرو ایستادہ ہو گئے، ۳ بجے تک تمام مغزین و اراکین اور خواتین ریاست آگئے سب کے جمع ہونے کے بعد ایک پارٹی ہوئی اور چار بجے جوڑہ مع جلوس کے روانہ ہوا، جلوس با شاہی سے کانٹہ افیون پل پختہ اور بدھوارہ سے گزرتا ہوا صدر منزل پر پہنچا۔

سڑکوں پر درویر پولیس کے جوان مناسب فاصلے پر کھڑے تھے اور ہر ایک جوان کے بعد



ایک ایک سو ار سالہ انتظامیہ کا ایستادہ تھا اون کے پیچھے تماشائی جلوس دیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔

سب سے آگے ماہی مراتب کے ہاتھی اور پھر سالہ امپریل سروس ٹروپس کے سوار تھے اون کے بعد باجون کی سب سے پہلی صدائیں جلوس کے آمد کی خبر دے رہی تھیں۔

باجون کے بعد اختر امیر کپنیاں، کمپنیوں کے بعد مرغیوں کے کھانچے اور بکرے جن کے شینگ چاندی سے منڈھے ہوئے تھے اور جن پر نفیس جھولیں پڑی ہوئی تھیں اور بیوون کے لدے ہوئے پہلے تھے اون کے بعد خوان بردار جوڑون کے خوان اوٹھائے ہوئے قطار در قطار تھے، خوان برداروں کے پیچھے کچھڑی کے ہاتھی تھے اور پھر ہر ایمان جلوس ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے، صدر منزل پر جلوس کے بعد ہر ایمان جلوس موتی محل میں بٹھائے گئے اور پھر وہاں سے منتخب اشخاص صدر منزل میں آئے اور حسب مراتب اپنی اپنی جگہ بیٹھے حوض محل کے ارد گرد بنیڈ قائم تھا جو نعمائے مبارکباد بھارا ہوا تھا۔

جب سب اشخاص بیٹھ گئے تو مین شہ نشین کے اندر آکر بیٹھی اور میری جانب سے جوڑون کی تقسیم شروع کی گئی اول صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے نواب محمد نظر اللہ خان کو اور پھر نواب محمد نظر اللہ خان نے اپنے دونوں بھائیوں کو جوڑے پھنائے، پھر منشی منصب علی نے فہرست لیکر ترتیب وار دو دو آدمیوں کے نام پکارے اور وہ لوگ میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے، اور منشی اسرار حسن خان اور کاہدار ڈیوڑھی خاص نے اون لوگوں کو جوڑے دیے۔

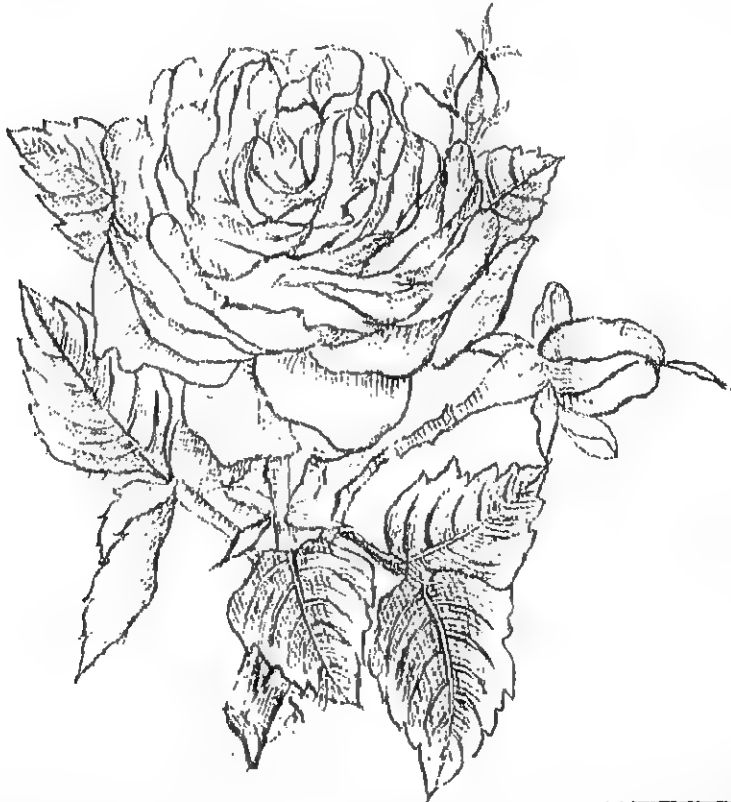
موتی محل میں جن اشخاص کو جوڑے دیے جانے والے تھے اون کو نائب کا مدار نے تقسیم کے جوڑون کی تقسیم ختم ہونے کے بعد پھول پان اور عطر ہوا جس کا انتظام صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کی طرف سے کیا گیا تھا کیونکہ اب یہ سب انہیں کے مہمان تھے، میری میزبانی عالی منزل میں ختم ہو چکی تھی۔

دیگر تمام ملازمان مفصلات و شہر کو شیعہ تقسیم کی گئی اور صاحبزادی کے اخراجات کے لئے

حسب قاعدہ لاکھ روپیہ ماہوار مقرر کئے گئے۔

اگرچہ یہ تقریبات ہندوستان کی رسم کے مطابق جسکو چھٹی کہتے ہیں سنہال کی جانب سے ہوتی ہیں لیکن بھوپال میں ایسی تمام تقریبات خواہ وہ مانکھ کی طرف سے ہوں یا سرال کی طرف سے ہمیشہ ریاست ہی کی طرف سے کی گئی ہیں مگر اس موقع پر نواب صاحب مرحوم کے عزیزوں نے بھی حسب استطاعت خود ہا اپنی خوشیوں کا اظہار کیا، اور خورشید علی خان وغیرہ نے جلال آباد سے صاحبزادوں اور صاحبزادی جربیس جہان بیگم کو جوڑے بھیجے، اور چند ابیگم صاحبہ نے جو نواب صاحب مرحوم کی ہمیشہ اور صاحبزادگان سلمہ کی عمر اور خوش امن ہیں چھٹی کی رسم حسب استطاعت خود ادا کی جن لوگوں نے قصائد و قطعات تہنیت پیش کئے انکو انعام و صلہ دیا گیا، ڈیوڑھیہاتے متوسلین و ملازمین دفتر انشا کو انعام و جوڑے دیے گئے۔

باجملہ کل اخراجات تقریب ولادت میں لاکھ ۱۰۰۰ خرچ ہوئے۔



## باب (۱۲)

## در بار عطا سے تمنے جات کا روٹ

در بار دہلی کے موقع پر اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کی بارگاہ سے والیان ملک کے معزز ہماہیوں اور دیگر اصرار و شکر کا دربار کو بہ یادگار کاروشن طلالی و تقری تمون کا عطا ہونا تجویز ہوا تھا چنانچہ وہ تمنے حضور شہنشاہ کی پسند کے مطابق تیار ہو کر تقسیم کئے گئے۔

ریاست بھوپال میں دو تمنے نواب محمد نضر اللہ خان و صاحبزادہ محمد علی اللہ خان کو نامزد کر کے اور تین تمنے دیگر اراکین ریاست کو جو میرے ہمراہ شریک دربار تھے میری مرضی پر منھرا کر مگر گورنمنٹ آف انڈیا نے بذریعہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر بیجے، میں نے اردن بنو تمون کو صاحبزادہ محمد علی اللہ خان منشی ممتاز علی خان معین المہام ریاست اور منشی اسرار حسن خان مستم ایصال باقیات کو دینا تجویز کیا، کیونکہ صاحبزادہ موصوف بہ شہیت اسکے کہ وہ دربار میں ہر کہلنسی کے بیج تھے اور معین المہام شہیت اپنے عہدہ کے اور منشی اسرار حسن خان باعتبار اس کے کہ انہوں نے سفروہلی اور کمپ کے انتظامات میں نہایت عمدگی کے ساتھ خدمات انجام دی تھیں اور آرام و آرائش کے سامان مہیا کرنے میں کوشش کی تھی تمون کے تمنے۔

ان تمنوں کے موصول ہونے سے پہلے حضور ملک معظم کا خاص دستخطی فرمان شاہی جس کا مفصل ذکر باب (۱۲) میں آچکا ہے صادر ہوا تھا اور تمام عائد اسکا مضمون سننے کے مشتاق تھے، اس لئے میں نے مناسب جہاں ایک دربار منعقد کیا جائے اور اوس میں صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر اپنے ہاتھ سے تمنے تقسیم کریں، اور اوس فرمان شاہی کا مضمون سنایا جائے، چنانچہ

تقسیم تمغہ جات کا دربار ایوان صدر سنڈل مین منعقد ہوا اور سچلانی اپنی صاحب بہادر نے تمغے تقسیم کر زونٹ  
حسب ذیل تقریر کی :-

”نواب بیگم صاحبہ و صاحبان حاضرین دربار !

مجھ کو آج اون تمغوں کی تقسیم کا فخر بخش کام ملا جو گورنمنٹ عالیہ ہند نے بیا دگا  
جمع عظیم منعقدہ دہلی بخوشی تاجپوشی حضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند دام ملکہ مضرب کے ہیں۔  
قبل اسکے کہ دہلی میں دربار کرنے کا ارادہ بخوبی مصمم کیا گیا تھا نواب بیگم صاحبہ نے  
یہ ایام سرگدشتہ حج کے لئے جانے کی تجویز کر لی تھی، مگر جب نواب بیگم صاحبہ کو معلوم ہوا  
کہ دربار کا انعقاد بالآخر طے ہو گیا تو بیگم صاحبہ نے باوجود اسکے کہ ایسا کرنے سے بیگم صاحبہ کی  
تجارت و آسائش ذاتی میں خلل پڑا اپنے مشہور خاندان کی مستمرہ وفاداری کے ساتھ پہنچے  
سفر کا قصد ملتوی کر دیا تھا تاکہ بذات خود شریک ہو کر توسط حضور و الیہ اسے صاحب بہادر  
پٹیگاہ حضرت ملک معظم دام ملکہ میں اپنا پیام مبارک بجا دلا کر انہیں -

اگرچہ بیگم صاحبہ نے کبھی شکایت نہیں کی تاہم مجھ کو اندیشہ ہے کہ نواب بیگم صاحبہ کو  
لشکر میں سہری سے تکلیف ہوئی ہوگی، اسلئے مجھ کو اور بھی خوشی ہوئی کہ بیگم صاحبہ کی  
معتبرہ وفاداری کا اعزاز و صلہ ایک خاص خط سے جس پر ملک معظم دام ملکہ نے اپنی دست  
مبارک سے دستخط کئے ملا ہے، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ملک معظم دام ملکہ نے اس خط سے  
صرف والی ریاست بھوپال کی وفاداری ظاہر نہیں کی ہے بلکہ نواب بیگم صاحبہ کو  
ہندوستان کی سفرزستورات کا بطور پیشوا کے ممتاز فرمایا ہے یہ امر کہ خط ایسے وسیع  
موقع پر پہنچا کہ جس وقت نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کے بڑی پوتی پیدا ہوئی اور یہی بلکادی  
کا باعث ہے، اور اس قابل ہے کہ تاریخ بھوپال میں درج کیا جائے ہم میں وہ اشخاص کہ

جو خوش قسمتی سے ایسے اہم موقع پر دہلی میں موجود تھے اپنی تمام عمر اس عظیم اجتماع اقوام کو یاد رکھیں گے، جس میں تمام ہندوستان کے بڑے بڑے رؤساء اور اشراف صاحب علم اور رسوخ ہی نہیں آئے تھے بلکہ سرانجام عربستان، فارس، ہندوستان اور بلوچستان و گلگت کے سرداران بھی سلطنت کی دور و دراز سرحد سے ہمارے ملک معظم دام ملکہ کو اعزاز میں جمع ہوئے تھے، ان تہنوں کے خوش نصیب پانے والوں کے پاس اس تاریخی جلسہ کی یاد گاہی پیش نظر نہ رہی بلکہ وہ اس قابل ہونگے کہ اپنی اولاد کو بطور ورثہ بے بہا ہمارے حضرت ملک معظم دام ملکہ کی عنایت کی اس اعزاز کی علامت کو چھوڑیں گے، اس اعزاز افزائی پر میں اون کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔“

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے تقریر کے بعد بہ لحاظ ترتیب مراتب تمغہ تقسیم فرمائے اور اس کارروائی کے بعد میری تحریر پر ایچ جیمین فرمان شاہی کا ترجمہ بھی ہے نائب میرمنشی ریاست نے حاضرین کو سنا کر جواب دیا کہ ”میرمنشی صاحب بہادر و حاضرین دربار!“

سب سے پہلے اس قادر مطلق کی حمد لازم ہے جس نے سلطنت برطانیہ جیسی ماتحت نو گورنمنٹ کے ہمہ حکمران بنایا، ثانیاً گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جس نے اپنے ماتحت الیانس کو اس غرت و وقار کے ساتھ ممتاز کرکے شاہان ملت کے عہدین چم روزگار نے کہیں نہیں کیا تھا۔ اسکے بعد مجھے حضور ملک معظم شہنشاہ اعظم ایدہ و دہن شہنشاہ انگلستان و قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی نوازش پر اظہار کمال منت پذیر کرنا ضرور ہے جنہوں نے میر کو اس ایڈریس کو جو میں نے دربار دہلی میں پیش کیا تھا درجہ قبولیت بخش کر اس کی رسید میں میرے نام ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے فرین فرما کر ارسال فرمایا اور جنہوں نے میرے اس شکریہ کو کمال الطواف خسروانہ میری عقیدت و وفاداری کا نشان تسلیم فرمایا۔

یہی عزت و افتخار کچھ کم نہ تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ میرے واسطے حضور مدوح کے وہ الفاظ و معانی ہیں جن سے کہ میں اس فرمان شاہی میں مخاطب کی گئی ہوں، اس موقع پر فرمان موصوف الصدور اور اسکا ترجمہ پڑھ کر مستاناً ضرور ہے تاکہ سب جان لیں کہ ہمارے فرمانرواے وقت کے اخلاق کریمانہ اپنے وفائیکشوں کے ساتھ کس درجہ وسیع ہیں اور اپنے ماتحتوں پر اونکی شفقت و عاطفت کس قدر موفور ہے۔

یہ ترجمہ فرمان شاہی کا ہے میں آپ سب کو پڑھ کر سناتی ہوں :-

بیگم صاحبہ عالیہ !

میری تاج پوشی کی تقریب میں جو ایڈریس حضرت نے نہایت مہربانی سے بھیجا تھا مجھے پہونچا، اور آپ کے اس نشانِ عقیدت و وفاداری کو میں نہایت خوشی سے قبول کرتا ہوں۔

یقین ہے کہ آن جناب بہت و تندرستی سے بخوبی بہرہ ور ہوں گی۔

میں ہوں جناب کا خالص دوست

و تخطا خاص حضور ملک معظم ایاد و دہم ہفتم

میرے خیال میں اس سے پہلے ایسا کوئی شفقت آمیز فرمان نہ ناص اس ریاست میں کسی رئیس کے نام آیا، اور نہ یہ امتیاز کسی دوسری ریاست کو حاصل ہوا ہوگا، میں اپنے شفیق سرسبز ہلی صاحب بہادر اور مہربان یحیٰ ایل امپی صاحبہادر کی شکر گزار ہوں گی اگر وہ بواسطہ ہا سے درمیانی اس امر کے اندازہ صحیح سے حضور شہنشاہ کو بہی طبع کر دیں گے کہ میں اس فرمان عزت نشان کو شرف و رودلانے کے افتخار سے کس درجہ مخلوط و

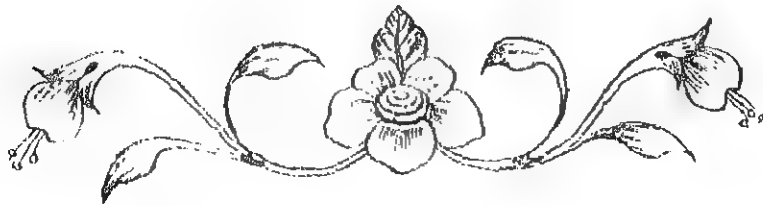
سور الوقت ہوتی ہوں ، اسکے ساتھ ہی یہ بھی امید کرتی ہوں کہ صاحبان مہاراج میری اس عرض کو بھی حضور شہنشاہ یک پونچا دین گے کہ حضور کا یہ فرمان مبارک جس وقت میرے ہاتھوں تک پہنچا ہے ٹھیک وہی وقت ولادت باسعادت دختر نیک اختر (جسکا نام جربیس ہماں یکیم تجوڑ کیا گیا ہے) میرے منجھلے بیٹے صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کا تھا ، گویا کہ دست موصوفہ حضور کے اس فرمان عالی کے ساتھ حکم رب جلیل احتراماً بھیجی گئی تھیں ، نیز یہ کہ ایسے عجیب اور با نشان و شوکت حسن اتفاق کیونچہ میں اس لڑکی کو نہایت مبارک پڑی صاحب نصیب اور خوش اقبال خیال کرتی ہوں ان افضال و اکرام پر مستزاد وہ تھنے ہن جو بطور یادگار دربار تاجپوشی مقصد پہلی منجانب گورنمنٹ برطانیہ بوفور عنایت و عزت افزائی میری اور میری اولاد اور مستزاد ہماں یوں کے واسطے بھیجے گئے ہن ، اور جبکو اس وقت صاحب کلان بہادر منجانب گورنمنٹ عنایت کیا ہے ، اس پر بھی مجھے اور ان تمام لوگوں کو جنہیں تجنیہ پائی کی عزت حاصل ہوئی ہے حضور شہنشاہ اعظم و گورنمنٹ ہند و بھارت ہنس نواب گورنر جنرل بہادر و اہل کسور ہند کا شکریہ دل سے ادا کرنا لازم ہے ؛ خاتمہ پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد کو وفاداری تاج برطانیہ میں میرے اسلاف کے قدم بقدم رکھ کر حضور شہنشاہ اور حضور شہنشاہ یکیم کی عروہ و دولت و اقبال میں یو مافیا ترقی دے اور عنایات شہانہ میری حال پر روز افزا دلنریں ، اور اس مولود مسعود کو با این ہمہ فالہما سے مبارک تمامی ہوا خواہاں ریاست و خیر اندیشان لطف برطانیہ پر مبارک کرے اور آفات زمانہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھ کر عظمیٰ و سعادت دارین سے بہرہ کافی محنت فرمے ، آمین “

تقریر ختم ہونے پر حسب معمول ہارپان و عطر تقسیم ہو کر دربار برخواست ہوا صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اگرچہ

میرے ساتھ دربار میں شریک تھے لیکن اون کو اس سلسلہ میں تمغہ نہیں دیا گیا مگر چونکہ وہ گریڈ چیسپرین تھے اور ڈکڑن صاحب بہادر وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند کے بیچ تھے اون کو ایک تمغہ عطا ہوا تھا جو شام کے وقت کوٹھی جدید پر ایک خاص طریقہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے اپنے ہاتھ سے محنت کی، تمغہ ملنے کے بعد صاحبزادہ موصوف نے جنگی عمر اور سوقت، سال کی تھی اظہار شکریہ کے لئے مندرجہ ذیل دلچسپ اور مختصر تقریر پڑھی :-

”خدا کا شکر کس زبان سے ادا ہو جس نے اتنی چھوٹی سی عمر میں مجھے اتنی بڑی بڑی دو نمونہ بخشیں، حضور شہنشاہ کے جشن تاج پوشی کو دربار دہلی میں شریک ہونے کی عزت مجھے حاصل ہوئی جس میں نواب وائسرائے بہادر حضور شہنشاہ کے فائز مقام تھے اون کا بیج آف آفرین مقرر ہوا اور آج میرے لئے حضور شہنشاہ نے یہ عمدہ تمغہ عنایت فرمایا، میں حضور شہنشاہ اور نواب وائسرائے بہادر اور اپنے کرم فرمایا بھائی اچھی صاحب بہادر کا نہایت شکر گزار ہوں کیا اچھا ہو اگر صاحب کلان بہادر میری اس شکر گزاری کو حضور شہنشاہ اور نواب وائسرائے بہادر تک پہنچا دیں“

اون کی عمر اور اس طرح بے جھجک تقریر سے جملہ حاضرین متعجب تھے اور ہر چار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند تھی میجر اچھی صاحب کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ ”یہ خاندانی اثر ہے اور امید ہے کہ یہ عمدہ سپیکر بنے گا“





## باب (۱۵) صیغہ جوڈیشیل کی اصلاح

اون چند ضروری اصلاحات و انتظامات سے جو گذشتہ ابواب میں مذکور ہیں فارغ ہو کر پہلے صیغہ جوڈیشیل کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔

رعایا کی دادرسی کا دار مدار صیغہ جوڈیشیل پر ہے اسلئے ضرورت تھی کہ اس صیغہ کے عہدے قانون دان اور تجربہ کار اشخاص سے پُر کئے جائیں لیکن یک نہایت ایسی تبدیلی کو ممکن تھی مگر مناسب نہ تھی اسلئے عہدہ داران صیغہ عدالت سے اون لوگوں کو جن پر ایک حد تک اطمینان تھا بدستور قائم رکھ کر بعض عہدوں میں تبدیلی کی گئی، اور یہ تبدیلی زیادہ تر بالفعل فوجداری عدالتوں میں عمل میں آئی۔

نائب نصیر المہام نشی عنایت حسین خان تھو جو اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کے نشین یافتہ ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن بوجہ کبرسنی کے اپنے عہدہ کے فرائض کو پورے طور پر انجام نہیں دے سکتے تھے، اور تجربہ قانونی بھی جسکی ایسے عہدے کے لئے ضرورت ہے اونہیں نہ تھا، میں نے اونکی جگہ نشی اسرار حسن خان کا انتخاب کیا، کیونکہ وہ بیان سرکار خلد مکان کے زمانے میں منظم پولیس رہنے کے سبب سے رعایا کے حالات سے بخوبی واقف ہو چکے تھے، اور اب دو برس تک اونہوں نے ایصال بقایا کے کام میں جو قابلیتیں ظاہر کیں اور جو مستعدی دکھلائی اور بحیثیت ممبر اجلاس مشترکہ کے جو فیصلے تحریر کئے اون کے لحاظ سے اور نیز جو خدمات گورنمنٹ انگریزی میں عہدہ تحصیل داری ڈپٹی کلکٹری میں ادا کی تھیں اور جو نیک نامی وہاں حاصل کی تھی اوپر نظر کرتے ہوئے مجھے اس عہدہ کے لئے وہی سوزون معلوم ہوئے، اور اونکا عہدہ تیابنت نصیر المہامی پر بہ ترقی تنخواہ چار سو روپیہ کے ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ ہجری سے

تقریباً گیب۔

مولوی سید فیض الدین نے بھی جن کے استعارہ خدمات کا ذکر باب (۷) میں کر چکی ہوں یکم  
رجب کو اپنے عہدہ فیض المہامی کا چارج لیا۔

صدر المہامی پر جہان نگیں خدمات کی سماعت ہوتی ہے اور قانونی مباحث زیادہ پیش آتے ہیں  
مسٹر محمد سلیمان، پیرسٹریٹ لا کا، اور مسٹر بیٹی شہر پر جہان مستعدی اور انتظامی و قانونی قابلیت کی  
بھی اشد ضرورت ہے مسٹر جمشید جی بی اے، بی ایل، کا تقرر کیا گیا۔



## باب (۱۶) مجلس مشورہ

سرکارِ خلد مکان کے عہدِ حکومت میں اگرچہ ایک مجلس مشورہ قائم تھی اور نفیس نفیس سرکارِ خلد مکان کی صدرِ انجمنِ تھیں لیکن منشی اتیاز علی خان وزیر سابق اوسکو کچھ ایسے پیمانہ پر لے آئے تھے جس سے اوسکا عہدِ وجود برابر ہو گیا تھا اور جو صنعت کہ مجلس مشورہ کے قیام سے حاصل ہونا چاہئے تھی وہ مفقود ہو گئی تھی مولوی عبد الجبار خان کے زمانہ میں تو اوسکا نام و نشان بھی نہ رہا تھا۔

میں جب ضروری انتظامات سے جن کا فوری عمل میں لانا مقدم تھا کینقدِ فارغ ہوئی تو میں نے تو ان میں نافذہ کی جانب توجہ کی۔

ریاست ہذا میں سب سے پہلے سرکارِ خلد نشین نے قانون نافذ فرمایا اور ضابطہ مقرر کیا، صیغہ مال کے لئے دستورِ عملِ ناظمی و دستورِ عملِ تحصیل داری اوس زمانہ کے مطابق نہایت عمدہ اصول پر مرتب کئے، جو اگرچہ اوس وقت شائع تو نہیں ہوئے لیکن عمل درآمد میں پر تھا اور اوسکی نقول تحصیل و نظام میں موجود تھیں، اسی طرح دستورِ عملِ فوجداری، و دیوانی بھی ترتیب دیئے گئے تھے۔

سرکارِ خلد مکان نے اپنے ابتدائی عہد میں بھی وضع قوانین کی طرف زیادہ توجہ فرمائی اور اوس زمانہ کے اخلاق و عادات سے جو تجربے حاصل ہوئے، اور جو اوس زمانے کی سادہ ضروریات تھیں اوسکا لحاظ سے عدالت و انصاف کے لئے ایک قانون موسوم بہ تنظیمات شاہجہانی نافذ فرمایا، اور پھر اوس میں حسب ضرورت وسیع تر بہین ہوتی رہیں اور ایک عرصہ تک صیغہ مال کی کارروائی کا انحصار مذکورہ بالا قوانین پر رہا، لیکن جب وہ عظیم انقلاب جو نواب صدیق حسن خان صاحب اور منشی اتیاز علی خان وزیر کے

ہاتھوں بھوپال کی قسمت میں مقدر تھا شروع ہوا، تو وہ دستور العمل (قانون مالی) مرتبہ سرکار خلد نشین بالکل بالائے طاق رکھ دیا گیا، اور پھر ایسی ہدایات اور قوانین وضع کئے گئے جنکی بنا زیادہ تر ایسے امور تھے جو بظاہر نہایت خوشنما اور ریاست کے لئے فائدہ مند تھے لیکن رعایا کے لئے تباہ کن اور شخصی اختیار کو وسیع کرنے والے تھے، دیوانی و فوجداری میں تنظیمات کے سوا اور کوئی قانون و ضابطہ نہ تھا، البتہ متفرق ہدایتیں جاری تھیں، منشی امتیاز علی خان نے تعزیرات اور ضوابط دیوانی و فوجداری کا اجرا کرایا جو انگریزی ضوابط و قوانین سے ماخوذ تھے۔

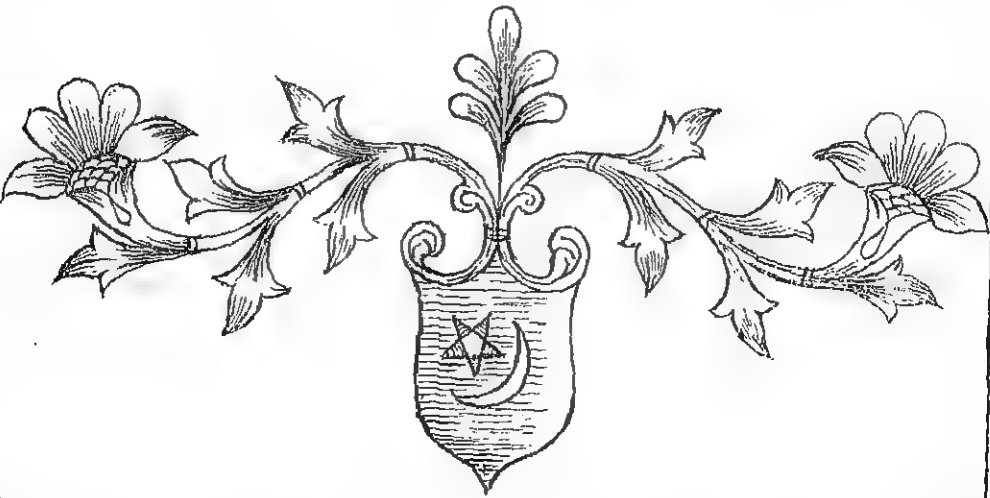
مولوی عبد الجبار خان نے باوجود توجہ لائے جانے کے بجز اسکے کہ چند ہدایتیں جاری کر دیں اور کوئی کارروائی قوانین کے متعلق نہیں کی۔

میں نے منجملہ اور ضروریات کے قوانین کی تکمیل و ترمیم بھی ضروری سمجھی کیونکہ ملک کا انتظام اور امن امان کا قیام دادرسی اور تلافی حقوق کا انحصار مکمل اور عمدہ قوانین ہی پر ہوتا ہے اور نیز بعض اہم امور ایسے ہوتے ہیں جن میں مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے، اگرچہ منشی ممتاز علی خان قانون کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن میں اسکی ضرورت کو خوب جانتی تھی اسلئے کہ بے اصول کوئی کام صحیح طریقوں پر نہیں چل سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ قانون شخصی اختیارات کو ضعیف کرتا ہے لیکن رعایا کو اس سے آزادی و اطمینان کی نعمت ملتی ہے، اسکے علاوہ میں بھی حد سے زیادہ تجاوز حکومت شخصی کو پسند نہیں کرتی اسلئے اس سال ایک مخصوص محکمہ مثل ”لیجس لیٹو کونسل“ کے قائم کیا، اور اسکو مجلس مشورہ کے ہی نام موسوم رکھا، اسکی ممبری کے لئے وہ عمدہ دائرہ انتخاب کئے جو باعتبار اپنے عہدے اور قابلیت و تجربہ کے ممتاز تھے، مجھے اس موقع پر بڑی دقت یہ پیش آئی کہ ترمیم و ترمیم اور توضیح قوانین کے وقت میرا مقصود یہ تھا کہ ایک ایسا کردہ مجلس مشورہ کے ممبروں میں ہو جو تعلیم یافتہ اور حالات ملک سے واقفیت تامہ رکھتا ہو تاکہ وہ مجلس مشورہ میں حقوق رعایا کی وکالت کرے اور سرکاری ممبروں کی تہ

ہر ایک بحث و مباحثہ میں شریک ہو لیکن مجھے بے انتہا افسوس ہوا کہ ایک شخص ہی ایسا نہ مل سکا جو رعایا کی قائم مقامی کے فرائض ادا کر سکے۔

میں نے طبقہ و کلاۃ الدلت پر نظر ڈالی مگر وہ لوگ بھی ایسے تعلیم یافتہ نہ تھے جن پر کامل اطمینان ہو سکتا تھا ہم یہ خیال کر کے کہ بمقابلہ دیگر غیر سرکاری اشخاص کے انکو کچھ نہ کچھ رعایا کے خیالات و حالات کا تجربہ ضرور ہو گا اور نیز انکو روزمرہ قوانین نافذہ سے کام پڑتا رہتا ہے رعایا کی قائم مقامی کے لئے انتخاب کیا اور ان میں سے چند سربراہ آوردہ و کلا، کو نامزد کیا گیا ان نامزد اشخاص میں سے مولوی سید عبدالعزیز مرحوم کو جو مالک متوسط کے وکیل تھے نائب متہم مشورہ یعنی سیکریٹری لجنہ لٹو کونسل کے عہدہ پر مامور کیا اور یہ اصول قرار دیا کہ میری رو بکاری سے جن قوانین کی ترتیب ترمیم کا حکم دیا جائے یا جنگی نسبت معین المہام یا نصیر المہام ریاست تحریک کریں یا سیکریٹری کو جن کی ضرورت معلوم ہو اول ادخا مسودہ تیار کیا جائے اور ممبران مجلس کے روبرو پیش ہو کر ایک مختصر کارروائی کے ساتھ میری رو بکاری میں پیش ہوں اور میری منظوری کے بعد نافذ کئے جائیں۔

چنانچہ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ ہجری کو میں نے بذریعہ پردانے کے ممبروں کو معیت کر دیا اور سفر حجاز کے قبل ہی مجلس مشورہ کے اجلاس ایوان صدر منزل کے ایک کمرہ میں منعقد ہونے شروع ہو گئے



# باب در آصفیہ طبیب اور دوکان ادویہ یونانی

ہندوستان میں طب یونانی کے رواج کو صدیان گزر چکی ہیں اور اس کا تعلق مسلمانوں سے اس طرح ہو گیا ہے کہ وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد کردہ فنون میں سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان میں اس کو کامل ترقی ہوئی اور ایسے حاذق اطباء گذرے کہ جن پر زمانہ ہمیشہ ناز کرتے گا لیکن جہاں مسلمانوں نے اور علوم سے بے پروائی اور بدشوقی کی ہیطرت طب یونانی سے بھی کی اور اس زمانہ میں جہاں تک دیکھا جاتا ہے طب یونانی کا چراغ حیات گل ہونے کے قریب ہے، یہی خیال میں اگر یہ دوچار طبیب ہندوستان میں نہ ہوتے تو غالباً اب تک یونانی طب کا خاتمہ ہو جانا، دراصل حکیم اجل خان صاحب اور حکیم عبدالغفر صاحب لکھنؤی نے اس قریب المرگ علاج کو زندہ رکھنے میں نمایاں اور قابل قدر کوشش کی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹری نے یورپ کی جا رہی تحقیقاتوں اور سرگرم کوششوں سے کمال حاصل کر لیا ہے لیکن پھر بھی ہندوستان میں کی عموماً توجہ یونانی طریقہ علاج ہی کی جانب رہی ہے اور ان کے بڑے حصہ آبادی کا انحصار حیات و ممات یونانی اطباء کے ہی تشخیص و علاج پر ہے۔

طب یونانی کی طرف زیادہ رجوحات کی دو بڑے وجوہ یہ ہیں ایک تو قدیم سے یونانی علاج کی عادت ہو گئی ہے، دوسرے بمقابلہ یونانی ادویات کے ڈاکٹری ادویات بالعموم گران ہوتی ہیں اسلئے اور ہی غرباء کا دار و مدار یونانی علاج پر ہے، اگرچہ گورنمنٹ ہند نے رعایا کی حفظ و صحت اور آرام کے واسطے

ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہیما تہ کے ہسپتال جاری کر دئے ہیں اور اوپر کا مل نگرانی ہے لیکن تاہم اگر گورنمنٹ طب یونانی کب طرف ہی توجہ فرماے تو یقیناً اور بھی زیادہ باعث شکوری ہو۔

بھوپال میں بھی ایک زمانہ متد سے لوگوں کو طب یونانی کی طرف رجحان ہے اور یہاں کی تحصیل میں سرکاری طور پر ایک ایک طبیب مقرر ہے، لیکن اونکی باقاعدہ تعلیم کا انتظام نہ تھا اور نہ قابلیت کا کوئی معیار مقرر تھا، ایسی حالت میں اون پر کوئی اطمینان نہیں کیا جاسکتا تھا۔

سرجری جو طب کا ایک بڑا جزو ہے وہ طب یونانی سے اس طرح نکال دی گئی ہے گویا کبھی طب میں شامل ہی نہ تھی، بلکہ صدیان گذر چکی ہیں کہ اطباء نے اس کام کو ایک خاص فرقہ کے سپرد کر کے خود سبکدوشی حاصل کر لی ہے یہ لوگ ہر جگہ ہندوستان میں جرح کے نام سے موسوم اور بالعموم حجام کے فرقے سے ہیں، لیکن نہ کہیں اونکی باقاعدہ تعلیم ہی ہوتی ہے اور نہ اصول کے ساتھ وہ یہ کام سیکھتے ہیں، لہذا اونکے ہاتھوں سے اکثر سخت نقصان پہنچ جاتا ہے، اس موقع پر حکیم جیل خان صاحب کی ادس توجہ پر جواوٹھوں نے اس نقصان کے دور کرنے پر کمی ہے بے اختیار ”بزاک اشد خیرا“ منہ سے نکل جاتا ہے۔

نواب آستان الملک علیجاہ مرحوم کو چونکہ طب اور ڈاکٹری سے خاص طور پر دلچسپی تھی وہ ہمیشہ اس نقص کا ذکر کر کے افسوس کیا کرتے تھے اور اسکی اصلاح کی ادکو بڑی فکر تھی لیکن اونکی زندگی نے وفاتہ کی کہ وہ میری صدر نشینی کے بعد طب یونانی کی ترقی کے متعلق کوئی کام کرتے۔

صاحبزادی آصف جہان بیگم کی دردناک موت کے بعد سے ہی مجکو خیال تھا کہ میں اونکی کوئی دائمی اور مفید یادگار قائم کروں تاکہ اون کا نام ہمیشہ محبت کے ساتھ لیا جاسے، میں نے اس یادگار کیلئے مختلف تجویزین سوچیں اور بالآخر ادنکے شہداء و تکلیفات مرض پر نواب صاحب مرحوم کے ارادہ کا خیال کر کے میری رائے یہ قرار پائی کہ ایک طبی مدرسہ قائم کیا جاسے جس میں طب یونانی کے شائق طالب علم تعلیم حاصل کریں، اور ادسیکے ساتھ اوسمیں سرجری کی بھی ایک شاخ ہو اور اطباء، محالات کے لئے

وہاں کی تعلیم لازمی کر دی جائے، چنانچہ اس سال یہ مدرسہ قائم کیا گیا اور اسکا افتتاحی جلسہ بعد از  
نواب محمد نصر اللہ خان بتایارخ ۱۱ جمادی الآخری ۱۳۱۷ھ ہجری بروز جمعہ ۵ بجے شام کے منعقد ہوا جس میں  
جملہ معززین و عمائدین ریاست جمع تھے۔

حکیم سید محمد نور الحسن افسر الاطباء ریاست نے ایک ایڈریس پڑھا جو درج ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طب یونانی جو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ترقی و کمال کے اعلیٰ درجہ پر تھی اب ہم اسکو  
دیکھتے ہیں کہ روز بروز اسکا تنزل و انحطاط ہوتا جاتا ہے اگر یہی حالت اس طب کی رہی  
اور اس کے اسباب تنزل کی طرف غور و توجہ کافی طور پر نہیں کی گئی تو بہت تھوڑی  
دیر میں اسکی حالت نہایت ابتداء ثواب و نازک ہو جائیگی، گو اب یہی ایک جزو اسکا  
جراحی و دستکاری وغیرہ قریب قریب اسی حالت کے پہنچ گیا ہے تاہم اب کون کارہی  
و میلان طبع اس طب بے سروسامان کی طرف نہایت عیبت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے  
اس لئے کہ یہ طریقہ علاج نہایت سلیم و سبب نہایت کیونکہ اس میں اکثر پورا پورا تجربی ہوئی  
دیگر نباتات و سیوہ جات ماکولہ و تصرف اغذیہ سے علاج ہوتا ہے، ادویہ قیمیہ و غلہ  
مسکو، حادہ کا استعمال بلا ضرورت شدید بالکل نہیں کیا جاتا ہے یہاں تک کہ جو  
ادویہ ظاہر مدد پر خارج سے استعمال کی جاتی ہیں جیسے ضادہ و کما و طار و غیرہ۔۔۔  
اکثر سمیت سے خالی ہوتی ہیں، اگر مزاج غلیظ سے حالت انفطارہ پریشانی میں ہو  
خاری استعمال کی دوا کو لکھا بھی جائے تو بھی کسی قسم کی منفرت نہیں ہوتی، اسی طرح کہتا  
کی دوا کا حال ہے کہ اگر مقدار ذرا کم سے زیادہ دو چند سے چند بھی کھائے تو بھی کسی  
طرح کا ضرر نقصان نہیں ہوتا۔



پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طریقہ علاج یونانی نہایت سلیم و بے خطر ہے اور اصول و قواعد علاج و اسباب و علامات امراض نہایت صحیح و مستحکم ہیں۔

یونانی میں اگر نقصان ہے تو اس قدر ہے کہ اطباء یونانی عمل بالید یعنی دہشکاری وغیرہ سے قاصر ہیں گو کتب بسوطہ طب یونانی جراحی و دہشکاری وغیرہ کے قواعد سے مملو ہیں مگر اوپر عمل درآمد نہ ہونے سے اونکا ہونا نہ ہونا برابر ہے، پس ایسی حالت میں ضرور ہو کہ جو جو امور متعلقہ دہشکاری و جراحی وغیرہ اطباء نے بوجہ عدم توحی سولانکاری کے جراحوں کے سپرد کر کے اون پر خود عمل درآمد کرنا چھوڑ دیا ہے اون سب امور کی پھر از سر نو عملی طور پر تعلیم شروع کیجاسے اور جو آلات متعلقہ تشخیص امراض و سرجری زمانہ حال میں ایجاد ہوئے ہیں اونکے استعمال کے طریقے سکھلائے جائیں تاکہ تشخیص امراض میں دقت نہ ہو، اور ادویہ مستعملہ ڈاکٹری جو اکثر انہیں نباتات و معدنیات مستعملہ یونانی کے ست و جہر ہیں اونکی ماحیت و افعال و خواص و طریقے استعمال کے بتائے جاویں۔

ان سب امور کی اصلاح و درستگی کی طرف جناب لجنہ تمام الملک عالیجاہ سلطان دولہا صاحب بہادر مرزومہ مغفور کو بہت کچھ توجہ و خیال تھا اسلئے کہ نواب صاحب صوفی عزادہ اور قنون کے ان دونوں فنون میں زمانہ علالت نور نظر سخت جاگر جناب نواب آصف بہمان بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ میں اسبب اپنی فرستادہ و ذکاوت و ذہانت خداداد کے ایسی واقفیت حاصل فرمائی تھی کہ کوئی ڈاکٹر و طبیب اون کے سامنے خلاف اصول ڈاکٹری و یونانی ایک حرف نہ بان سے نہیں نکال سکتا تھا، اسلئے کہ اونکو اکثر امراض کے اسباب و علامات و معالجات و ادویہ یونانی و ڈاکٹری کے افعال و خواص و ماحیت بہت اچھی

طرح پر منضبط و مستحضر تھے، افسوس صد افسوس کہ بوجہ بڑی ہم لوگوں کے اس قسم کے اشتغال  
ملکی دالی وطنی میں سے ایک انتظام کو بھی پورا نہ کرنے پاسے تھے کہ یکایک اس دار فانی سے  
طرف ملک جاودانی کے رحلت فرمائی اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ادخا ماویٰ شہری کر کو  
یہ ارادہ بوجہ اس حادثہ جانگاہ کے ایک مدت تک ملتوی رہا اب حضور سرکار عالیہ دام اقبالہ  
توجہات خسروانہ و تلافیات شامانہ فرما کر ان سب امور متذکرہ بالا کی تعلیم و دیگر تحقیقات طلبہ  
کے واسطے ایک مدرسہ طلبیہ اسیفہ نام سے جناب لڑاب آصف جہان بیگم صاحبہ مخدومہ  
کے جاری و قائم فرمایا ہے، جو ہمیشہ انشاء اللہ تعالیٰ اودن کے نام سے یادگار رہے گا  
اللہ تعالیٰ حضور سرکار عالیہ دام اقبالہ کو اس عالی مہمتی کا ثمرہ نیک دین و دنیا میں سہ  
ترقی دولت و اقبال کے عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس مدرسہ میں تعلیم دونوں فنون ڈاکٹری و یونی  
کی بہت اچھی طرح پر ہوگی اور جو مباحث و مسائل مختلف فیہ درمیان ڈاکٹری و یونی  
کے بین او کا محاکمہ ہی حتی الامکان عمدہ طور پر کیا جائے گا۔

اس مدرسہ سے جو طلبہ تعلیم پاکر سند حاصل کرینگے وہ ترے ڈاکٹر یا نرس طلبہ بنینگے  
بلکہ دونوں فنون میں اچھی دنگاہ رکھتے ہونگے، اللہ تعالیٰ اس ارادہ کو پورا کرے۔

اس مدرسہ میں واسطے تعلیم ڈاکٹری و یونانی کے مدرسین متعدد و مناسب مقرر کئے  
گئے ہیں، حفاظت کتب و آلات و سامان و جمع خیر و دیگر ضروریات مدرسہ کیلئے  
علیحدہ لوگ ملازم ہیں، اس مدرسہ کے سرپرست و حامی مہر سہ صاحبہ اداگان الاشان  
جناب نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ولیعہد ریاست بھوپال و مولوی حافظ نواز  
محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر میں اکل ائو

متعلق مدرسہ کا انصرام و انتظام صاحبزادگان عالی شان کی رائے کے موافق رو بکاری سرکار عالیہ سے ہوگا۔

ڈاکٹر ویر صاحب سول سرجن سنٹرل انڈیا جو بہت بڑے حاذق و ماہر و تجربہ کار ہیں اور جنکی طبیعت کو ادویہ دیسی کے ساتھ بھی ایک گونہ تعلق و مناسبت ہو وہ بھی وقتاً فوقتاً ہر قسم کی اعانت و اصلاح و درستی قواعد متعلقہ مدرسہ کی باتفاق رائے ممبران مدرسہ فرمایا کریں گے، قطع نظر ان اس مدرسہ کے اسٹنٹ سرجن ہسپتال انگریزی افسر طبا ریاست رہیں گے، اصول و قواعد متعلقہ طلبہ و کورس تعلیم کے ضوابط وغیرہ جو مرتب ہو رہے ہیں اسکے بعد جاری کئے جائیں گے۔

اب میں اس تقریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو سایہ طہمت حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا و سرپرستی حمایت صاحبزادگان والا شان میں روز افزون ترقی عطا فرمائے، آمین ثم آمین،

اس ایڈریس کے بعد نواب محمد نصر اللہ خان نے حسب ذیل تقریر کی :-

” حاضرین جلسہ !

میں منجانب خود اور نیز اپنے دونوں بھائیوں کی طرف سے اس ایڈریس کا جواب دینے سے پہلے جناب والدہ ماجدہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایسے نیک انجام کام کا افتتاح ہمارے سپرد فرمایا آمین شک نہیں ہے کہ سرکار عالیہ کا یہ کام نہایت شکریہ کے قابل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا پر قدر مہربان ہیں اور انکی صحت و تندرستی کا اونکو بہت بڑا خیال ہے، افسر الاطباء صاحب نے مدرسہ کے اغراض کو

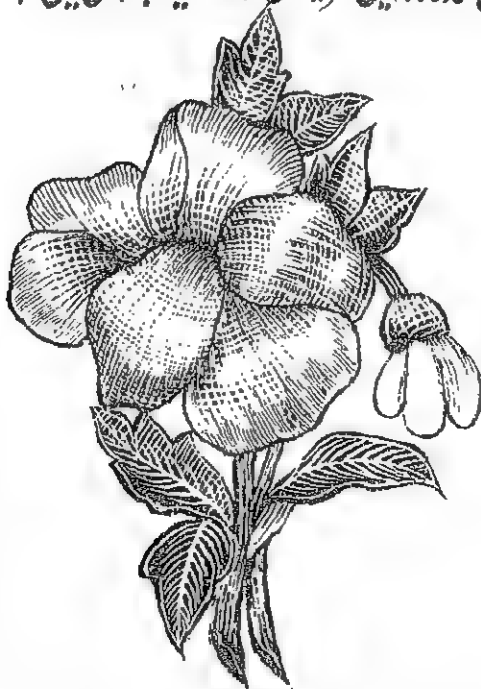
اپنی تقریر میں نہایت فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، بیشک مشرقی و مغربی طب کی تعلیم کے یکجا ہونے سے ایک ایسا اچھا نتیجہ نکلنے کی امید پائی جاتی ہے کہ جسکی بہت دستان میں بڑی ضرورت سمجھی گئی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ جو شخص غور کرے گا وہ خواہ طب یونانی کے متعلق کیسے ہی خیالات رکھتا ہو مدرسہ آصفیہ کے مقاصد و اغراض کے ساتھ ضرور ہمہ روی کا اظہار کرے گا کہ نئی دیر صاحب نے بھی اس کام میں مدد دینے کا وعدہ کیا ہے جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں افسوس ہے کہ بعض ضروری کاموں کے سبب سے اس افتتاحی جلسہ میں ہر شریک نہ ہو سکے جسپر انہوں نے خود اظہار تہنیت کیا ہے۔

چونکہ یہ مدرسہ ڈاکٹر خوشحال داس صاحب جوشی اور افسر لاطبا، حکیم نور ان جیسا کی تجویز و رائے سے حسب احکام سرکار عالیہ بطور یادگار آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ قائم ہوا ہے، میں امید کرتا ہوں کہ یہ دونوں نہایت توجہ کے ساتھ باتفاق یکایک ہمیشہ مدرسہ کی نگرانی کو اچھی طرح انجام دیں گے، اور کوشش کریں گے کہ یوں ہی مدرسہ کو ترقی ہو، اگرچہ اسوجہ سے کہ یہ مدرسہ ہماری بہن آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے اس بات کے ظاہر کرنے کی کہ میں اور میرے دونوں بھائی ہمیشہ مدرسہ کی ترقی کے لئے کوشش کریں گے چنانچہ ان ضرورت نہ تھی، تاہم میں مدرسہ آصفیہ کی اعانت اور سرپرستی کے وعدہ کے ساتھ اپنی تقریر میں کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سرکار عالیہ کو بایں نوازش ہمارے سب کے سر پر قائم رکھے اور عمر و اقبال میں ترقی دے۔

این دعا از من، از جملہ جہان آمین باد

بعد ازین جلسہ بعد مراسم مولیٰ کے برخواست ہوا، اسی جلسہ میں میرے سامنے متواتر شکایتیں اس

امر کی پیش ہوئیں کہ بازار میں ادویہ یونانی نہایت خراب و ناقص ملتی ہیں۔  
 اگرچہ خراب ادویہ کے بیچنے والوں کے لئے قانون تغیر ہری موجود ہے، لیکن یہ بین نے مناسب کیا  
 کہ بجائے قانونی سختی کے ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے کہ جہین نرمی و ملاحظت ہو اور خراب ادویہ کے  
 ملنے کی شکایت بھی رفع ہو جائے، بین نے یہ امر مجلس مشورہ میں سپرد کیا، مجلس مشورہ نے بالاتفاق یہ رائے  
 پیش کی کہ ایک دوکان بنگرانی افسر الاطباء کھولی جائے اور مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور تقاضی کے دیا جائے  
 بین نے بجائے اسکے کہ حسب تجویز مشورہ روپیہ بطور تقاضی کے دیا جائے اس امر کو مستحسن سمجھا کہ یہ روپیہ بہر  
 وقف رفاه عام دیدیا جائے اور ایک شخص معتبر زمین سرمایہ شامل کر کے ایک دوکان جاری کرے، افسر الاطباء  
 اور میر مجلس جماعت انتظامیہ کی نگرانی ادویات اور سرمایہ کے متعلق رہے اور یہ دوکان مدرسہ تحفہ  
 طبیہ کی ایک شاخ سمجھی جائے، چنانچہ روپیہ دیا گیا اور دوکان جاری ہوئی، اور وہ شکایات جو خراب  
 ادویہ کی بابت تھیں رفع ہو گئیں اسکے علاوہ یہ فائدہ ہوا کہ دوسرے دوا فروش بھی عمدہ اور ارزان  
 دوائیں فروخت کرنے لگے، جس سے اون لوگوں کو جو یونانی عللج کے دلدادہ ہیں بہت سہولت  
 ہو گئی، اور اب ہر قسم کی عمدہ دوائیں مریضوں کو دستیاب ہوتی ہیں،



## باب (۱۸)

## جماعت انتظامیہ

مجھے صدر نشینی کے بعد ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنی رعایا کو بھی انتظامات ملک میں شریک کر کے  
اون کو ایک حد تک "لوکل سیلف گورنمنٹ" کے حقوق دون، کیونکہ تجربوں نے یہ ثابت کر دیا ہے  
کہ جس ملک میں رعایا کو انتظامات میں مداخلت ہوتی ہے اوس میں روز افزون سہ سہری اور ترقی  
حاصل ہوتی ہے، اور یہ حقیقت ملک و رعایا کے لئے حکومت کی نہایت عمدہ نعمت و برکت ہے لیکن  
ایسے حقوق حاصل کرنے کے لئے رعایا کو سب سے بڑی ضرورت اعلیٰ تعلیم اور قابلیت کی ہے اور جب تک  
تعلیم اور قابلیت نہ اسیے حقوق کا دیا جانا ملک کو خطرہ میں ڈالنا ہے، میں نے مذکور بالا خیال کیا تاہم جبے جہاں کی تعلیم  
قابلیت پر نظر ڈالی تو مجھے افسوس ہوا کہ میں ایک نعمت جو رعایا کو بخوشی دینے کے لئے آرزو مند ہوں، نہیں  
دیکھ سکتی، کیونکہ اون میں تعلیم اور قابلیت کا عنصر مفقود پایا، اور ایک شخص بھی نہ دیکھا جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو  
اور جس میں قابل اطمینان قابلیت انتظامی موجود ہو، تاہم محض اس خیال سے کہ لوگوں کو کام کر سکیں  
و کچپی اور شوق پیدا ہونے کی تحریک ہوگی، بلکہ ہوپال میں خاص پابندیوں کے ساتھ جس میں  
انقصانات کا اندیشہ نہ رہے قبل ازروا نگلی جج ۱۸ رجب ۱۳۲۱ ہجری کو "جماعت انتظامیہ" کے قائم  
کرنے کا اعلان کیا، شہر کو ۱۶ حلقوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حلقہ سے دو ممبر منتخب ہوئے اور ایک  
قانون و رسوم بہ "قانون جماعت انتظامیہ" نافذ کیا جس میں جماعت انتظامیہ کے اختیارات اور  
ذمہ داریوں کی تصریح کی اور اپنی خاص نگرانی رکھی، ممبری کے لئے معززین شہر و کلاہ و حالات  
مہاجن، ملازمان ریاست، اور جاگیرداروں میں سے ایک ایک شخص کا انتخاب کیا گیا، اور

اس طرح "جماعت انتظامیہ" کا ابتدائی کام شروع ہو گیا۔

جماعت انتظامیہ کی کارروائی اور احکام سرکاری کی اشاعت کے لئے ہفتہ وار مطبع سرکاری سے ایک گزٹ شائع کئے جانے کا انتظام ہی جماعت انتظامیہ کے سپرد کیا گیا، اور گزٹ کا پہلا نمبر ۵ رجب ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء عیسوی روز چار شنبہ کو شائع ہوا۔

سال ہذا میں جب بعد واپسی سفر حجاز میرے سامنے رپورٹ پیش ہوئی اور جو حالات مجھے معلوم ہوئے ان سے مجھے خوشی ہوئی کہ جماعت انتظامیہ نے اپنا کام عمدگی کے ساتھ انجام دیا جیسی کہ اس سے ابتدائی حالت کا لحاظ کر کے امید ہو سکتی تھی۔



## باب (۱۹) درستطانیہ

قبل اسکے کہ میں مدرسہ سلطانیہ کے افتتاح کا ذکر کروں یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ میں ہمیشہ مسئلہ تعلیم نسوان پر دل چسپی سے غور کرتی رہتی ہوں اور میرا دل مردوں کی اوس ناانصافی پر ہمیشہ کڑواہٹ جو اونہوں نے تعلیم نسوان کی بابت برتی ہے۔

یہاں اگر تعلیم نسوان سے منافرت نہ تھی اور نہ اونکے لئے لڑکیوں کا پڑھانا لکھانا کوئی نئی بات تھی کیونکہ گذشتہ فرمان رواجیگات ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتی تھیں لیکن یہاں کے لوگوں نے صرف قرآن مجید کے پڑھانے پر ہی تعلیم محدود کر دی تھی البتہ کسی کسی نے کچھ کچھ اُردو پڑھ لی تھی اور اپنے بھائیوں اور باپوں سے کسیتھ لکھنا بھی سیکھ لیا تھا مگر اس سے آگے پڑھنا یا اسکول میں جا کر باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا اونکے طبائع کے خلاف تھا۔

میں اس طرز تعلیم کے سخت خلاف ہوں، اور میری رائے ہے کہ کم اور ادا ہووری تعلیم بجائے فائدہ کے مضرت رسان ہوتی ہے اور نیز عموماً بغیر مدرسہ کی باقاعدہ تعلیم کے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لڑکیوں کو صرف تھوڑی سی اُردو پڑھا کر چوڑ دینا نہایت بُرا ہے جب لڑکیوں کی تعلیم شروع کرائی جائے تو اس امر کی کوشش کرنا چاہئے کہ وہ نیم تعلیم یافتہ نہ رہیں اور ان کو تمام ضروری معلومات حاصل ہو جائیں انہیں خانہ داری کا پورا اسلیقہ آجائے اور کم از کم اس قدر وسعت کاری سیکھ جائیں کہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں کسی دوسرے کی محتاج نہ ہوں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے میں تجویز کی کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے جس میں میرے مقصد کے



مطابق ضروری تعلیم دینا لیکن جب مدرسہ میں لڑکیوں کے جانے کے متعلق رعایا کے خیالات کا اندازہ کیا تو سخت دشواری نظر آئی اور کامیابی کی امید وہم و گہم نظر آنے لگی، تاہم میں نے اپنے اس خیال کا اظہار مناسب جانا، چنانچہ بتاریخ بست ویکم جب سلسلہ ہجری موتی محل میں ایک جلسہ عائد و اراکین اور شرفاء شہر کا مستقر ہوا جس کے صدر نشین خان بہادر منشی ممتاز علی خان معین المہام ریاست تھے۔

اغراض و مقاصد جلسہ کو سنکر جو لوگ کہ تعلیم کے حامی اور میرے ہم خیال تھے انہوں نے اس تجویز پر نہایت جوش کے ساتھ مشکوری ظاہر کی اور بہت پسند کیا، نہایت بسیط و عمدہ تقریریں کیں اور اپنی لڑکیوں کو مدرسہ میں بھیجنے پر آمادگی کا اظہار کیا، کچھ لوگوں نے مخالفت کی اور کچھ خاموش رہے غرض کہ تجویز کی عمدگی اور میرے اثر حکومت نے مل ملا کر اس وقت بالاتفاق یہ طے کر دیا کہ مجوزہ مدرسہ قائم کیا جائے اور لوگ اپنی لڑکیوں کو اس میں تعلیم دلائیں۔

مخالفت کرنے والوں میں کشتہ پردہ کا عذر کرتے تھے لیکن میں نے اس کے پورے انتظام کا پہلو ہی خیال کر لیا تھا کیونکہ میں پردہ کو مسلمانوں کے لئے از بس ضروری جانتی ہوں خواہ وہ کسی ملک میں رہیں اور ستانیوں کے متعلق مجھے بے انتہا شکات کا سامنا تھا، اگر یورپین عملات رکھی جائیں تو یہ دشواری ہے کہ وہ اردو نہیں جانتیں جو بچوں کو سمجھا اور پڑھائیں، اور اگر پڑھاتی ہیں تو نہ اردو الفاظ کا تلفظ کر سکتی ہیں اور نہ پورا مطلب ادا کرنے پر قادر ہیں، یہ دشواری اسی حد تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ کوئی ایسا نصاب تعلیم بھی جو مسلمان لڑکیوں کے لئے مفید ہو موجود نہیں اور نہ کوئی دستور العمل ہی نظر آتا ہے۔

گورنمنٹ نے اپنی کمال عنایت سے جو کچھ کہ ایک شائستہ اور مہربان گورنمنٹ کر سکتی ہو تعلیم نسوان پر توجہ کی زمانہ مدارس قائم کئے اور ادن اسکولوں کو جو پبلک سرمایہ وقائم کئے جائیں مدرسے کا وعدہ کیا مگر وہ ہمارے معاشرتی اور مذہبی ضرورتوں سے نہ پورے طور پر واقف ہے اور نہ ادن ضرورتوں کے مطابق گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہمارے لئے سامان مہیا کرے، یہ کام خود تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ہے کہ

وہ اپنی عورتوں کی ضرورتوں پر نظر ڈال کر انکے لئے نصاب مرتب کریں اور اس میں بھی یہ ضرورت ہے کہ جب قدر ملک میں تعلیم یافتہ عورتیں ہوں وہ ایک کمیٹی کے ذریعہ سے اون تمام مراتب کو طے کریں جو عورتوں کے لئے لازمی طور پر پیش آنے والے ہیں، کیونکہ باقتدار جنسیت کے جواندازہ اور تعلیم یافتہ عورتوں کو عام جذبات و خیالات نسوانی کا ہو سکتا ہے وہ مردوں کو نہیں ہو سکتا، میں نے تعلیم نسوان اور اس کی ضرورتوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ایک دوسری کتاب میں مفصل طور پر کیا ہے جو خدا نے چاہا تو جلد مکمل ہو کر شایع کی جائے گی۔

اگرچہ نصاب کے نہ ہونے سے مجھے سخت دشواری پیش آئی لیکن کارروائی کے واسطے، عین کھول دی گئیں اور نصاب تعلیم میں کلام مجید مع ترجمہ اردو، حساب، جغرافیہ، دینیات، اور نظام خانہ داری رکھا گیا، غرض میں نے اپنی تجویز کے مطابق بتایا جس پر حکیم جلال الدین جہری تاج محل کے ایک مناسب و موزون قطعہ میں مدرسہ کا افتتاح کیا، اور مدرسہ سلطانیہ نام رکھا۔

تاج محل کو جماعت انتظامیہ نے نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا تھا، راستہ میں جا بجا حند بیان لگائی تھیں، عمامہ دار اکین اور شرفا شہر مدعو تھے جن کی مردانہ کمرون میں نشست تھی، موز مستورات بھی شریک کی گئی تھیں، اور لڑکیاں بھی جو مدرسہ میں داخل ہونے والی تھیں موجود تھیں۔

مدرسہ جاری ہونے پر پہلے سال میں (۱۴۰۱) لڑکیاں جنکی عمر دس سال سے زائد نہ تھی داخل ہوئیں جن کی تعلیم کے لئے ۳۰ معلمات، مغلائی خانم، نظیری، زینب بی، مقرر کی گئیں، ان میں سے دو معلمات نے بھوپال ہی میں اپنے گھروں میں تعلیم پائی تھی اور فی الجملہ ہوشیار پور اور ایک اہلی کی تعلیم یافتہ ہیں جو افتتاح مدرسہ کے لئے غنیمت معلوم ہوئیں۔

مولوی سید محمد علی رضوی جو ایک دیندار معمر اور دیرینہ ملازم ریاست ہیں، مدرسہ کے منظم مقرر کئے گئے۔

میں نے لڑکیوں کے لانے اور لیجانے کے لئے پردہ دار گاڑیاں اور حفاظت کے واسطے  
سخت اور سن رسیدہ سپاہی متعین کئے۔

یہاں مجھے افسوس کے ساتھ پھر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بڑی مشکل یہ ہے کہ ہندوستان میں ایسی  
مسلمان اوستانیان نہیں ملتیں کہ جو باقاعدہ تعلیم دے سکیں اور جب تک اوستانیان تیار  
نہ ہوں گی عورتوں کی تعلیم نہ فروغ پاسکتی ہے نہ ہمارے حسب ضرورت انتظام ہو سکتا ہے۔  
اور نہ کوئی کامیابی ہو سکتی ہے۔



## باب (۲) الکرنڈ رائیو بلیس اسکول

بین سالہائے ماضی میں بھوپال کی تعلیمی حالت کی قدر تحریر کر چکی ہوں اب ان گذشتہ دو سالوں میں مجھے کافی معلومات حاصل ہوئی اور میں نے جس طرح کہ مالی حالت کی طرف توجہ کی اور بطرح رعایا کی تعلیم و تربیت کے خیال کو بھی پیش نظر رکھا، کیونکہ ریاست کی سرسبزی اور ملک کی ترقی کا سرچشمہ تعلیم ہی ہے اور جو بکثرتیں دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کو حاصل ہیں وہ تعلیم ہی کے اثر سے ہیں۔

ناظرین کو میرے افسوس کا اندازہ اس امر سے ہوگا کہ مجھے (۱۹۶۱-۶۲) آدمیوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ ملا کہ جو گریجویٹ یا انڈر گریجویٹ بھی ہو، حالانکہ ابتدائی و درمیانی تعلیم ختم کرنے کے بعد ہائی اسکول کے لئے سرکار خلد مکان نے وظائف بھی مقرر کر دیئے تھے۔

خاص شہرین گوہالی اسکول موجود تھا اور تعلیم کے اخراجات فیاضی سے ادا کئے جاتے تھے مگر دو درجن انٹرنس پاس بھی نہ تھے۔

میں نے خصوصیت کے ساتھ اس طبقہ پر نظر ڈالی جو جاگیرداران و عوام کا تھا یا جنکو محاسبے پیش قراڑخواہین دی جاتی تھیں لیکن جس طرح رعایا کو تعلیم جدید سے نفرت تھی اسی طرح اس طبقہ میں بھی منافرت موجود تھی اور اس نفرت کے ساتھ تعصبات رسم و رواج کی پابندی، نمائشی اور فضول خرچی کی کثرت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ اوسنے اخلاق و معاشرت پر نہایت خراب اثر ڈالا تھا۔

بالعموم ریاستوں میں برادران ریاست کو از روئے حقوق آباؤی جو گزارہ وغیرہ ملتا ہے اس میں ہفتہ جیسی جیسی کہ قرابت دور ہوتی جاتی ہوگی واقع ہوتی جاتی ہے اور خاندان کے بڑے سے اوس گزارہ یا معاش کی تقسیم

ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ جسکے مورث اعلیٰ کی ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی تھی اب اسکی پانچ روپیہ ماہانہ آمدنی ہے، اور کم ہمت لوگ اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں، بعض بعض کی حالت تو اسکے بھی بدتر ہو جاتی ہے اور بھیک مانگنے پر نوبت پہنچتی ہے اور وہ اپنے دن بزرگوں کے نام کو جو ایک فربہ والیان ملک اور جاگیر داروں کے لقب سے ملقب تھے اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں فی حقیقت تیشہ ناک باتیں ہیں مگر عبرت نہیں ہوتی بلکہ مساوات ہو گئی ہے اور کوئی اسپر نظر نہیں کرتا۔

اگر اس عجزت ناک احوال پر کسی کو نظر ہوتی ہے تو گورنمنٹ برطانیہ کو، اور فی الواقع یہ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے، اور خدا کا شکر ہے کہ اس احکم الحاکمین نے ہندوستان کو ایسی نیک، رحم دل اور منصف مزاج گورنمنٹ عطا کی جس کو اپنی رعایا کی بہتری کا ایسا خیال ہے جو خود رعایا کو بھی نہیں کہو جس طرح کہ اپنی عامہ رعایا کی تعلیم و تربیت کی فکر ہے اور اس کے لئے ہندوستان میں ذرائع و اسباب مہیا کئے ہیں اس طرح وہ والیان ملک اور ویسی روساء و امراء کی تعلیم و تربیت سے بھی غافل نہیں۔ اگرچہ جانشینان رئیس اس تعلیم سے مستغنی ہیں جو ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں دیکھائی ہے لیکن ان کو اس خاص طریقہ کی تعلیم کی اشد ضرورت ہے جو حکمرانی اور انتظامات ملکی و مالی میں ان کو مفید ہو، اور جسکے ذریعہ سے وہ بہتر سے بہتر اصول پر حکمرانی و انتظام کر سکیں۔

گورنمنٹ ہند نے اس مطلب کے لئے اکثر جگہ اون روساء و امراء کے واسطے کالج قائم کئے اور تعلیم کی ترغیب دی جس میں گورنمنٹ کو ایک حد تک بڑی کامیابی حاصل ہوئی، اور یہ کامیابی نہ صرف گورنمنٹ کی ہے بلکہ حقیقتاً اون روساء کی ذات خاص اور ان کے ملک کی کامیابی ہے۔

لیکن اس وقت تک جو نصاب تعلیم دیکھا گیا ہے وہ صرف انہیں لوگوں کے لئے مفید ہے جو جانشینان رئیس ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کو ان کے اخراجات اور ضرورتوں کے واسطے ان کی جاگیریں کافی ہیں۔ باقی ایسے اشخاص جو ماسوا اپنی جاگیر کے اور ذرائع معاش مہیا کرنا چاہتے ہیں وہ اس تعلیم سے

زیادہ تسلیم کے حاجت مند ہیں۔

ہیر کلسنی لارڈ کرزن دیر سے دگورنر جنرل ہند نے امراء و روساء کی ادلاؤ کی تعلیم و تربیت کے انتظام میں ایک نمایاں حصہ لیا اور انہوں نے نہ صرف ایسی درس گاہوں کو جن میں وہ تعلیم پائین ترقی دی بلکہ ان کا خیال اس طرف بھی رجوع ہوا کہ روساء و امراء کو فوجی فنون کی بھی تعلیم دیجائے اور انہیں جنگی اسپرٹ قائم رکھی جائے، اور اسکے لئے انہوں نے "کیڈٹ کور" قائم کیا۔

اس میں شک نہیں کہ ہیر کلسنی لارڈ کرزن کے پیشہ کار کاموں اور اصلاحوں میں جو انہوں نے ہندوستان کے فائدہ کے لئے کی ہیں روساء و امراء کی تعلیم و تربیت کے کام اور اصلاحیں نہایت قابل قدر اہمیت رکھتی ہیں، اور خصوصاً کیڈٹ کور کا قائم کرنا تو ان کی سب سے بڑی اور بہتر یادگار ہے اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ کا یہ مقصود ہے کہ اگر روساء و امراء اسول لائن سے گھبراتے ہیں تو بائیسری ہی کی تعلیم حاصل کریں مگر یہ ان کے جاگیردار اور اخوان ریاست نہ متذکرہ بالا مدرسوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے، اور نہ عام تعلیم سے ہی ان میں مستفید ہونے کا رجحان تھا، پس میں بعض وقت اس طبقہ کی اصلاح سے مایوس ہو جاتی تھی، لیکن عزم باجزم تھا میں نے ارادہ کر لیا کہ اس طبقہ کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر انتظام کیا جائے اور ان کے امتیازی خیالات کو بدستور قائم رکھا جائے، میں نے اپنے ایک علیحدہ اسکول کی بنیاد ڈالی اور مناسب خیال کیا کہ اسی اسکول میں اپنے خلف اصغر خاں جیمید اللہ خان کو بھی تعلیم دلاؤں تاکہ عائد و جاگیرداران ریاست کے سامنے ایک مثال ہو، اور اس مثال سے ان کو شوق پیدا ہو ورنہ بہت ممکن تھا کہ میں ڈیلی کلج اندور یا میو کلج اجمیر یا چنیس کلج لاہور میں بھی کچھ تعلیم دلاتی۔

میں نے ہمیشہ اصول رکھا ہے کہ مجھے جب کسی مفید کام کی طرف رجایا و اخوان اور اراکین ریاست کو توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے تو میں خود اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو مثال بنا کر پیش کرتی ہوں۔

جب بین نے دیکھا کہ رعایا و اخوان اور اراکینِ تعلیم اور فوجی تربیت سے متفرق ہیں تو صاحبِ سرِ درہ محمد عبید اللہ خان کو تربیت فوجی کیلئے اور صاحبِ درہ محمد حمید اللہ خان کو تعلیمی شوق اور علمی محنت و ضرورت کے لئے مثال بنایا۔

بین نے اس تجویز کے مطابق سفرِ حجاز سے پہلے ہی اس اسکول کی بنیاد قائم کئے جانے کا حکم دیا اور اس اسکول کو بہ یادگار اپنے اوس خلوص و محبت کے جو مجھے عالیجناب شہنشاہ بیگم ملکہ الگزنڈر کی ذاتِ گرامی سے ہے اونکے اسمِ گرامی کے ساتھ موسوم کیا اور الگزنڈر انولیس اسکول نام رکھا، یہاں اس نام سے بادی النظر میں یہ ایک بات پیدا ہوتی ہے کہ الگزنڈر اسکول نامی مدرسہ میں لڑکوں کی تعلیم کے عوض اگر لڑکیوں کی تعلیم ہوتی تو ایک مناسب وجہ ہم جنسی کی صورت میں تھی، لیکن میں نے اسلئے اس اسکول کا نام ملکہ سے منسوب کیا کہ تعلیم کی بنیاد والدہ سے ہی ہوتی ہے۔

اس مدرسہ کا نقشہ سر سوٹن جیکب، کے، سی، آئی، اے، انجینیر چیپور نے سٹڈین کوئٹہ کے نمونہ پر تیار کیا جسکی تعمیر کا تخمینہ ایک لک <sup>(۱۵۳۲۰۰)</sup> روپیہ کا ہوا۔

اسکول کے لئے پیشورہ سٹر کوک انجینیر ریاست و میجر ایپی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ اراکین ریاست لیٹمی لینڈ ون ہسپتال کے متصل اور سٹرک اسٹیشن کے بالمقابل جگہ تجویز کی گئی، معزز یورپین اور عمائد و اراکین کے لیے انوٹیشن کارڈ جاری کئے گئے۔

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۵ رجب سنہ ۱۳۲۴ ہجری کو فوٹو لینشن کی رسم ادا ہوئی و تہوار پائی اس موقع پر بین نے آئربیل سٹر پبل صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، اور میجر ایپی پولیٹیکل ایجنٹ بہادر سیہور کو بھی مدعو کیا، تمام مہمان سنگ بنیاد رکھنے کے وقت موجود تھے لیکن آئربیل سٹر پبل کسی مجبوری سے شریک نہ ہو سکے۔

جماعت انتظامیہ نے راستہ کو خوشنما جھنڈیوں اور پھیر دین سے آراستہ کیا تھا، شامیائے

جو مہانوں کی نشست کے لئے نصب کئے گئے تھے اونہیں بھی نہایت خوبی کے ساتھ آراکش کی گئی تھی اور جا بجا قرینہ سے امپریل سروس ٹروپس اور رسالہ "اتر امیہ" کے سوار اور انفنٹری کے جوان استاد تھے شامیانوں کے سامنے بین ٹی بھی ایسی مفید عمارت کے سنگ بنیاد رکھے جانے پر اپنے ترانوں سے اظہارِ سر کر رہا تھا، سنگ بنیاد رکھنے سے پہلے مین نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے حسب ذیل تقریر کی :-

### تقریر

"لیڈی صاحبات و صاحبان! الا شان و جملہ حاضرین جلسہ

خداے عزوجل کا انعام ہے کہ اوسنے ہم کو ایسے علم دوست گورنمنٹ کے سایہ طہمت میں رکھا ہے جسے ہماری تعلیم و تربیت کا بہت خیال ہے، اور جس نے اعلیٰ تعلیم کے فوائد ہمارے ذہن نشین کر کے علم کا اس درجہ شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر دیا ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ کی حرص شخص کے دل میں اثر پذیر ہے اوسی پر تو کا اثر ہے کہ مجھے بھی اپنی رہایا کی تعلیم و تربیت کی فکر شب و روز رہتی ہے، اگرچہ میری صدیقی قلیل زمانہ گزرا اور زیادہ وقت میرا انتظامات ملکی میں صرف ہوتا ہے تاہم تربیت و تعلیم کے خیال کو پیش نظر رکھ کر میں نے واسطے تعلیم رفاه عام ایک مدرسہ جدید طبیہ کیمین ڈاکٹری و طب یونانی پڑھائی جاتی ہے از نام "مدرسہ آصفیہ" کھولا دیا ہے، اور دوسرا مدرسہ نسوان واسطے تعلیم دختران شرفاء و اہل اہل نام "مدرسہ لطائفہ" قائم کیا ہے، عام لوگوں کی تعلیم کے واسطے سابق سے متعدد مدرسے قائم ہیں جنکے نصاب تعلیم ترقی کا مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے تاہم خاندان رئیس و اولاد جاگیر داران ریاست کو عمدہ و اعلیٰ طریق پر تعلیم دینے کے لئے ایک "نوبلس سکول" ہونے کی اشد ضرورت معلوم ہوئی جسکا نام اپنی ملکہ عالیہ شہنشاہ بیگم کوئٹہ لکھنؤ دارام اقبالہا کے نام نامی پر



”کوئن الگزنڈرا اسکول“ تجویز ہوا ہے جس کے بنیادی پتھر قائم کرنے کا آج یہ جلسہ ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ کوئن الگزنڈرا اسکول حسین علوم مغربی بشمول دینیات دس دئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی طرز تعلیم کی جہت سے مشہور زمانہ ہوگا۔

اس تقریر کو مین میجر ایچی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال وغیرہ دیگر صاحبان و صاحبات کا شکریہ ادا کئے بغیر ختم نہیں کر سکتی جنہوں نے میری خاطر سے اس مبارک جلسہ کی تقریب میں شرکت گوارا فرمائی، نیز سر سوٹن جبیک صاحب کا شکریہ مجھے ادا کرنا چاہئے جنہوں نے اس عمارت کا نقشہ بہت اچھا بنا کر تیار کر دیا۔

اب میں اپنی اپیچ اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ فونم فیصلہ ہندو انگلینڈ و شہنشاہ بیگم کوئن الگزنڈرا کی عمر و اقبال میں ترقی روز افزون فرماے اور ہماری عادل گورنمنٹ تا اب ہمارے سر پر قائم رہے۔

اب مجھے صرف اس قدر کہنا باقی ہے کہ سنگ بنیاد میرے سامنے لایا جائے اور رہا  
میں اسے ہاتھ لگا دوں، اور میری طرف سے میجر ایل ایچی صاحب بہادر سنگ کو  
اپنے دست مبارک سے قائم فرمائیں۔

نعت پڑھنے کے بعد ایک چرخ کی ذریعہ سے مین نے سنگ بنیاد اوتارا، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے سامنے تقری کئی، ہتھوڑ اور کڑھائی پیش کی گئی انہوں نے اس پتھر کو نصب کیا، اس رسم کے انجام پانے پر پھول پان کی تقسیم کے بعد جلسہ ختم ہوا اور صاحبان یونین ولیدیز ایک روز میرے مہمان رہ کر دوسرے روز رخصت ہوئے۔



## باب (۲) سفر حجاز

سفر حجاز کے متعلق اگرچہ میں نے ایک مفصل اور مبسوط سفر نامہ علیحدہ مرتب کیا ہے لیکن اپنی اس کتاب کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے میں مناسب سمجھتی ہوں کہ اس مقدس سفر کا ذکر اس موقع پر ہی مختصر لکھوں۔ ناظرین جانتے ہیں کہ سفر حجاز کے جذبات شوق کب سے میرے دل میں موجزن تھے اور کیسی کچھ ترنا خاک پاک شرب و طبعی کی زیارت کی تھی، گزشتہ سال میں میرا قصد مصر ہو گیا تھا لیکن دربار تاجپوشی کے انعقاد کے باعث میں نے اس سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔

امپریل گورنمنٹ سے مجھے سفر کی اجازت مل چکی تھی اب صرف انتظامات سفر ہونے باقی تھے، چنانچہ ہر کسٹنس لارڈ کرزن اور میجر جلی ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور میجر ایل ایپی پولیٹل سجنٹ بھوپال کی مہربانی اور عنایات سے نہایت عمدہ طور پر یہ انتظامات مکمل ہو گئے اور دولت عثمانیہ سے تمام ضروری امور متعلق حفاظت قافلہ طے کر لئے گئے۔

میں نے صاحبزادہ عبید اللہ خان کو حسب ذیل شق لکھا:۔

شق

”انشاء اللہ العزیز قریب تر ہم بقریب زیارت حرمین شریفین روانہ ہونے واسطے میں

اگر آں عزیز کا قصد بھی ہمارے ساتھ چلنے کا ہو تو اپنی ڈیوڑھی کے ملازمان کی فزیم کوئی

جنکو ہمراہ لے چلنا مقصود خاطر ہو تحریر کر کے بھیج دو تاکہ اونکی سواری و بھتنہ وغیرہ کا سب

مرتب کیا جاوے، مورخہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ ہجری“

دوران سفر میں انتظام ریاست کے متعلق نواب محمد نصر اللہ خان کو اونکی آسانی و سہولت اور عمدہ طور پر کام کرنے اور نیکنامی کی غرض سے ایک دستور العمل شرح و بسط کے ساتھ مرتب کر کے دیا تاکہ وہ میری عدم موجودگی میں اس پر عمل کریں۔

اس ریاست میں یہ پہلا موقع تھا کہ رئیس ریاست نے اپنی غیر موجودگی کے زمانے میں ہر قدر وسیع اختیارات اپنے ولیعهد کے سپرد کئے ہوں اور حقیقتہً یہ ایک بڑی آزمائش کا وقت تھا اسلئے یہ ضرورتاً کہ میں اونکو ہر ایک صیغہ اور ہر ایک کارروائی کے لئے مفصل ہدایتیں کروں تاکہ وہ اونپر عمل پذیر ہوں جو دستور العمل کہ میں نے اونکے لئے مرتب کیا تھا اوسکو اگرچہ سفر نامہ جازمین لکھ چکی ہوں لیکن میری اس کتاب میں ہی اوسکا درج ہونا ضرور ہے اسلئے یہاں اوسکی نقل کی جاتی ہے :-

### نقل دستور العمل

” چونکہ بضرورت زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سفر سمینت طراز ملک حجاز ہکو در پیش ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اوائل ماہ نومبر سن ۱۲۸۷ مطابق شہر شعبان ۱۲۸۷ ہر میں ہم بھوپال سے روانہ ہونگے بناءً علیہ بعد روانگی تا مراجعت ہمارے مقام ریاست کے اجراء کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہونا قرین مصلحت ہے اسلئے حسب ذیل دستور العمل قائم کیا جاتا ہے :-

ہدایت ابتدا و انتہاء نفاذ دفعہ ۱- اس دستور العمل کا نفاذ ہماری تاریخ روانگی سے تاریخ واپسی تک رہے گا۔

تعمیلات حسب نفاذ دستور العمل دفعہ ۲- نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ حافظ محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اگر ہمارے ہمراہ نہ گئے اور خان بہادر شہ متنازع علی خان

صاحب بہادر عین المہام ریاست اور فیض المہام صاحب بہادر ریاست اس دستور العمل کے مطابق امور موجودہ متعلقہ ریاست کو جس سے متعلق ہوگا انجام دیں گے اور حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ میر بخشی افواج ریاست اور سیٹھ ہیمراج مہتمم خزانہ ریاست اور اہالی دفتر انشاء و تبدلات متعلقہ خود یا حسب نشار دستور العمل ہذا انجام دیتے رہیں گے۔

اختیارات و ذمہ داری نثار اللہ خان صاحب [دفعہ ۳۸]۔ نواب محمد نثار اللہ خان صاحب کا حسب تصریح مندرجہ ہدایت ذیل ریاست کا کام کریں گے۔

(الف) جملہ محکمہ جات ریاست سے جس طرح اب تک تحریرات اطلاعاتی و استصوابی وغیرہ ہماری منظوری کے لئے دفتر انشاء میں آتی ہیں بدستور آتی رہیں گی اور اوپر منجملہ احکام سرشتہ اور احکام درمیانی و استصوابی مقدمات جہاں تک کہ مطابق غلط آمد و نشار قوانین مجاریہ کے ہوں، نواب محمد نثار اللہ خان صاحب بہادر کے دستخط سے جاری ہوتے رہیں گے۔

(ب) عزل و نصب و فحست و عوض و تعطل و تبدل و ترقی و تنزل ملازمان ریاست کے احکام جو ہماری رو بکاری سے صادر ہوتے ہیں وہ بحالت ضرورت انتظام فوری کے نواب محمد نثار اللہ خان صاحب بہادر کے حکم و دستخط سے جاری ہوتے رہیں گے اور ہر ایسا حکم ہماری واپسی تک کے لئے عارضی متعذر ہوگا، اور جب تک کہ ہماری منظوری اسکی بابت صادر نہ ہو متعلق نہ سمجھا جائے گا، بعد ہماری مراجعت کے تمام ایسے احکام کا ایک نقشہ مفصل محکمہ خشگیری رو بکاری سے ہماری رو بکاری میں پیش کیا جائے بعد غور و خوض کے جو حکم ہم مناسب سمجھیں گے صادر کریں گے، سالانہ اور نیشنل وظائف میں کوئی تفسیر یا جدید اضافہ ہماری واپسی تک نہ کیا جائیگا۔

(ج) حسب قواعد موجودہ عرض ایل دفتر انشا میں پیش ہوں وہ تو اسب محمد نضر اللہ خان صاحب بہادر کے حکم سے اگر بنا راضی حکم یا فیصلہ معین المہامی ہوں تو محکمہ نصیر المہامی میں اگر بنا راضی حکم یا فیصلہ نصیر المہامی ہوں تو محکمہ معین المہامی میں واسطے کارروائی حسب قواعد مجربہ حال کے بھیجی جائیں گی محکمہ جات مذکور سے جب تک ذیہ تجاویز لکھ کر کنگلی انشا اللہ العزیز اور وقت تک بہم نہ پہنچا رہے واپس آجائیں گے، فیصلہ اور حکم اخیر کا ہم صادر کریں گے جو اپیل جدید دائر ہوا اسکی اطلاع ذریعہ عرضی ہو کر بھیجی جائے، تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مکہ معظمہ سے ہندوستان تک اک پہونچنے میں ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوتا ہے،

(۷) جو مقدمات مالی و دیوانی و فوجداری بصیغہ اپیل یا تکرانی و مقدمہ گردن زدنی واسطے صادر حکم آخر ہمارے کے دفتر انشا میں پہونچیں خواہ از قسم مقدمات تذکرہ نہ ج " دفعہ ہذا ہوں (یا ہماری روانگی سے پہلے دائر یا مرتب ہو چکے ہوں) منجملہ اونچے اگر کوئی مقدمہ ایسا ہو کہ ہماری واپسی تک بلا حکم اخیر اسکا ملتوی رہنا باعث ہرج فزیقین یا کسی اور نقصان پر محتمل ہو یا قصاص کا مقدمہ ہو، اسکا حکم اخیر نواب محمد نضر اللہ خان صاحب بہادر ارکان ذیل کے اتفاق رائے سے حسب تفصیل فقہت نمبر ۲ و ۳ صادر کریں گے۔

(۱) مقدمات مالی میں نصیر المہام صاحب بہادر ریاست و نئی اسرار حسن خان صاحب نائب نصیر المہام۔

(۲) مقدمات دیوانی و فوجداری میں خان بہادر نئی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر معین المہام و نئی سید قدرت علی صاحب نائب مال۔

(۳) مقدمات قصاص میں خان بہادر نئی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر

معین المہام ریاست و نصیر المہام صاحب بہادر ریاست و حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر  
نصرت جنگ میر بخشی افواج ریاست و مولوی عبد الحق صاحب قاضی ریاست و مولوی  
محمد یحییٰ صاحب مفتی ریاست شریک کئے جائیں گے۔

(نشریہ) ہر ایسا فیصلہ باستثناء فیصلہ قصاص تابع اپیل رہیگا اور اسکی  
ناراضی سے اپیل ہماری روکاری میں تاریخ مراجعت ہماری سے تین مہینے تک دائر  
ہو سکیگا، اور جب قصاص کی تجویز حسب صوابدید اصحاب متذکرہ فقرہ (۱۳) قرار  
پا چکے تو قبل اسکے کہ حکم قصاص تجویز کیا جائے ذریعہ ٹیلیگرام کے ہکوا اطلاع دیجائے  
ہندوستان سے مکہ شریف تک تین روز میں تار کے اخبار پہنچتے ہیں، ہمارے  
پاس سے کم سے کم ایک ہفتہ اور زیادہ سے زیادہ ایک عشرہ کے اندر جواب پہنچنے کا جب  
ہماری اجازت حاصل کر لی جائے اور وقت حکم قصاص و تاریخ قصاص تحریر نافذ کیا جائے  
(۱۴) پولس کے متعلق اگر کوئی معاملہ اہم درپیش ہو تو نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے  
مشورہ سے اسکے متعلق نصیر المہام صاحب بہادر ہدایت نافذ کریں گے۔

(۱۵) جب کبھی تعاقب یا گرفتاری و سرکوبی مجرمان سرقہ و غارت گری وغیرہ کیلئے فوجی جمعیت  
بھیجنے کی ضرورت پیش آئے تو نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر حسب صوابدید  
و مشورہ میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ و معین المہام صاحب بہادر و نصیر المہام صاحب بہادر  
حکم مناسب دیں گے۔

(۱۶) اخراجات غیر معمولی کے لئے جو متعلق رفاه عام یا ضروریات رکھایا و ریاست کے  
ہوں نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کو مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار تک خزانہ ریاست  
سے دلا دینے کا اختیار ہے۔

(ح) اگر کسی ملازم سرکاری کی نسبت ضرورت کسی تحقیقات کی لائق ہو تو نصیر المہام صاحبہار مطابق قاعدہ ریاست کے درخواست حصول اجازت تحقیقات مقدمہ کی بھیجیں گے اور سپرنٹنڈنٹ صاحبہار نے صاحبہار کے احکامات کے مطابق اجازت تحقیقات صادر کرینگے لیکن کسی ملازم شاہرہ دار ازاد ازبست و پنجرہ پیہ کے نسبت تجویز سربراہ ہمارے زمانہ غیبت میں بغیر ہماری خاص منظوری کے نہ ہوگی بلکہ اگر ضرورت ہوگی تو ایسے ملازم ضمانت معتبر پر ہماری دلہی یا منظوری تک سر اسے محفوظ رہیں گے۔

تعمیل احکام گورنمنٹ عالیہ ۱۲/۱۱/۱۹۰۲ء۔ جملہ اراکین و کارپردازان ریاست کو لازم ہے کہ

اپنی اپنی متعلقہ تعمیلات احکام گورنمنٹ عالیہ حسب ذیل فوری عمل میں لاتے رہیں۔

(الف) تحریرات متعلقہ صیغہ مال ایجنٹ و وکالت سے معین المہام صاحبہار کے پاس جو آئیں گی وہ اوکئی تعمیل خود یا بواسطہ اپنے افسران ماتحت کے کر رہیں گی۔

(ب) اسپرٹ صیغہ دیوانی و فوجداری و پولس و معاملات انتظامی کی تحریرات محکمہ ایجنٹ و وکالت سے نصیر المہام صاحبہار کے پاس جو آئیں گی اوکئی تعمیل و ترسیل جواب کی کارروائی حسب مذکورہ مبالغہ دفعہ ہذا محکمہ نصیر المہام سے متعلق رہے گی۔

(ج) اگر کسی حکم کی تعمیل میں کوئی دقت معلوم ہو یا کوئی ہرج یا نقصان سرکار

متصور ہو تو قبل از تعمیل اوکئی اطلاع بمشورہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہار

و صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ خان صاحب بہار گورنمنٹ عالیہ اور نیز ہکو ذریعہ

کرنا لازم ہے بعد اوسکے جیسا تصفیہ قرار پائے مطابق اوسکے عمل کیا جائے کم و بیش

ایک ہفتہ یا عشرہ کی مدت میں جواب اوسکا ذریعہ تار پہنچ جائے گا۔

**دفعہ ۵۵۸۔** باستثنائے مقدمات، قصاص جن میں استثنائے امتداد مثالی ترقی  
اکثر فوری کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے، اور باستثنائے مقدمات حسب منشاء  
مد (۵) دفعہ ۳۳ جملہ مقدمات مالی وعدہ التی حسب قاعدہ مرتب ہو کر دفتر انشاء میں  
بانتظار ہماری واپسی کے محفوظ رکھے جائیں گے، اور جن مالی کاغذات مثل جمع و خرچ  
محکمہ دفتر حضور و چٹھیاں زائد تکدہ وغیرہ پر ہمارا صا د ہونا لازمی ہے وہ بھی بدستور  
محفوظ رکھے جائیں گے صرف اونکی نگرانی و تشخیص جن افسران سے متعلق ہے وہ بدستور  
کرتے رہیں گے اور نیز کوئی ایسا جدید مہتمم یا نشان حکم جو کسی نتیجہ اہم کی طرف منجر ہو  
بغیر معلوم کرنے کسی ضرورت شدید یا مصلحت یا صوابدید کے جاری نہ کیا جائیگا۔

**دفعہ ۵۵۹۔** استثنائے امتداد مالی - انتظام تحصیل مالگذاری و بیعت یا ودیگر کارروائی  
متعلقہ معین الہام صاحب بہادر اور اونکے نائب صاحب اور ناظران اصطلاع  
و تحصیلداران پر گنات و مہتمم سائر کل اپنے اپنے حد اختیاری بدستور انجام دیتے  
رہیں گے، الا

(الف) کوئی جدید جاگیر یا معافی کی کارروائی ہمارے غیبت میں نہ ہوگی، البتہ  
جاگیرات و معافیات موجودہ کے متعلق بحالت فوتی وغیرہ جاگیردار یا حاکم دار مثل  
قریب کیجائے گی، اور حسب قدر شلین اب زیر تکمیل ہیں یا جس قدر امتداد ترقی پانہ  
کی دفتر حضور میں ہیں ایسی تمام شلین تکمیل مراتب ضابطہ جاری ہوا و دست تک  
دفتر انشاء میں بانتظار صدور حکم اخیر ہمارے کے رکھی رہیں گی۔

(ب) تقسیم پٹہ جات کی ہمارے زمانے سفر میں ضرورت نہ ہوگی یا کیونکہ پٹہ  
بند و بست ہم پورا کر چکے ہیں، اگر بوجہ فوتی یا فراری یا سقوط صفات مالگذاری غیر



کے جدید انتظام کی ضرورت محسوس ہو اور مقدمہ واسطے منظوری اور صدور حکم اخیر کے دفتر انشائین پہنچے تو ہماری مراجعت تک ملتوی رکھا جائے، کسو واسطے کہ جو زمانہ ہمارے اس سفر میں گزرنے والا ہے وہ ترو و آبادی کا وقت نہ ہوگا، علاوہ اسکے تحصیلداران پر گنات حسب دستور نگرانی بخوبی رکھیں گے۔

(ج) صیغہ جنگل کا انتظام بھی ہم پورا کر چکے ہیں اور اسکے متعلق معین المہام صاحبہار بھی ہماری منظوری چھل کر چکے ہیں، اسلئے اس صیغہ کے انتظام میں ہی ہماری مراجعت کے قبل کسی جدید انتظام کی ضرورت پیش آنے کی امید نہیں ہے، تاہم اگر کوئی جدید ضرورت ناشی ہو تو اسکا فیصلہ ہماری واپسی پر متوقف رکھا جائے۔

(د) ٹھیکہ جات متفرقہ کی منظوریان متعلقہ سال روان و سال آئندہ جب قرار کہ ضروری تھیں ہم طے کر چکے ہیں، اور انکی منظوری کا زمانہ جو آئندہ آنے والا ہے وہی ہوگا، جو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری مراجعت کا ہے اور کا بھی انتظام انشاء اللہ تعالیٰ ہم واپس کر بذات خود کریں گے، باقی ٹھیکہ جات اختیاری افسران ماتحت تا حد اختیار خود ہا بدستور دیتے رہیں گے۔

پس دفعہ ۷۔ پولس کا انتظام ملازمانی و قاضی چوکیات وغیرہ بھی ہم پورا کر چکے ہیں، منتظم پولس بدستور اپنی خدمات مفوضہ کو انجام دیتے رہیں گے، اور فیض المہام صاحبہار ریاست بدستور صیغہ پولس کی نگرانی کرتے رہیں گے، اور وقتاً فوقتاً حقیقتاً ضرورت ہدایات اور احکام اختیاری خود جاری کرتے رہیں گے، اگر کوئی معاملہ اہم پیش ہو تو نواب محمد نظر اللہ خان صاحبہادر کے مشورہ سے اسکے متعلق فیض المہام صاحبہار ہدایت نافذ کریں گے منتظمی پولس سو جو ریوٹن فیض المہام بن آؤنگی اور فیض المہام سو جو احکام صادر ہوتے ہیں وہ ہوتے رہیں گے۔

**فوج** دفعہ ۸۷۸۸۔ حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ میسر بخشی  
 افواج ریاست، رسالہ اقصائیمہ و جنبٹ اعانت شاہی و سالجات پیادہ جات اختر میہ  
 سرخ وردی و انتظامیہ وغیرہ جملہ فوج کی نگرانی و نگہداشت حسب دستور کھین گے اور جب کسی  
 تعاقب یا گرفتاری و سرکوبی مجرمان سرحد و غارتگری وغیرہ کے لئے فوجی جمیعت بھیجنے کی ضرورت  
 پیش آئے تو میر بخشی صاحب بہادر حسب مشورہ و صوابدید نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر  
 و صاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر و معین المہام صاحب بہادر ریاست و  
 نصیر المہام صاحب بہادر ریاست کا رہنما ہو گئے۔

**خزانہ** دفعہ ۹۱۸۸۔ مہتمم خزانہ ریاست مصارف معمولی و تنکیر کے مطابق  
 حسب دستور خزانہ ریاست سے دیتے زمین گئے اور اخراجات غیر معمولی کے لئے بٹعلق  
 رفاہ عام یا ضروریات رعایا دریاست کے ہون نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے  
 حکم سے مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار تک اور معین المہام صاحب بہادر و نصیر المہام صاحب بہادر کے  
 حکم سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تک دینے کی مہتمم خزانہ ریاست کو اجازت ہے اس سے  
 زیادہ روپیہ دینا خزانچی کو جائز نہیں ہے۔

**انتظام ڈاک** دفعہ ۱۰۸۸۸۔ منشی احمد حسن خان میر بخشی ریاست تمامی مراسلات و  
 لغاتہ وغیرہ محکمہ جات و ملازمان ریاست و دفتر انشاء کے جو ہمارے پاس بھیجنے کے واسطے  
 دفتر انشاء میں پہنچیں اور انکو اپنی نگرانی میں بند کر کے ہفتہ میں ایک مرتبہ کوئیل ریست  
 کے پاس بھیجا کریں، اور کوئیل ریاست تحصیل مذکور کو صاحب کلان بہادر کی خدمت میں  
 پیش کیا کریں، تاکہ صاحب موصوف ہمارے پاس روانہ کر دیا کریں، اور اس حساب  
 تحصیل روانہ کی جائے کہ صاحب کلان بہادر کو جہاز ڈاک میں وقت پر پہنچا دینے میں

تاخیر و دشواری نہ ہو۔

صاحبزادہ حافظ محمد علی اللہ خان صاحب **دفعہ ۱۱۸**۔ اگر صاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر کسی امر اتفاقی کی وجہ سے ہمارے ہم سفر نہ ہو سکے اور بھوپال میں مقیم رہے تو جملہ معاملات مشورہ طلب میں نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کیساتھ صاحبزادہ صاحب بہادر موصوفی ہی بزرگ شریک مشورہ رہیں گے اور صیغہ دیوانی کے مقدمات و یادداشت ہمارے اپیل جو بناراضی حکم یا فیصلہ نصیر المہامی کے دفتر انشا میں پیش ہوگی اور کا تعلق حسب انتشار ہا (ج) و (د) دفعہ سوم بجائے نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے صاحبزادہ صاحب بہادر موصوفی سے رہیگا، اور نیز احکام ششہ صیغہ دیوانی متعلقہ و کاری ہماری اور احکام بحالی برطرفی و تعطیل و ترقی و تبدل و رخصت و عوض ملازمان علاقہ جملہ فوج کے اوکی منظوری و تحفظ سے نافذ ہونگے، ایسے احکام ہی پابند شرائط متذکرہ دفعہ سوم فقرات آخر الذکر (ب) مندرجہ دستور العمل ہزار ہیں گے۔

ہدایت عام **دفعہ ۱۱۹** اتحاشی کار پروازان ریاست و مہتمان عدالت ہمارے دیوانی و فوجداری و مال و پولس بدستور اپنے اپنے اختیارات جو حسب قوانین مجریہ اولیٰ کو حاصل ہیں، مابعد تحریر اس دستور العمل کے او قبل از نفاذ و روانگی ہمارے کے حاصل ہونے اور مکمل میں لاتے رہیں گے، اور انفصال خصوصیات رعایا و برابرا اور انتظام ملک اور اہتمام امور موجودہ و لاحقہ میں بحال مستعدی و خیر خواہی و نیک نیتی سرگرم رہیں گے۔

یورہین مہمان **دفعہ ۱۲۰** آمد و رفت صاحبان والا شان و دیگر یوروپین مہمانان کی تحریرات متعلق اطلاع یا اجازت بدستور دفتر انشا میں آوینگی اور اولیٰ پر نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر دربارہ مہمان داری احکام ضابطہ بنام ہستم کو ٹہنات

دہشتم کارخانہ جات وغیرہ انتظام قیام و طعام و بندوبست سواری و باربرداری وغیرہ کے جاری کراتے رہیں گے۔

ہفت۔ رستہ نامی مہمان ۱۲۸۸ھ۔ ہمارے سفر کے زمانہ میں کوئی ہندوستانی مہمان سڑک نہ کیا جائے گا، باسٹنٹا، اون کے جنگل کے لئے کوئی تحریر محکمہ ایجنسی یا گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے آوے، المرقوم غرہ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ ہجری = بست دہشتم جولائی ۱۸۷۱ء

میں نے اپنے زمانہ خدمت میں دو وصیت نامے مرتب کئے تھے ایک عام اور ایک خاص کیونکہ اول تو نواب صاحب ملک عالیجاہ بہادر کی مرگ مفاجات نے بے ثباتی دنیا کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا تھانی الواقع جو انسان چشم بصیرت رکھتا ہے وہ انسانی زندگی کو مثل حباب کے سمجھتا ہے اور دنیا کو ایک مسافر خانہ جانتا ہے اور حیات دنیا کو ایک سو واجب سمجھ کر زندگی آخرت کو ہی مقصود و آفرینش سمجھتا ہے وَمَا هَذِهِ إِلَّا سَيِّئَاتُكَ اللَّهُ تَبَّكَ لَا تَطُوعٌ وَلَا كَرْهٌ إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ خَيْرٌ لِّمَنِ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لیکن بالخصوص ایسے امور است سے جن کا ظاہر اہم و گمان بھی نہ ہو قلب انسانی خاص طور پر اثر پذیر ہوتا ہے اور ایک عجیب عبرت پیدا ہوتی ہے اگر ایسے موقع پر عبرت اور اثر پیدا نہ ہو تو اس کو انسانیت سے بہت بعید سمجھنا چاہئے، دوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ”مَنْ تَفَضَّلَ بَغِيرِ وَصِيَّتِكَ لَمْ يَمُتْ“ اسے ”مسلما نون کے لئے وصیت ایک ضروری چیز ہے خواہ وہ وہی لفظ ہوں۔“

وصیت نامہ عام پر وزیر ریاست وقاضی صاحب و مفتی صاحب ریاست کے دستخط ثبت کر کے اور وصیت نامہ خاص میرے پاس محفوظ رہا۔

اس سفر کے موقع پر وصیت نامہ عام نواب نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان، قاضی صاحب، اور مفتی صاحب ریاست کے سپرد کیا، اور وصیت نامہ خاص اپنے ایک منتر کو تفویض کر کے ہدایت کی کہ جب ہم واپس آئیں گے تو تم سے لین گے ورنہ نواب صاحبزادہ کی

دیباچہ۔

گورنمنٹ ہند نے اپنی مہربانی سے میجر آرسی میکوارٹ صاحب بہادر، ایم، بی، ایس، سی، انڈین میڈیکل سروسٹ کو ساحل جہاز تک ہیرا فریق سفر مقرر کیا اور نیز قواعد قریطینہ میں ہی رعایت ملحوظ رکھی قانون مابین الاقوام کی رو سے چھ قریطینہ کرنا تو ضرور ہوا، مگر بجائے بئی کے بھوپال میں اور بجائے کامران کو پورٹ سعید میں قریطینہ قرار پایا۔

میں نے انتظام جہاز کے لئے پہلے اپنے چند آدمیوں کو بمبئی بھیجا لیکن ان کے جوابات سے معلوم ہوا کہ جہاز کم از کم لاکھ ڈیڑھ لاکھ تک ملے گا، میجر ایمپی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ کو میری خواہش پر گورنمنٹ نے اجازت دیدی تھی کہ انتظام جہاز وغیرہ میرے لئے کر دیں، چنانچہ وہ بمبئی تشریف لے گئے اور کپتان گوڈرج صاحب بہادر سے ملے جو بوجہ اپنے عہدہ کے کل جہازوں کے حالات سے واقف تھے اور نہایت کفایت کے ساتھ انتظام کیا، بمبئی سے واپس آکر مجھے ملاقات کی اور جہاز کا نام ”اکبر“ بتا کر فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ جہاز کا نام سنکر خوش ہوئی ہونگی کیونکہ آپ جہاں جاتی ہیں وہ اللہ اکبر کا گھر ہے، میں نے کہا بیشک یہ نیک فال ہے اور انشاء اللہ مجھ کو امید ہے کہ حج اکبر ہی نصیب ہو سکے۔ مسلمان ایک بڑی برکت اور رحمت سمجھتے ہیں۔“

اس کے بعد صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور منشی اسرار حسن خان جہاز کو دیکھنے اور ضروری اشیاء سفر کا انتظام کرنے بمبئی گئے، اور وہاں کل انتظامات مکمل کئے۔

اگرچہ جس دن سے عنان حکومت میرے ہاتھوں میں آئی تھی میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جس پر پہلے غور نہ کر لیا ہو اور غور کرنے کے بعد بھی رعایا کے لئے مفید نہ پایا ہو، میں نے رعایا کو کامل انصاف حاصل ہونے اور ہر قسم کی آسانیان بہم پہنچانے کے لئے اپنے اوپر ایسی تکلیفیں برداشت کیں جو ایک عزیز کسی عزیز کی سخت بیماری سے بچپن ہو کر برداشت کرتا ہے لیکن چونکہ میں انسان ہوں اور میری

حکومت شخصی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حکمران چرکی حکومت شخص ہی ہو بمقابلہ ایسے فرمانروا کے جو پارلیمنٹ کی مدد سے فرمان روائی کرتا ہو حکومت اور حقوق رعایا کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں میرے ضمیر نے مجھے ہدایت کی کہ قبل اسکے کہ محترم سرزمین اور مقدس گھر میں قدم رکھوں میں اپنی رعایا سے اپنی فروگزاشتوں کی معافی طلب کر لوں اسلئے ۲۴ رجب ۱۳۲۱ھ ہجری کو مسجد آصفی میں نصرت کے وقت رعایا کے خاص خاص قائم مقاموں سے زبانی معافی مانگی اور عمدہ داران ریاست کو نرمی اور انصاف پیش آنے کی بتا کید اکید ہدایت کی، اسوقت ایک عجیب شور گریہ وزاری سب آصفیہ میں برپا تھا شہر شخص نہایت عاجزی سے معافی چاہتا تھا، اور خود بھی معاف کرتا تھا، اور چونکہ تمام رعایا کا ایک جگہ جمع ہونا ناممکن تھا اسلئے تحریری طور پر بھی استدعا، معافی کے اعلان شائع کئے گئے۔

قرطبہ کے دو کیمپ قائم کئے تھے ایک عام اہل قافلہ کے لئے دیسپین جو بھوپال سے (۱۲) میل پر واقع ہے اور ہمان ریلوے اسٹیشن بھی ہے، دوسرا کیمپ میرے اور خاص خاص ہمراہیوں کے لئے باغ حیات افزا و نشاط افزا میں تھا، ۲۷ رجب کو میں خود مع ایک سو آدمیوں کے داخل قرطبہ ہوئی۔

۱۸ شعبان ۱۳۲۱ھ کو سب کو اسپتال ٹرین بوجہ قواعد قرطبہ صاف ہو کر بھوپال اور چین لائن پر میرے باغ کے قریب کھڑی ہوئی اور میں ۱۲ بجے شب کو مع ہمراہیان کے رعایا و اعزاء کو خدا حافظ الکریم وار ہو گئی، ویپ سے دیگر اہل قافلہ کی گاڑیاں بھی جوڑی گئیں ۱۸ شعبان ۱۳۲۱ھ کو سب کو صبح کے اسپتال بمبئی کے وارڈ میں بند پر داخل ہوا۔

نواب محمد نصر اللہ خان جو مجھے ایک روز پہلے بمبئی چلے گئے تھے اور میرا ایل ایپی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال و سکریٹری گورنمنٹ بمبئی، کپتان گوڈرج صاحب بہادر اور دیگر یوروپین خٹہ لین اور اکثر ہندوستانی معززین میرے استقبال کو موجود تھے، گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی اور قلعہ سے توپیں

سر ہوئیں، جہاز اکبر پلٹ فارم سے ملا ہوا کھڑا تھا اوس وقت ریل سے اوتر کر سب جہاز پر سوار ہو گئے۔

۱۲ بجے جہاز نکور پلٹ فارم سے ہٹ کر چھانک کے قریب پہنچا ۴ بجے نواب محمد نصر اللہ خان مجھے نصت ہو کر ابدیدہ کنارے پر کھڑے دیکھتے رہے، جو لوگ نصت کرنے آئے تھے وہ بھی اسطرح اُنکے پاس کھڑے تھے، ۵ بجے شام کو جہاز نے لنگر اڑھایا ہم سب نے یسیر اللہ پھر بھاکو و مرسہ پڑا۔

جس جہان بیگم اوس وقت (۵) مہینے کی تھیں اُنکو سپرد بخدا کیا، نواب محمد نصر اللہ خان ہنسی اسرار حسن خان، ہنسی ممتاز علی خان، مولوی نصیر الدین اور لیڈی ڈاکٹر کو تاکید نگرانی کی اور ہدایت کی کہ ہمیشہ اُنکی خیریت بھیجتی رہیں، اگرچہ جھکو اس عزیز بچی سے ایک خاص انس تھا اور اوس وقت اُسکی جدائی سے نہایت بے قرار تھی لیکن چونکہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور شہریار دہلوان کا بھی بہت خیال تھا اور ان دونوں عزیزوں نے میری خدمت اومیری تنہائی کے خیال سے اپنے سخت جگر و میان چھوڑنا گوارا کر کے میرے ساتھ جانا پسند کیا تھا، اسلئے میں نہایت ضبط کرتی تھی۔

غرض جہاز ۱۵ منٹ میں ساحل بمبئی سے دور چلا گیا اور بتدریج ساحل کا نظارہ آنکھوں سے دور ہو گیا، خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ جھکو یہ پہلا ہی موقع بحری سفر کا تھا لیکن دورانِ سفر وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوئی البتہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اور اکثر دوسرے ہمارے ہریان کو بہت تکلیف رہی۔

۲۱ شعبان = ۱۲ نومبر کو جہاز نے بندر بوسید پر جو جدہ کے سامنے واقع ہے ۱۱ بجے لنگر کیا دوسرے میجر ڈیوی صاحب بہادر برٹش کانسل نے جہاز پر آکر مجھے ملاقات کی اور بیان کیا کہ چونکہ اہل جہاز کی صحت قابلِ اطمینان ہے اسلئے باب عالی سے معافی قرطینہ کی بذریعہ تار استدعا کی گئی ہے، سات دن کے بعد ۸ بجے رات کو صاحب مدد و ح کی چٹھی میجر میکوارٹ صاحب بہادر کے نام باطلاع معافی قرطینہ آئی، جہاز پر ہی ٹلی بینی صاحب گورنر جدہ مع فایق بے صاحب نائب گورنر و میڈیکل افسر اور بین باشی صاحب افسر فرج،

میری ملاقات کو آئے، اور بوساطت وائس کانسل جنہوں نے گفتگو ہوئی انہوں نے نہایت اخلاق کے ساتھ خیریت و حالات سفر دریافت کئے اور کہا کہ ”سلطان اعظم نے آپ کو بحفاظت پہنچا دینے کی نسبت تاکید کی ہے اور دو ضرب توپ اور سات سو عساکر ترک آپ کے ہمراہ رکاب رہنے کا حکم دیا ہے لیکن چونکہ فوج کی روانگی بحساب ایام قمریٰ نہ ہوئی ہے اور اب قمریٰ نہ عاف ہو گیا اسلئے جدہ اور یمن کی فوج ہمراہ لی جائیگی۔“

صاحبزادہ محمد عبداللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے میری طرف سے گورنر جدہ سے ملاقات بازید کی اور یہاں سے پچاس آدمی براہ جدہ مکہ معظمہ روانہ کر دیے گئے، ۲۹ شعبان = ۲ نومبر کو جمعہ کے دن بندر بوسج سے ہمارا جہاز روانہ ہوا اور دوسرے دن ۱۲ بجے بندر بوسج پر پہنچا سعادۃً کو مہطفی افندی گورنر یمن نے مع گارڈ آف آنر کے ساحل پر استقبال کیا مین ایک پردہ دار کشتی میں جو ہمارے جہاز کے کپتان کے تیار کی تھی سوار ہو کر ساحل پر اترے، ترکی توپخانہ نے ۲۱ فیرس کئے اور گارڈ آف آنر اسلامی کے حسب دستور سلطنت میرے سامنے فوج کا جائزہ (ریویو) ہوا، میجر میکوارٹ صاحب بہادر اور صاحبزادہ محمد عبداللہ خان کے سامنے فوج بہ صفت ایستادہ تھی، مین جھرکے میں بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی، میجر میکوارٹ صاحب بہادر نے ایک اسپیش کی جسکا حاصل یہ تھا کہ :-

”ٹرکس گورنمنٹ برقیٹیک صاحبہ کو آسائش پہنچائیگی وہ باعث مرثہ اتحاد دونوں سلطنتوں کا ہوگا“

ٹرکی افسروں نے اس کے جواب میں نہایت جوش کے ساتھ اطمینان دلایا، ۱۷ رمضان المبارک کو

۱۔ جدہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے مسلمان وائس کنصل کا تقریر مضامین لکھے جوتا ہے کہ وہ اون مسلمانوں کو جو عیناً برطانیہ میں اور حج و زیارت کے لئے جاتے ہیں کامل ہمدردی کے ساتھ مدد دے لیکن مجھے اندوس ہے کہ نانا بہادر ڈاکٹر محمد حسین سے عام خط پالی گئی اور عموماً اون کو شریف مکہ کی اغراض کا معین و مددگار سمجھا جاتا تھا اور جو تکلیفات شریف مکہ سے زائرین کو پہنچتی تھیں اون میں وائس کنصل کی بھی شرکت بھی جاتی تھی میرے ساتھ بھی چند موقع پہ تکلیف دہ برتاؤ کیا گیا جو سفر نامہ حجاز سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔



۱۲ بجے دن کے بیچ سے قافلہ کی روانگی قرار پائی، میجر میکوارٹ صاحب بہادر مع اپنی بییم صاحبہ کے جدہ واپس گئے، رخصت کے وقت ٹرکی فوج کے کمانڈنگ آفیسر نے فوج کو مخاطب کر کے تقریر کی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

”اے میرے بچو! بیگم بھوپال مسلمان ہیں اور حج ذریعہ کے لئے تمہاری سہرت میں آئی ہیں اس لئے جہانگ تھے ہو سیکے اونکی حفاظت اور فرمان برداری کرو اور یہی تمہارے سلطان کا حکم ہے، دیکھو ذرا سی ذرا گدداشتے تمہارے آقا کی ناراضی اور تمہاری قوم کی بدنامی ہوگی“

اسکے بعد قافلہ روانہ ہوا، میرے تخت روان کے گرد بھوپال کی فوجی جمعیت رہتی تھی، اور اسکے چاروں طرف ترکی سپاہ ہوتی تھی چار چار پانچ پانچ منٹ کے بعد ترکی بگل بجتے تھے اور منزل پر قیام کے وقت قافلہ کے گرد ایک حلقہ کے طور پر فوج اسطرح اپنا پہرہ قائم کرتی تھی کہ ہر دس قدم کے فاصلہ پر ایک ک سپاہی بندوق مع کارتوسوں کے لئے ہوئے قافلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہوتا تھا اور ۹ بجے شب کو توپ کے ایک فیر سے یا ہر جانے اور اندر آنے کی ممانعت کر دی جاتی تھی۔

تیسری منزل مقام عین حمرو پر ۹ رمضان کو چند بدوؤں نے قافلہ پر پہاڑی کی آڑ سے گولیوں کے فیر کئے اور ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس مزاحمت سے اوکا مقصود روپیہ حاصل کرنا ہے در صورت روپیہ نہ دینے کے مزاحمت اور فائرنگری کی دہلی تھی، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے مجھے اسکا ذکر کیا، میری رائے تھی کہ جان کا صدقہ مال ہے کچھ روپیہ دیدیا جائے ”مگر اونکی مردانہ ہمت اور استقلال نے اسطرح روپیہ دینا گوارا نہ کیا اونہوں نے علی افندی سے جو ہماری محافظ فوج کے کمانڈنگ آفیسر تھے، میرے اطمینان کے لئے رائے لی اونہوں نے یہی مشورہ دیا کہ ایک پینسین دینا چاہئے، رات نہایت خطرہ میں گزری اور فوجی احتیاطین نہایت سختی سے رکھی گئیں، بچھڑا کوئی خطرہ پیش نہیں آیا۔

چونکہ یہ مقامات بسبب کوہستانی ہونے کے نہایت سخت و خطرناک تھے اسلئے جب انہیں  
کو قافلہ بیان سے روانہ ہوا تو فوج کی ترتیب بدل دی گئی اور زیادہ ہوشیاری و متحذری سے کام لیا گیا  
قافلہ کو فوج نے اپنے پیچ میں لے لیا تھا اور میرے تخت روان کی محافظت بہت زیادہ کی جاتی تھی لگے لگے  
ہر اول کا دستہ تباہ پھاڑوں پر چڑھ کر راستہ کو دیکھ بھال کر جھنڈیاں ہلاتا اس کے اشارہ پر قافلہ آگے کو  
بڑھتا تھا ایک بجے دن کے حیفہ کی گھاٹی پر پہلے کچھ بدو چڑھتے ہیں نظر آئے اور پھر گولیاں برسنے لگیں جس پر  
محمد عبید اللہ خان کے قریب سے ایک گولی نکلنے اور میرے تخت روان پر سے بھی کئی گولیاں نکل گئیں، فوجی گارڈ  
نہایت تیزی کے ساتھ اس پہاڑی پر پہنچا مگر بدو بھاگ گئے تھے، جب یہ خطرہ رفع ہو گیا اور مجھ کو اطلاع  
دی گئی تو میں نے سلطان اعظم علی افندی اور اپنی حافظ سپاہ کا شکریہ ادا کیا، حللی افندی صاحب نے میرے  
شکر کے جواب میں کہا کہ ۔

”آپ ایک مغر خاتون اور بیگم بھرپال ماتحت بڑش گورنمنٹ ہیں جنکی حفاظت کا ہم کو باب عالی سے بارہا سخت  
حکم ہوا ہے مجھ کو ہمیشہ اپنا خانہ زاد اور سپاہیوں کو اپنی اولاد قدر فرمائیے یہ پیشہ حضور کی حفاظت میں اہل طرح مرگم پیگے  
جیسے حضور کی فوج ہندوستان میں خدمت کرتی تھی“

اس پر خطر راستہ کو طے کرنے کے بعد قریب مغرب مقام بیر عباس پر قیام کیا۔  
۱۱ رمضان کو جب منزل قریب رہ گئی تو معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ سے ایک ترکہ افسر مع توپخانہ اور  
تین سو سپاہیوں کے استقبال کے لئے آ رہے ہیں صاحبزادہ عبید اللہ خان نے مع اور دو عہدہ داروں کے  
آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی باہمی مشورہ سے فوج اس منزل کے قریب ہی ٹھہر گئی اور توپخانہ قائم  
کر دیا گیا جس وقت میری سواری وہاں پہنچی ۲۱ فرسلا می کے سر ہوئے اور عشاء کے بعد ہمارا قافلہ  
منزل بیردولیش پر قیام ہوا۔

۱۲ رمضان کو قافلہ کوچ کر کے جب بیر علی پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ بیان کے پہاڑوں پر سے سواد

مدینہ طیبہ نظر آتا ہے اکثر اہل قافلہ و فو شوق سے بے تاب ہو کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اس میدان میں ایک نئی اور عجیب قسم کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی جو دماغوں کو معطر کر رہی تھی اور دلوں کو نہرِ حُسنِ بختی تھی۔

بیر علی سے آگے بڑھ کر سوادِ مدینہ طیبہ صاف دکھائی دینے لگا اوس وقت جو جذبات کہ میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے اوس میں ایک خاص کیفیت اور سرور روحانی تھا میں بے اختیار دلی جوش اور خلوص کے ساتھ درود پڑھتی تھی **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ** اور یہی حالت تمام قافلہ کی تھی۔

۹ بجے شب کو قافلہ نے بیر عروہ پر قیام کیا، جہاں سے بلن طیبہ صرف دو میل ہے اکابر و عمائدِ مدینہ منورہ ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صاحبزادہ عبید اللہ خان کو انتظار کی تاب نہ رہی وہ اوس وقت جوش و شوق سے حرمِ محترم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سلام کے لئے چلے گئے، اور قریباً چار گھنٹہ بعد زیارت و سلام سے فارغ ہو کر واپس آئے۔

اس مسئلہ پر فوج میں انتظام نہایت سختی کے ساتھ تھا اور ہر سپاہی معمول سے زیادہ مستعد نظر آتا تھا صبح کے وقت شیخ الحرم کے داماد بطور استقبال آئے اور مجھے ملاقات کی اثنائے گفتگو میں انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ سلطان المعظم نے بار بار تاروں کے ذریعہ کہ تیگم صاحبہ بھوپال کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ اوٹھانہ رکھا جائے میں نے شکریہ ادا کیا، ۹ بجے میں روانہ ہوئی۔

راستہ میں ہمارے قافلہ کے دیکھنے کے لئے جوق جوق آدمی چلے آ رہے تھے، تمام ترکہ فوج میری سواری کے جلو میں تھی، بینڈ اور غلاموں کا باجہ فوجی

نغمہ بجا رہا تھا، باب عنبریہ کے باہر عزت لوحسن مظفر پاشا گورنر مدینہ طیبہ اور خزانہ دار حرم شریف نے فوجی توپخانہ اور بینڈ کے ساتھ استقبال کیا اور ۲۱ فیبرسلا می کے سرکے یہاں پر ایک خیمہ میں جو پہلے سے نصب ہو چکا تھا میں نے مع صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و محمد حمید اللہ خان سلمہ کے اکابر مدینہ منورہ سے ملاقات کی اس موقع پر میں نے اپنی تقریر میں حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی اذن الطاف و عنایات کا شکریہ ادا کیا جو میرے اعزاز و احترام اور میری حفاظت و آسائش کے متعلق مبذول فرمائے تھے، نیز میرا کسب و کار گورنر مدینہ حضرت شیخ الحرم اور دیگر مشائخ و اکابر کا اور نیز حمید افسران اعلیٰ و ماتحت اور عساکر عثمانیہ کا جنہوں نے میرے ساتھ اخلاق و مدارات کا برتاؤ رکھا تھا اور میری حفاظت میں سرگرمی ظاہر کی تھی انہیں شکریہ کیا، میں نے اپنی تقریر میں عساکر عثمانیہ کی دلیری و بہادری اور مستعاری و سرگرمی کی بھی تعریف کی جو انہوں نے میرے سفر میں ظاہر کی تھی۔

اس تقریر کے بعد میں بداری تخت روان شہر میں داخل ہوئی دروازہ بجا بیوی مسلمہ پر صاۃ و سلام پڑھ کر اس مکان میں جو میرے لئے تجویز ہوا تھا مقیم ہوئی مگر چونکہ یہ مکان حرم محترم سے دور تھا اس لئے شیخ الحرم عثمان پاشا کی معرفت دوسرا مکان حرم شریف کے پاس لے لیا گیا۔

چوتھے دن روضہ مبارک پر حاضر ہو کر ارکان زیارت ادا کئے اور پھر جب تک وہاں قیام رہا نماز عشا حرم شریف میں جا کر ادا کرتی رہی میرے لئے شیخ الحرم نے مسجد بیوی مسلمہ میں ایک جگہ مخصوص کر دی تھی رات قیام مدینہ میں شیخ الحرم اور دیگر اکابر اور متوسلین سلطنت ترکی نے دعوتیں کیں اور معزز مستورات سے ملاقاتیں ہوئیں یہاں دعوتوں کا طریقہ مثل یورپین طرز کے تھا جسکو میں اپنے سفر نامہ میں تفصیلاً لکھ چکی ہوں، نواب محمد نصر اللہ خان کی فرمائش کے بموجب نجد سے عمدہ اور اعلیٰ النسل گھوڑے منگائے گئے، دوران قیام میں میں نے اپنے سفر کے معظّمہ کے متعلق بھی غور کر کے کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے یہ فیصلہ کیا کہ بجائے بیبوع اور جدہ کے سلطانی راستہ سے شامی قافلہ کے ہمراہ مکہ منظرہ جاؤں شیخ الحرم بھی اسی راستہ کو اچھا سمجھتے تھے، میرے اس

ارادہ کی اطلاع باقاعدہ سلطان اعظم کو دی گئی سلطان اعظم نے عبدالرحمن پاشا محافظ محل شریف کو میری حفاظت وغیرہ کے متعلق بذریعہ تار حکم دیا اور ہمراہ رہنے کے لئے کافی فوج کا انتظام کیا کیونکہ زمانہ قیام مدینہ منورہ میں بدؤن کے بعض سرداروں نے روپیہ چال کرنے کے لئے دہکیان دی تھیں۔

۲۷ رومی قعدہ کو محل شریف کی روانگی کا دن مقرر تھا، ۱۶ رومی قعدہ کو اپنے قافلہ کے دو حصے کر کے ایک حصہ کو براہ مینوع وجہ مکہ معظمہ روانہ کر دیا۔

۲۷ رذیقعدہ کو عبدالرحمن پاشا مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور مجھے ملنے آئے اسی دن حرم نبویؐ سلام والوداع کے لئے حاضر ہوئے اور بعد نماز عصر ہمارا قافلہ شامی قافلہ کے ساتھ شریک ہو کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور شب کے ۸ بجے میر علی پر پہنچ کر قیام کیا ہم نے احرام حج مدینہ منورہ سے ہی باندھ لیا تھا درنعمو مدینہ منورہ سے جو حج کو جاتے ہیں رابقی پر احرام باندھتے ہیں اور براہ جدہ جانے والے کو علیل سے۔

عبدالرحمن پاشا بہت مہربانی کرتے اور ہماری حفاظت میں نہایت کوشش فرماتے تھے انہوں نے اپنا خیمہ میرے قیام کے لئے دیا چونکہ ہمارے خیمہ جات ساتھ تھے میں نے شکر گزاری کے ساتھ انکار کیا تاہم اخلاقاً و صلتاً انکی یہی رائے تھی کہ میں اونکے خیمہ میں قیام کروں روانگی کے وقت اگرچہ کافی فوج ہمراہ تھی لیکن بدؤن کی ضد سے اطمینان نہ تھا تین منزل تک کوئی خطرہ ظہور پذیر نہ ہوا چوتھی منزل پر مقام خاصل و برجیان کے مابین خطرہ پیش آیا یا ایک پہاڑ کی چوٹیوں پر سے گولیاں برسی شروع ہوئیں ہماری محافظ فوج نے نہایت مستعدی و دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور ایک سمت سے جہان پرکز و ٹھیک پڑتی تھی ترکی تو پچاننے کو بے برساے بدؤن کے لئے پہاڑوں کی قدرتی آڑ موجود تھی دو گھنٹہ تک وہ مقابلہ کرتے رہے سلیمان آقا یوزباشی شہید ہوئے اور چند بدو بھی مارے گئے بالآخر فوج نے جو پہاڑ پر چڑھ گئی تھی اون کو منتشر کر دیا عبدالرحمن پاشا نے احتیاطاً اپنے تخت روان پر مجھے سوار کرا دیا تا کیونکہ بدؤن کی زد ہمارے ہی قافلہ اور میرے ہی تخت روان پر تھی، خدا کے فضل سے قافلہ سب محفوظ رہا اور ۶ ذیحجہ کو ۱۲ بجے مکہ معظمہ میں امر کیجئے

ہم داخل ہوئے۔

نہر ایلسی احمد راتب پاشا والی حجاز اور ہر ہائینس عون الرقیق پاشا شریف مکہ نے مع فوج اور بیڑ  
دیگرہ کے مقام شہد آنگ استقبال کیا اور سلامی سرگئی۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے دوسرے دن میری طرف سے اونے ملاقات کی اثنائے قیام میں شریف عظیم  
اونکی بی بی، عبد الرحمن پاشا گورنر دمشق، گورنر حجاز، شیخ محمد صالح شیبی (کلید بردار حرم محترم) وغیرہ  
ملاقات کو آئے، اور میں نے شریف صاحب اور گورنر صاحب حجاز سے ملاقات بازوید کی یہاں اکثر عرض  
بھوپال کی بطلب خیریت موصول ہوئیں جبکہ جواب دیا گیا۔

۸ ذیحجہ کو عرفات کو روانہ ہوئی ۹ ذیحجہ کو حج ادا کیا ۱۲ ذیحجہ کی شام تک منا اور مزدلفہ میں مناسک  
حج ادا کرنے کے بعد مکہ معظمہ واپس آئی۔

حج کے متعلق میں اس موقع پر کوئی تفصیلی بحث نہیں کرنا چاہتی کیونکہ میں اسکو اپنے سفر نامے کی جلد  
اول میں لکھ چکی ہوں البتہ مختصر حقیقت حج بیان کرنا نا موزون نہ ہوگا۔

مذہب اسلام تکمیل توحید کے لئے دنیا میں آیا ہے اور جب قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ بھی  
اشاعت و تبلیغ توحید کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے اسلام اون تمام انبیاء کی تصدیق اور اون کے  
مقدس احکام و ہدایت کی تعلیم کرتا ہے۔

لیکن مذہب اسلام کو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام کے ساتھ ایک گہرا اور خاص تعلق ہے  
اور اسی تعلق کی بنا پر اسکو ملت ابراہیمی بھی کہتے ہیں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام نے جس اعلیٰ اور عمدہ  
طور پر خدا کو پہچانا، اور جس طرح ستارے چاند سورج کی چمک دمک دیکھنے اور انکو خدا سمجھنے اور پھر انکے  
غائب ہونے کے بعد اپنے دل کی رہبری اور نور فطرت کی روشنی میں بے اختیار ہو کر کہا اِنِّیْ وَجَّهْتُ  
وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسکا ذکر بالوصف کلام پاک میں

موجود ہے اونہوں نے توجہ کار از پاکر خدا سے واحد ذوالجلال کی وحدانیت کی تبلیغ شروع کر دی اور اوی کی عبادت و دعا کے طریقہ بھی بتلائے اونہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے بنائے ہوئے گھر کو جو خداوند کریم کے نام پر بنایا گیا تھا اور زمانہ کے امتداد اور طوفان نوح کے صدمات سے اسکا وجود نہ رہا تھا از سر نو تعمیر کیا، اوسوقت سے حج کا طریقہ جاری ہوا جو باوجود صدیاں گزرنے اور پھر دنیا کے مطلع پر شرک و جہل کی بدلی چھا جانے کے بھی جاری رہا گو اسہیں بعض اصول تغیر پذیر ہو گئے۔

سنہ عام الفیل یا سنہ ۶۱۰ء میں جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ترویج پشت میں تھے تو آپ نے بھی اپنے جاگرامی کے طریقہ کی پیروی فرمائی اور حج کا جو مفہوم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قرار دیا تھا آپ کے زمانہ میں بھی قرار دیا گیا اور بعض دیگر عمدہ اصول اضافہ کئے گئے اور اسکو باعتبار دینی و دنیوی منافع کے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا تاہم ارکان حج میں ابراہیمی طریقہ کی ہی عبادت و دعا ہے حتیٰ کہ لباس ہی وہی ہوتا ہے جو اس زمانہ میں استعمال ہوتا تھا، اطراف دنیا سے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں اسی موسم میں وہاں جمع ہوتے ہیں اور اونہیں ایام میں ارکان حج ادا کرتے ہیں جو اسوقت سے مقرر ہیں۔

حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو تائیدی واقعات کیساتھ جب کانچ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک خاص اثر خدا پر توکل، صبر و استقلال اور رضایہ قضا اللہ کا ہوتا ہے اسکے علاوہ مختلف ممالک سے جو جو آدمیوں کا جمع ہونا فائدہ معاشرت و تمدن کے لئے بھی نہایت نتیجہ خیز ہے پھر جب صحابہ ممالک کے باشندے جو زبان و لباس عادات و خصائل اور صورت و مراتب میں باہم دگر مختلف ہوتے ہیں ایک ہی جگہ ایک ایسے لباس میں جمیں کوئی امتیازی بات نہیں ہوتی بلا تفریق مدارج جمع ہو کر اس خدا سے ذوالجلال کی عبادت کرتے ہیں تو وہ روحانی تربیت کیلئے ایک ایسا افضل سو فیض عملی طریقہ ہو جاتا ہے جسکی مثال نہیں مل سکتی اور یہ نظارہ بجائے خود انسان کے دل و دماغ پر ایسا اثر کرتا ہے جو یکٹون و غطون

اور بند و فصل سے بھی نہیں ہو سکتا غرض حج سے فارغ ہونیکے بعد ہمارا قافلہ ۲۲ ذیحجہ کو جدہ روانہ ہوا، ہزہر کسلنی احمد راتب پاشا نے واپسی کے وقت جدہ تک حفاظت کا معقول انتظام کر دیا تھا خدا کا فضل تھا کہ قافلہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی، ۲۳ ذیحجہ کو بخیر و عافیت قافلہ داخل جدہ ہوا، جہاز اکبر بندر پرتیارتنا بغور داخل ہوا جدہ کہین مع شہر یار دہن اور دونوں صاحبزادوں کے اسی پردہ دار کشتی پر سوار ہو کر جہاز پر آگئی اور جدہ میں داخلہ کی اطلاع بذریعہ تار عبد الرحمن پاشا علی پاشا ہزہر کسلنی احمد راتب پاشا و شریفیت صاحب مکہ مکرمہ کو معرفت برٹشس کونسل دی گئی۔

۲۵ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ = ۱۳ مارچ روز یکشنبہ کو بعد عصر کے جہاز نے لنگرا وٹھمایا، پہلے میرا ارادہ براہ نیبوع وجدہ مکہ معظمہ جانے کا تھا اسلئے نیبوع اور جدہ کے بحری سفر کے لئے بھرہ نامی جہاز تجویز کیا گیا تھا لیکن جب بوجہ وقوع امور متذکرہ بالا محل شریف کے ساتھ روانگی کی رائے قرار پائی تو تنسیخ معاہدہ بہرہ کی بابت ہر ہائینس خدیو مصر نے جو کچھ ہر بانی فرمائی تھی سینے بہان اگر بذریعہ برٹشس کونسل اسکا شکریہ ادا کیا۔

۲۵ محرم ۱۳۱۶ھ ہجری = ۲۵ مارچ کی شب کو ہمارا جہاز داخل بمبئی ہوا، میجر ایل ایمپی صاحب ہمارے پولیٹیکل ایجنٹ، نواب محمد نصر اللہ خان مع جبریس جہان بیگم و نیز دیگر اراکین و متوسلین کے بمبئی میں استقبال کے لئے موجود تھے۔

سب سے پہلے میجر ایمپی صاحب بہادر میرے جہاز پر پہنچے انہوں نے واپسی سفر اور حج کی مبارکباد دی اور حالات سفر دریافت کرتے رہے، انہوں نے پوچھا کہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب ابھی تک نہیں آئے وہ جھکولے تھے اور کتنے تھے کہ میں جہاز پر جاؤں گا تو ٹری ویر بعد نئی اسرار حسن خان بھی جبریس جہان بیگم کو لیکر آئے، جبریس جہان بیگم کو بیٹے نہایت تندہت اور قوی پایا اور بقدر فکر اس سفر میں انکی طرف سے ہمتی تھی اوسے قدر اوند کو دیکھ کر اطمینان ہوا، سفر حجاز میں ماسوا خیا لاتظام



اور آفت طاعون کی جو بھوپال میں پھیلی ہوئی تھی زیادہ تر خیال برہیس جہان بیگم اور نواب محمد نصر اللہ خان رہتا تھا، میری عدم موجودگی میں سحر اپنی صاحب بہادر برہیس جہان بیگم کو اکثر جاکر دیکھتے رہتے تھے، اب مجھے برہیس جہان بیگم کو دیکھ کر تو اطمینان ہو گیا تھا لیکن نواب محمد نصر اللہ خان کے دیکھنے کے لئے چشم منظر انتظار کر رہی تھی۔

۸ بجے شب کو نواب محمد نصر اللہ خان جہاز پر اگر مجھے ملے مختصر کیفیت سفر ادون سے بیان کی شب کو وہ میرے نزدیک ہی جہاز پر ٹھہر گئے، اور تینوں بجائی باتون میں مشغول رہے، اگلی پک جانے سے مجھے سخت تکلیف تھی اسلئے نیند نہیں آتی تھی رات کا نصف حصہ انہیں عزیزوں کی باتوں میں بسر ہو گیا اور پھر سب نے آرام کیا۔

۸ محرم کی صبح کو جہاز بندر پر لایا گیا اور ہم بحیرہٴ ساحل پر اترے داخلہ کے وقت گارڈ آف آنر نے پلیٹ فارم پر سلامی دی اور نوچانہ سے شکستہ سلامی سر ہوئی۔

اوسے تاریخ کو صرف چالیس آدمیوں کو اپنی ہمراہی کے واسطے رکھ کر باقی کو بذریعہ اسپیشل ٹرین مساجد حاجی محمد عبید اللہ خان کے ہمراہ بھوپال روانہ کیا اور میں نے ”مظفر ہال“ میں قیام کیا نواب محمد نصر اللہ خان بھی کبھی میں میرے پاس مقیم رہے۔

دوران قیام میں مینے مدرسہٴ نسوان اور کارخانہ پارچہ بانی کا ملاحظہ کیا اور دیگر قابل دید انسٹیٹیوٹ اور عجائبات کی سیر کی ہر ہائینس ہمارا چہ بڑودہ سے بھی ملاقات ہوئی۔

۱۴ محرم ۱۳۳۵ ہجری = ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو میں اسپیشل ٹرین میں بمبئی سے سوار ہو کر ۱۵ محرم = ۱ مئی کو دو شنبہ کے دن (۳۱) بجے داخل بھوپال ہوئی، ریاست کے وٹینگ روم میں ٹھہر کر اراکین و خواہنوں سے ملاقات کی، میری واپسی پر نواب محمد نصر اللہ خان نے نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام کے ساتھ استقبال کا انتظام کیا تھا، یوں تو تمام شہر میں صفائی، آئینہ بندی،

اور روشنی کا اہتمام وسیع پیمانہ پر تھا، جا بجا عارضی دروازے بنوائے تھے اور سڑکوں پر دور و بہ دور چاندی کے نصب تمین، گر صدر منزل، شوکت محل، ہمایون منزل کے احاطوں میں خاص طور پر بہت زیادہ اعلیٰ انفاست کے ساتھ آرائش تھی، فوجی جلیوس اور کل ماہی مراتب وغیرہ بھی تنہا تو پچانے سے سلائی کی توپیں سر ہوئیں، رعایا پر ایسا جوش و شوق میں آئیشیں ہے شہر تک رہگزار اور کوٹھنوں پر کھڑی ملی تھی، شخص کے چہرہ پر لباشائے خوشی چھائی ہوئی تھی یہ روشنی وغیرہ ریاست کی جانب سے تھی دوسرے روز نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی طرف سے صدر منزل اور شوکت محل پر روشنی کرائی اور بڑے کھلم کھلا دعوت کی۔

۲۷ محرم کو تبرکاتِ حرمین شریفین فوجی جلیوس و استقبال کے ساتھ لائے گئے، اور اسی دن آتش بازی وغیرہ بھی سر ہوئی غرض کہ یہ مبارک سفر (۵) ماہ (۱۰) دن میں ختم ہوا اور خداوند کریم نے مجھے ایک اہم فرض سے نچوڑ کر غلبہ و سکروش فرمایا، رَبَّنَا اقْبَلْ مَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ +



## باب ۲۲ فائن آرٹس مصور می کی مشق

مجھے آرٹس کی طرف بچپن ہی سے دلچسپی تھی مگر چونکہ اس زمانہ میں کیمکس اس طرف توجہ نہ تھی اور صنعتی تعلیم معمولی دست کاری تک محدود تھی جو زیادہ تر کپڑے پر کی جاتی تھی لہذا اچھا کیمکس بھی اسی معمولی ہتھکڑی کی تعلیم دی گئی مگر فائن آرٹس کا شوق میرے دل میں تھا اور میں چاہتی تھی کہ مجھے امور و مہارت ریاست سے کچھ فرصت ملے تو میں اپنا وقت آرٹس کے حاصل کرنے میں گزاروں۔

اٹنا سفر حجاز میں مسٹر میکوارٹھ نے جو جدہ تک میری ہم سفر تھیں اور آرٹس سے کچھ واقف تھیں ایک جہاز کی تصویر جو واٹر کلر کی تھی میرے سامنے بنائی مجھے چونکہ شوق تھا میں نے غور و خوض کے ساتھ اس تصویر کی طرف توجہ کی اور ضروری باتیں دریافت کر کے بحری سفر اسی مشغلہ میں بسر کرنے لگی، مینوع تک مسٹر میکوارٹھ ہمراہ تھیں اسکے بعد وہ انگلینڈ چلی گئیں اور میں نے سرزمین حجاز پر قدم رکھا اب مجھے ایک ہتھکڑی مہارت ہو گئی تھی میں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تصویریں واٹر کلر کی تیار کیں عدن کے پہاڑوں کی تصویریں کھینچیں اور جابجا جو منظر اچھا معلوم ہوا اسکا چرہ اوتا را۔

واپسی میں جب میں نے بمبئی میں قیام کیا تو وہاں کے عجائبات تعلیم گاہوں اور صنعت و حرفت کے کارخانوں کے ملاحظہ میں آرٹس کی طرف بہت توجہ کی مینے چاہا کہ یہاں کوئی لیڈی جو ماہر فن ہو میرے آجائے لیکن خاطر خواہ کوئی لیڈی میسر نہ آئی البتہ مس دہن بائی جیو ایک پری لیڈی تھیں اور آرٹس میں بطولی اکتی ہیں میرے ہمراہ ہوا پالٹیا اور میری مہمان پینٹ ان ہی مشغلہ ہاتھوڑے عرصہ کے بعد وہ چلی گئیں اور میں بغیر کسی کی مدد تصویریں تیار کرنے لگی۔

## باب ۳۳

## ولادت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان

جس دن میرا قیام مدینہ منورہ میں ہوا یہاں بھوپال میں ۹ بجے شب کو بتایا کہ ۱۲ رمضان ۱۲۸۱ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۶۴ء کو نواب محمد نصر اللہ خان کے محل میں فرزند دین کی ولادت باسعادت ہوئی حسب معمول صبح طلوع فتح گڑھ سے ۵ فیر سلامی کے سر کئے گئے اہل فوج نے شوکت محل کے دروازہ پر اکراٹھا رشتی و مسرت کے لئے بند و قین سرکین اور اراکین و اعیان ریاست نے حاضر ہو کر نواب صاحب کو مبارکباد دی مجھے بذریعہ ٹیلیگرام مدینہ منورہ میں ولادت کی اطلاع دی گئی اور مولود مسعود کے نام تجویز کرنے کی خواہش کی گئی چونکہ مدینہ منورہ تک تار نہیں تھا اسلئے جدہ سے بذریعہ شتر سوار کے جسکو برٹش کونسل نے بھیجا تھا دس دن میں اطلاع پہونچی۔

مدینہ الرسول میں جو مسلمانوں کو دلون پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ایک ایسی دھندانی کیفیت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی ایسی حالت میں اس خوشخبری نے میرے دل پر عجب اثر پیدا کیا میں مولود مسعود کی ترقی و عمر و اقبال کی دعا کی اور اس خوشی میں نقل بادام اور خررے کے خوان حرم محترم میں بیٹھے، صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھیچہ پیدا ہونے کی خبر سن کر باغ باغ تھے سب نے نواب محمد نصر اللہ خان کو مبارک باد کے تار روانہ کئے جو بذریعہ ساندٹی سوار کے بحری اسٹیشن جدہ پر بھیجے گئے قافلہ کے اراکین و متوسلین اور ملازمین نے جمع ہو کر مجھے مبارکباد دی میں نے اسوقت کی مناسبت سے ”محمد حبیب اللہ خان“ نام تجویز کیا کیونکہ جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حبیب اللہ کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے اور اس مولود مسعود کی خبر بھی مجھے اسی رسول پاک کے

مقدس وطن میں پہنچی تھی اس نام کے رکے جانے کی اطلاع بھی بذریعہ ٹیلیگرام کی گئی۔

چودھویں روز حسبِ نشا، میان ولایت علی خان جو مولودِ مسعود کے نانائیں رسمِ حقیقہ سادگی سے ادا کی گئی اور چونکہ بوجہ سلسلہ ٹیلیگرام نہ ہونیکے مدینہ منورہ سے ہندوستان کو تار بہت دیر میں پہنچتا ہے اسلئے میرے مجوزہ نام کی اطلاع حقیقہ کے وقت تک نہ پہنچی تھی اور چونکہ حقیقہ کے وقت نام لیا جانا ضرور ہے ازاں وقت حقیقہ مولود کا نام ”عبداللہ“ رکھ دیا مگر جب میرا رپونچا جو ولادت سے سترہ روز بعد موصول ہوا تھا تو میرا مجوزہ نام حبیب شاہ خان قرار پایا، حقیقہ کے علاوہ دیگر تمام مراسم کا ادا کیا جانا اور خوشیوں کا اظہار میری والدہ بی بی پر ملتوی رہا۔

میں ۱۲ محرم ۱۳۲۲ ہجری کو سفرِ حجاز سے واپس آکر داخل بیوپال ہوئی اور مولودِ مسعود کو دیکھا ہی کہ خاندانی خوشیاں بھی کیسی عجیب ہوتی ہیں اور کس طرح روح کو تازہ اور دل کو شگفتہ کرتی ہیں میں نے بیان کر سکتی کہ دونوں صاحبزادوں کی اولاد کی بہار نے کس قدر میرے دل کو مسرور کیا خدا کا شکر ہے کہ اوس اپنے فضل و کرم سے پوتی اور پوتے کی نوعِ متین عطا فرمائیں، بھوپال کی فرمانروائیاں بیگمات میں ہیں ہی ایک ایسی فرمان روا ہوں جسکو خداوندِ کریم نے اولادِ نرینہ عطا کی اور جس کو خاندان میں اوس نے برکت دی میں اس دنیا سے ظاہری میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتی ہوں کیونکہ اوس کے الطاف و المال والبنون زینۃ الحیۃ الدنیا کی مصداق ہوں اور میں ہمیشہ خدائے عزوجل سے مثل حضرت سلیمان علیہ السلام کے دعا کرتی ہوں رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصِلِّ عَلٰی فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ نَبْتُ اِلَیْکَ وَلَیِّنٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور اوسکے حضور میں ملتی رہتی ہوں کہ وہ زندہ رہیں اور ان میں ہر ایک صلح ہو اور وہ میرے لئے باقیاتِ صالحات ہوں

حقیقہ مذہبِ اسلام میں واجب ہے اور اس واجب کے ادا کرنے کی فضیلت بدرجہ اولیٰ (۱) روز اور بدرجہ اوسط (۱۴) اور بدرجہ کثر (۲۱) روز اور بدرجہ انتہائی (۴۰) روز ہے۔ یوں اختیار ہے کہ جب دل چاہے کیا جائے لیکن بہر صورت حقیقہ کو لازمی امر ہے۔ فرزند کے لئے دو بکریں اور دختر کے لئے ایک فوج ہونا ہے۔ اور مولود کے بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کی جاتی ہے۔

اس لئے کہ والیا کفایت الصلیات خیر عند ربک ثواباً و خیراً ممالاً

چونکہ تقریبات میرے آنے پر ملتوی کر دی گئی تھیں اس لئے جب میں آگئی تو وہ سلسلہ شروع ہوا، تمام اراکین و خواتین اور رعایا نے حج و زیارت حرمین شریفین اور حبیب اللہ خان کی ولادت کی مبارکباد بان دین تہنیت نامے اور قصائد پیش ہوئے اور سب لوگوں کی طرف سے جڑوں کے پیش کر نیکی خواہش کی گئی، میں نے وہی طریقہ اور وہی پیمانہ رکھا جو صاحبزادی جبریس جہان بیگم کی ولادت میں تھا۔

۱۱ ربیع الاول کو صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان کی طرف سے جوڑہ ویسی ہی دہوم دہام سے ہوا جیسا کہ نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی بھتیجی کا کیا تھا، ۱۲ ربیع الاول کو دعوت عقیقہ کی گئی، ۱۸ ربیع الاول کو میری اور صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان کی طرف سے جوڑہ کیا گیا۔

ان تمام تقریبات کا انتظام اور طریقہ مثل تقریبات صاحبزادی جبریس جہان بیگم کے تھا البتہ چند امور میں فرق تھا جو جنس انات و ذکور میں قدرتی تفاوت سے ہونا چاہیئے تھا لیکن تمام داد و دہش اور انعامات وغیرہ کی مقدار میں پوری مساوات تھی۔

۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۲ ہجری سے ماہ ۲۵ مولود مسعود کے اخراجات کے لئے مقرر کئے گئے اردلی اور سلامی ادا کئے جانے کے متعلق احکام جاری ہوئے۔



## باب (۲۴)

## صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی تعلیم و تربیت

جیسا کہ میں گذشتہ اوراق میں تحریر کر چکی ہوں بوجہ نہ سپرد ہونے کسی کام ریاست کے نہ حکومت فرصت تھی میں نے اپنی اولاد کی تربیت اپنے ہی ذمہ لے لی تھی، جب صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان چار سال چار ماہ چار یوم کے ہوئے جو زمانہ کہ مسلمانوں میں بالعموم آغاز تعلیم کا ہے تو انکی تعلیم و تربیت بھی خاص طور پر اول اصولوں کے ساتھ جو بچوں کی عمدہ تربیت و تعلیم کے لئے ضروری ہیں میں نے شروع کی اور سطرط کراہیروں کے بچے اناؤں اور آیاؤں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں میں نے اپنی کسی اولاد کو بھی سپرد نہیں کیا کیونکہ مسلمانوں میں اسوقت تو کیا ابھی تک بھی کوئی ایسی تعلیم یافتہ عورت جو بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے اور اوپر کامل بھروسہ ہو سکے موجود نہیں ہے۔

یہ تقریب بھی ویسی ہی لگی جس طرح کہ ہمارے یہاں اور تقریبات ہوتی تھیں صرف اپنی ڈیوٹی کے متوسلین کو شیرینی وغیرہ تقسیم کر دی گئی۔

طرز تعلیم کے متعلق ہماری رائے یہ تھی کہ قدیم و جدید طریقوں کو ملا کر ایک طرز اختیار کیا جائے لیکن ایسے استاد و اتالیق جو اس طرز پر تعلیم دے سکیں نہ مل سکے تھے، باوجودیکہ دونوں صاحبزادوں کی تعلیم کے لئے استاد و علماء مقرر تھے اور ہکواؤں کی قابلیت میں کسی طرح کا کلام نہ تھا، لیکن ہکواؤں کی ہی اسے بتانی کہ یہاں کے علماء اور استاد ہماری طبیعتوں کے موافق بغیر ہماری نگرانی کے طرز جدید پر تعلیم دینگے لہذا میں نے ان کو صرف استادوں پر ہی نہیں چھوڑا بلکہ خود بھی تعلیم و تربیت اور نگرانی کی اسکے علاوہ صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کے متعلق یہ تجزیہ بھی ہو چکا تھا کہ جو عمدہ تعلیم ہو نہ خود نواب صاحب

احشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم سے حاصل نہ ہو سکی، حتیٰ کہ کلام مجید کا زیادہ حصہ بھی نواب صاحب مدح ہی نے باوجودیکہ وہ حافظ نہ تھے حفظ کرایا۔

سب سے پہلے جو کتاب صاحبزادہ حمید اللہ خان کو شروع کرائی گئی وہ قاعدہ بغدادی تھا اسکے بعد ضروری مسائل روزہ نماز اور ارکان دین کی زبانی تعلیم دی اور یہی اصول لینے ابتداً بڑے صاحبزادوں کو سکھایا ہی اختیار کئے تھے۔

اس تعلیم کے علاوہ سب سے زیادہ خیال جس تعلیم کا رکھا گیا وہ اخلاقی تعلیم تھی کیونکہ اسی عمر سے شایستگی اخلاق پیدا کرنی سخت ضرورت ہوتی ہے تقریباً ایک سال کے عرصہ میں انہوں نے قاعدہ بغدادی وغیرہ کو ختم کیا اوسکے بعد قرآن مجید شروع کرایا گیا، اوسکے ساتھ ساتھ اردو کی پہلی کتاب مطبوعہ لاہور بھی اونکے سلسلہ درس میں رکھی گئی قرآن مجید اور اردو کی تعلیم میں نے خود ہی دینا شروع کی لیکن اب بلحاظ اپنی کم فرصتی کے دہی کتابوں کی خواندگی کا وقت آجانے سے ایک استاد کی امداد کی ضرورت معلوم ہوئی، اس امداد کے لئے بیٹے منشی عبدالرؤف خان وکیل ریاست کے والد مولوی محمد حسین خان کو منتخب کیا کیونکہ وہ نہایت نیک آدمی تھے طلباء کو فارسی کی دہی کتابوں کے مطالب سمجھانا کا بہت اچھا ملکہ تھا، صاحبزادہ حمید اللہ خان کے مدرس فارسی رہ چکے تھے طریقہ تعلیم ان کا نہایت عمدہ تھا اور صاحبزادہ موصوف کو تین سال میں انہوں نے فارسی کی تعلیم دی تھی۔

صاحبزادہ حمید اللہ خان درس کے علاوہ خوش نویسی کی مشق کبھی کبھی اپنے بڑے بھائیوں کے استادوں سے کیا کرتے تھے نواب احشام الملک بہادر نے میری صدر نشینی کے بعد انگریزی شروع کرا دی تھی اور اوسکے لئے پنڈت دیودت کو تجویز کیا تھا اوسوقت وہ قرآن مجید کے بیس پارے پڑھ چکے تھے، اس عرصہ میں نواب احشام الملک کا انتقال ہو گیا، امور ریاست میں وزیر میری مسرور فیتین بڑھتی جاتی تھیں اودکا قرآن مجید ختم ہو چکا تھا لفظی ترجمہ پڑھتے تھے، میں نے مناسب سمجھا کہ ان کی



باقاعدہ تعلیم شروع کیا ہے لہذا نشی لیاقت علی، ایم، اسے، جو میور سنٹرل کالج الہ آباد کے گریجویٹ ہیں تعلیم انگریزی کے لئے مقرر کئے گئے، اُن کے ذمہ انگریزی کے علاوہ اُردو اور حساب کی تعلیم بھی رکھی لیکن میں اپنی نگرانی بھی رکھتی تھی اور جب درافتر صحت لاتی اُن کے سبقوں کو سن لیا کرتی تھی، سواری نشانہ بازی وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ سیکھ گئے، دینیات میں علاوہ اُن ضروری حلوں کے بنکامین نے ذکر کیا ہے کلام مجید کا ترجمہ لازمی قرار دیا کیونکہ ایسی عمر میں قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھانا بہت مفید ہوتا ہے اُس سے دلی نیکی پیدا ہوتی ہے اور عقائد راسخ ہو جاتے ہیں، اول اول ترجمہ میں خود پڑھاتی تھی لیکن امور ریاست کے انصرام اور نواب احتشام الملک کے انتقال کی وجہ سے میں سخت عہدیم الفرصت ہو گئی مجبوراً مولوی عبدالکریم کو مقرر کیا لیکن پھر حجاز میں ترجمہ کا درس میں خود ہی دیتی رہی اسی طرح کل چار پاروں کا ترجمہ پڑھایا گیا۔

بھوپال واپس آنے کے بعد سلسلہ ٹوٹ گیا اور ترجمہ ناتمام رہا گو اب بھی وہ کبھی کبھی خود اپنے شوق سے پڑھ لیتے ہیں لیکن جس طور پر کہ میرا مقصد تھا اور تعلیمی مصروفیت کی وجہ سے پورا نہیں ہوا تاہم مجھے انکے شوق اور پاس ادب مذہبی سے امید ہے کہ وہ میرے مقصد کے مطابق خود ترجمہ ختم کر لیں گے۔

نشی لیاقت علی اگرچہ تعلیم انگریزی دیتے تھے مگر میں نے حمید اللہ خان پر اُن کا عمدہ اثر نہیں دیکھا، اور نیز مجھ کو ضروریات زمانہ کے مطابق تعلیم کا زیادہ خیال تھا اسلئے میں نے اُنکی آئندہ طرز تعلیم کے متعلق غور کرنا شروع کیا اسی زمانہ میں کہلہنی لارڈ کرزن صاحب بہادر کا فریڈیا جبین اونیون نے روسا، ہند کے بچوں کی تعلیم کی بابت مشورہ طلب کیا تھا میں نے اس مسئلہ پر غور کر کے اُنکو جواب تحریر کیا اور صاحبزادہ حمید اللہ خان کے متعلق پہلے میری رائے ہوئی کہ میو کالج میں داخل کر دوں مگر بوجہ کم سنی داخل کرنا مناسب نہ جانا۔

ڈیلی کالج اندور کی حالت متزلزل ہو رہی تھی اور قریب تھا کہ یہ کالج جس سے روسا سنٹرل انڈیا کو کم و بیش قابل شکر گزاری فوائد حاصل ہوئے تھے اور جو اُن کے محسن میجر ڈیلی کی یادگار تھا ٹوٹ جاتا

لیکن روسا کی توجہ اس کے استحکام کی جانب مبذول ہوئی اور اس کے قائم رکھنے میں سہی تبلیغ شروع کی اس لحاظ سے اونکو ڈیڑھ کالج میں بھیجا زیادہ موزوں تھا اولیٰ یقین تھا کہ مقابلہ پرائیوٹ تعلیم کے کالج میں رہ کر عمدہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں مگر جیسا کہ اونکی تعلیم کا مجاہد خیال تھا اسی طرح ہوپال کے جاگیرداروں اور اتھان ریاست کی اولاد کی سہی تعلیم کو زحمت تھی اور ان کے لئے ایک مثال قائم کرنا نہایت ضرور تھا لہذا میں نے اپنے انگریز دوستوں کی وساطت سے ایک یورپین استاد کی تلاش کی میجر میسرز اسمتھ صاحب کے ذریعہ سے مسٹر پین کی نسبت اطلاع ملی مگر اس عرصہ میں مسٹر میسرز اسمتھ صاحب کا تباہ و برباد ہو گیا، اون کے بعد پیر سیکر صاحب آئے بعد چند سے اونکی بھی بدلی ہو گئی، اور لوارد صاحب تشریف لائے چونکہ مجاہد صاحبزادہ حمید اللہ خان کی تعلیم کی بہت فکر تھی جملہ پولیٹیکل ایجنٹ صاحبان سے اسکا تذکرہ و مشورہ رہتا تھا چنانچہ کرنل لوارد صاحب نے مسٹر لوئس کی سفارش کی مسٹر لوئس سے خط و کتابت کی گئی لیکن اس اثنا میں بیوک کالج میں ملازم ہو گئے میجر میسرز اسمتھ صاحب نے مسٹر سی ایچ پین، ایم، اے (آکسن) کی درخواست بھیجی اونکا تقرر منظور کیا گیا، اور اب ایک یورپین استاد کے ذریعہ سے صاحبزادہ حمید اللہ خان کی تعلیم ہوپال میں شروع کی گئی۔



## باب (۲۵)

## ہزار کلسنی لارڈ کرزن سے ملاقات

سفر جاز سے واپسی کے بعد مجھے موقع نہیں ملا کہ میں کلکتہ وغیرہ جا کر ہزار کلسنی دیکھنے سے دوڑ کر ہنر مند ہوں۔  
 سے ملاقات کر سکوں لیکن اسی اشارہ میں مجھے معلوم ہوا کہ ہزار کلسنی لارڈ کرزن انگلینڈ کو رخصت پر جانے والے  
 ہیں، اور ۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء کو اوٹکا اپیشل سٹیشن ہو پل سے گزرے گا، اسلئے میں نے اسٹیشن پر ہی ملاقات کا انتظام کیا۔  
 اسٹیشن پر بیٹھ اور رسالہ اخبار میہ اور جہٹ اعانت شاہی اور انگریزی موجود تھی، اسٹیت  
 وٹنگ روم کے قریب ریاست کا پھریرا اوڑھ رہا تھا، بانا قی فرش اور خوشنما گلون سے اسٹیشن کی  
 آرائش کی گئی تھی، جماعت انتظامیہ نے اسٹیشن کے بیرونی حصہ کو جہڑیوں اور پھرڑیوں سے آراستہ  
 کیا تھا، میرے ہمراہ نصر اللہ خان، عبید اللہ خان اور حمید اللہ خان سلمہ اللہ تعالیٰ، معین المہام نظیر المہام  
 نائب معین المہام، نائب نظیر المہام اسٹیشن پر موجود تھے، وٹنگ روم کے دونوں طرف پردہ دار خاتون  
 کھڑی تھیں۔

۳ بجے اسٹیشن ٹرین داخل ہو پال ہوئی اور ہزار کلسنی کا سیلون خاتون کے سامنے ٹھہرا، فوج  
 اور بیٹھنے والی ادا کی اور قلعہ فتح گڑھ سے ۱۵ فیر سلامی کے سر ہوئے۔

ہزار کلسنی نے سیلون سے اتر کر مجھے مصافحہ کیا میرے پاس حمید اللہ خان کھڑے تھے، انکی طرف  
 ہزار کلسنی نے عنایت آمیز اشارہ کر کے فرمایا کہ ”دس ازبائی پیچ“ پھر وٹنگ روم میں تشریف لاکر قریب نصف گنٹہ تک  
 نہایت اخلاق و عنایات سے گفتگو فرما کر جانب بھی روانہ ہوئے، چونکہ میں جج سے واپس آئی ہوئی تھی  
 اسلئے ہماری گفتگو میں زیادہ تر واقعات سفر جج کا حصہ تھا۔

## باب (۲۶)

## متفرق انتظامات سال سوم

۱۔ سال سوم میں بندوبست پنج سالہ کی تکمیل ہوئی اور پانچ لاکھ پچپن ہزار چار سو تتر و پستیرہ آنہ کی رعایت مستاجرون کے ساتھ کی گئی۔

۲۔ پولس کے انتظام میں جدید اصلاحیں ہوئیں اور مفصلات کے تھانوں میں زائد کانسٹیبلوں کا اضافہ ہوا، اس سے قبل بغرض امداد پولس دو فوجی کمپنیاں مقرر کی گئی تھیں اور چونکہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ بغرض تحفظ جان و مال رعایا پولس زیادہ کی جائے اسلئے انہیں دو نوں کمپنیوں کی مستقل حمایت (۲۲۰۰) دو ہزار دو سو نوے پولس میں شامل کر دی گئی اور اخراجات ایک لاکھ اکیانوے ہزار دو سو اسی روپیہ رہے اس انتظام سے انسداد جرائم میں کامیابی ہوئی اور بمقابلہ پہلے کے جرائم میں بہت کمی واقع ہو گئی۔ چوکیات کی تعمیر کے لئے تیس ہزار صفر منظر کیا گیا۔

۳۔ صیغہ جنگل میں باوجودیکہ بہت زیادہ مصارف ہوئے لیکن کوئی ترقی و کامیابی نہ ہوئی تھی کہ اخراجات کے لئے بھی اسکی آمدنی کفایتی نہ ہوئی۔

۴۔ سرکار خلد نشین کے زمانہ سے شہر کی لڑکیوں کے لئے ابتدائی تعلیم اور صنعت کا ایک مدرسہ موسوم بہ "گٹوریگرل اسکول" جاری تھا جو ایک یورپین لیڈ میس بیٹرس اور انکی نائب تارابی کی نگرانی میں تھا، اس میں کارپیٹ اور اون کا کام سکھایا جاتا تھا، کیونکہ اس زمانہ میں یہی کام تھا، جو انگلستان سے آکر ہندوستان میں زمانہ دست کاری میں داخل ہوا تھا اور اسکی ادسوقت بہت قدر تھی، بعد وفات سرکار خلد نشین کے سرکار خلد مکان نے بھی ایک "آفینج اسکول" بلیکس جہاں سکیم

کی یادگارین مدرسہ بلقیسی کے نام سے قائم کیا تھا اور ان اسکولوں پر اونکی بہت توجہ تھی لیکن وزیر کے زمانہ میں جہان اور انحطاط ہوئے وہاں ان مدارس میں بھی تنزل ہوا، میں نے اپنی صدر نشینی کے بعد جب معاینہ کیا تو علم بہت زیادہ تنہا مگر طالبات کُل ہاتھین، اسکا مجھے بہت افسوس ہوا اور مختلف تدابیر ان مدرسوں کی ترقی کی عمل میں لائی گئیں۔

۵۔ اس سال بھی جب کہ میرا قصہ سفر حجاز کا تھا میری موجودگی میں طاعون کا شروع ہوا جس سے رعایا کو سخت پریشانی ہوئی، چونکہ اس مصیبت کا سامنا گزشتہ سال ہو چکا تھا اسلئے انسانہ ذمہ داری سے وہ وحشت نہ ہوئی جو پہلے تھی سرکاری طور پر ہر ایک کام نہایت وسیع پیمانہ پر تھا، باشندگان شہر نے مکانات (ڈولنگٹ) کرائی بعض لوگوں نے ٹیکہ بھی لگوایا، مینوسپل ممبروں نے شہر کی صفائی کے انتظامات میں پوری کوشش کی نواب محمد نصر اللہ خان نے نہایت قابلیت اور محنت سے رعایا کے اطمینان و آرام کے لئے انتظام کیا، اور خود بھی ٹیکہ لگایا میجر ایچی صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ اور ڈاکٹر کرنل ویر صاحب بہادر نے بھی اپنی ٹیکہ لیا جس سے اکثر اشخاص رعایا کو ہمت اور ترغیب پیدا ہوئی۔

۶۔ ریاست ہند میں گہاس کثرت سے اور عمدہ پیدا ہوتی ہے لیکن پہلے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا تھا اس مرتبہ انتظام کیا گیا اور باقاعدہ گہاس فارم کے انتظام کی تعلیم پانچ لکھ وادی انبالہ بھیجے گئے۔

۷۔ علاوہ امپریل سروس کے ریاست کی فوج جیسا کہ میں اس کتاب کے پہلے ابواب میں درج کر چکی ہوں کچھ اچھی تربیت یافتہ اور قواعد دان نہ تھے اور دوسرے صیغوں کی طرح وہ بھی اصلاح کی محتاج تھے اس سال اصلاح و ترقی فوج کی خاص تدابیر عمل میں لائی گئیں، سب سے پہلے اصلاح سواروں کی لگائی جو رسالہ کہ سرخ وردی کے نام سے مشہور تھا اسکو دو حصوں پر منقسم کر کے رسالہ اترامیہ اور رسالہ انتظامیہ نام رکھا گیا اور (۴-۱-۱۳۵۱ء) کے اخراجات سے وردی وغیرہ کی تجدید کی گئی، اور رسالہ اترامیہ کی

تتواہ میں دور پیہ فی سوار اضافہ کیا گیا۔

۸۔ واٹر ورک کا بالمرچونک سبب کہنے ہو جانے کے خراب ہو گیا تھا اس کی تجدید کے لیے اراکین نے بوجہ دولت خواہی تہ جو تیر پیش کی کہ اسکی قیمت رعایا سے بہ طور ٹکس وصول کی جائے جس طرح کہ واٹر ورکس کے ٹیکس کا طریقہ کل مالک میں انچ ہے اور اس ٹیکس کے لئے سب سے زیادہ اصرار سٹروک انجنیر ریاست کا تھا جنکو میری جدہ مکرمہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے خاص واٹر ورک کے لئے ملازم رکھا تھا، اور اب ایک قدیم ملازم اس ریاست میں ہو گئے تھے اونکی عمر کے ۴۰ سال یہاں گذر چکے تھے اونہوں نے یہاں کا ہر رنگ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا چونکہ خزانہ کی حالت بھی اونکے پیش نظر تھی اس لئے محض بوجہ خیر اسی اذکار یہ اصرار تھا لیکن میں نے منظور نہ کیا اور مبلغ (۲۵۴۸۲۱۲) قیمت بالمرچونک سے لگی۔

۹۔ مصلحات کی سٹروک اور ڈاک بنگلوں کی تعمیر اور مرمت کے لئے (۲۷۴۳۲۰۹) کا سالانہ تکررہ مقرر تھا لیکن سال حال میں (۳۲۲۱۸) صرف کیا گیا، اور کل خرچ تعمیرات مقررہ (۵۹۵۱۳۱۵) ہے۔

۱۰۔ دو سال کے تجربہ سے جہاں اور اتریان معلوم ہوئیں وہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تہذیب فاتر کی بھی اشد ضرورت ہے، چنانچہ اسی سال اس طرف بھی توجہ کی اور محکمت بخشی گری رو بکاری و حساب کے و فاتر کی اصلاح عمل میں آئی۔

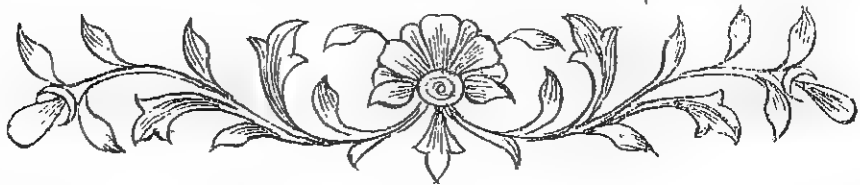
۱۱۔ بھوپالی پیسوں کا نرخ معین نہ تھا اور ہمیشہ گھٹنا بڑھتا رہتا تھا جس سے نہ صرف غریب کو تکلیف ہوتی تھی بلکہ تجارت پیشہ اشخاص کو بھی نقصان پہونچتا تھا، اسکی طرف توجہ کی اور ایک نرخ عین کر دیا گیا۔

۱۲۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ریاست میں مقابلہ صیغہ جو ڈیشنل کی مقدار قابل اطمینان نہ تھا لیکن اوسمیں پھر بھی بہت سی اصلاحات کی ضرورت نظر آتی تھی اور رعایا کو وہ کامل اطمینان جو عدالتہا انصاف پر ہونا چاہئے حاصل نہ تھا اور مجھے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ میں خود عدالتہا انصاف کی کارروائیوں کی جانچ کروں اسکے علاوہ بعد فیصلہ وزارت میری رو بکاری میں فریق ناکامیاب کی طرف سے

اپیل کے طور پر بکثرت درخواستیں پیش ہوتی تھیں اور نیز بلحاظ تقسیم ادوں اختیارات کے جوہن نے وزارت شکست کرنے کے بعد عین المہام و نصیر المہام ریاست کو دیے تھے یہ ضروری اور مناسب سمجھا کہ ان ہر دو محکمہ کا اپیل سیکرٹری پیش ہونا کہ جو رعایا محکمانہ ماتحت کے فیصلہ سے ناراض ہو اور مسکا الطینان بھی ہو جائے اور مجھے اونکی کارروائیوں کی جلیج کا بخوبی موقع ملے اور نیز عدالتہائے ماتحت عدل و انصاف کا پورا خیال رکھیں۔

اگرچہ کبھی کوئی شخص نہیں کر سکتا کہ مدعی و مدعا علیہ کو راضی رکھ سکے مگر جب اولی الامر اسپر خاص تو یہ کرتا ہے اور اپنا فرض منصبی جس سے عدل مراد ہے کامل طور پر ادا کرتا ہے تو اسکی رعایا کا قہر نفس خوش رہتا ہے۔  
 بین بمشیلہ سارم کو کاوش کرتی ہوں اور ہر وقت اوس سب سے بڑے احکم الحاکمین کو دعا رہتی ہو کہ وہ مجھے اپن  
 اس حکم کہ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَلِيَنْهَیْ عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ط  
 تمبیل میں کامیاب بنائے۔

۱۱۔ بعض تنازعات جنکی تصریح قوانین نافذ دیوانی و قوجداری میں ہے ایسے ہیں کہ وہ از روے شرع اسلام فیصل ہوتے ہیں اور انکا تعلق قاضی صاحب امفتی صاحب ریاست سے ہے لیکن اکثر اوقات دونوں صاحبوں کی اختلاف رائے سے فیصلہ میں سخت دقت واقع ہوتی تھی اور مقدمات کا فیصلہ عدالت کی رائے سے ہوتا تھا جس سے وہ مقصود جو اس طرز عمل کے باری کرنے سے نہایت ہو جاتا تھا اسلئے ایک مجلس علما برصغیر (۱۱۶۴۴) روپیہ اور قائم کی گئی جس میں بدورت اختلاف قاضی صاحب امفتی صاحب کرمقدمات فتویٰ طلب کو حصول رائے کے لئے بھیجا جائے اور مقدمات کا آخر فیصلہ کثرت رائے کے ساتھ ہوا کرے۔  
 ۱۲۔ اگرچہ سال ہذا کا ایک چوتھائی حصہ میرا سفر حجاز میں گذرا لیکن میری مصروفیتوں کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ میں نے جو احکام صادر کئے ادوں کی تعداد ۳۱۲۱۳ تھی ۛ



## باب (۲۷)

## خطاب جی سی، آئی، ای کا حصول عزائم

اس سال ہزار میل مجسٹریٹ کنگ ایڈورڈ ہسپتال میں ہونے والے خطاب جسروانہ اپنی سالگرہ کی تقریب  
ہما یون پر خطاب ”نارٹ گریڈ کمانڈر آف انڈین امپائر“ (رئیس لا اور اعظم اعلیٰ طبیعت ہند)  
سے مجھ کو ممتاز فرمایا، اور گورنمنٹ گزٹ غیر معمولی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء میں اس خطاب کا اعلان کیا گیا۔  
لاڈل کرزن ولسر سے وگورنر جنرل ہند نے بذریعہ پیغام تاریخی مجھ کو اس حصول اعزاز کی مبارکباد دی۔

میں نے جی سی ہسپتال و ایڈورڈ ہسپتال کی خدمت میں باظہار شکر گزاری یہ ٹیلیگرام ارسال کیا کہ :-

”جس اعزاز عطا ہونے کی پوری کسٹانی مجھ کو مبارکباد دیتے ہیں اور میں صدق دل کے ساتھ قبول کر کے شکریہ ادا کرتی ہوں

اور درخواست کرتی ہوں کہ میری مؤدبہ شکر گزاری خدمت میں پہنچائی جائے، جنہوں نے کمال

الطاف و انصاف یہ عزت عطا فرمائی، میں ہمیشہ اس اعزاز کی دل سے قدر کرؤں گی“

مجھے اس موقع پر اپنے اول تمام پوروپین عنایت فرماؤں اور ہندوستانی دوستوں اور  
متوسلین کے اظہار شکر کو بیان کر کے ادکا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے مجھے اس خطاب کے حصول پر  
بذریعہ خطوط اور تاروں کے مبارکباد دی اور میری خوشی میں شریک ہوئے بالخصوص مسٹر این فارمنگٹن  
جنرل ٹین صاحب بہادر، میجر ڈبلیو صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سندھ، انڈیا میجر میجر ایسٹ صاحب بہادر  
پولیکٹل ایجنٹ سیہور، ہرنہائیں مہاراجہ صاحب بہادر سیندھیا، ہرنہائیں نواب صاحب بہادر،  
کرنل بار صاحب بہادر رزیدنٹ حیدرآباد، مسٹر ابرسن صاحب بہادر رزیدنٹ سیہور، میجر جی جی صاحب  
رزیدنٹ بڑودہ، مسٹر جان لینگ صاحب بہادر، کرنل وی صاحب سول سرجن سیہوکا جنہوں نے



تاروں اور عنایت اکبر خلو ط کے ذریعہ سے مبارک باد دی اور اپنی دلی مشاوری کا اظہار کیا خاص طور پر شکر یہ لازم ہے، مسٹر کنکڈ، میجر ایم پی، اور میجر میکوارٹ (رفیق سفر حجاز) نے انگلستان سے مجھے مبارکباد کی۔ آئر ہیل مسٹر ہیلی صاحب بہادر نے بوجہ اسکے کہ وہ سنٹرل انڈیا میں ایک عرصہ سے تھے اور حالات ریاست سے پوری واقفیت رکھتے تھے انکو بہوپال سے دلی تعلق اور مجھے نہ وصیت ہو گئی تھی علاوہ تار کے ایک خط کے ذریعہ سے بھی مبارکباد دی جس سے انکی مسرت اور خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ

”شب گذشتہ کو میں نے اپنی جانب سے مبارکباد کا تار آپ کو دیا ہے لیکن تاہم میں آپ کو آج صبح چند سطریں بذات خود لکھتا ہوں کہ جھکو کس قدر خوشی ہوئی کہ حضور شہنشاہ نے آپ کو ”جی ہسی آئی“ ای کا خطاب مرحمت فرمایا، جھکو یقین ہے کہ آپ کا خیال ہی میرے موافق ہو گا کہ تین سال تک برابر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے کے بعد ایسا ایک خطاب پانمازیہ خوشی کی بات ہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی خطاب آپ کو صرف آپ کے مرتبہ اعلیٰ کو لحاظ سے اس سے پیشتر مل جاتا کیونکہ اب جو خطاب آپ کو ملا ہے اس سے صاف ظاہر طور پر باخوض حضور شہنشاہ کی قدردانی ظاہر ہوتی ہے، نیز گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے بھی آپ کی حکمرانی اور کام کی قدردانی ظاہر ہو رہی ہے جو آپ نے بحیثیت ایک حکمران رئیس کے کیا ہے۔“

جھکو یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کے کام اور جان فانی کے حالات کی کوششی کے ساتھ حضور وائسرائے کی خدمت میں اطلاع دی ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اگر میں حضور وائسرائے کی خدمت میں یہ اطلاعات نہ پہنچاتا تو بھی آپ کی یہ کارگزاری حضور وائسرائے کی نظر سے بچ سکتی۔

گذشتہ بارہ مہینہ کے عرصہ میں آپ کا سفر مکہ کو جانا اور واپس آنا اور نیز بولتے پوتی کی ولادت سے سرور ہونا یہ تمام واقعات میں جنکی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ نہایت مسرت کے باعث ہوئے ہیں اور میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں تمام آپ کو اور آپ کے خاندان اور ریاست کو سالہا سال تک ایسی ہی خوشیاں اور برکتیں عطا فرمائے، جھکو امید ہے کہ خود اپنی زبان سے بھی مجھے مبارک باد عرض کرنے کا موقع حاصل ہو گا۔

## باب (۲۸)

## دربار عطاے منصب کرنیلی

میں نے اپنے دونوں فرزندوں کو زمانہ حال کی ضروری اور مروجہ تعلیم دی تھی لیکن انکی طبیعتیں سپاہیانہ فنون کی جانب ایک خاص میلان تھا کیونکہ اول تو قومی اثر پھر آبائی ورثہ اور ملکی آداب کی تاثیر اور ادیسر وہ تربیت جو انکو اپنے دلیر باپ سے حاصل ہوئی تھی اور ان کے میلان خاطر کوڑھانے کا مجموعہ اسباب تھا مگر باوجود اس شوق کے بلحاظ مصلحت نواب محمد نصر اللہ خان کو سول کاموں کی طرف زیادہ متوجہ کیا اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو "کیڈٹ کور" میں داخل کرنے کا ارادہ ہوا کیونکہ ابتدا سے ہی انکا زیادہ تر انہماک کے ساتھ رجحان طبع فوجی کاموں کی طرف تھا نیز ہم کو کرنل میڈ صاحب بہادر نے بھی مشورہ دیا تھا مگر چند مجبوریاں ایسی تھیں جنہوں نے مجھے اس ارادہ کے پورا کرنے میں مجبور رکھا۔

لیکن یہ خیال میرے دل سے کبھی نہیں جاتا تھا اور اپنے کرم فرما کے مشورہ پر ہر طرح غور کرتی تھی، سفر حجاز کی واپسی پر گورنمنٹ ہند کا ایک خریطہ تعلق "امپریل سروس ٹرولپس" موصول ہوا جس سے مجھ کو یہ خیال ہوا کہ امپریل سروس ٹرولپس کا کام ان کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ سلطنت برطانیہ کی فوجی خدمت کے قابل ہو کر اسکے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی خاندانی وفاداری کا اظہار کر سکیں اس کے علاوہ چونکہ بعض شکایات کی وجہ سے ہی خاص نگرانی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اسلئے یہ خیال تھا کہ ایسا شخص نگران و افسر جو جہاں خود سپاہیانہ اوصاف ہی موجود ہوں اور ادیسر اس طرح اطمینان ہو سکے کہ گویا میں خود دیکھ رہی ہوں۔

میں نے ان امور کی انجام دہی کے لئے صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کا انتخاب کیا اور اسے

اور یہی اندازہ ہو چکا تھا کہ ادنیٰ طبیعت فوجی کام کو کفایت پسند کرتی تھی اور سفر حجاز کے اثنائین جو شورش بدو اپنے کی تھی اور جو مقابلہ اون سے پیش آیا تھا اوس سے میرا اندازہ اور یہی قومی ہو گیا غرض میں نے اس کا تذکرہ اپنے دوست میجر نیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا، اور میجر میجر اسمنٹ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بہوپال سے کیا، اور باضابطہ خط و کتابت کی ادھون نے ہنر کلسنی دیسرے کے روبرو اس خواہش کا اظہار فرمایا۔

ہنر کلسنی لارڈ کرزن انگلینڈ تشریف لے گئے تھے اور ہنر کلسنی لارڈ ایٹل گورنر مدراس قائم مقام دیسرے گورنر جنرل تھے ہنر کلسنی نے میری تجویز سے مسرت کے ساتھ اتفاق کیا، اور اوسکو منظور فرمایا۔

بموجب چٹھی آنر بیل مسٹر نیلی صاحب بہادر مورخہ ۲۴ اگست سن ۱۹۰۷ء صاحب زادہ محمد عبید اللہ خان امپریل سروس ٹروپس کیولری بہوپال کے آنریری کرنل مقرر کئے گئے۔

مجھے اس تقرر سے بہت خوشی اور اطمینان ہوا اسلئے میں نے اظہار خوشی اور نئے کرنل کی جملہ افزائی کے لئے ایک جلسہ منعقد کرنا تجویز کیا جس میں صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سیہور اور سنٹرل انڈیا کے چند خاص خاص فوجی افسروں، اور اراکین دھونین ریاست کو مدعو کیا، اور ۱۵ ستمبر کو تاریخ جلسہ قرار دی۔

۱۵ ستمبر سے پہلے میجر میجر اسمنٹ صاحب بہادر جنرل بیٹن صاحب بہادر انسپکٹر جنرل امپریل سروس ٹروپس، میجر بیٹنور تھ صاحب انسپکٹنگ افسر اور دیگر صاحبان یوروپین اور لیڈیز تشریف لے آئے تھے یہ سب یوروپین مہمان تعداد میں ۲۶ تھے۔

۱۵ ستمبر کو آنر بیل میجر نیلی صاحب بہادر پنجاب میل ٹرین سے صبح ۸ بجے داخل بہوپال ہوئے اگرچہ آمد پر ایوٹ تھی لیکن معین المہام اور نصیر المہام استقبال کے لئے موجود تھے۔ ایک کمپنی اور ایک رسالہ سواران اخترا میہ اور امپریل سروس ٹروپس کی اردلی بھی موجود تھی

قلعہ فتحگڑھ سے سلامی سر ہوئی ہر دو اراکین مذکورہ صدر کو ٹھنی جدید تک ہمراہ گئے وہاں بھی حسب معمول گاڑاؤں کی آراکشی  
نے سلامی ادا کی۔

۱۰ بجے منشی اسرار حسن خان نائب نصیر المہام و بخشی محمد فرید اللہ خان قائم مقام بخش منشی افواج ریاست  
کو ٹھنی جدید تک معین المہام اور نصیر المہام پل پختہ تک رسید کرنے گئے۔

۱۱ بجے صاحب ممدوح و جملہ صاحبان یوروپین اور لیڈیز صدر منزل میں تشریف لائے دروازہ پر  
صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے اور صحن چوتھرہ کے زینہ تک نواب محمد  
نصر اللہ خان نے استقبال کیا، گاڑاؤں آگے آئے اور مینڈے نے سلامی ادا کی، دالان دربار میں مجھے ملاقات  
ہوئی، اور قلعہ فتحگڑھ سے سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔

دربار کا انتظام منشی اسرار حسن خان نے نہایت عمدہ سلیقہ اور تکلف سے کیا تھا اور نواب  
محمد نصر اللہ خان اس کی نگرانی کرتے تھے۔

شہ نشین کے محرابی درونین لیڈیز کی کرسیاں تھیں اور دالان اول کی شرقی سہ درسی میں پس چلپن  
میری نشست تھی، میرے دست راست پر اول لائن میں یوروپین مہمان اور دوسری لائن میں محمد ذوال  
امپیریل سروس ٹروپس ہو پائل تھے، دست چپ پر نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ  
محمد حمید اللہ خان و معین المہام و نصیر المہام اور اخوان و اراکین ریاست تھے۔

میں نے پہلے آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کی مزاج پرسی کی اور ان کی شرکت و تشریف آوری کا  
شکر یہ ادا کر کے حسب ذیل اسپچ کی :-

”حاضرین دربار!

آج یہ جلسہ اوس خوشی کے اظہار میں ہے کہ ہماری قدر شناس گورنمنٹ نے حسب  
خواہش ہمارے جوہم نے نہایت خلوص دل اور بڑے جوش و فاداری سے بوساطت اپنے

مغز کرم فرما آنریبل مسٹر میلی صاحب بہادر بحضور ویسرا کے کشور ہند پیش کی تھی لطیف  
 خاطر منظور فرما کر اجازت دی کہ ریاست ہند کے امپیریل سروس ٹروپس کا عہدہ کرنیل  
 ہمارے بھلے فرزند صاحبزادہ (حافظ حاجی) محمد عبداللہ خان (صاحب بہادر) کو جو فطرتاً  
 اسکے لئے موزون تھے دیا جائے، اور ساتھ اس کے نہایت اطمینان بخش الفاظ میں اسکی  
 بابت اظہار تفرمایا۔

اگرچہ امپیریل سروس ٹروپس یعنی وکٹوریہ لانسز ریاست ہند کا آغاز ہماری والدہ  
 مغفورہ سرکار خلد مکان کے عہد میں ہوا تھا لیکن بوجہ نہ ہونے اولاد نہایت کے اوٹکو اس  
 افتخار کا موقع نہ ملا، الحمد للہ کہ یہ افتخار ہماری قسمت میں تھا جو آج پہنے اپنے تخت جگر کو  
 جان نثاری گورنمنٹ کے لئے نذر کر کے حاصل کیا، خدائے عزوجل ہمیشہ ان کو وفاداری  
 اور جان نثاری گورنمنٹ میں ثابت قدم رکھے۔

میں اپنی گورنمنٹ عالیہ کا کمانٹک شکریہ ادا کروں، اولاً ہماری تحریک پر ہمارے  
 فرزند اکبر نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) کو ہمارا جانشین آئندہ کا ہونا اور خطاب  
 نوابی عطا فرما کر مجھ کو ممنون کرم فرمایا، اور اس تجویز ثانی پر صاحبزادہ موصوف کو افتخار  
 کرنیل عطا کرنے کی اجازت دیکر ہمیشہ کے لئے مرہون منت و مشکور فرمایا، اس موقع پر  
 میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ اول اپنے مغز کرم فرما آنریبل مسٹر میلی صاحب بہادر اور  
 اپنے شفیق میجر میجرس اسمتہ صاحب بہادر کی ادس مہربانی کا اظہار کروں جو انہوں نے  
 اس میری خواہش کو نہایت مناسب اور موزون طریقہ سے گورنمنٹ میں پہنچانے اور  
 منظوری حاصل کرنے میں فرمائی، اور میری اس مسرت اور اعزاز کے باعث ہوئے،  
 دوم تکلیف گوارا فرما کر جس طرح تقریب شادی ہر دو فرزندان میں اپنی شرکت و اعزاز بخشا

وہی ہی اس موقع پر شریک خوشی ہو کر مجھ کو ہمیشہ کے لئے مرمون منت فرمایا، میں اپنے مہربان جنرل ٹین صاحب بہادر کے بھی اس خلوص کو نہ بھولوں گی جنہوں نے اپنی شرکت سے میری خوشی کو دو بالا فرمایا، اب میں اس تقریب کی تکمیل کے لئے ایک قبضہ شمشیر جو نشان فوجی اور شجاعت کا زیور اور جس کا صاحبزادہ صاحب موصوف کو دیا جاتا تجویز ہوا ہے حکم دیتی ہوں کہ میری جانب سے نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) اپنے چھوٹے بھائی کی جو دنیا میں قوت بازو سمجھا جاتا ہے کمزور بن کر مسرت حاصل کریں، مجھ کو خدا کے فضل سے امید ہے کہ اس طریقہ سے یہ تینوں صاحبزادگان (بہادر) ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہیں گے صاحبزادہ صاحب بہادر موصوف آج سروسٹریٹ کرنل امپیریل سروس ٹرولپس و کٹوریہ لانسرز "مقرر اور مخاطب کئے گئے آئندہ امپیریل سروس ٹرولپس کے تمام معاملات ان کے ذریعہ سے طے ہوا کریں گے، خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فرائض کو بخوش سہولتی انجام دیکر تلج برطانیہ کی سچی وفاداری کا فخر حاصل کریں گے۔

آخر میں جملہ حاضرین جلسہ کا شکر ادا کر کے میں اس دعا پر اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں خداوند کریم ہماری گورنمنٹ عالیہ کے دولت و اقبال میں ہمارے اعزاز و روز افزون ترقی فرمائے

میری اسپیش ختم کرنے کے بعد میان اقبال محمد خان مختتم اردلی خاص نے ایک شمشیر جس کا میان و قبضہ طلانی و مرصع تھا نواب محمد نصر اللہ خان کے سامنے پیش کی اوہوں نے اپنے ہاتھ سے صاحبزادہ موصوف کے زریب کمر کی اور حکم تقرر عہدہ کرنلی اون کے سپرد کیا۔

اس رسم کے ادا ہونے پر کرنل محمد عبید اللہ خان نے نہایت متانت و جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل تقریر کی :-

”یورٹینس، آنریبل مسٹر بلی صاحب بہادر لیڈیز اینڈ جنتلمین !

میں حضور عالیہ کی اس عزت افزائی کا شکریہ کہان تک ادا کروں کہ حضور نے عمدہ کرنیل اسپرٹل سر دس ٹروپس پر میرا تقریر فرما کر مجھ کو زمرہ جان نثاران تاج برطانیہ میں داخل ہونے کا شرف بخشا اور جو تلوار بطور نشان اعزاز حضور مہدوہ نے مجھ کو عطا فرمائی ہے اسکو میرے براؤز پر سم نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) نے اپنے دست مبارک سے مجھ کو عطا فرما کر میری عزت کو دوبالا کر دیا میری زبان قاصر ہے کہ نواب صاحب مہدوہ کی اس شفقت کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جناب آنریبل مسٹر بلی صاحب بہادر و جناب میجر میجرس اسمتہ صاحب بہادر کا میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ صاحبان والا نشان نے شریک دربار ہو کر عزت پر عزت بخشی، اس موقع پر مجھ کو جنرل ٹین صاحب بہادر کا بھی شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ صاحب بہادر مہدوہ لحد نے جنکی ماتحتی میں پہن کر دیا گیا ہوں شریک جلسہ ہو کر ماتحت نوازی فرمائی میں یقین کرتا ہوں کہ صاحب بہادر موصوف اور میجر اسٹیفورٹ تھ صاحب بہادر ہر کام میں میری معاونت فرما رہے ہوں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ خاندان ریاست سے میرا تقریر خدمات شاہی کے سلسلہ میں ہوا ہے۔

خداے تعالیٰ ہمیشہ مجھ کو مثل میرے اسلاف کے تاج برطانیہ کی وفاداری و جان نثاری میں نیک نام فرمائے، آخر کلام میں، میں تمام لیڈیز اینڈ جنتلمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس جلسہ کی شرکت سے میری عزت افزائی فرمائی اور دعا کرتا ہوں کہ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور ہرٹینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کی عمر دراز و اقبال باوقار اس تقریر کے ختم پر یہ استدعا ہے کہ اس موقع خاص پر مجھ کو سرفروشان تاج برطانیہ کی لائن میں بیٹھنے کی اجازت دیجائے۔“

بعد اختتام تقریر کرنیل صاحب بہادر کو جنرل ٹین صاحب بہادر کے پاس جگہ دی گئی اور گویا وہ باضابطہ سلسلہ افکار

افواج انگلیشہ میں داخل ہوئے، قلعہ سے اتواپ سلامی سر ہوئیں۔

۴ بجے شام کو میدان پر یو یو و جھانہ قرار پایا تھا مگر وجہ کثرت بارش ملتی رہی، شنب کوٹھی جدید ڈسٹر تھا، مین حسب معمول گئی اور پہلے ہزار پیریل مجسٹریٹ کنگ ایڈورڈ قیصر ہند اور شہنشاہ بیگم کے جام صحت نوش کئے جانے کی تحریک کی، اوسکے بعد مین نے اپنی تقریر مندرجہ ذیل مین آئریبل مسٹر ہیل صاحب بہادر و ہیل بیٹن صاحب بہادر کا جام صحت تجویز کیا۔

”صاحبان والا شان بہادر الیڈیز اینڈ جنٹلمین !!

آج ہم کو اپنے معزز مہمانوں کی مہمانی سے دلی مسرت حاصل ہوئی ہے، اوسکا تقریر مین لانا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے، افسوس کہ بارش نے کسب قدر بے لطفی پیدا کی لیکن اس باران رحمت سے جو فائدہ خالق کو پہونچا وہ ہمارے افسوس کو ترسٹانے والا ہے، ہم کو خدا کی ذات سے امید ہے کہ آئندہ کسی موقع پر ہمارے خاص دوست دوبارہ جمع ہو کر ہماری ناتمام آرزوں کو پورا فرما کر ہماری دلی مسرت کا باعث ہوں گے، اب مین بعد اظہار شکریہ اپنے معزز مہمانوں سے استعفا کرتی ہوں کہ آئریبل مسٹر ہیل صاحب بہادر و جنرل ٹیسن صاحب بہادر جنہوں نے استقدر تکلیف گوارا فرما کر میری دعوت میں شریک ہو کر مجھ کو شکور فرمایا ہے ان کا جام صحت نوش فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں“

میری تقریر کے بعد ہر دو صاحبان مدوح نے میرا جام صحت تجویز کیا، اور آئریبل مسٹر ہیل صاحب بہادر نے حسب ذیل نعت پڑھی :-

تھوڑا عرصہ ہوا کہ حضور سرکار عالیہ نے مجھ سے اس بات کی جانچ کرنے کے واسطے کہا کہ آیا تقریری مجوزہ حضور سرکار عالیہ قابل منظوری گورنمنٹ ہند ہے یا نہیں ؟ مجھ کو یقین تھا کہ جو جواب اس امر دریافت طلب کا ہونا چاہئے اس میں اتوا ہونیکی ضرورت نہیں ہے، یہ



نہایت خوشی کی بات ہے کہ میرے پاس حضور وائس اس کے جی پی آئی جیمین حضور ووصوف نے  
 مجھ کو حضور سرکار عالیہ کی خدمت میں اپنی اخلاقی منطوری نسبت درخواست مذکورہ ذیل پر  
 مقاصد کی جسکی روسے یہ درخواست ہوئی تھی پیش کرنے کی ہدایت فرمائی رؤسا ہوپال گورنٹ  
 انگریزی کے ساتھ خیر خواہی کے موقع میں سب سے اول رہے اور اس خاندان ریاست میں  
 ایک سو بیس سال سے ایسے مصلح خیر خواہی کے سینہ بسینہ چلے آتے ہیں اور نتیجہ شکر ہو پال کا  
 تحریک عانت شاہی میں یہ عمدہ جمنٹ ہوپال وکٹوریہ لانسز ہے، گورنٹ ہنس کی  
 ابتدا سے یہ امید اور خواہش تھی کہ رؤسا بذات خاص اپنی قائم کی ہوئی جمنٹ عانت شاہی  
 میں شریک ہوں، شخص کو علم ہے کہ ریاست ہوپال کی بہت زمانے سے زیر حکومت  
 لائق بیگمات کے سربرہوتی ملی آئی، اور یہ محض جنسیت کے لحاظ سے تھا کہ سرکار عالیہ یکم صابہ  
 سابق، اور حضور سرکار عالیہ اپنی فوج کی کمان کرنے سے بازرین، جو کارروائی کہ حضور سرکار  
 عالیہ نے اختیار کی ہے اوس سے حضور سرکار عالیہ کی خیر خواہی و جان نثاری نسبت  
 سلطنت برطانیہ ظاہر ہے، اور حضور سرکار عالیہ نے اپنے صاحبزادہ کو موقع حاصل کرنے  
 ایسے تیار کا دیل ہے جو کہ فرزند ان خاندان رؤسا کے لئے کھلا ہوا ہے۔“

انٹریل سٹریٹ کی تقریر کے بعد جنرل ٹین صاحب بہادر نے ایک طولانی تقریر کی جو باعتبار واقعات و  
 فصاحت کے نہایت دلچسپ تھی اور حاضرین نے اوس کو بڑی توجہ اور شوق کے ساتھ سنا۔

ایچ بی آر جیڈ جیڈ جیڈ صاحب دہلی، بی، انپیکٹر جنرل ایمپریل سروس ٹروپس

یورہٹنس سٹریٹ صاحب بہادر، لیڈی صاحبات و صاحبان !

میں آپ سے کچھ کہنے کے واسطے اوٹھنے میں جھکتا ہوں لیکن میرا دعا اوس قصہ سے ہے

جو خاندان ہوپال کے متعلق ہے اور کچھ مضائقہ نہیں خواہ کیسے ہی بری طرح سے میں اس قصہ کو بیان کروں میں جانتا ہوں کہ وہ ضرور آپ کے دل میں سچی ہمدردی پیدا کرے گا، واسطے اون گرم چشمانہ وفاداری کے جو برٹش تاج کی جانب اس ریاست کے رؤسا اور بیگمائی دکھائی اور جو ان کے تعلقات کی رہنمائی زائد از صد سال کر رہی ہے۔

میرے ساتھ صفحہ تاریخ کے ورق سترہ تک کے اڈیے اور کرنل گوڈارڈ صاحب ہمارے کی چوٹی سی فوج کی حالت پر غور کیسے جو بنگالہ سے بمبئی کو جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ غنیم کے لشکر مرہٹوں سے ملے ہوئے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے کرنل صاحب ہمارے موصوف کی فوج کو چمکے کرتے کرتے تھک گئی تھی اور اجناس اور بار برداری کے سبب سے سخت مجبور و پریشان تھی اگر ریاست ہوپال کی خالص دہاتی اور فیاضانہ امداد نہ ہوتی تو کرنل گوڈارڈ صاحب ہمارے اور ان کی فوج ہرگز اپنا غم پورا نہ کر سکتی، الغرض جبکہ نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر نے انگریزی فوج کو آرام دیا، اور سربراہ پہونچایا، تو نواب صاحب بہادر کو بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ان کو ایک دن اپنے دشمنوں سے سبقت پڑے گا۔ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ میں اس برٹش جنرل سے رشتہ رکھتا ہوں جو تیس سال کے بعد پندرہ لوٹیروں کے فساد کو دکن میں روکنے کے واسطے ہوپال کے نزدیک لڑے اور نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر اور برٹش کے مابین اتحاد قائم کرنے کے سبب سے پہلو محکم ہوئے جب سرسیری کلور صاحب بہادر کی تصویر ایک پورائے آئینہ گھر میں دیکھی تھی جو اس بہادر کے مہربانی آئینہ آفتاب سے چلی ہوئی اور سخت چہرہ کو بتا رہی تھی کہ تلوار کمر سے لٹک رہی ہے اور ایک عہد نامہ ہاتھ میں ہے، مجھ کو بالکل خیال نہ تھا کہ میں بھی ایک دن اسی مغز او بھاری عہدہ پر ہوں گا، جو مجھ کو اب حاصل ہوا ہے، اور میں اس رشتہ اتحاد کو بکلی بناؤں ہوں

استفادہ عرصہ دراز گزرا ڈالی تھی مربوط و مستحکم کرنے کے واسطے دل و جان سے کوشش کر رہا ہوں  
اوس زمانہ میں روسا سے ہند کی نسبت پرانی جان پہننی کا عمل بالکل لارڈ کورنوالس  
صاحب بہادر کی پالیسی کے موافق تھا کہ مداخلت نہ کی جائے اسوجہ سے رئیس اور جنرل  
دونوں انڈوس کے ساتھ ملحق ہوئے اور کوئی معاہدہ دوستانہ ۱۸۵۷ء تک نہیں ہوا۔  
جو جہنڈا بیگم صاحبہ مرحومہ کو ۱۸۵۷ء کے دہلی دربار میں لارڈ لٹن صاحب بہادر  
والیسر سے ہند نے دیا تھا اوس کے متن میں بیگم صاحبہ کی استدعا کے مطابق ایک برج کی  
سنگ بنادی گئی تھی۔

ایڈمی صاحبات و صاحبان! وہ برج قلعہ فتحگڑہ کی یادگار ہے جسکی دیواروں نے  
اکثر اس خاندان کو معدوم ہونے سے بچایا ہے اس مکان کے برآمدہ سے حسین اسوقت  
ہم سب ہیں باہر دیکھئے اوس خوشنما باغ اور موزن تالاب کے آگے شہر کے پرجواہر کو  
بالکل مغرب کی جانب شفق کی روشنی میں وہ قلعہ کھڑا دکھائی دے رہا ہے اور جس کردوس  
نظر آنے والے وہ بڑے برج روشنی شفق میں چمک رہے ہیں۔

براہر نو مہینہ تک نواب وزیر محمد خان صاحب مع اپنے دس ہزار رفقاء کے اس  
قلعہ پر سے ساٹھ ہزار محاصرہ کرنے والے کی ہر کوشش کا جواب دیتے رہے، اور اوسکے  
چہرہ کو جو یکے بعد دیگرے سخت سے سخت ہوتا ہوا دیکھتے رہے۔

یہاں تک کہ برٹش مداخلت سے محاصرہ کرنے والوں کا کیمپ اوکھڑ گیا قلعہ فتحگڑہ کو  
بچا لینے کے بعد سالہا سال تک ہر دربار اور کیمپ میں ہندوستان کے نواب وزیر محمد خان  
صاحب بہادر کی دانائی و بہادری و سپہ گری کا چرچا رہا، ہر قصہ کے وہ ہیرو بنامو گئے  
اور انکا نام کارنامہ سلطانان میں بطور گیت کے آیا۔

افسوس ایسی سخت مصیبتوں کے بعد نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر کے صاحبزادہ کی حکومت بہت ہی مختصر ہوئی، بیٹے نواب نظر محمد خان کا نام سر جان مالک کی کتاب میں دیکھا وہ لکھتے ہیں کہ :-

”عزت اور سچائی اور انسان کی طرف مائل تھے اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ کارہائے بے بددی رہا

اور انتظام ریاست میں مصروف کرتے تھے“

کیا کوئی صاحب اس سے اچھا کتابہ چاہتے ہیں، اب میں ہیگیا رت ریاست کے کارہائے شجاعت کی طرف توجہ ہوتا ہوں۔

لیڈی صاحبات بہ مہربانی یاد رکھا جائے کہ اس قصہ میں بیٹے اپنی طرف سے مرد و کا ذکر عورتوں سے پہلے نہیں کیا ہے، بلکہ یہ ایک سلسلہ تاریخ کا رکھا ہوا ہے، زمانہ خد کے نہایت نازک وقت میں بھوپال کی قمتوں پر وہ بڑی کون سکندر بیگم صاحبہ کی رہیں، اوس پر آشوب وقت میں وہ اپنے خاندان کی مشہور وفاداریوں کے مطابق بالکل سچی رہیں اور ایسی سخت اور مرض دلائے والی حالتوں میں بھی اونہوں نے اس طرح اپنی سچائی اور عزت و وفاداری کو برقرار رکھا جو بہت کم لوگوں کے خیال میں آسکتا ہے۔

چنانچہ ان خدمتوں کے صلہ میں بافرائش عزت ملک کی منظوری دی گئی اور رولران ہراون رائٹ (یعنی وہ اس ملک کی حاکم) تسلیم کی گئیں، جب سلسلہ عیسوی میں سکندر بیگم صاحبہ نے رحلت کی اذکی دختر شاہجہان بیگم صاحبہ اذکی جانشین ہوئیں اور اونکے بعد اسی حال میں آپ اذکی جانشین ہوئیں، اور آپ نے نہایت استقلال اچھی ریاست داری کر کے اور بے لغزش وفاداری دکھا کے ریاست کی نیکنامی کو قائم رکھا، آپ نے سفر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے اشناسے راہ میں دیکھا ہوگا کہ نظمی کا کیتچہ

ہوتا ہے، نیز ایسے ایک ملک میں جہاں ریل، پختہ ٹرک، اور دیگر تہذیب کی معمولی اسائنیشن نہیں ہیں، بلکہ جہاں جان و مال دونوں ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں، حضورؐ کے سفر کر کے خوب اچھی طرح معلوم کیا ہوگا کہ ”بیکس برٹانیکا“ (یعنی حفاظت باز دی برطانیہ) کے سبب سے اس ملک میں کیسے خلافت قیاس فائدہ کو حاصل ہیں۔

اس ملک کی امداد و اسمن کی غرض سے شاہجہان بیگم صاحبہ نے ۱۹۱۹ء میں شمالی و مغربی سرحد کی حفاظت کے واسطے اس فوج کا اوفری کیا تھا، لیکن ۱۹۲۰ء میں وکٹوریہ لائنسز کی ترتیب دی گئی اور ایمپیریل سروس کور کی جماعت قائم ہوئی۔ غالباً حضورؐ یہ معلوم کر کے خوش ہو گئی کہ اس جھنڈ کے لوگ روز بروز مست ایستہ ہوتے جاتے ہیں، اور پچھلی مرتبہ میں دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا کہ ایک اعلیٰ درجہ کے رنگ روٹونکی جماعت حضورؐ کے ملک کی تیار ہوئی۔

اس سال میں یہ اطلاع دیتا ہوں کہ اون لوگوں نے مسکڑی میں بڑی ترقی کی ہے اور سگنل کے کام میں یہ رسالہ ایسا ہو گیا ہے کہ انڈین آرمی (یعنی گورہ فوج ہند) کے اعلیٰ درجہ کی رجمنٹوں کے مقابلہ میں یہ رسالہ اپنا نام رکھ سکتا ہے، آج صبح کو حضورؐ نے اپنے صاحبزادہ کو کرنل کمانڈنٹ مقرر فرمایا، اور میں حضورؐ کو یقین دلاتا ہوں کہ تقریری بہت ہی دلپسند ہوئی۔

ہم سب کو معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ اس تقریری سے آپ کی خواہش یہ ہے کہ جھنڈ کے ساتھ آپ کا تعلق قریب تر ہو جائے، ہم حضورؐ سے عرض کرتے ہیں کہ اس رجمنٹ کو ریاست کے ہر ممکن کاموں میں لایا جائے۔

اس جھنڈ سے وقتاً فوقتاً ریاست کا کام لینے سے افسران اور لوگوں کو انہماک ملے گا

موقع ملے گا کہ وہ اس طرح اپنے کام کو سنبھالتے اور ذمہ داریوں کو اٹھاتے ہیں، نیز اس صورت میں ریاست کی بے ضابطہ فوج میں بھی کمی ہو جائیگی اور آپ کا فوجی خرچہ بھی ہلکا ہو جائیگا۔

امپیریل سروس کے واسطے فوج ریاستوں سے لینے کی تجویز اس غرض سے نہیں نکالی گئی کہ اس فوج سے برٹش فوج ہند میں ایذا دی ہو جائیگی، گویہ بات بھی دلپسند ہو، لیکن امید یہ کی گئی تھی کہ اس تجویز سے روسا کے بچے اور خاندان ہائے شرف کو اپنے اظہارِ جانِ مردی کی راہ ملیگی اور وہ لوگ خدمتِ سپہگری کر سکیں گے جس سپہگری کے ذریعہ سے ان کے اکثر آبائو اجداد نے دولتِ لازوال نیکنامی حاصل کی تھی۔

پس حضور کا صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب بہادر کو وکٹوریہ لانسز کا کمیشنٹ نامزد فرمانا نہایت دلخواہ بات ہوئی، اور حضور نے گویا اس تجویز کی اہلی نشا کو سرباطی کام کیا، جسکی بابت امید کی جاتی ہے کہ دیگر روسا بھی اسکی اتباع کریں گے۔

اہلِ روم کی پورانی شل ہے کہ "اگر تم امن چاہو تو لڑائی کے واسطے تیار رہو" ان لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے جو امپیریل سروس کی فوج رکھتے ہیں، تاکہ یہ یاد ان کو بالکل تیار رہنے کی تحریک کر سکے۔

حال میں تبت پر بھرتیور ٹرانپورٹ کو بھیجنے کے واسطے جو کوچ کا سامان عجلت کے ساتھ کیا گیا اس سے ملک ہند کو معلوم ہو گیا کہ بعض ریاستیں بوقتِ ضرورت مدد دینے کی استعدادِ قابلیت رکھتی ہیں، نیز ہیکانیر کے کیمل کور نے شمالی لینڈ میں خدمت کر کے جنرل سرجنل ایگرن صاحب بہادر کی طرف سے جو لقب (ٹیش سہا) کا پایا اور اعلیٰ تعریف اپنی شایستگی اور اخلاق کی بابت حاصل کی، اس سے زمانہ پربت اہر

ہو گیا ہو گا کہ دوسرا ہند نے جو وعدہ کئے تھے وہ سیکار نہ تھے اور انکی بار برداریاں ہی بہت تھیں

مدد دینے والی ہیں۔

آخر میں میں حضور کا شکر یاد کرتا ہوں کہ حضور نے مجھ کو ایسے ایک موقع پر حاضر ہونے کا موقع دیا جو موقع اوس فوج کے واسطے غلیم تھا جسکی شرکت کرنا میری غوث کا باعث ہے



جنرل بیٹسن کی اسپینچ تھم ہونے پر حسب دستور عطر اور پھول پان کی رسم ادا کر کے میں محل کو واپس آئی، اور اوسی شب کو آئرلینڈ سٹریٹلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل اور اوسکے دوستوں کے ساتھ کو جنرل بیٹسن صاحب بہادر اور دیگر معزز مہمانان یورپین رخصت ہو گئے۔







سرکار خلد نشین اپنی زندگی کو پورا کر کے اپنا ترکہ اوس سے بہت زیادہ جو اونہوں نے اپنے مورث سے حاصل کیا تھا اپنی آئندہ جانشین کے لئے چھوڑ گئیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اوس جنگجو قوم کی نسل نے جسکی زمانہ سابق کی بہادریاں کبھی فراموش نہیں ہو سکتیں اس امن و امان سے فائدہ اٹھانے کے لئے خرد مندی سے کام نہیں لیا اور اپنے چہرہ کو تہ خاک کر دیا، اونہیں آرام طلبی، بیکاری، سستی سہتہ کر گئی اور دن رات گپ اور انا اور کاہلی میں بسر کرنا اپنا مقصد و زندگی سمجھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگی صیغوں میں بھی اونکو غیر ملکیوں کے لئے جگہ خالی کرنی پڑی۔

جسوقت عنان حکومت میرے ہاتھ میں آئی اور میں نے اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا تو میں نہیں لکھ سکتی کہ کسقدر سخت تکلیف ہوئی میں نے جب ملک کی حالت کو دیکھا تو یہ پایا کہ نہ اون میں سول کا شوق ہے نہ ملیٹری کا اور وقت یہ خیال کیا کہ سول کے لئے تو زیادہ تعلیم و قابلیت کی ضرورت ہے لیکن ملیٹری میں تھوڑی توجہ سے اگر ذرا بھی جو ہر شجاعت باقی ہے تو جلد کامیابی ہو سکتی ہے، پہلے جیسا کہ پہلے بابون میں تحریر ہو چکا ہے میں نے اپنے فرزند دوم کرنل عبید اللہ خان کو فوجی مشاغل میں مصروف کیا اور فوج کی ذمہ داری اون پر عائد کی اور چند دیگر معزز خاندانوں کے نوجوانوں کو سلسلہ فوج میں داخل کیا اور ہر طرح سے اونکی حوصلہ افزائی کی گئی اسی کے ساتھ ہی ایک مدرسہ فوجی رائڈنگ اسکول کی ستمبر ۱۹۰۷ء میں بنا ڈالی تاکہ شرفاء و معززین کے لڑکے جنگی صحت اور جنگی قومی تربیت فوجی کے قابل ہوں اور میں تعلیم پائیں، اور جیب وہ یہاں سے کامیاب ہو کر نکلیں تو اونکو فوج میں عمدہ ملازمت دی جائے۔

لیکن ابھی اوہیں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ہے جو قابل ذکر ہو حالانکہ عرصہ پانچ سال کا ہو گیا لیکن اہل ہسپتال کی سستی و کاہلی سے اسوقت تک فوجی تعلیم کو رونق نہیں ہوئی، البتہ اب امید ہے کہ کرنل عبید اللہ خان کی توجہ نتیجہ خیر ہو۔

## باب (۳)

## اندورمین سٹریلی کی مہمان نوازی

۱۵ اگست ۱۹۷۹ء کو آنریبل سٹریلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیانا نے مجھے چٹھی لکھی کہ مین

اندورمین اونکی دعوت منظور کروں اور اپنے ہمراہ صاحبزادی جربیس جہان بیگم کو بھی ضرور لاؤں، ۱۸ اگست کو مین نے شکریہ کے ساتھ دعوت منظور کی اور اول ہفتہ نومبر مین یہ دعوت قرار پائی۔

آنریبل سٹریلی نے بڑے شوق اور خلوص اور محبت سے مجھے مدعو کیا تھا مین سٹریلی کو بھی میرے آنے کی بے انتہا مسرت تھی خود مجھ کو بھی اس دعوت میں جانیکی خوشی تھی لیکن محمد حبیب اللہ خان کی علالت سے اندیشہ ہو گیا تھا کہ شاید مین نہ جاسکوں اور وہ شوق و خوشی تبدیل بہ افسوس ہو جائے کیونکہ صاحبزادہ صاحب کو مرض نموتیا ہو گیا تھا، سسر بلائنگ (جواب سسر گرانتھین) اور ڈاکٹر گرانتھ صاحب نے بڑی توجہ سے علاج کیا خدا کے فضل سے انکو علالت سے آفاقہ ہو گیا اور مجھے چند روزہ سفر کے لئے اطمینان حاصل ہوا، ۵ نومبر کو مین مع نصر اللہ خان، عبید اللہ خان، حمید اللہ خان، جربیس جہان اور مختصر سٹاف کے روانہ ہو کر ۹ نومبر کو اندورمین داخل ہوئی، اسٹیشن پر آنریبل سٹریلی صاحب استقبال کے لئے تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ رزیدنسی کے اور دوسرے یوروپین افسر بھی تھے، ان سب سے ہاتھ ملایا، جوش اور اشتیاق کے ساتھ خیر مقدم کیا گا رڈ آف آنر نے سلامی دی اور توپخانہ رزیدنسی سے ۱۵ فیئر سلامی سننے کے لئے گئے۔

ہمارے قیام کے لئے کیلی صاحب بہادر فرسٹ اسٹنٹ (جواب سٹریلی صاحب) کو دامادین کا بنگلہ تجویز کیا گیا تھا، آنریبل سٹریلی اور سٹریلی نے ایسی اچھی طرح مینز بانی کی جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی،

مین نے اندور کے دلچسپ مقامات کی سیر کی اور ہر وقت سیر میں مسز بلی میرے ہمراہ رہیں۔

۸ نومبر کو آئرلینڈ میں سٹریٹلے نے ایک شاندار ڈنر دیارزڈنسی کے تمام یوروپین افسر اور لیڈرز جمع تھے، ڈنر کے بعد پہلے ملک معظم کا جامِ صحت بڑے جوش و خروش کے ساتھ نوش کیا گیا، اور پھر مسز مینر بان نے غیر معمولی فصاحت اور جذبات دلی کے ساتھ حسب ذیل اسپچ کی :-

لیڈرز ! اینڈ جنٹلمین !

عالیجناب حضور شہنشاہِ دامِ ملک کی جامِ نوشی صحت کرنے میں ابھی آپ میرے شریک ہو چکے ہیں، اور مجھ کو یقین ہے کہ آپ سب مجھے اس امر میں اتفاق کریں گے کہ اب میں جنکے جامِ نوشی صحت کی تحریک کرنا چاہتا ہوں اور سو اچھی تحریک اب کیسلی اسکے بعد نہیں ہو سکتی یعنی ہر ہائینس بیگم صاحبہ ہو پال کی صحت کی تحریک کرتا ہوں، جو حضور شہنشاہِ دامِ ملک کی رؤساء ماتحت ہند میں ایک نہایت وفادار رئیسہ ہیں۔

میں چند موقعوں پر ہر ہائینس کی جامِ نوشی صحت کرنے کی عزت حاصل کر چکا ہوں اور اونکے جامِ نوشی صحت کرنے کا کام ایسا ہے جسکو میں نہایت خوشی سے کرتا ہوں، کیونکہ عیا کہ میرا تجربہ ہے اسی طرح ہر شخص کو جسکو ہر ہائینس کی شناسائی کی عزت حاصل ہے یہ تجربہ ہے کہ حقیقتاً حالات اس شخص کو ہر ہائینس کے معلوم ہوتے جائیں گے اور سبقتاً اس شخص کے دل میں ہر ہائینس کی جانب سے دو طرح پر عزت بڑھتی جاوے گی، ایک اس بات کی کہ اس شخص کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک ایسی عالیشان لیڈی ہیں کہ جن میں تمام اوصافِ جیدہ جو مستورات کے واسطے زیبا ہیں بھرے ہوئے ہیں، اور دوسری عزت اس بات سے ہوگی کہ وہ شخصیت میں کے ایسی ہیں جو قابلیت اور عزت میں اپنے مقابلہ کے جملہ رؤساء کے ساتھ طرح کم نہیں حالانکہ مردوں کو محاورہ میں زیادہ قوی کہا جاتا ہے جسکی کہ میری رائے میں کافی وجہ نہیں ہے

برٹش کراؤن کے ساتھ روساے بھوپال نے جیسی وفاداریاں کی ہیں وہ اس قدر مشہور ہیں کہ اونکا تذکرہ کرنا زیادہ گولی معلوم ہوتی ہے، لیکن وہ قصہ ہی ایسا ہے کہ جس کے اعادہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ اسکی تکرار بار بار ہو رہی ہے۔

اس قصہ کی ابتدا اراونین تاریخوں سے ہے جبکہ پہلے پہل ہندوین برٹش سلطنت قائم ہو چلی تھی اور اورنگ زیب کے زمانہ میں ہر پانیس کے جدا جدا دست محمد خان اپنے واسطے اس زمانہ کے مطابق بھوپال اور اسکے نواح میں ایک عملداری قائم کی اونکے انتقال کے بعد جعفر ملک اونکے زیر حکم تھا سب میں بہت سے انقلاب واقع ہوئے چنانچہ سو برس سے زیادہ زمانہ کے بعد اونکے طاقتور ہمسا یوں نے گویا اونکے تمام ملک کو پایا اسکے بعد وزیر محمد خان کا زمانہ آیا جو دست محمد خان کے عزیز تھے، انہوں نے حملہ کرنا شروع کر دیا اور اپنے بہت سے بھلے ہوئے ملک فتح کر کے ساتھ واپس لے گئے انگریزوں نے وزیر محمد خان کے اتحاد کرنا چاہا لیکن چونکہ اس وقت برٹش پالیسی ریاستوں کے واسطے یہ تھی کہ اونکے امور میں مداخلت نہ کی جائے اسلئے اتحاد کرنے سے انکار کیا گیا اور وزیر محمد خان کو اپنے دشمنوں کے ساتھ تھراٹا پڑا اور انکے دشمنوں نے انکو نو مہینہ تک محصور کر دیا اسکے بعد مجبوراً ناکامیابی کے ساتھ واپس چلے گئے اور دہشتندی کے ساتھ حکومت چلانے لگی، اور جب ۱۸۵۷ء میں برٹش انگریزوں نے پٹنارو کی سرکوبی کا غزم کیا تو وہی اتحاد کی شکل اب قائم ہوئی جس اتحاد سے پہلے انکا کیا گیا تھا اس کے دوسرے سال میں ایک باقاعدہ معاہدہ قریب دو سو برس سے برٹش گورنمنٹ اور بھوپال دونوں ایک دوسرے سے مضبوطی کے ساتھ متحد ہو گئے، اس وقت جو جو شرطیں ہوئیں ان پر دونوں جانب سے ثابت قدمی رہی نواب نظر محمد خان جسے عہد نامہ ہوا تھا

عہد نامہ کے قریب ہونے کے بعد ہی انتقال کر گئے لیکن اوکی پالیسی پر آج تک نہایت سرگرم وفاداری کے ساتھ قابل قابل ستورات حکام نے جو یکے بعد دیگرے سند نشین ہوتی گئیں علدرآمد رکھا، اور نام قدسیہ بیگم صاحبہ، سکندر بیگم صاحبہ، شاہجہان بیگم صاحبہ کا اور اس وقت سلطان جہان بیگم صاحبہ کا تمام سلطنت میں وفاداری اور اطاعت کے سبب سے ایک گہری بات ہو گئی ہے، غدر کے پڑا شور و فتنہ میں بخش کر ڈون کا کوئی ثابت قدم اور قابل قدر دوست انکی نانی یعنی سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ سے بڑھ کر نہیں تھا اور اب ہر شے اس کے بعد ہوئیں اور ہم سب امید کرتے ہیں کہ ہر شے بدتوں سلامت رکھ اپنے جدا مجھ کے قدم بقدم اتنا کرین چنانچہ اس روز آپ سب کو معلوم ہو گا کہ ہر شے نے اپنی وفاداری کو اظہار میں امانت شاہی کی حزب میں قواعد و فوج بڑاؤ کا نسبت اس تعداد کے جو اس وقت ریاست کی جانب سے وجود ہے) اور فرمایا، نیز اپنے فرزند دوم صاحبزادہ عبداللہ خان صاحبہار کو امیر مل سروس ٹرولپس کا کرنل کمانڈنٹ تعین فرمایا، جن صاحبزادہ کا ہم بیان آج کی شب نواب محمد نضر اللہ خان صاحبہار کے ساتھ (جنہوں نے چند روز ہوئے اپنی والدہ کے مکہ معظمہ کو جانے سے اوکی عیبت میں ریاست کا انتظام قابلیت اور کامیابی کیساتھ کیا تھا) خیر مقدم کرتے ہیں۔

اب یہاں تک ایک جام نوشی کو ہم آپ سب کے ہاتھ پر چھوڑتے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اسکی تھریک کرنے کے واسطے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن آج شب کو ہر شے کو اپنا امان بنا کر اسقدر فخر و مسرت ہوئی ہے کہ جس کے اظہار کرنے کے واسطے میں کسی طرح رک نہیں سکتا، یہ موقع عجیب ضرور ہے کیونکہ ہم ہنسی کا صرختہ یہ پہلا ہی مرتبہ اندر کو آنا نہیں ہوا ہے بلکہ کل کو ماہو پال میں سے انکی یہی پہلی تہ

تشریف آوری ہے البتہ رؤساء بھوپال کو صرف کبھی سنٹرل انڈیا ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے اندر سے گزرتے ہوئے ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ہے۔

عرصہ سے میری اور سنزبیل صاحبہ کی یہی تمنا تھی کہ ہر سہ ماہی کو اپنی تشریف آوری سے عزت بخشیں، اگرچہ ہم انکی تشریف آوری کی قدردانی ہر ایک وقت پر کرتے ہیں لیکن اس وقت ہم خصوصاً بڑی قدر کر رہے ہیں کیونکہ وہ ایسے وقت آئی ہیں جبکہ انکو آنے میں علاوہ ذاتی تکلیفات کے اپنے پیارے پوتے کی طرف سے جو اندنوں سخت علیل ہو گیا تھا، بڑے ترددات اور فکر مندی سے بالکل اطمینان نہیں ہوا تھا خوشی کی بات ہے کہ اب وہ پریشانی رفع ہو گئی اور ہر طرح پر امید کی جا سکتی ہے کہ اب بغضہ تعالیٰ خیریت ہو لیکن ہر ہائیس کے اس وقت آنے نے انکی دیگر باتوں سے زیادہ اس بات کو جو ہر ہائیس کی نہایت مضبوط سے مضبوط اور نہایت اعلیٰ خصوصیات میں سے ہے نہایت زور کیا ہے نہایت نمایاں کر دیا کہ ہر ہائیس جس بات کا ایک مرتبہ وعدہ کر لیتی ہیں اسکو ایفا کرنی میں انکا ارادہ کبھی لغزش نہیں کرتا۔

آخر میں چھکوصرف یہ کہنا ہے کہ مجھے امید ہے کہ ہر ہائیس کی تشریف آوری جو بہت پہلی ہے آخری نہ ہو نیز یہ اطمینان دلاتا ہوں کہ ہندوستان میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں انکے تشریف لیجانے پر اندور سے زیادہ اخلاق کے ساتھ ادنا خیر مقدم کیا جائیگا۔  
لیڈی صاحبات و صاحبان ! ہر ہائیس نواب سلطان بیگم صاحبہ بوپال کی جام نوشی صحت کی جائے

خلیق اور معزز مہمان کی اس دلچسپ اور فصیح تقریر اور جام نوشی صحت کے بعد میں نے مندرجہ ذیل تقریر کی :-  
لیڈیز ! اینڈ جنٹلمین !

اسوقت جو خوشی مجھ کو ہے ناممکن ہے کہ اسکی تفصیل تحریر و تقریر کے ذریعہ سے ادا ہو سکے، اور یہ بھی قریب قریب ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے مفزز میزبان آنرہیل سٹریلیلی صاحب بہادر کی اداں مہربانیوں کو تقریر میں لاسکون جو شروع زمانہ تشریف آوری سے اسوقت تک میرے حال پر مبذول رہی ہیں یہ اداں مہربانیوں کی کشش ہو کہ نہون نے مجھے اسوقت یہاں کھینچ بلایا ہے۔

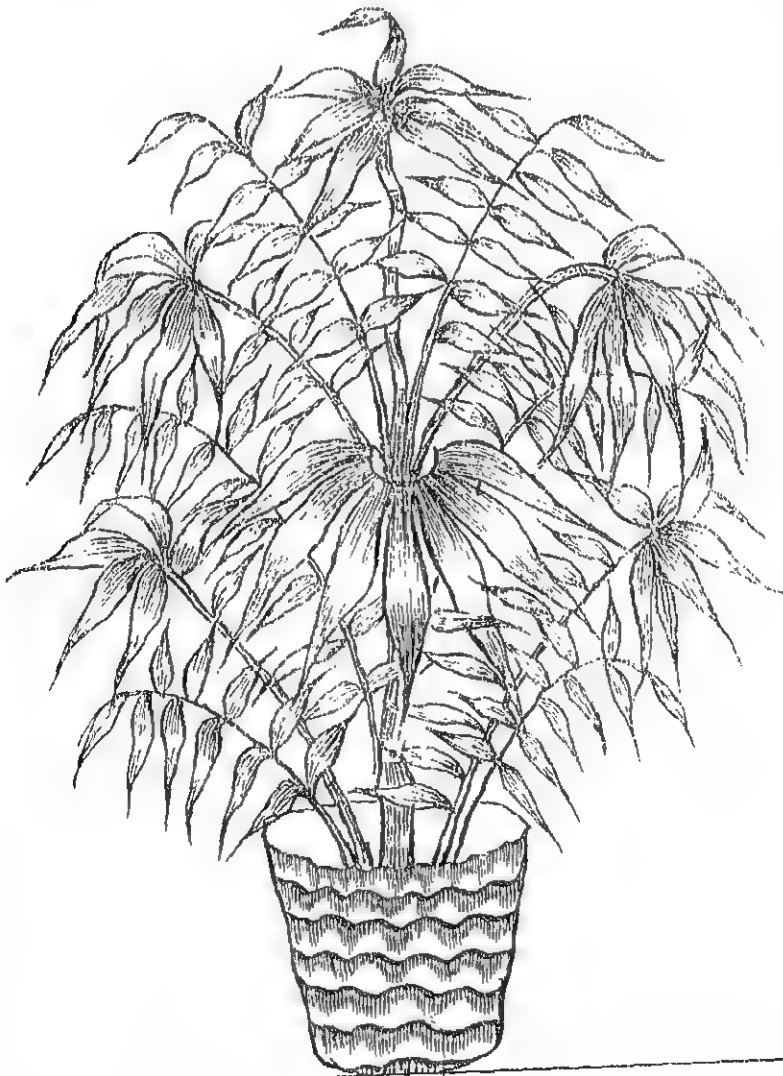
جن الفاظ میں میرے مفزز کرم فرمانے میری اور میرے اسلاف کی وفاداریوں اور میری ذاتی خدمات کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مجھے بحد مسرور کرنے والا ہے جسکے شکر یہ کہ بواسطے مجھے اسوقت موزون الفاظ نہیں ملتے، خوش نصیبی ریاست بھوپال سے تمام ماضیہ پیٹ گورنر جنرل صاحبان ہی ہر ایک طریقہ سے مہربانی اور قدردانی فرماتے رہے ہیں لیکن چونکہ میرا عہد حکومت میرے قدر شناس آنرہیل سٹریلیلی صاحب بہادر کے زمانہ میں شروع ہوا ہے، اسلئے مجھے انکی قدرا فرائیوں سے زیادہ واقف ہونے کا موقع ملا ہے اسوقت جس دوستانہ طریقہ سے مجھے میرے صادق دوست آنرہیل سٹریلیلی صاحب بہادر و سٹریلیلی صاحبہ نے مہمان رکھا جس طرح خلوص سے میری خدمات و عقیدت مند می اور اور میرے اسلاف کی وفاداریوں کا اپنی تقریر میں اظہار کیا وہ مجھے بلاشبہ ہمیشہ کے لئے اونکی یاد دلانے کا ذریعہ رہیگا۔

یہاں پر میں اپنے مہربان کی تقریر کے جواب میں ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ بلاشبہ مجھے پھر ویسی خوشیوں کے جلے میں شرکت کا موقع اپنے دوست کے خیال کے مطابق ملے گا جو آئندہ اس سے زیادہ میری وصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔

میں اپنی تقریر کو ختم کر کے خداوند کریم سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم سے

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے اقبال و حکومت میں روز افزون ترقی کرتا رہا ہے، اور اب اس امر کی تحریک کرتی ہوں کہ حاضرین جلسہ ہمارے سچے کرم فرما آنریبل مسٹر بیلی و مسز بیلی کا جام صحت نوش فرما کر مجھے ممنون و مشکور فرمائیں۔

۹۔ نمبر کو اندور سے روانہ ہو کر بھوپال واپس آئی اگرچہ واپسی پر ایسٹ تھی لیکن آنریبل مسٹر بیلی اور دیگر اجابید سے اسٹیشن تک مشایعت کی اور میں اس خوشگوار مہمان داری کی پر لطف یادگار لیکچر اندور سے روانہ ہوئی، حقیقتہً جب تک ہم اندور میں رہے ہمارا وقت نہایت مسرت میں گزرا، آنریبل مسٹر بیلی اور مسز بیلی نے کوئی دقیقہ ہمارے آرام و آسائش اور اعزاز مہمان داری میں باقی نہیں رکھا۔







ہنر کسلنی لارڈ کرزن جب انگلستان سے توسیع میعاد کے بعد ہندوستان واپس آئے تو اکثر رؤساء و ایلیان ملک ان کے خیر مقدم کے لئے بمبئی گئے تھے میرا بھی ارادہ ہوا کہ بمبئی میں جا کر خیر مقدم میں شرکت کروں میں نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع باضابطہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سٹرنل انڈیا کو دی اور بعد خط و کتابت یہ قرار پایا کہ یہ سب سے پہلے کوروانگی ہوا اور ٹیشن کھنڈوہ سے صاحب ممدوح بھی ہمارے ساتھ ہو جائیں۔

تاریخ مذکورہ کو میں مع صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نواب محمد نصر اللہ خان، کرنل محمد عبید اللہ خان صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور مختصر اسٹاف کے پنجاب میل سے روانہ ہوئی لیکن کھنڈوہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ٹرین کے دیر میں پہنچنے کے سبب سے پہلے ہی روانہ ہو چکے ہیں۔

جمعہ کو ہنر کسلنی لارڈ کرزن کے آنے کا دن تھا، رؤساء و وایلیان ملک، ہنر کسلنی گورنر بمبئی، اور دیگر بوروین حکام پچیس ڈاک پر خیر مقدم اور استقبال کے لئے جمع تھے، چونکہ گودی پر جگہ تنگ اور اثر دام زیادہ تھا اسلئے سبھی ال میسر کی تکلیف کے میرا وہاں موجود ہونا ضروری نہ سمجھا گیا مگر تینوں صاحبزادے میری طرف سے موجود تھے، جن میں کرنل محمد عبید اللہ خان اپنی رحمت کے فل ڈریس میں تھے۔

ہنر کسلنی دایسراے نے جہاز سے اتر کر تمام حاضرین سے ملاقات کی اور کرنل صاحب کی طرف اشارہ کر کے میرا پیرس ائمہ بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سے سر کیساتھ دریافت کیا کہ یہی ہر نہیں کہ دوسرے فرزند ہیں جو کرنل منقر ہو چکے ہیں دوسرے دن ۱۱ بجے میں نے ہنر کسلنی سے گورنمنٹ ہوس میں ملاقات کی، ہنر کسلنی دایسراے کی ملاقات کے بعد ہنر کسلنی لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی اور ان کی لیڈی صاحبہ سے ملنے کی مسرت حاصل کی اور ان کے یہاں

سفر حجاز سے واپسی پر ارادہ تھا کہ میں لارڈ لیمنگٹن سے ملوں اور ان کی گورنمنٹ سے جو آرام و آسائش مجھے بمبئی میں حاصل ہو سے تھے ان کا

جلسہ ایٹ ہوم میں بھی شریک ہوئی وہاں لارڈ کرزن صاحب نے نہایت مہربانی کے ساتھ مجھے گفتگو کی۔  
 بمبئی میں آنر بیل میجر میڈ صاحب بہادر بھی تشریف فرما تھے ایک عرصہ کے بعد اونسے بھی ملاقات ہوئی،  
 پندرہ دن بمبئی میں قیام کر کے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۴ شوال ۱۳۲۶ھ ہجری کو بھوپال واپس آئی۔

(حاشیہ غور گذشتہ) شکریہ ادا کر دیں چونکہ اس وقت ہر گھنٹی گورنر صاحب بہادر پونہ میں تھے اسلئے دل کی تھی۔



## باب (۳۲)

## سیلانہ مینوور

اس سال افواج سنٹرل انڈیا کا سالانہ مینوور بمقام کیمپ سیلانہ قرار پایا تھا چونکہ اسپیریل سروس ٹرپس کرنل محمد عبید اللہ خان کے زیرِ کمان تھا اسلئے انہیں اپنے ٹروپس کو لیکچر مینوور میں شریک ہونا ضرور تھا۔ وہ اگرچہ بچپن ہی سے جفاکشی کے عادی ہیں اور ہمیشہ انکے ذہن اپنے نامور اسلاٹ کی طرح بہا درانہ کاموں کا حوصلہ ہے، لیکن یہ انکے لئے پہلا ہی موقع تھا کہ وہ اپنے اس مذاق میں شہرہ بھی حاصل کریں اور اس مینوور میں جہاں عساکر برطانیہ و غیر دیگر قریب و جوار کی ریاستوں کے افسران فوجی بھی شریک ہونے والے تھے اس کیولری کو جسکے وہ کمانڈنگ افسر مقرر کئے گئے تھے اپنے زیرِ کمان ایک کمرہ اوصاف سپاہیانہ کو ظاہر کریں اور ان تمام اصول حرب سے عملی طور پر واقف ہو جائیں، جن پر اس نے انکے کارِ مفوضہ کی تکمیل اور ترقی کا انحصار ہے۔

اسی زمانہ میں ہرنہائیس مہاراجہ صاحب بہادر فرید کوٹ اپنے یہاں پرتھوی شاک میننگ کا جلسہ منعقد کرنے والے تھے اور انکے یہاں اسپیریل سروس ٹروپس کی چھوٹی کا افتتاح ہونے والا تھا انہوں نے ریاست بھوپال کے اسپیریل سروس ٹروپس کو بھی مدعو کیا اور حسب ذیل خرچہ بھیجا :-

ترجمہ خرچہ ہرنہائیس مہاراجہ صاحب بہادر فرید کوٹ

ازراج محل ریاست مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء

یورہائیس !

میں یہ اطلاع دینے کی مسرت حاصل کرتا ہوں کہ ریاست فرید کوٹ میں میں

اپنی اسپیرل سروس ٹروپس کے واسطے چھاؤنی بنائی ہے اور اس چھاؤنی کا افتتاح جنوری ۱۹۷۹ء میں ہزارنٹھ گورنر صاحب بہادر پنجاب فرمائیں گے، چنانچہ جنرل بیٹن صاحب بہادر اسپیکٹر جنرل اسپیرل سروس ٹروپس نے نہایت مہربانی سے میری استدعا پر سال دوم کی اتھلیٹک میٹنگ کا جلسہ ویسٹ منسٹر میں منعقد فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ یورہائیس بھی اپنی ریاست کی اسپیرل سروس ٹروپس کو اس جلسہ میں شریک ہو کر مقابلہ کرنے کی اجازت فرما کر میری ریاست میں اونکے بھی رہنے کا شرف عطا فرمادینگی۔

شریح کمپنیشن وغیرہ کے کپتان، آئی، ڈی، بانٹ صاحب اسپیکٹنگ افسر اسپیرل سروس سفر میں اسے مرتب کیا ہے، کیونکہ وہ مجھ کو اس کام میں مدد سے رہے ہیں اور وہ آپ کی ریاست کے اسپیکٹنگ افسر کی معرفت تمام ضروری باتوں کی اطلاع دیں گے۔

امید ہے کہ میرا خریطہ یورہائیس کو حالت صحت میں پہنچے گا، لیکن چونکہ رحمت جانے سے مجھ پر تھی میں نے جواب میں مندرجہ ذیل خریطہ لکھا۔

خریطہ موسومہ مہاراجہ صاحب بہادر ریاست فری کوٹ

یورہائیس !

آپ کا مہربانی نامہ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء موصول ہو کر باعث مسرت ہوا حسب ایما آن شیفٹ اسپیرل سروس ٹروپس بہوپال کو جلسہ اتھلیٹک میٹنگ میں جملہ عزت شرکت کی اجازت میں بہت خوشی سے دیتی لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ جہاں میں

جلسہ مذکور فرید کوٹ میں منعقد ہوگا وہی زمانہ رجنٹ و کٹوریہ لائبریری کے کیمپ سیلانہ جال کا ہے اور ہنگام اتفاقاً جلسہ مذکور رجنٹ بھوپال کیمپ سیلانہ میں ہوگی جس کے لئے وہ روانہ ہو چکی ہے اور اس بناء پر میجر ایٹور تھہ صاحب بہادر انسپکٹنگ ایفیسر رجنٹ کی رائے سے اس باب میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ بوجہ روانگی کیمپ سیلانہ رجنٹ حاضری فرید کوٹ سے معذوری ہو گئی۔

مین اخلاص کے ساتھ آپ کو تقریب افتتاح چماؤنی امپیریل سروس ٹروپس و جلہ اٹھلٹنگ میٹنگ کی مبارکباد دیکر امید کرتی ہوں کہ آپ بعافیت ہونگے۔

۱۹۰۵ء میں جب کہ موسم سرما میں شہاب پرتھما رجنٹری کو صاحبزادہ کرنل عبید اللہ خان بھادری امپیریل سروس ٹروپس کو لیکر کیمپ سیلانہ کو روانہ ہوئے۔

روانگی کے دن صبح (۷ بجے) کرنل صاحب اپنی تمام رجنٹ کو صدر جنرل پر میرے ملاحظہ کے لئے لائے اور خود ہی ایک فوجی افسر کی حیثیت میں میرے سامنے حاضر ہوئے، مین ہی خدا حافظ کہنے کی واسطے اپنے آنکس دم میں کٹری ہوئی تھی، نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور تمام افسران ریاست حسب دستور خدا حافظ کہنے کو موجود تھے رعایا بھی جوق جوق ہر چہا سمت سے امپیریل سروس ٹروپس کے دیکھنے کو آ رہی تھی اور سرکون پر ایستادہ تھی۔

مین نے ان کو اور رجنٹ کو خدا حافظ کہا، مین نے اس وقت پارچ پاسٹ بجایا اور رجنٹ نے بے سبب کوچ کیا۔

بھوپال سے روانہ ہو کر پہلا مقام پھندا میں، اور دوسرا سیہور میں تھا، میجر بیرس اسمنٹ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ نے اس مقام پر کرنل صاحب کو نہایت خلوص و محبت کے ساتھ بریکٹا دیا، نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی مدعو تھے دونوں صاحبزادگان سلیم بھوپال

موٹر کار پر سوار ہو کر گئے اور شام تک ہمارے دوست میں شریک ہو کر واپس آئے صبح چھ بجے سیدہ سے روانہ ہو کر  
آتشہ میٹ واڑہ وغیرہ کوچ و مقام کرتی ہوئی ایک ہفتہ میں داخل اندور ہوئی، آنریبل مسٹر جی صاحب ہمارے  
ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے نہایت تپاک کے ساتھ کرنل محمد عبداللہ خان کا خیر مقدم کیا اور کمال مہربانی  
سے اپنے پاس رزیدنسی میں مہمان رکھا۔

صاحب مختشم الیہ چونکہ ایک عرصہ سے ہندوستان میں تھے اور انکو ہندوستان کے طرز معاشرت  
اور جذبات و خیالات سے بخوبی آگاہ ہی تھی اور وہ اس سے بھی واقف تھے کہ مجھ کو اپنی اولاد سے کس قدر  
غیر معمولی انس ہے۔

اس لئے انہوں نے اندور سے رجمنٹ کی روانگی پر مجھے مطمئن کرنے کے لئے ایک چٹھی بھی لکھی جس سے  
اونکی وہ محبت و عنایت و توجہ ظاہر ہوتی تھی جو انکو میری ذات اور امپیریل سروس ٹروپس بہوپال کی تہنہ  
سے انہوں نے تحریر فرمایا کہ:-

”بہ مہربانی اس تحریر کو ایک چٹھی نہ تصور کیا جائے جس کا جواب لکنا ضروری ہو کیونکہ صرف یہ چند سطریں ہیں جنکے  
ذریعہ سے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آج صبح کو کرنل صاحب سہرا روانہ ہوئے وہ نہایت تندرست اور سرور معلوم تھے  
جب وہ یہاں سے روانہ ہوئے ان کے یہاں ہمارے پاس رہتے سے بڑی خوشی ہوئی مجھے امید ہے کہ وہ اس  
مختصر قیام سے سرور ہوئے ہونگے آج صبح کو میں نے وکٹوریہ لانسز کو روانہ ہوتے دیکھا اور انکی صورت اور گھوڑوں کی  
ہیئٹ دیکھ کر مسرور ہوا“

آنریبل مسٹر جی صاحب ہمارے ایسا براؤن فٹر ہوپال کیساتھ ہالکے کل و سائینٹل انڈیا کیساتھ سولہ طرح خلاق مہربانی کا  
طہ باوجود اس قدر انس کے ان معاملات میں ہر اولاد کی تعلیم و تربیت یا نیکنامی و بہتری سے متعلق ہوں میں ہمیشہ سے سخت ہون گزرا ہوں  
شفقت مادی ایک ایسی چیز ہے جسکے اثرات ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، میں نے دیکھا ہے کہ جب یورپین اجارہ پچے کو بند ہوتا ہے  
انگلستان تعلیم کیلئے تھیں تو انکی جدائی سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں حالانکہ ہمارے یورپین دوست تعلیم و تربیت کے بے انتہا دلدادہ ہیں“

ثبوت دیتے رہے اور ہمیشہ دوستانہ عنایت کرتے رہے، کرنل صاحب بہادر نے بھی حسبِ وجہ و قیاس کی مہمان نوازی اور محبت کے مفصل حالات سے مجھے اطلاع دی آنریبل مسٹر ہیلی صاحب بہادر کی چٹھی کے جواب میں میں نے صاحب ممدوح کو خط لکھا اور انکی اس شفقت و مہربانی اور عمدہ رائے کا شکریہ ادا کیا۔ رجمنٹ نے کیمپ پیلاہ میں نہایت عمدہ کام کیا اور کرنل محمد عبید اللہ خان نے بھی اپنی محنت و قابلیت سے ثابت کر دیا کہ جو خیالات ان کے عمدہ کرنیل پر مامور کرتے وقت قائم ہوئے تھے وہ بے شبہ صحیح تھے، خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے اپنی محنت و توجہ سے اپنے آپ کو مثل دوسرے آنکری می عمدہ داران افواج کے صرف نمائشی نہیں رکھا بلکہ انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ ہر صورت میں اوس منصب کے لئے موزون ہیں۔

اس مینو ڈین جنرل سر مور کری صاحب بہادر خود بحیثیت امپائر شریک تھے جنرل اور کرنل کبونیو کیولری بریگیڈ کے کمانڈنگ اور کپتان الوڈ اسٹنٹ انسپکٹنگ فیسر امپیریل سروس ٹرپس بھی موجود تھے اور یہ تمام برٹش فیسر کرنل محمد عبید اللہ خان کے ساتھ بے انتہا مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے اگرچہ مجھے مینوڈ سے برابر اطلاع ملتی تھیں لیکن سردی کے سخت موسم اور انکی غیر معمولی مستعدی کا لحاظ کر کے اکثر یہ خیال ہوتا تھا کہ مبادا وہ محنت کرنے میں بے احتیاطی کریں جس کا اثر انکی صحت پر پہونچے۔ جسوقت چند آدمی بیمار ہو کر آئے میں نے کپتان الوڈ صاحب بہادر اسٹنٹ انسپکٹنگ فیسر امپیریل سروس ٹرپس کو جو مینوڈین فوج کے ساتھ تھے اور ایک مہربان نیک دل افسر تھے اور کرنل محمد عبید اللہ خان کے ساتھ نہایت خاص و محبت سے پیش آتے تھے ایک چٹھی لکھی جس میں کرنل صاحب بہادر کی نگہداشت کی خواہش کی تھی۔

انہوں نے میری چٹھی کے جواب میں جو چٹھی لکھی اوس سے مجھے بہت کچھ اطمینان ہوا اور سب سے زیادہ خوشی اس امر کی ہوئی کہ اول ہی مرتبہ کرنل محمد عبید اللہ خان نے اپنی مردانہ ہمت و دلیرانہ مستعدی

وہ لیاقت سے جو عمدہ اثر برٹش افسروں کے دلوں میں پیدا کیا ہے وہ کیسا اچھا اور عمدہ ہے، پکتان حسب  
کی جتنی حسب ذیل ہے :-

”آپ کی جٹی پاکر میں کمال سرور ہوا یہاں ہی بڑی سخت سردی ہے ایسی سردی تھی کہ صبح کو ڈول میں پانی ڈیڑھ انچ جم جاتا  
جھکنا ڈیڑھ ہے کہ ایسی سخت سردی پڑنے اور نیرا دلے کرنے سے فصل کو بڑا نقصان ہوا ہوگا، رعایا کے حال پر افسوس آتا ہے  
کیونکہ ان لوگوں کو گیہوں اور چنے کی فصل اچھی ہونے کی امید تھی۔

آپ سن کر خوش ہو گئی کہ کرنل صاحب بہادر بہت اچھی طرح ہیں، واقعی بات یہ ہے کہ وہ لفظ نجان کو نہیں بچتا  
وہ خوب محنت کرتے ہیں اور کئے کئے گھنٹے تک دور دور تک سوار ہو کر جاتے ہیں اور رجمنٹ اور ریگیڈوں کی قواعد  
وغیرہ میں خوب دلچسپی لیتے ہیں، جو کہ وہ خود ایک شائق اور اچھے شکاری ہیں اس وجہ سے وہ زمانہ موجودہ کی جنگ گاہ کی تلواریں  
اور کترتوں کو بہت جلد سمجھ لیتے ہیں۔

میں ایسا قابل شاگرد اور ایک نیک دوست (جو آپ کے صاحبزادے سے مراد ہے) پاکر بہت خوش ہوں میرے  
خیال میں آپ کو سستے قلوب ہوگا کہ اس قلیل عرصہ میں انہوں نے کتنا علم حاصل کیا ہے اور جیکو یقین ہے کہ آپ کے  
صاحبزادے کے ایسے کرنل اور افسروں سے آپ کی رجمنٹ میں وہ صرف ایک نمائشی صورت کے طور پر نہ ہوں گے،  
میں دیکھتا ہوں کہ صاحبزادے موصوف اپنی اضیاء آپ کرتے ہیں آپ نے ان سے سنا ہوگا کہ اس وقت سے پیشتر جیسا کہ  
پہلے خیال تھا بھوپال کو واپس جائیں گے اور جھکو امید ہے کہ آپ ان کو واپس پاکر سرور ہونگی۔

بھوپال لائنز کے سب لوگ اچھی طرح ہیں صرف دو یا تین آدمی بیمار ہو کر ناقابل قواعد ہوئے گھوڑوں کو بہت  
کام کرنا پڑا۔

جب رجمنٹ مینوور سے فارغ ہو کر جانب بھوپال روانہ ہوئی جنرل سرور کرسی صاحب نے نہایت خوش تھے  
انہوں نے مارچ پاسٹ کے وقت اپنی رائے نہایت تعریفی الفاظ میں ظاہر کی اور رجمنٹ کو میاں  
جنگ میں جاسنے کی قابلیت کا اعتراف کیا نیز انہوں نے خاص طور پر کرنل صاحب کی بھی تعریف کی



اور سپاہیوں کے سامنے اونکو بطور ایک عمدہ مثال کے پیش کیا۔

۳۱ فروری کو ۸ بجے صبح رحمنٹ داخل ہو پال ہوئی بسبب تقریب عید الفصحی کے کچھ دن پہلے استے سے جدا ہو کر کرنل محمد عبید اللہ خان ہو پال آگئے تھے لیکن رحمنٹ کو داخل ہونے سے قبل دیکھ کر ہاتھ نہ لایا اور کو چلے گئے داخلہ کے دن نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے اپنے عزیز بہائی کا مہم جملہ افسران ملکی و فوجی استقبال و خیر مقدم کیا، قلعہ فتحگڑھ سے (۵) فیر سلامی جو کرنل عبید اللہ خان کے جہتیت اداوار رئیس ہونے کے مقررین حسب معمول سر کئے گئے۔

ساڑھے آٹھ بجے رحمنٹ جس طرح کہ روانہ ہوئی تھی اسی طرح صدر منزل کے سامنے آئی اور زمین نہایت مسرت کے ساتھ خوش آمدید کہا اور اس وقت اس کے فوٹو لئے گئے۔

چند دنوں کے بعد ایک اور چٹھی کپتان الوڈ صاحب بہادر نے مجھے لکھی حسین علاوہ امیر پری سرورس ٹروپس کی تعریف کے کہنی اور توپخانہ اور میرے باڈی گارڈ کی تعریف تھی اور نیز اوسین کرنل محمد عبید اللہ خان کے متعلق بھی اپنے عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے جسکی نقل حسب ذیل ہے :-

### ترجمہ چٹھی مسلمان کپتان الوڈ صاحب درمورخہ مارچ ۱۹۰۶ء

مائی ڈیر فرینڈ ! چارپانچ روز کے واسطے مجھ کو اندر جانا ضرور ہے اور میں آج روانہ ہوؤں گا لیکن روانگی کے پیشتر میں یورہائیس کا شکریہ ادا کرتا ہوں واسطے توپخانہ اور کہنی اور باڈی گارڈ کے جنہوں نے شریک ہو کر وکٹوریہ لائسنز کی تعلیم میں چہی طرح مدد دی نیز میں خواہش کرتا ہوں کہ تمام فوجی لوگوں نے جیسی زندہ دلی اور جوش سیکھنے میں ظاہر کیا، اور جیسی رغبت کے ساتھ انہوں نے کام کیا اوکی بابت اپنی دلی قدردانی ظاہر کروں، یورہائیس کے باڈی گارڈ نے روزانہ قواعد میں شریک ہونے کا یا نگہبانی کرنے کا کام کیا،

اور جب ان کو ٹیوٹورین بلایا گیا تو انہوں نے ویسی ہی مستعدی اور دلیری سے کام کیا کہ اپنی اور توپچانہ نے ہی نہایت شوق سے کام کیا، اور اگرچہ وکٹوریہ لانسرز کو عملی سبق دینے کا ذریعہ بھی کمپنی اور توپچانہ تھا تاہم مین یقین کرتا ہوں کہ کمپنی اور توپچانہ نے بھی بہت سا کام اپنے فن کا سیکھا، مزید برآں مین نہایت خوشی کے ساتھ اس نظیر کو بیان کرتا ہوں جو کچھ صاحبزادہ کرنل عبداللہ خان صاحب بہادر نے دکھائی ہے، اور وہ ایک ایسی نظیر ہے جسکو ہر افسر اور ہر فوجی آدمی نے محسوس کیا ہوگا۔

بہر حال یہ کہ ان کو تعلیم دینے میں ہمیشہ مجھ کو بڑی مسرت ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے کو ایک نہایت قابل شاگرد ظاہر کیا اور اپنا ذہن لڑا کر بہت جلد ہر کام کو سیکھا اور سیکھنے میں صاف ذکاوت دکھائی اور انہوں نے جھکو ایسی مدد دی جو قیاس سے باہر ہے مین جانتا ہوں کہ آپ کی اسپیرل سروس لانسرز کے عہدہ کرنل انجیٹ کے کام میں ان کا بہت بیش بہا وقت صرف ہوتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عہدہ ہے جسکو حامل کر کے انہوں نے برائے نام ایک میر فرش بتا نہیں چاہا لیکن مین یقین کرتا ہوں کہ انہوں نے معلوم کیا ہوگا کہ لڑائی بھی ایک فن ہے اور شل دیگر فنون کے انسان کا ذاتی جو شہرت مختصی تعلیم اور شوق سے صاف اور پکا ہو جاتا ہے مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اس فن پر نظر غور ڈال کر جس فن کو انہوں نے اپنی خوشی سے اختیار کیا ہے نتیجہ ضرور نکالا ہوگا کہ ان کا وقت بیکار ضایع نہیں ہوا بلکہ جیسا کام ہوا اور جو کچھ انہوں نے سیکھا اور سکی اطلاع خوشی سے انہوں نے پور ہائینس کو دی ہوگی۔

آپ کا صادق

دستخط - برٹرام - پی - الوڈ

## باب (۳۳)

## گو الیار مینوور

ہنر مینیس مہاراجہ صاحب بہادر گو الیار جو خود اپنی فوج کے کمانڈر انچیف ہیں اور فوج کا مین  
 وکچی رکھتے ہیں انہوں نے فروری ۱۹۱۷ء میں اپنی ریاست کی افواج کا بمقام سپہی (گو الیار)  
 مینوور کیا اور بذریعہ ٹیلیگرام ۱۲ فروری ۱۹۱۷ء کو خواجہ شمس کی کہ میں صاحبزادہ کرنل عبید اللہ خان کو اجازت  
 دوں کہ وہ بھی اونکے مہمان بنکر مینوور میں شریک ہوں۔

میں نے نہایت خوشی کے ساتھ اونکو اجازت دی اور ہنر مینیس کو بذریعہ نام مطلع کیا،  
 کرنل عبید اللہ خان ۱۶ فروری کو بھوپال سے روانہ ہوئے اور مینوور میں شریک رہے۔

ہنر مینیس مہاراجہ صاحب بہادر نے ان کی نہایت خوش اخلاقی سے مہانداری کی او  
 اوس یکامیت و محبت کو تازہ کیا جو سرکار خلدیشین اور مہاراجہ جیوا جی راؤ سیندھیہ کے زمانہ میں  
 قائم ہوئی تھی۔



## باب ۳

## ولادت صاحبزادہ وحید الطفرخان

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ = ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء شب یکشنبہ بدین بچے کے کرنل محمد عبید اللہ خان کے محل میں جن صاحبزادہ پیدا ہوا، خدا نے اونکو یہ دوسری نعمت تولد فرزند کی عطا فرمائی قلعة فتحگڑھ سے اتواپ سلامی سرہن میں فائزین حسب معمول ایک دن کی تعطیل دی گئی، کرنل عبید اللہ خان کو الیازینو وین تھے اونکو اوزیر یورپین اسٹاکو بذریعہ تار کے اطلاع دی گئی لیکن کرنل صاحب کو تار نہ ملا کیونکہ وہ کیمپ سے بذریعہ ڈاک روانہ ہو چکے تھے۔ گنا تک موٹر کار میں سفر کیا اور پھر میل ٹرین سے روانہ ہو کر شب کو ہجے داخل بہوپال ہوئے۔ یہ سب میسز اسمتہ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ، اور میجر ڈبلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنمنٹل سنٹرل انڈیا و ہنڈس میں مہاراجہ صاحب بہادر سینہ بیہانے بذریعہ تار پیغام مبارکباد ارسال کئے۔

یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے کہ صاحبزادہ وحید الطفرخان کی پیدائش کو گھنٹہ گذرے تھے کہ جنرل سرور گرو میری ملاقات کو تشریف لائے، انہوں نے وحید الطفرخان کو اپنی گود میں لیگے بڑی شفقت و مہربانی کی تھی فرمایا کہ اس وقت کرنل کی اولاد کو ایک جنرل اپنی گود میں لے رہا ہے امید ہے کہ یہی بڑیش خدمات کو دلیری سے ادا کر کے بڑی ناموری حاصل کرے گا۔

جنس ذکور میں جنرل صاحب موصوف پہلے شخص ہیں جنہوں نے خاندان رئیس کے ایک نئے زائید و بچہ کو آغوش محبت میں لیکر اس کے مستقبل کے لئے ایسی امید قائم کی۔

ساتویں روز عقیقہ کیا گیا، اور میری تجویز سے صاحبزادہ محمد وحید الطفرخان نام رکھا گیا،

۲۹ محرم ۱۳۲۳ھ ہجری کو میری جانب سے ۱ اور ۲۲ صفر سنہ مذکور کو نواب محمد نصر اللہ خان کی

جانب سے اوسی شان و شوکت کے ساتھ جوڑے گئے جیسا کہ گذشتہ تقریبات ولادت میں فصل ذکر ہو چکا ہے۔

عام طور پر جوڑون کے پیش کرنے کی خواہش ہوئی لیکن میں نے منظور نہیں کیا البتہ مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ وکٹوریہ کی عملات اور طالبات کو محض اسلئے اجازت دی کہ اونکی دستکاری کا امتحان ہو اور اونکا حوصلہ بڑھے، چنانچہ اونہوں نے جوڑے پیش کئے جنہیں اپنی دستکاری دکھلائی تھی جو اون کی تعلیم کے لحاظ سے اچھی تھی میں نے اونکی حوصلہ افزائی کی اور دونوں مدرسوں کی لڑکیوں اور اوستانیوں کو انعام دیا۔



## باب ۳

## اسٹیشن اٹاری پر لیڈی کرزن کی ملاقات

لیڈی کرزن جگانام ہندوستان کے زمرہ اناتھ میں ہمیشہ عزت و محبت کے ساتھ یادگار رہے گا۔ سن ۱۹۰۷ء میں انگلستان جا کر جلیل ہو گئی تھیں اور انکی بیماری سے اگرچہ عام طور پر افسوس تھا لیکن انکے خاص دوستوں کے حلقہ میں نہایت انتشار پیدا ہو گیا تھا وہ میرے ساتھ زمانہ بابت سے ہی مخلصانہ عنایت کرتی تھیں اور میرے دوستوں میں وہ نہایت ممتاز و دوست تقربین اذن کی علالت کی اطلاع سے مجھے سخت پیچینی تھی اور میں انکے حالات برابر معلوم کرتی جیتی تھی، باری خداوند کریم کے فضل و کرم سے انکو صحت ہو گئی اور انکے ہندوستان آنے کی اطلاع ملی۔

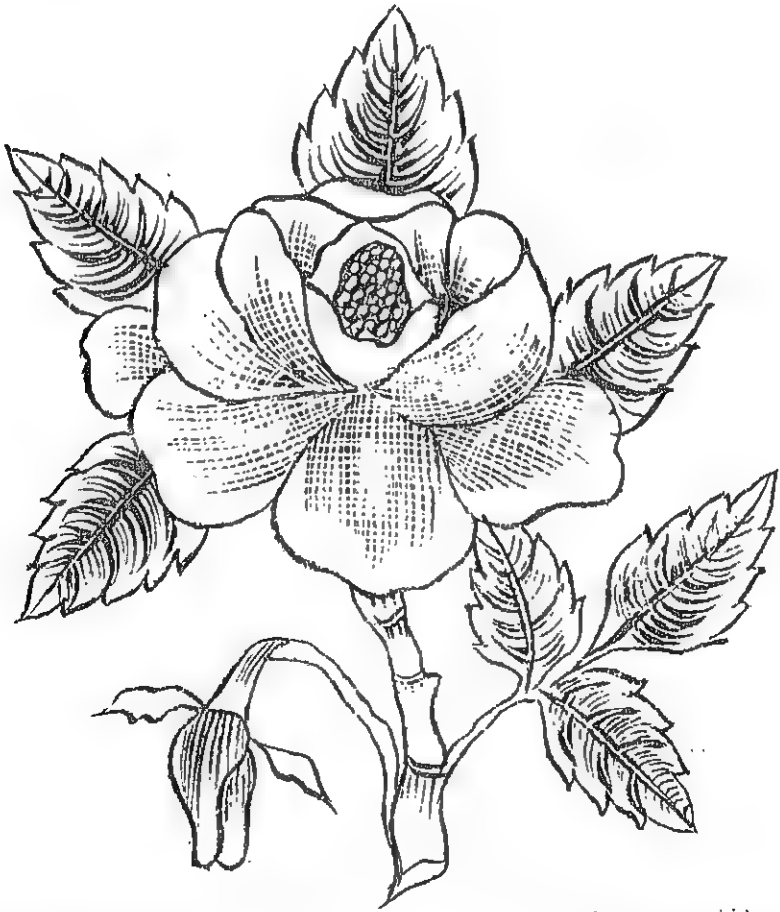
مجھے انکی صحت یابی کی بے انتہا خوشی تھی اور دل کا تقاضا تھا کہ میں ان سے خود ملکر صحت یابی پر مبارک باد دوں، پہلے میرا قصد تھا کہ کلکتہ یا شملہ اونے ملنے جاؤں لیکن چند وجوہ سے یہ ارادہ ٹھہری ہو گیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ بمبئی سے روانہ ہوں تو میں اٹاری جکشن پر ان سے ملوں۔

لیڈی صاحبہ موصوفہ جس دن داخل بمبئی ہوئیں اسی دن میں نے انکو خیر مقدم اور صحت پانے کی مبارک باد کا تار دیا اور جب کہ ہم راجستھان سے کوڑکا اسپتال اٹاری سے گزرنے والا تھا میں ہی بہوپال سے بذریعہ اسپتال ٹرین مع صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر و انجیر المہام ریاست روانہ ہوئی، ایک بجے لیڈی صاحبہ موصوفہ کا اسپتال اٹاری اسٹیشن پر داخل ہوا ویٹنگ روم میں میری اور انکی بڑی گرم چوٹی کے ساتھ ملاقات ہوئی وہ چہرے سے بالکل توانا معلوم ہوتی تھیں اور بیماری کا مطلق اثر باقی نہ رہا تھا لیکن رنگت میں بڑی تبدیلی ہو گئی تھی انکو حالت تندرستی میں دیکھنے سے بچے

بہت خوشی ہوئی، اونہون نے بھی میری مبارکباد اور ملنے کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا، یہ ملاقات تقریباً (۲۰) منٹ تک رہی اور میں اون سے ملنے کے بعد اسی دن ہو پال واپس آگئی۔

اس موقع پر میں اپنا دوسرا افسوس اور صدمہ کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتی جو جناب ممدوحہ کی وفات سے مجھ کو ہوا۔

بے شبہ لیڈی کرزن اون ممتاز خاتونوں میں سے تھیں جو ہندوستان کے ساتھ نیکی اور محبت کرنے میں شہرین وہ جب تک ہندوستان میں رہیں ہمیشہ اپنی نیک طبعی اور ہمدردی کا ثبوت دیتی رہیں اونہون نے ہندوستان کے زمانہ قیام میں عام ہر دل غیزی حاصل کرتی تھی، وہ ہر طبقہ میں اعزاز و محبت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھیں، اگرچہ لارڈ کرزن کے جانے کے بعد لیڈی کرزن کو ہندوستان سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا تھا لیکن ان کے انتقال سے عام طور پر ایک صدمہ پہنچا۔



## باب (۳)

## سیہورین دعوت

میجر میئرس اسمتہ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ قلعہ وسیع رکھتے تھے اور ان کی خاتون محترمہ میجر میئرس اسمتہ مین بھی نہایت اخلاص اور بڑی محبت تھی اور انکی صاحبزادیوں کی بھی پیاری پکی باتیں بے انتہا دل خوش کن تھیں جیسے وہ سیہور کھنڈی میں گئے تھے اور انکی فیملی سے مجھے خاص خصوصیت ہو گئی تھی۔ میرے اندر سے واپس آنے کے بعد اور ان دونوں کی خواہش تھی کہ میں مع نصر اللہ خان، حمید اللہ خان اور حمید اللہ خان سیہورین اور ان کی دعوت قبول کروں چنانچہ میں نے انکی دعوت قبول کی اور ۱۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو سیہور جانا قرار پایا اور اسی زمانہ میں مس، برتن اور سیہور میئرس اسمتہ صاحب کے بھائی مسٹر جی، پی، رنگن بھی آئے ہوئے تھے۔

۱۱ مارچ کو بجے صبح کو میں گھی میں روانہ ہوئی، صاحبزادہ حمید اللہ خان میرے ساتھ تھے، ایجنسی کی کوٹھی کے قریب ہمارے لئے خیمہ جات نصب کئے گئے تھے جن میں ہمارا اقامت تھا۔

محمد نصر اللہ خان، کرنل عبید اللہ خان پیر کے دن پہنچے اور اسی دن میجر میئرس اسمتہ نے ہم کو ایک محفل اور شاندار گارڈن پارٹی بھی دی، میجر میئرس اسمتہ اور مس برتن کو ہماری میزبانی پر بے انتہا مسرت تھی اور ہمارے آرام اور خاطر داری میں ہر وقت مصروف رہتے تھے یہیں اور ان کو وہی مسرت حاصل تھی جو دلی دوستوں اور با محبت عزیزوں کو ایسے موقع پر ہوتی ہے۔

مسٹر جی، پی، رنگن سے بھی ملاقات ہوئی مس ایڈا صاحبہ نہایت فلیق لیڈی تھیں اور اس طرح کرنل رنگن ہی بڑے نیک و ربا اخلاق تھے ہمارے ساتھ وہ دونوں ہی بڑی الفت اور خاص سوچیں لے کر آئے اور انکی خاص طور پر اپنی طرف سے ٹی پارٹی دی غرض چار دن تک ہاں قیام رہا اور یہاں اس طرح تفریح و خوشی میں بسر ہوئے۔



## باب (۳۷)

## میجر میٹرس اسمتہ کا نباولہ

سب بورڈ میں ہی معلوم ہو گیا تھا کہ میجر میٹرس اسمتہ بہادر عارضی طور پر ریڈنٹ نیپال تھوڑے  
اگرچہ اونکی ترقی سے مجھے مسرت ہوئی مگر اون کے جانے سے سخت افسوس ہوا اور اون کو بھی پتا  
جانے کا رنج تھا کیونکہ اونکو معلوم تھا کہ بہت روز تک ایجنسی بھوپال پر قیام کرینگے لیکن یکایک ریڈنٹ  
نیپال کی علالت کی وجہ سے اونکو روانگی کا حکم ملا میں نے الوداعی دعوت کے لئے بھوپال بلایا، احمد آباد  
میں بریک فاسٹ دیا، اس زمانہ میں تعمیر جاری تھی صرف قصر سلطانی جو میرا سکونتی محل ہوتا رہا ہو گیا تھا  
باغ ضیاء الالبصار میں نہ کوئی روش تھی اور نہ پھولوں کا کوئی تختہ تھا حتیٰ کہ سایہ دار درخت تک نہ تھے البتہ  
پہلے کے چوٹے چوٹے صحرائی درخت یا نیم کے دو ایک پودے تھے۔

بریک فاسٹ کے لئے میدان میں خیمہ نصب تھا جو پھولوں اور خوشنما درختوں کے گھلوں سے  
سجا دیا گیا تھا مگر قدرتی منظر نے جو مغرب و جنوب کی جانب وسیع میدان و تالاباؤں پہاڑوں کے سلسلہ سے  
پیدا ہو گیا ہے خاص دلچسپی پیدا کر دی تھی۔

میجر میٹرس اسمتہ اور سسر اسمتہ نے نہایت خوشی کے ساتھ اس جگہ پر بریک فاسٹ منظور کیا تھا  
کیونکہ وہ قدرتی نظارہ جو باغ ضیاء الالبصار کے لئے اتفاقاً حاصل ہو گیا ہے بھوپال کی کسی اور سرکاری عمارت کو  
حاصل نہیں اور یہ دونوں مہمان مناظر قدرت کے بھی نہایت شایق تھے اسکے علاوہ اونکو اس قیام پر  
اپنی یادگار بھی قائم کرنی مد نظر تھی کیونکہ محلات و باغات میں یوں تو اکثر دعوتیں اور جلسے ہوتے رہتے ہیں،  
لیکن ایسی ابتدائی حالت کے جلسے بطور یادگار ہمیشہ تازہ رہا کرتے ہیں گو یہ جلسہ الوداعی رنج کا جلسہ تھا مگر

اوسوقت کالطف تھوڑی دیر کے لئے اوس رنج پر غالب آگیا تھا۔

ہرستہ صاحبزادگان سلیم اور سٹر کوک سابق انجیز ریاست کے خاندان کے ممبر بھی شریک تھے ،  
بچوں کی چل پھل اور اونکا اوس میدان میں چل قدمی کرنا اور قدرتی بہار کو دیکر خوش ہونا حقیقتاً ایک  
عجیب لطف دے رہا تھا ۔

شام کو چار بجے پلو پلو ہوا ، اور پلو گراونڈ پر نواب محمد نصر اللہ خان اور کرنل محمد عبید اللہ خان نے  
ٹی پارٹی دی ، اور میجر مینرس اسمتہ صاحب ”گڈ بائی“ کہہ کر ہم سب سے رخصت ہوئے اور ۲۸ مارچ کو  
وہ نیپال روانہ ہو گئے ۔



## باب (۳۸)

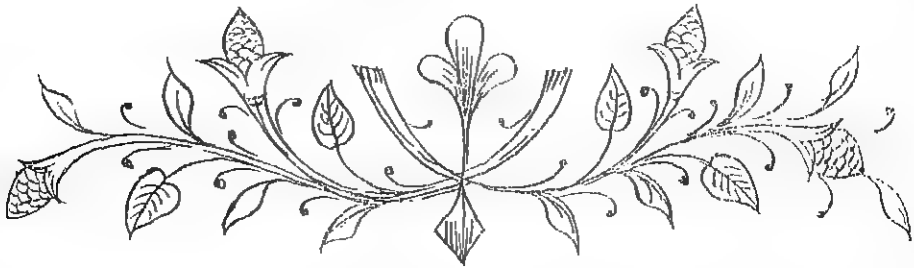
## ولادت صاحبزادہ رفیق اللہ خان

۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ ہجری = ۸ مئی ۱۹۰۵ء روزِ دوشنبہ قبل طلوع آفتاب ابجد نصر اللہ خان

کے محل میں دوسرے صاحبزادے پیدا ہوئے۔

ہندوستان میں یہ ایک رسم ہے کہ بڑے بھائی کے یہاں فرزند تولد ہونے پر چھوٹے بھائی بند و قون کے فیر کرنے سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس خوشی کے وقت جتھہ کہ بزرگ چوٹون کو دیتے ہیں وہ "نیگ" کہلاتا ہے، چونکہ حبیب اللہ خان کی ولادت کے وقت کرنل عبید اللہ خان اور حمید اللہ خان میرے ہمراہ سفرِ حجاز میں تھے اسلئے وہ اس طور پر اظہارِ خوشی نہ کر سکے، اب اس موقع پر علی الصباح دونوں صاحبزادوں نے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں شوکت محل پر جا کر بند و قون سرکین، نواب محمد نصر اللہ خان نے کرنل محمد عبید اللہ خان کو گھوڑا اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو روگ رائفل "نیگ" مین دیا۔

ساتویں روزِ عقیقہ ہوا، اور میری تجویز سے "محمد رفیق اللہ خان" نام رکھا گیا، ۲۳ جمادی الثانی بروز جمعہ میری طرف سے اور یکم رجب ۱۳۲۳ھ ہجری بروز جمعہ کرنل محمد عبید اللہ خان کی طرف سے جوڑے ہوئے اور ان جوڑوں کا جلوس اور احتشام اسی طریق پر کیا گیا جیسا کہ پہلے تقریبوں میں کیا گیا تھا،



## باب (۳۹)

## تعمید احمد آباد

جس طرح سردار دوست محمد خان نے حکومت بھوپال کی بنیاد ڈالی اسی طرح شہر بھوپال کی بنیاد بھی انہیں کے ہاتھوں سے قائم ہوئی نواح بھوپال میں کامل تسلط ہو جانے کے بعد انہوں نے موضع جگپور کو اپنا مستقر حکومت قرار دیا اور ایک قلعہ بنوایا جس میں عمدہ عمدہ عمارتیں بنوائیں لیکن عاوم ہوتا ہے کہ اس دم نگر جنگی حالات کے لحاظ سے محفوظ جگہ نہ تھی اسلئے بھوپال میں جو اس وقت اگرچہ ایک قریہ کی حیثیت رکھتا تھا لیکن چاروں طرف پہاڑوں کی وجہ سے محفوظ تھا اپنا مستقر حکومت منتقل کیا اور قلعہ فتحگڑہ اور شہر پناہ بنا کر اسکو آباد کیا جو بعد کو خون ریز لڑائیوں کے موقع پر نہایت امن کی جگہ ثابت ہوئی یہ قلعہ اور فصیل شہر ہمیشہ اون بہادر وں کی یاد کو تازہ رکھے گی جنہوں نے اپنی قومی عزت و حکومت کی محافظت میں اپنا خون بہایا۔

سردار دوست محمد خان کے بعد سے اکثر فرمان روا اپنے اپنے دور حکومت میں اپنے مذاق کے مطابق شہر کی ترقی میں کوشاں رہے اور ہمیشہ آبادی ترقی پذیر رہی نواب جہانگیر محمد خان نے جو سرکار خلد نشین کے شوہر تھے فصیل شہر سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک چھاؤنی قائم کی اور اپنے نام سے موسوم کر کے ”جہانگیر آباد“ نام رکھا چھاؤنی ہونے کی وجہ سے اسکی آبادی میں خوب ترقی ہوئی، اور اب وہاں دسری سرکاری عمارتوں کے سبب سے جو یوروپین مہمانوں کے قیام کے لئے اور فوج کی سکونت کے لئے بنائے تیار کی گئی ہیں اور یہی رونق بڑھ گئی ہے، سرکار خلد نشین نے اپنے عہد مہلت میں شہر کی سکون اور آبادی کی اصلاح کی، اور موتی محل اور موتی مسجد کی شاندار عمارتیں تعمیر کرائیں۔

سرکار خلد مکان جب صدر نشین ہوئیں تو انہوں نے سلسلہ عمارات میں اضافہ کیا لیکن اولیٰ بہت زیادہ توجہ بیرون شہر جانب شمال آباد کرنے کی طرف مبذول رہی اور ایک وسیع رقبہ زمین پسند کر کے اوسکا نام شاہجہان آباد رکھا جہاں مسلسل مکانات عمارتیں اور محلات تیار کر کے چنبن تلج محل، عالی منزل وغیرہ مشہور عمارتیں بنیں اور اوسکے اوس شوق کی منظر میں جو انہیں تعمیر سے تھا۔

جب میں صدر نشین ہوئی تو اگرچہ شہر و شاہجہان آباد میں عمارتیں موجود تھیں اور خود میر محل صدر منزل میرے مذاق کے موافق بنا ہوا تھا لیکن چونکہ شہر کی آبادی گنجان تھی اور شاہجہان آباد کے محلات اور قطعاً کچھ تو اصول حفظان صحت کے خلاف تھے اور کچھ وہاں بھی آبادی زیادہ ہو گئی تھی اسلئے صاف ہوا میسر ہونے کے واسطے ضرورت محسوس ہوئی کہ موجودہ مذاق کے مطابق کسی ایسے موقع پر کوئی عمارت تیار کرادیں جو کشادہ جگہ پر ہو تازہ ہوا بھی میسر ہوتی رہے اور چہل قدمی و ہوا خوری کے لئے بھی وقت نہ ہو۔

میں نے اس عمارت کے لئے مولوی ضیاء الدین صاحب کی ٹیکری پسند کی یہ جگہ شہر واطمین کے فاصلہ پر لب آب واقع ہے، نواب احتشام الملک علیجاہ بہادر مرحوم کو یہ مقام بہت پسند تھا کیونکہ باغبان آب و ہوا کے نہایت صحت بخش اور تفریح کی جگہ ہے نواب صاحب مرحوم اکثر ہوا خوری کیلئے بھی یہاں آتے تھے اس کا طے اس جگہ سے موزون جگہ کوئی دوسری تھی اس خیال کے مطابق میں نے یہاں عمارات تیار ہونے کا حکم دیا اور اس جدید سلسلہ عمارت کا نام نواب احتشام الملک بہادر مرحوم کے نام سے موسوم کر کے ”احمد آباد“ رکھا، انتظام آب رسانی کے لئے جدید انجن اور پمپ نصب کیا گیا، ”قصر لطانی“ کے سامنے ”باغیچہ ضیاء الابصار“ تیار کر لیا، اور ایک وسیع میدان محل کو خوش منظر بنانے کے لئے چھوڑا گیا، اپنے اسٹاف اور دفتر و بجاری و شاگرد پیشہ اشخاص کے لئے یہی بنگلہ جات مکانات بنانے کی منظوری دی، غرض ان نئی عمارتوں کا ایک حصہ ۱۳۲۳ھ ہجری میں تیار ہو گیا، اور میں نے دورہ ضلع مغرب سے واپس آکر اون میں قیام کیا۔

ان عمارات کی تیاری میں علاوہ اون خیالات کے جو اوپر ظاہر کئے ہیں یہ امر ہی پیش نظر تھا کہ شہر کی سرکاری عمارتیں نواب محمد نصر اللہ خان کے اور شاہجہان آباد کی عمارت کرنل عبدینجن کے تصرف میں رہیں گی اور یہ عمارتیں صاحبزادہ حمید اللہ خان کے واسطے کارآمد ہوں گی، نیز ان کی تعمیر شہر کی آبادی میں وسعت اور غربا کی روزی بامشقت کا باعث ہوگی :



# باب

## منتفق انتظامات سال چہارم

### باب ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶

۱۔ سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے انتقال کے بعد جاگیر شامل خالصہ کی گلی اور جوسان  
 اسباب اونکی ڈیوٹی کا تہادہ تو ڈیوٹی ہی خاص میں داخل ہوا جسکا مفصل ذکر تریک سلطان میں مذکور  
 ہے لیکن ابھی تک متاجران بیات جاگیر کے ذمہ کثیر المقدار رقم بقایا میں موجود تھی۔

اصولاً و شرعاً ریاست کا مال داخل ریاست کر دیا جاتا ہے اور ڈیوٹی کا مال وارث کو ملتا ہے  
 خواہ ایک وارث ہو یا کئی وارث ہوں اسلئے یہ رقم بھی جو رقم کی حیثیت رکھتی ہے وارث پر منتقل ہوتی ہے  
 چونکہ سرکار قدسیہ بیگم مرحومہ کی وارث صرف سرکار خلد مکان تین لہذا انہوں نے باستحقاق وراثت  
 اس رقم کی وصولی شیخ محمد منہم تحقیقات رد بگاری کو تفویض کی لیکن (۲۰) سال گزر گئے سرکار خلد مکان کا  
 بھی انتقال ہو گیا اور اس عرصہ میں یہ کام اتمام کو نہ پہونچا، جب میں صدر نشین ہوئی تو سرکار خلد مکان  
 کی ڈیوٹی کی جائداد بلا شرکت احد سے وراثت میری طرف منتقل ہوئی۔

سالہا سال سے یہ عجیب اتفاق پیش آ رہا ہے کہ وارث ریاست ہی تنہا ڈیوٹی کا بھی مالک  
 ہوتا ہے چار پتین گزر گئے نہ اور کوئی بہن ہوئی نہ کوئی بیٹی ہوا جو مطابق احکام شرعی وارث ہوتا، اور  
 جائداد متروکہ کی تقسیم ہوتی، غرض اس کام کے اتمام کی بھی سخت ضرورت تھی کیونکہ از روئے اصول  
 حکومت بقایا کا پڑا رہنا اور امور متنازعہ کا فیصل نہ ہونا خلاف سیاست ہے اسلئے پہلے میں نے بذات خود  
 اس پر توجہ کی مگر چونکہ کاروبار ریاست کی کثرت اور دوسرے انتظامات بہت زیادہ توجہ طلب تھے





چوڑو یا گیا اور اسکے علاوہ سلسلہ تحقیقات بقایا بالیہ ریاست میں بھی تہتر ہزار دوسو ستاسی روپیہ معاف کئے گئے، نیز دوا لاکھ روپیہ زرنذراتہ بند و بست سرسری جو ستاجیوں سے حسب رواج ریاست جیلہ وصول تھا اور جب کو خوشی کے ساتھ وہ لوگ دینے پر آمادہ تھے میں نے معاف کروایا کیونکہ بایا کی حالت اسکی مقتضی نہ تھی کہ اس سے نذرانہ قبول کیا جاتا۔

۴۔ اصلاحات صیغہ پولس میں جو میرے زمانہ صدر نشینی میں ہوئیں اس سال میں نے مونڈ پولس کا اضافہ کیا اور (۳۵۳) آدمیوں کی جمیعت فوج ریاست سے نکال کر پولس میں شامل کی گئی، جس سے ہر ۲۹ میل مربع اوزہر دوسو تراسی اشخاص کے لئے ایک پولس میں کی نسبت ہو گئی، چار سو بند قین پولس کو دی گئیں اور نئی وردی جدید وضع کی ۱۹ ہزار روپیہ میں تیار کرائی گئی غرض ایک لاکھ اوتہتر ہزار روپیہ پولس کی جدید اصلاحات میں صرف ہوا اسی کے ساتھ قواعد و ضوابط کی پابندی کا کامل طور پر لحاظ رکھا گیا اور اس سال پولس کی حالت میں ہر اعتبار سے ایک نمایاں ترقی ظاہر ہوئی، پکتان تعلیم میں نے اصلاح پولس میں نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کی اور ایک حد تک اوس میں بڑی کامیابی حاصل کی بے شک اصلاح پولس کے متعلق اون کی خدمات نہایت قابل قدر ہیں کیونکہ ہر کام کی اصلاح میں ابتدا ہی سخت مشکوٰں کا سامنا ہوتا ہے۔

۵۔ تھپ اپریشین کی تعلیم کے لئے دو آدمیوں کو اندور بھیجا گیا اور بعد فراغت تعلیم اون کو پولس میں جگہ دی گئی۔

۶۔ ریاست میں جو جنگل کا بڑا رقبہ اس قسم کا ہے کہ اگر اسکا انتظام قرار دیتی عمل میں آتا تو اس سے بہت منفعت حاصل ہوتی لیکن اوسپر کوئی توجہ نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ سالوں میں باوجود اصلاحات کے آمدنی خرچ کے لئے بھی کتنی نہ ہوئی، سال حال میں اوسپر خاص توجہ کی گئی قانون جنگل جو سرکار خلدیکان کے زمانہ میں مرتب ہو چکا تھا جدید اصلاحات و ترسیلات کے لئے جن کی ضرورت میں اب

محموس ہوئیں مجلس مشورہ میں بھیجا گیا اور بعد غور و بحث پاس ہو کر نافذ ہوا، کاشت کاروں کو اجازت تھی کہ جو درخت اونکی اراضی مقبوضہ میں واقع ہوں اونکو اپنے استعمال و ضروریات کے لئے وہ کاٹ سکتے ہیں۔

۷۔ عمارتی اخراجات میں اس سال (۱۹۰۸) روپیہ ۷۷۷ پائی اور مفصلات کی ریت کون اور ڈاک بنگلوں پر (۱۶۸۲۳) روپیہ صرف کئے گئے۔

۸۔ انگریزی تعلیم کی جانب سے جو بے پروائی بھوپال میں تھی وہ اگرچہ بدستور موجود ہے لیکن تاہم روزمرہ کی تاکیدوں اور ہدایتوں سے اوس میں کس قدر کمی آگئی جس کا نتیجہ ہی ظاہر ہوا، اور بمقابله سالہ ۱۹۰۸ (۱۱) طلباء اس میں زیادہ داخل ہوئے، اور مدرسہ انگریزی کے طالب علموں کی تعداد (۲۲۵) تک پہنچ گئی پانچ طالب علم کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں شریک ہوئے جن میں تین کامیاب ہوئے۔

اگرچہ اس کامیابی سے مجھے اطمینان ضرور ہوا مگر یہ امر باعث افسوس ہی رہا کہ ان میں خاص ہو چکا کوئی طالب علم نہ تھا۔

ہائی اسکول زمانہ مولوی عبد الجبار خان وزیر ریاست کلکتہ یونیورسٹی سے (افیلٹ) ملحق کروا گیا تھا لیکن کلکتہ یونیورسٹی کی تعلیم بھوپال کے طالب علموں کے لئے موزون نہ تھی اور اونکی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں اسلئے میں نے مناسب جہاں کہہ جاے کلکتہ یونیورسٹی کے الہ آباد یونیورسٹی سے اسحاق کیا چاہے چنانچہ اس سال الہ آباد یونیورسٹی سے ملحق کیا گیا۔

بہ سفارش مولوی عبد الجبار خان وزیر ریاست مولوی الطف الرحمن سرشتہ تعلیم کے افسر مقرر ہو گئے تھے مگر چونکہ وہ بھی تعلیم جدید سے بے بہرہ تھے اسلئے اونکی ذات سے کامیابی کی توقع نہ تھی اور نہ وہ عمدہ نگرانی ہی کر سکتے تھے اسلئے ضرور تھا کہ ایک ایسا شخص مقرر کیا جاے جو عربی فارسی کی بھی قابلیت رکھتا ہو اور انگریزی میں بھی تعلیم یافتہ ہو، اور بغیر ایسے شخص کے جو مقصود کہ افسر تعلیم کے تقرر سے ہوتا ہے کبھی حاصل

نہیں ہو سکتا، لہذا اونکی جگہ مولوی عبدالغفور شہباز کا جن میں وہ اوصاف مجتمع تھے تقرر عمل میں آیا۔

۹۔ دفتر انشاء فرمان روا سے بہوپال کا دفتر و بکاری ہے اور بمقابلہ دیگر دفاتر کے اس دفتر کا کام ہمیشہ کثرت سے رہتا ہے خصوصاً میری ابتدائی سال حکومت سے اس دفتر کے کام میں اور بھی زیادتی ہو گئی جیسا کہ میری کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا، اور اس تعداد سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے کہ صرف اس سال جو احکامات کہ میں نے صادر کئے وہ (۵۱۰۸۱) کی تعداد میں تھے مگر کوئی دستور لٹل اس دفتر کا موجود نہ تھا اور اس دفتر پر ہی کیا منحصر ہے کسی دفتر کے لئے بھی نہ تھا، اور یہ ایک صاف امر ہے کہ جب تک کہ دفاتر کی تہذیب نہ ہو ہمیشہ دفتر ابتر حالت میں رہتا ہے، اسلئے میرے حکم سے ایک قانون موسوم بہ دستور لٹل دفتر انشاء مرتب ہوا، اور اس دستور لٹل کو چند ترسیلات کے ساتھ کل دفتر ریاست سے متعلق کئے جانے کا حکم دیا۔

۱۰۔ منشی ممتاز علی خان معین المہام سہتیا کی میعاد خدمات ختم ہونے کے بعد مولوی نظام الدین حسن کو جن کا ذکر باب (۷) میں آچکا ہے عہدہ معین المہامی کے لئے میں نے انتخاب کیا، اور بعد صمدوری خط و کتابت کے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۶ء کو اونکی خدمات دو سال کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ سورت میں منتقل ہوئیں، اور ۱۴ ستمبر ۱۹۷۶ء کو اونہوں نے معین المہامی کا چارج لیا۔



## باب (۴)

### درسہ صنعت و حرفت انات

وہ جاہل اور بے ہنر عورتیں جو وارث دوالی کے نہ ہونے سے اپنے اور اپنے بچوں کے گزارہ کے لئے محتاج ہو کر اپنی زندگی بے انتہا مصیبتوں میں بسر کرتی ہیں دراصل بہت زیادہ قابل رحم ہوتی ہیں اور ایسی عورتیں اوس طبقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جنکے مردوں کا دار و مدار محنت و مزدوری یا ملازمت پر ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ مردوں کے مرنے یا ناقابل کار ہو جانے کے بعد کثیر العیالی کے سبب کوئی اور ذریعہ روزی کمانے کا باقی نہیں رہتا اسلئے تجور اگر سنگی اور فاقہ کشی برداشت کرنی پڑتی ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک تعداد کثیر یا تو جبراً کم پیشہ ہو جاتی ہے یا فاقہ کشی کی مصیبتیں اوسکو موت کے کنارے کھینچ کر ڈالتی ہیں۔

ہوپال میں بھی اس قسم کی بے ہنر عورتوں کی کمی تھی لیکن اون پر وہ عورتیں تھیں جو عام طور پر دوسری جگہ پائی جاتی ہیں اور اوسکی وجہ صرف زمانہ حکومت کی فیاضی اور بالخصوص نواب قدر سیہ بیگم اور والدہ کرمہ سرکار حسلہ مکان کی وہ اعلیٰ اور مشہور فیاضی و رحم دلی تھی جسکی یاد ہمیشہ باقی رہیگی مگر فقر و فاقہ کو کسی فیاضی کی فیاضی نہیں روک سکتی اور نہ داد و دہش وہ اصلی مصیبتیں جو افلاس کا نتیجہ ہیں دور کر سکتی ہے کیونکہ اس قسم کی فیاضی اور داد و دہش سے لوگ اپنے آپ کو خود بخود اور اپنا حق بنالیتے ہیں اور محاش کا بار خزانہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اور یہی سبب تھا کہ میں نے ریاست میں ایک بڑا گروہ اس قسم کی عورتوں پایا، اسلئے مجھے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اور اصلاحات کے ساتھ اس طبقہ کی بھی اصلاح

کروں تاکہ آئے دن کی مصیبتوں میں کچھ تو کمی ہو۔

میں نے ہسپتال کی ایسی عورتوں کے لئے ایک ایسا مدرسہ جس میں ضروریات روزمرہ میں کام آنے والی چیزوں کی صنعتی تعلیم دیجائے قائم کرنا جو نیکو کیا تاکہ وہ اس میں صنعت و حرفت سیکھ کر کچھ نہ کچھ اپنی مدد کر سکیں۔

میری اس تجویز پر تمام عہدہ داروں اور چند عمائد نے اپنی شکرگزاری اور مسرت کا اظہار کیا اور خواہش کی کہ وہ خود ہی اس خیر جاریہ میں شریک ہوں اور اس مدرسہ کو چندہ سے قائم کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ بطرح ایک حکومت کا فرض ہے کہ وہ رعایا کی ضروریات تعلیم و صنعت وغیرہ میں فراخ دلی کے ساتھ روپیہ صرف کرے اور اسی طرح عامہ خلائق کا بھی فرض ہے کہ وہ حکومت کی مدد کرے اور غربا کو اپنی اس دولت میں سے جو خدا نے اس کو دی ہے حصہ لے میں نے اس خواہش کو منظور کیا اور ایک جلسہ ایوان شوکت محل کے سامنے شامیانون میں یہ صدارت مولوی نظام الدین جن، بی، اے، بی، ایل، معین المہام ریاست منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں تمام عمائد و مہاجن، اراکین، جاگیردار، وکلاء، عہدہ دار، اور دیگر معززین شریک تھے بعض اشخاص نے تقریریں کیں۔

حاضرین جلسہ نے مدرسہ کی امداد کے لئے کچھ یک مشت اور کچھ ماہوار رقموں کا دینا منظور کیا اور تاریخ افتتاح مدرسہ تک سولہ سو روپیہ نقد چندہ وصول اور قریباً سو روپیہ ماہانہ معین ہو گیا صاحبزادہ حمید اللہ خان نے پچاس روپیہ اور میں نے ایک سو روپیہ خزانہ ریاست سے اور پچاس روپیہ ڈیوٹی خاں سے ماہانہ مقرر کیا، ۲۳ مئی ۱۹۵۷ء = ۷ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ کو ہوا محل میں جو ایک وسیع اور پردہ دار عمارت ہے شام کو مدرسہ کا افتتاح ہوا۔

جلسہ کا اہتمام مولوی نظام الدین جن معین المہام ریاست نے کیا تھا، نواب محمد امجد اللہ خان

کرنل محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان اور دیگر اراکین و خوانین ریاست کو مدعو کیا، اور مجھے بھی درخواست کی کہ مدرسہ کا افتتاح کروں۔

اگرچہ میرا ارادہ افتتاح کرنے کا تھا لیکن چونکہ دن کے پہلے حصہ میں مجھے بسبب دربار سا لگرہ صدر نشینی کے زیادہ کام کرنا پڑا تھا اسلئے کان کے باعث میں خود شریک نہ ہو سکی۔

بظاہر نوعیت جلسہ میری طرف سے صاحبزادی حمیس جہان بیگم بطور میرے قائم مقام کے شریک ہوئیں۔

کرنل عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور تمام اراکین و خوانین و عہدہ ریاست شریک جلسہ ہوئے۔ چونکہ نواب محمد نصر اللہ خان کسی وجہ سے شریک جلسہ نہ ہو سکے اسلئے کرنل محمد عبید اللہ خان سے صدارت جلسہ کی استمداد کی گئی، معین المہام صاحب نے مختصر الفاظ میں حاضرین کا خیر مقدم کیا مولوی ظفر حسین اور ظفر عثمان سکریٹری نے مدرسہ کی ضرورت و حالت پر تقریریں کیں اور انکے بعد کرنل عبید اللہ خان نے بحیثیت صدر انجمن کہا کہ:-

” حاضرین مجلس! مجھے نہایت فخر اور خوشی ہے کہ اس مفید اور کارآمد مدرسہ کے

” افتتاح کر نیکی عزت حضور سرکار عالیہ نے مجھے عطا فرمائی مجھے یقین ہے کہ حاضر جلسہ

” اوس دلچسپی اور توجہ سے بخوبی واقف ہیں جو سرکار عالیہ کو تعلیم اور خاص کر تعلیم ایشیا

” کے ساتھ ہے اور یہ پہلا ہی اسکول نہیں ہے جو عورتوں کی بہبودی کے خیال سے کھولا

” جاتا ہے بلکہ ایک اور مدرسہ موسوم بہ ”مدرسہ طانیہ“ حضور مدوہ جاری کر چکی ہیں جو

” نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

” سرکار عالیہ آج بنفس نفیس تشریف لاکر اس مدرسہ کا افتتاح فرماتیں لیکن بوجہ

” اسکے کہ آج ہی صدر نشینی کا روز ہے سرکار عالیہ تشریف نہ لاسکیں۔

” میں نہایت خوشی کے ساتھ مدرسہ صنعت و حرفت انات کا افتتاح کرتا ہوں“

”اور ایسا رکھتا ہوں کہ جس نیک نیتی اور عمدہ خیال کے ساتھ اسکی بنیاد ڈالی گئی ہو۔“  
 ”اوسکے لحاظ سے اس مدرسہ میں روز افزون ترقی ہوگی اور ایک دن یہ مدرسہ بہت  
 ”مفید اور کارآمد ثابت ہوگا، اس مدرسہ کا منشا، بیکس، بیواؤں اور مفلس عورتوں کو  
 ”ذریعہ معاش سکھانا اور اونکی تکلیف کو رفع کرنا ہے، پس میں ایسا رکھتا ہوں۔“  
 ”کہ آپ صا جہاں اس مدرسہ کے کاموں میں نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ  
 ”حصہ لین گے اور اوسکی ترقی و بہبودی میں کوشاں رہیں گے۔“

اس واقعہ کے بعد علیہ پان، شیرینی تقسیم ہو کر جلسہ ختم ہوا، مدرسہ کے لئے اگرچہ آئندہ کچھ کام  
 ”مستمر کر دئے گئے ہیں لیکن اوسکی نگرانی میں نے خود اپنے ذمہ رکھی اور کام سکھانے کے لئے واقفکار  
 عورتوں کا نقشہ رکھا۔

داخل ہونے والی عورتوں کے لئے چار سے سہ ماہیہ تک متواہ عتہ رکھی، بہوپال میں پہلی  
 مثال رفاه عامہ کے کام کی سہ جو پبلک چندہ سے قائم ہوئی۔



## باب (۴۲)

## شادی کتھائی صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان

۱۹۰۵ء میں مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں حمید اللہ خان کی شادی کتھائی کر دوں، اور انکی دہلی کی خود تعلیم و تربیت کروں اگرچہ میں کم سنی کی شادیوں کو پسند نہیں کرتی اور میں جانتی ہوں کہ یہ امر طبیعتاً اور معاشرتی تجربات کے خلاف ہے لیکن اسی کے ساتھ چونکہ میرا دلی مقصد تھا کہ میں ایسی ہو پاؤں جس میں زمانہ حال کی وہ قابلیت موجود ہو جو اعلیٰ درجہ کی مسلمان خاتون کے لئے ضروری ہے۔

مگر جب میں مسلمانوں میں تعلیم نسوان کی طرف نظر ڈالتی تھی تو مجھے اس عرصہ تک بھی جب تک کہ حمید اللہ خان شادی کے قابل ہوں ایسی لڑکی کو ملنے سے مایوسی ہوتی تھی، میرے خاندان میں کوئی ایسی لڑکی نہ تھی جسکو میں اس ازدواج کے لئے منتخب کرتی، اسلئے بھوپال سے باہر میں نے تلاش کی، اور بالآخر میرا خیال اون ممتاز افغانی قبائل کی طرف مائل ہوا جو انگریزی علاقہ میں رہتے ہیں اور گورنمنٹ کے نزدیک وفادار اور قابل اعتماد ہیں، میجر نیرس اسمتہ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ اور آنریریل مسٹر ڈبلیو صاحب بہادر کے روبرو بھی یہ تجویز پیش کی اور اون سے خواہش کی کہ کسی افغان خاندان کی لڑکی تلاش کی جائے جو نجیب الطریقین ہو اور جس کا خاندان گورنمنٹ کا مطیع اور وفادار ہو اور نیز مرتبہ و وقار بھی رکھتا ہو۔

صاحبان موصوف نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور کرنل ڈیسن صاحب چیف کمنشنر مالک مغربی و شمالی سرحدی سے اس کوشش میں امداد کے لئے تحریک کی اونہوں نے براہ مہربانی امداد دینا منظور کیا اور انکی عنایت سے چند افغانی خانوادوں کے شجرے بھی حاصل ہو گئے۔

یہاں سے پکتان محمد حسین خان قندھاری کو جو ایک عرصہ سے سلسلہ ملازمت ریاست بین داخل ہیں او



سرحدی قبائل سے ذاتی واقفیت رکھتے ہیں اپنا مقصد بنا کر پشاور بھیجتا تاکہ ان خاندانوں کے معاشرتی اور اخلاقی حالات سے مجھے اطلاع دیں اور نیز اپنی ہندوستانی، منصفانہ بات کو ان کے ہمراہ کیا تاکہ وہ لڑکی کی صورت و شبہات سے مطلع کریں کچھ عرصہ کی تلاش و کوشش کے بعد انہوں نے چند افغانی خاندانوں کے حالات سے مجھے اطلاع دی مینے ان خاندانوں میں شہزادہ جاگیر کا خاندان اور دیگر چند خاندان انتخاب کیے۔

یہاں پر میں قوم افغان کے ایک دستور کو جس سے خاندان اور قبیلے قائم ہوتے ہیں سوواہا اور دہلوی کے خاندانوں کا تذکرہ درج کرنا مناسب سمجھتی ہوں۔

افغان قوم میں بالعموم یہ قاعدہ ہے کہ قوم میں خاص طور پر جو نامور شخص ہوتا ہے اسکی اولاد کا جہرا گناہ قبیلہ اس کے نام سے منسوب ہو کر قائم ہو جاتا ہے، خاندان فرمان روایان ہو یا قوم کڑاڑ سے ہے جو افغانستان میں مشہور قوم ہے اور یہی خاندان نواب احتشام الملک مرحوم کا ہے لیکن قوم کے لوگ ”ورک زئی“ کہلاتے ہیں، بھوپال کا خاندان میرزائی خیل کے لقب سے موسوم ہے، کچھ نسلیں کے بعد ورک زیون میں ایک ”میرزئی“ مشہور ہوا اور قبیلہ اسی نام سے موسوم ہو گیا، نواب وزیر محمد خان کا خاندان بھی عرصہ تک اسی قبیلہ سے منسوب رہا لیکن جب نواب صاحب بہادر نے ایک خاص شہرت و ناموری حاصل کی تو پھر ان کے نام سے قبیلہ مشہور ہو گیا اور ان کا خاندان ”وزیر خیل“ کہلایا جانے لگا، اسی طرح جلال آبادیہ جو ورک زئی قوم تھی وہ پھر فاطمہ خیل کے نام سے منسوب ہوئی، اور بعدہ ”جلال خیل“ ہو گئی، اور آخر کار اوہیں سے محمد یار خیل، نادر خیل، دیندار خیل، کی شاخیں پہوئیں۔

میرے والد نواب باقی محمد خان صاحب بہادر خاندان مشتئی خیل سے تھے مگر انکی اولاد اوہیں کے نام منسوب ہو کر باقی خیل کے لقب سے موسوم ہے۔

اسی طرح شاہ ثعلب دُرانی (فرمان رواے کابل) کی اولاد شہزادہ خیل اور انکو بہائی (وزیر سلطنت)

کی وزیر خیل کہلاتی ہے۔

شہزادہ ہمانگیر بن شاہزادہ کامران شاہ شجاع الملک کے پوتے ہیں، یہ خاندان ۱۸۳۲ء کی بغاوت کے بعد برطانیہ ہندوستان میں قیام پذیر ہے، شاہ شجاع الملک کے ساتھ جوہر دی اور امداد سلطنت کے نائب نے کی ہے وہ تاریخ افغانستان میں بصراحت پائی جاتی ہے اور اس وقت سے جب کہ شاہ شجاع پہلی مرتبہ جالندھر میں آکر مقیم ہوئے اور خاندان سلطنت برطانیہ کی حمایت میں لگیا اور ابھی تک اس خاندان کے ساتھ مراعات و اعزاز کا برتاؤ ہے اور یہ خاندان بھی دل وہاں سے اپنی محسن سلطنت کا مشکو و فادار ہے۔

خود شہزادہ ہمانگیر رسالہ انگلش گاندھین رسالہ دار میجر تھے انہوں نے اپنے ایام ملازمت کو نیکیابی کے ساتھ ختم کر کے پٹن جیل کی اور علاوہ پٹن کے گورنمنٹ پنجاب نے ضلع لاہور میں اراضی نہری بنانا عطا فرمائی، اب وہ اپنی زندگی اعزاز و افتخار کے ساتھ بسر کرتے ہیں اور شہر پٹا ور کے آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں، اس کے فرزند شہزادہ ہمایون جو دلہن کے باپ تھے عالم شباب میں اپنے اداسے فراموش میں ڈاکوؤں کے ہاتھ سے جان بحق ہوئے۔

دولہن کی والدہ کے ناموں مشہور و معروف کرنل محمد اسلم خان سی، ایم جی، اور گنگا پیر کے اہل، ڈی، سی اور خیبر افسس کے افسر ہیں جنکی وفاداری اور جنگی قابلیتیں مسلمہ ہیں، گزشتہ سجدی جنگ میں انکو ہندو انگلینڈ میں عام شہریت لے لی ہے، اور نیشنل تاج پوشی سلسلہ میں ملک منظم کے خاص مہمان کی حیثیت سے لندن میں مدعو ہوئے، اور خطاب نوابی سے بھی ممتاز ہیں، غرض دولہن کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے شہزادہ خیل اور ماں کی طرف سے وزیر خیل ہے۔

اسی تذکرہ میں ایک عجیب اتفاق کا بیان بھی ناموزون نہ ہو گا جو اس باب میں دلچسپی سے دیکھا جائے گا۔

ایک عرصہ دراز گزرا کہ آنریبل میجر میڈ صاحب ہمارے سرکار خلد مکان سے شہزادہ کامران کی

سفارش کی تھی، سرکار خلد مکان نے باوجودیکہ اس وقت کوئی جگہ نالی نہ تھی محض اونکی مالی نسی اور اپنی ہمدردی قومی کی وجہ سے فوراً بلا کر بلا خدمت تنخواہ مقرر کر دی اور عمدہ خالی ہونے پر جگہ دی گئی۔

شاہزادہ کامران کی بیگم بھی ہمراہ تھیں وہ اکثر محل میں آتی جاتی تھیں اور مجھے بہت محبت کرتی تھیں شہزادہ ہائیر بھی ساتھ تھے اور وہ بھی فوج ریاست میں ملازم ہو گئے تھے، میں نے ایک دن اتفاقاً بیگم صاحبہ موصوفہ سے دریافت کیا کہ آپ کی پوتیاں اور نواسیاں بھی ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ ایک پوتی کی دولڑکیاں پنج اور تین سال کی ہیں، یہ سن کر میری زبان سے بے ساختہ گل گیا کہ کیا اچھا ہو کہ میری اولاد کا آپ کے خاندان میں رشتہ ہو جاوے کیونکہ ابھی تک ہماری ننہال میں لوگوں نے سچر اپنی شلخ کے کسی اور شلخ کا خیال نہیں رکھا، اس بات کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ازین چہ بہتر یہ ایک تذکرہ تھا جو ہو گیا مگر اوس زمانہ میں اس خاندان کے متعلق یہ قصہ پیش آیا کہ شہزادہ کامران کی ایک ناکندہ پوتی جنکی عمر ۱۳ سال کی تھی ہو پال میں موجود تھیں میان عالمگیر محمد خان کی پٹی بہوسی کا انتقال ہو چکا تھا سرکار خلد مکان اس لڑکی کو انکے لئے چاہتی تھیں اور بیگم صاحبہ موصوفہ پر اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کر دیا تھا، لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور پہلے میان عالمگیر محمد خان کی نجابت طرفین کے متعلق تحقیقات کر لینا مناسب جانا اور نہایت مخفی طریقہ سے لوگوں سے دریافت حال شروع کی مجھے بھی چونکہ وہ اپنا دوست سمجھتی تھیں اس حقیقت سے آگاہ کیا اور مشورہ چاہا۔

میری لئے دراصل یہ نہایت نازک موقع تھا اسلئے کہ ایک نجیب الطرفین خاتون مجھے اغماؤ کے ایک ایسے معاملہ میں جبکا اثر ایک بڑے خاندان پر ہمیشہ کے لئے پڑتا ہے مشورہ لیتی اور حقیقت حال دریافت کرتی تھیں اگرچہ صبح صبح حالات کو اونے پوشیدہ کر کے اپنے ضمیر کے خلاف اونکو مشورہ دیتی تو خود مجھے اپنے ضمیر سے حجاب آ جاتا، اسکے علاوہ میں نہایت ناپسند کرتی ہوں کہ کسی عمدہ نسل میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے، اسلئے جو کچھ میان عالمگیر محمد خان کی نسبت مجھے معلوم تھا میں نے اونپر ظاہر کر دیا۔

بالآخر اس قربت سے بیگم صاحبہ نے انکار کیا اور وہ انکار سرکار خلد مکان کی ناراضی کا باعث ہوا، شہزادہ کامران اور انکی بیگم صاحبہ اس ناراضی کو سمجھ گئی اور چونکہ وہ سب عقلمند تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ یہاں رہ کر سرکار خلد مکان کی ناراضی کو بڑھائیں لہذا چند عذرات پیش کر کے شہزادہ کامران نے ملازمت ترک کی اور مع اپنے خاندان کے وہلی چلے گئے وہلی میں کچھ دنوں بعد شہزادہ کامران کا انتقال ہو گیا اور انکی بیگم صاحبہ نے پشاور میں بود و باش اختیار کی۔

کم و بیش اس قصہ کو (۲۵) سال گزر گئے، اور جو کلمات اتفاقیہ منہ سے نکلے تھے، اور جنکا خیال و گمان بھی نہ رہا تھا، انکی نسبت تقدیر ایزدی ہی تھی کہ وہ صورت واقعہ میں آئیں اور شہزادہ کامران کے خاندان میں میری اولاد کی قربت ہو اسلئے یہ اسباب پیدا ہو گئے۔

پکستان محمد حسین خان نے حسب احکم میر سے اس خاندان کا فتاد دریافت کر کے اور ان کو نیمہ راضی پاکر جو اطلاع کی، میں نے بذریعہ آنر بیل مسٹر ڈین صاحب بہادر چھپک شہر مزید حالات دریافت کئے صاحب بہادر مدد روح الشان نے شہزادہ جہانگیر کا حسب و نسب اور بھی تفصیلاً لکھ کر بھیجا اور ان کے ذاتی و خاندانی حالات کی بہت تعریف لکھی۔

جب ان امور سے اطمینان ہو گیا تو میں نے آنر بیل مسٹر ڈین صاحب بہادر اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو مطلع کر کے شہزادہ جہانگیر کو حسب دستور پیغام دیا شہزادہ جہانگیر نے منظور کر لیا اور جملہ مراتب شادی طے ہو گئے۔

۱۱ ارجاوی الثانی ۱۳۱۲ھ ہجری = ۱۹۰۵ء بروز پنجشنبہ کو ایک انتظامی پارٹی پڑی جس سے پشاور روانہ کی گئی۔

اس پارٹی کے اراکین خان بہادر ایسی نصیر الدین احمد، خان بہادر قشی اسرار حسن خان اور قشی مسید نصیب علی تھے۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے صاحب کشر بہادر اور چیف سیکریٹری کو تعارفی چٹیاں تحریر کر دیں تاکہ صاحبان ممدوح سے ضروری امداد مل سکے۔

یہ پارٹی پشاور ہونچکر مفتی قدامت خان صاحب پریسٹریٹ لاکھ کوٹھی پر مقیم ہوئی اور ۱۲ رجب ۱۳۳۴ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء تاریخ عقد قرار پائی مفتی صاحب موصوف نے ہر طرح مدد دی اور انکی تجویز و رائے سے برات کے قیام کے لئے چاؤنی مین دو بنگلے کرایہ سے لئے گئے۔

مفتی اسرار حسن خان کی کنونٹمنٹ مجسٹریٹ سے ملاقات تھی اور سٹرکس اسٹنٹ پرنٹرز پلاس سے بھی سابقہ مراسمتیں اسوجہ سے اونکو انتظامات میں بڑی آسانی ہوئی اور نیز انکے وسیع خلق اعلیٰ درجہ کی ملنساری اور فراست کیوجہ سے کسی امر میں دقت نہ اوٹھانی پڑی برات داخل ہونے کے قبل بنگلے آراستہ کر لئے گئے تھے اور تمام انتظامات مکمل ہو گئے تھے۔

برات پہونچنے سے پیشتر مولوی نصیر الدین اور مفتی اسرار حسن خان نے اپنی جانب سے یورپین اصحاب اور ہندوستانی احباب کی دعوتیں کیں اور ہر ایک معاملہ کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔

۲۳ جمادی الثانی = ۲۴ اگست کو دوسری پارٹی جس میں میان اقبال محمد خان محترم اردلی، پکتان عبدالجود و ٹیٹری سکریٹری، حافظ عبدالرحمن محترم کارخانہ جات ریاست پنجاب میل سول پشاور روانہ ہوئی۔

۲۷ جمادی الثانی = ۲۹ اگست کو تیسری پارٹی روانہ کی گئی اس پارٹی کے ساتھ دو اس کے زیورات جو رسمیات میں دیئے جاتے ہیں اور نیز ساجق کے جوڑے وغیرہ اور دیگر سامان ضروری مثل مسند و کچہ، پردہ فیس و جل و شامیانہ، بگھی اور گھوڑے روانہ کئے گئے۔

شہر یار دو اسں بیگم کرنل عبید اللہ خان کو اپنے بھائی کی منہدی لانے کا بڑا ارمان تھا کیونکہ

بوجہ عزیز اوہونے کے یہ دولہا کی بہن بھی ہیں اور یہ رسم بہنوں کی ہی جانب سے ادا ہوتی ہے ماموں زاد  
 بہنوں کو بھی مہندی لانے کی آرزو تھی لیکن برات جاسنے میں صرف ایک دن باقی تھا اور نیز ہر مہندی  
 کے لئے جدا جدا انتظام کرنا ہوتا اسلئے یہ قرار پایا کہ ماموں زاد بہنیں ہی شہر یار دہن صاحبہ کے ساتھ مہندی  
 لائیں، کیونکہ اوہوں نے بڑے دھوم دھام سے انتظام کیا تھا، اس میں یہ بھی متصور تھا کہ انتظامات میں  
 طوالت نہ ہو فصول اخراجات سے بچیں، اور وقت کی قات سے کسی کی آرزو باقی نہ رہ جائے۔

یکم رجب کو رات کے وقت یہ مہندی نہایت دھوم دھام اور سلیقہ سے صدر منزل پر آئی،  
 آگے پیچھے جلوس و احتشام تھا وسط میں ایک چاندی کا تخت اور اوپر ایک کارچوبی شامیانہ لگا ہوا  
 شامیانہ میں قریشی بہار روشن تھے اور تخت پر ایک تقرنی چوکی دولہا کی نشست کیلئے تھی، اوپر گدی بھی  
 طلائی و تقرنی جھبوں سے کسا ہوا تھا اور پشت زرین میں مہندی رکھی ہوئی تھی بنیڈج رہا تھا خزان  
 ریاست و اراکین دولت مہندی کے ہمراہ تھے مہندی کے پیچھے اور تمام بہنوں کی مہندیوں کے پشت،  
 اور چوکیوں کی قطار تھی۔

رات کے وقت روشنی مٹھنشی شامیانہ اور اس جلوس نے ایک عجیب و پر لطفت بہار پیدا  
 کر دی تھی، تمام راستہ ایک نہایت دلچسپ منظر بن گیا تھا، یہ جلوس ہمایون منزل سے چلا نکلا کہ  
 صدر منزل پر آیا یہاں پہلی ہی گلی تھیں، حمید اللہ خان انڈولب کیلئے گئے مگر مرد کو چونکہ شرف  
 مہندی لگانا ممنوع ہے اسلئے اعز کی خاطر و مسرت کے لحاظ سے صرف ایک اونگلی پر مہندی رکھ دی گئی  
 اور دولہا کو مالیدہ کھلا یا گیا اندر باہر چھوٹے پان تقسیم ہوئے۔

مارچ ۲۰ - شہر کو برات کی بندریہ کپٹل ٹرین کے حسین آئینے سیلون بھی شامل کئے گئے  
 روانگی قریب پائی۔

نواب محمد نصر اللہ خان کا ارادہ ہمراہ جانے کا نہ تھا اونکو بھی مناسب معلوم ہوا کہ وہ میرے ہمراہ

سانچی تک جا کر نوشہ اور دہن کا استقبال کریں مجھے ہی اونکے جانے پر اصرار نہ تھا کیونکہ تقریبات کوئی آئینل کا نہیں تھا۔  
براتیوں میں کرنل عبید اللہ خان، میان حسین محمد خان، میان ولایت علی خان، میان عبدالصمد  
اسٹنٹ نائب مال، میان محمود علی خان، سردار بہادر میجر مرزا کریم بیگ، منشی احمد حسن خان، منشی  
افسر الاطبا حکیم سید نور الحسن اور دیگر معتدین و اراکین ریاست تھے۔

ایک گارڈ کمپنی انٹرمیڈیہ، ایک گارڈ سپاہیان رجمنٹ اور دیگر عملہ ضروری و خدام وغیرہ حیت  
میں تھے، علاوہ خدام صاحبزادگان کے اور خدام کے لئے بھی جو براتیوں کے ہمراہ تھے سرکاری طور پر  
وردیان طیارہ کرائی گئی تھیں۔

برات کی روانگی کا وقت ۹ بجے دن کا تھا تمام باراتی تیار ہو کر اسٹیشن پر جمع ہو گئے، نوشہ  
اور کرنل عبید اللہ خان کو مین نے مسرت آمیز دعاؤں کے ساتھ صدر منزل پر خدام حافظ کیا اور وہ اسٹیشن کو  
سدا سے وہاں گارڈ آف آنر اور بینڈ موجود تھا نوشہ کے پہونچنے پر بینڈ نے خوشی کا ترانہ بجا یا اور گارڈ آف  
نے سلامی دی۔

۹ بجے اسپیشل ٹرین روانہ ہوئی قلعہ پانچ فیہر سلامی کے سر ہوئے سید حامد حسین خٹک میر جو جیسین  
انجینئر نے اسٹیشن جہانسی پر برات کو نہایت تکلف کے ساتھ ٹی پارٹی دی۔

۴۴ رجب = ۲۴ ستمبر کو برات پشاور میں داخل ہوئی شاہیہ و معززین شہر نے شاندار استقبال کیا  
صاحب چیف کمنشنر بہادر نے نہایت اخلاق و مہربانی سے مدد دی، اسٹیشن پر بینڈ اور گارڈ آف آنر موجود تھا  
اور اردو میں واران فوج میں تھے، بارات چھاؤنی کے بنگلوں میں جو پہلے وکرایہ پر لئے گئے تھے مقیم ہوئی تاریخ معینہ پر  
سب دگی کیساتھ دہن کے گھر گئی اور کرنل محمد عبید اللہ خان کی ولایت میں جنکوین نے اپنی جانب سے ولی شہری

لے موادی نصیر الدین صاحب کا یہ استقلال قابل یادگار و ہزار تحسین ہے کہ جب برات پشاور میں پہونچ رہی تھی تو انکے مکان کے اونکے  
نوجوان نخت جگر کے انتقال کا تار و رسول ہوا لیکن انہوں نے کسی سے اسکا ذکر نہ کیا اور کسی طرح اس صدمہ کو ظاہر نہ کرنے دیا جو  
ایسی خبر سنا کر فطر تا جو تاسہ ہے اور یہ محض اسلئے کہ اپنے آقا کے فرزند کی تقریب کے وقت کسی قسم کی افسردگی نہ ہونے پائے۔

مقرر کیا تھا عقد ہوا اور انہوں نے اپنی بہانج کو یاقوت کے بندے جو نہایت قیمتی تھے منہ دکھائی میں دیے۔

دوسرے روز دعوت ولیمہ کی گئی اور جملہ صاحبان یورپین پشاور کو ایک ڈنر دیا گیا جن میں بعض خاص خاص ہندوستانی اصحاب بھی مدعو تھے اس دعوت کے بعد دہن کے یہاں بھی سب کی دعوت ہوئی۔

۱۱ رجب کو اسپتال ٹرین میں برات پشاور سے بھوپال واپس روانہ ہو کر ۱۱ رجب کو ۱۰ بجے دن کے

سانچی میں داخل ہوئی۔

چونکہ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ سانچی میں برات ٹھہر کر اور خود وہیں شریک ہو کر بھوپال آؤں اسلئے سانچی میں ہی برات کے استقبال و قیام کا انتظام ایک عظیم پانہ پر کیا گیا تھا۔

ڈاک بنگلہ سے جانب شمال میدان میں خیام نصب کئے گئے تھے سالہ احترامیہ مع بیٹا و حشامیہ و جہنٹ کا ایک ایک گارڈ اور دو ضرب توپ اسی جلو میں برات کے لئے موجود تھے۔

روشنی کا انتظام مسٹر کوک انجینئر ریاست کے سپرد تھا انتظام رسد ناظم ان مشرق و شمال انحصار دیوانگج و کوتوال شہر نے کیا تھا، نواب محمد نصر اللہ خان چونکہ برات میں نہیں گئے تھے اسلئے ان انتظامات پر ادنیٰ مگرانی کھی گئی تھی، ۱۱ رجب کو ۴ بجے صبح میں ہی بذریعہ اسپتال ٹرین مع اخوان و اراکین ریاست سانچی پہنچ گئی تھی۔

برات کے داخل ہونے پر گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی مینڈے نے ترانہ مسرت بجا یا لکی میں دلہن اور گھوڑے پر نوشاہ سوار ہو کر کیمپ آئے، ہم اسی سستورات، پالکھون اور گھیلون میں سوار ہوئے باقی کل ہم اسی پیادہ تھے، کیونکہ اسٹیشن اور کیمپ میں کچھ فاصلہ نہ تھا دہن میرے پاس ڈاک بنگلہ میں اتاری گئیں، میں نے بُندی یاقوت اور انگشتری رونمائی میں دی۔

ہمراہیوں نے چاشت کا کہنا نہ کیا، صاحبان یورپین اور لیڈیز کے لئے جو میرے ہمراہ گئے تھے انگریزی قسم کا کہنا تیار کر لیا گیا تھا۔



کر نعل محمد عبداللہ خان ایک دو گھنٹہ کے بعد اجازت طلب کر کے بھوپال انتظام جلوس، و بار ادا کرنے کے واسطے آ گئے۔

شام کو بجے کل بارات ساپنچی سے روانہ ہو کر بھوپال پہنچی، اسٹیشن پر مولوی نظام الدین حسن سعین المہم اور دیگر اراکین و عمدہ داران و خوانین نے استقبال کیا، جمعیت فوج موجود، بھوپال نے سلامی ادا کی، قلعہ ٹکڑہ سے بھی سلامی سہر ہوئی اور بیڑے مبارک بادی ادا کی۔

لوارڈ صاحب بہادر پوٹنگل اسٹیشن سے اپنی میم صاحبہ کے اسٹیشن پر موجود تھے، منر لوارڈ نے ڈسٹن کو مروارید کا ایک پن رونائی میں دیا۔

پلیٹ فارم اور مسافر خانہ نہایت عمدہ طور پر سجایا گیا تھا، تقسیم کے چھو لدار دستوں کے گھیلے جا بجا آگے ہوئے تھے، دیواروں پر پھلوار سے آراستہ تھے، قریب سے کرسمیان بھی ہوئی تھیں، مسکن بڑی کی جیت پر ہی نشست کا انتظام تھا، ان مقامات کو چند حصوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا، ملازمان و عمدہ داران انخوان و ارکان اور دیگر مہمانوں کی نشست کا انتظام بہ لحاظ مراتب تھا۔

حاضرین و مہمانان برات کو عطر و پان اور پھول تقسیم کئے گئے، اورین مع مستورات ٹرین سے اوتار کر فوراً محل میں آ گئی۔

صدر منزل میں پہلے سے تمام اراکین و خوانین کی مستورات اور عزیز و قریب سپیان جمع تھیں، قیصر و لسن اور شہر بادر لسن مینر بان تھیں استقبال اور بٹھانے کا انتظام سنہ اسکل تھا، پمہتممہ برقی کے سپرد تھا۔

پونے سات بجے شام کو اسٹیشن سے بارات کا جلوس روانہ ہوا، اسٹیشن سے شہر تک روشنی کے کٹ گھرا اور پانچ عارضی دروازے تیار کئے گئے تھے، اور ہر دروازہ کے برابر ایک آرائشی دروازہ سبز پتون اور بیلون کا نہایت خوشنما طور پر بنایا گیا تھا، بارش کے احتمال سے اور کسی قسم کی

آرٹسٹوں اور وازوں پر نہیں کی گئی تھی، اور صرف یہ سب دروازے ہی اس موسم میں ایک دلچسپ نظارہ بنے ہوئے تھے، محلات سرکاری کے سامنے خاص طور پر نہایت اہتمام کے ساتھ روشنی تھی، اور تمام بڑے دروازے آراستہ پیراستہ کئے گئے تھے۔

ریلوے اسٹیشن سے صدر منزل تک دو روپہ پولیس اور ناکوں پر مونٹڈ پولیس ایٹا دہ تھی بارش کا جلوس حسب ذیل ترتیب سے تھا۔

(۱) مونٹڈ پولیس کے دو تروپ و نیز کمانڈر "منتظم پولیس" سب سے آگے تھے۔

(۲) جوانان بیڑہ مع ولایتی باجہ۔

(۳) کمپنی متعلقہ شہر پناہ۔

(۴) کمپنی ڈیوٹی خاص مع میسڈ۔

(۵) کمپنی انتظامیہ

(۶) احترا میہ ٹروپس

(۷) کمپنی احترا میہ۔

(۸) سواران توپخانہ بلا توپ۔

(۹) جمنٹ و کٹوریہ لائبرز۔

(۱۰) ماہی مراتب۔

(۱۱) کوتل گھوڑے مع ساز و آواز۔

(۱۲) گارڈ آف آنر۔

(۱۳) بینڈ ریاست۔

(۱۴) رسالہ احترا میہ۔

اس جلوس کے بعد دہلی کی پالکی تھی پالکی کے بعد نوشاہہ تھی پر سوار تھے جنکے آگے چار چوہدار مرصع عصائے ہوئے تھے ہاتھی کے پیچھے ایک گاڑی میں نواب محمد نصر اللہ خان و کرنل عبید اللہ خان سوار تھے اونکے بعد ایک ترپ و کٹوریہ لانسز کا تھا، ان کے بعد معین المہام صاحب و نصیر المہام صاحب اور دیگر عمدہ داران و اہل بارات کی گاڑیاں تھیں، راستہ میں جا بجا آتش بازی کے گولے سرکے جاتے اور نوشاہہ کی سواری کے آگے مہتابین روشن کیجاتی تھیں، متعدد مقاموں پر مہتابوں کے درخت نصب کئے گئے تھے جو نوشاہہ کے پہنچنے پر روشن کر دیے جاتے تھے، صدر منزل اور شوکت محل کے سامنے عمدہ اور اعلیٰ قسم کی آتش بازی چوڑی گئی جو بڑودہ کے مشہور آتش باز جمال اور دیگر آتش بازان بہولپے تیار کی تھی۔

یورپین مہمانان سیہور نے کمرہ بالائے باب سلطانی، اور یورپین اینڈ یون نے صدر منزل کے برآمدہ سے اس جلوس اور آتش بازی کو دیکھا۔

ان مہمانوں کے لئے ”ریفرنسمنٹ“ بھی مہیا تھا، نواب صاحب کوروائی، مجید گٹھ اور باسودہ کے لئے باب شاہجہانی کے کمرہ سے جلوس دیکھنے کا انتظام ہوا تھا لیکن اسوقت شمع ہو جانے کے سبب سے چراغان اور آتش بازی کا پورا لطف مہمانوں کو نہ آیا۔

صدر منزل پہنچ کر دہلی کی پالکی محل میں داخل ہوئی اور دو گھنٹہ ہاتھی سے اتر کر محل میں پہلے معمولی زمین ہوئیں ہمدرد ہنوں اور مہمان بیبیوں کو صاحبزادی جہان بیگم نے پان دے قیصر دہلی صاحبہ نے پھول پہنائے شہر یار دہلی صاحبہ نے عطر دیا اور شربت و صندل تقسیم کیا گیا دہلی کو (۱۱۶۰۲۹) روپیہ ۱۲ ار کے زیورات دئے گئے۔

۱۳- اور ۱۴- رجب کو دفاتر میں عام تعطیل رہی اور ۱۵ رجب کو خواندار اکین نے عہد داران ریاست کی دعوت لہیہ کی گئی، اور ۱۶ رجب کو خواندہ بندہ سے عام ملازمان و متوسلان ریاست کی

دعوت ہوئی، ہر سہ صاحبزادگان مسلم اور نواب صاحبان باسودہ و محمد گدہ و کوروائی اور دیگر اعزا و اخوان و عمدہ داران ریاست کو علی قدر درجہ اتب چوڑے دیئے۔

منشی اسرار حسن خان منصرم انتظامات شادی تھے انہوں نے ابتدا سے لیکر انتہا تک امور مفوضہ کو ہوشیاری اور تدبیر سے انجام دیا تھا اور وہ اپنی محنت و حسن کاری کے سبب سے میری تحسین کے مستحق تھے اور آئندہ حوصلہ افزائی اور اظہار خوشنودی کے لئے او کو صلہ دینا ضرورتاً اس لئے بہ ضروری گورنمنٹ آف انڈیا بذریعہ چٹھی برطانیہ ۱۳۶۲ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء کو ایکزار رورہ پبہ کا خلافت دیا گیا، شریف صاحب مکہ مکرمہ کو چار عمدہ بوڑھے بیٹے دیئے گئے، بالعموم عمدہ داران اور ماتحت اہلکاروں نے اپنے فرائض و عہدہ کو تہا بہت شگ سے ادا کیا، اور عمدہ صر بلور پر سپیکر پٹریان اور نیشیان و ناری نے اس مستعدی و دیانت داری سے اپنی خدمات انجام دیں جس کی کہ اونسے ہمیشہ توقع رہتی ہے لہذا ان جملہ عمدہ داران و اہلکاران کو چوڑے اور پروانے دیئے گئے۔

رعایا و ملازمین نے اکثر قطعات و قعائد مبارکباد پیش کئے اور سکا دہ دیا گیا (۵۰) چوڑے محتاجوں اور مساکین کو تقسیم کئے گئے اور قرآن مجید و کتابیں بھی تقسیم ہوئیں اور تفریق طو پر فہم ۱۰ جماعت انتظامیہ وغیرہ کو انعام دیا گیا اس تقریب میں شریک ہونے کے لئے عین نے اپنا چھل پور وین دوستوں اور اعلیٰ سی پھو وزیر لکشی اندر کے افسرین کو بھی مدعو کیا تھا، اکثر شریف لاسہ اور زمین بوجہ مجبور یون کے شریک نہ ہو سکے۔

اس زمانہ میں قابل یادگار حسن اتفاق تھا کہ آنریبل میجر ڈبلی صاحب بہادر سنٹرل انڈیا کے ایجنٹ گورنمنٹ تھے سیکرٹری میں اون کے پاپ میجر سر ہنری ڈبلی صاحب بہادر کے زمانہ میں میری شادی ہوئی تھی اور وہ دعوت شادی میں شریک تھے اور اب اون کے زمانہ میں میرے قریبی شادی ہو رہی ہے۔

میں نے ان کو دعوت بھیجی اور انہوں نے بنگال عنایت منظر کی، ۱۳ اربھرت تک تمام یورپینان  
جمع ہو چکے تھے، کوٹھی قدیم اور کوٹھی جدید کے اداطون میں خیمو نکا کیمپ بنایا گیا تھا، جس میں اونکی آرائش  
اور قیام کا انتظام تھا، ۲۴ اربھرت کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر تشریف لائے ان کے لئے دو مہین تک  
اسٹیٹ سیلون بھیجا گیا تھا۔

سٹیشن پر نواب محمد نصر اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام اور قشتی اسرار حسن خان فراتقبال کیا  
قلعہ فتح گڑھ سے سلامی سر ہوئی پلیٹ فارم پر گارڈ آف آنر اور بینڈ نے سلامی ادا کی، صاحبزادہ صاحب  
پہل پہن تھے اور دیگر اراکین کوٹھی تک ہمراہ گئے اسی دن صاحب بہادر چشم المیہ نے صدر جنرل پر  
اگر صاحب بطور کی ملاقات کی اور ۵ بجے میں نے کوٹھی جدید پر جا کر رسم ملاقات باز دید ادا کی۔

۵ اربھرت کو ۹ بجے صاحب ممدوح آثار قدیمہ کے ملاطہ کے لئے سانچی تشریف لے گئے وہاں جگہ  
انتظامات، مہانداری سوانتب ریاست کے لئے تھے ۳ بجے واپس آئے، ۵ بجے بلجیات افرین  
گارڈن پارٹی تھی بلج نہایت عمدہ طور پر سجایا گیا تھا، بینڈ دلچسپ ترانے بجا رہا تھا جملہ یورپینان  
نواب نصر اللہ خان، کرنل بھیپ اللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام  
قشتی اسرار حسن خان، اور شہزادہ جہانگیر شریک جلسہ تھے، میں ہی اپنے مہانوں کے ساتھ شریک تھی۔  
شب کو ڈیوٹی تھا، دروازوں اور محلات وغیرہ پر روشنی کی گئی تھی کوٹھی پر بھی روشنی کا خاص  
انتظام تھا اور عمدہ قسم کی آئینہ بازی نصب تھی ویڈنگ کیگ کلکتہ سے تیار کر کے لایا گیا تھا۔

۸ بجے تمام مہمان مین پر جمع ہوئے بعد ختم ڈنر میں نے حسب ذیل اسپچ کی :-

آنریبل میجر ڈپٹی ! لیڈیز ! اینڈ جنٹلمین !

میں آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ازراہ عنایت میری

ضیافت کو قبول کیا اور اس تقریبِ ہیمنت نصیبِ مین شریک ہو کر میری خوشی اور مسرت کو دو بالا کیا۔

خصوصاً میجر ڈیلی کا اس وقت مین پر موجود ہونا میرے باعثِ فخر و مسرت ہی نہیں ہی بلکہ مین اسکو ایک فال نیک خیال کرتی ہوں خود میری شادی کتخائی مین آپ کے والد بزرگوار شریک ہوئے تھے اور خدا کا شکر ہے کہ اون کی شرکت کی برکت سے میری شادی اچھا سے نہایت کامیاب اور بامراد ثابت ہوئی چنانچہ خدا کے فضل سے یہ دن نصیب ہوا کہ میرے چوٹے صاحبزادہ کی شادی کتخائی کا مسرت بخش جلسہ ہے۔

خدا سے عز و جل سے میری دعا ہے اور غالباً میجر ڈیلی آپ اس دعا میں ہم زبان ہونگے کہ جب طرح میری زندگی بعد شادی کے پر لطف اور کامیاب گزری اسی طرح میرے جاگروشتہ بیان حمید اللہ خان سلمہ اللہ کی آئندہ زندگی خوشی اور چین سے بسر ہو اور وہ پھولیں پھلین، آمین۔

لیڈایز اینڈ جنٹلمین !

مین گمان کرتی ہوں کہ اس چوٹے سے دولہا کو آپ خیال کرتے ہوں گے کہ اس صغرنی مین دس بیاہ لانے کی کیا ضرورت تھی شاید آپ کو یہ بھی خیال ہو گا کہ ہندوستان کے رسم و رواج کا اثر ہم پر بھی ہے اور صغرنی کی شادی کو جو عموماً معیوب سمجھی جاتی ہے مین مستحسن سمجھتی ہوں۔

میرا اصل مقصود شادی مین اس قدر عجلت کرنے کا یہ تھا کہ اپنی بیٹی ہی ہو کو اپنا نورِ نظر بنا کر اپنی نگرانی مین تعلیم و تربیت دے سکوں کیونکہ مین عمدہ تعلیم و تربیت کو مستحق کے لئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ خوش نماز اور سمجھتی ہوں یہ ایسا بیٹنہا اور پالا

زپور سے جسکی آب و تاب کبھی کم نہیں ہو سکتی۔

مجھے امید ہے کہ اس توضیح کے بعد آپ اس صغیر سنی کی شادی کو موافق مصلحت قوت خیال کر کے میری اس تمنا میں میرے ہم زبان ہونگے خدا کرے کہ دُہن کی تعلیم و تربیت میری مرضی و خواہش کے مطابق ہو جائے۔

میری عین خواہش تھی کہ میں اپنے خاندان میں خون کو تازہ کر لوں اور دُہن ہی اپنے خاندان کی ہو جو انگریزی گورنمنٹ کی وفاداری میں مثل میرے خاندان کے شہو ہوا سنے ہیں نے سرحد ہندوستان پر تلاش شروع کی اور کرنل ڈین اور میجر مینرس اسمتھ میری اس رائے سے متفق ہو کر مجھے اچھا خاندان تلاش کرنے میں بڑی مدد دی اور خدا کا شکر ہے کہ میری خواہش کے موافق مجھے بھول گئی۔

شاہزادہ جیا گجرجو دُہن کے دادا ہیں پشاور کے بڑے معزز اور سربزاور وہ مسلمان ہیں اور اپنے شہر میں آنریری بحسٹریٹ ہی ہیں، اور ان کا خاندان قدیم ہے گورنمنٹ انگلشیہ کا نمونہ اور وفادار ہے، کرنل نواب اسلم خان جو قیصر ہند کو لائے ڈی سی، ہیں اور سربزادی مسلمانوں میں بڑے ممتاز اور نامور ہیں، میری بہو کا مومن ہیں جو برکٹین اور امن و امان ہندوستان کو سرکار انگلشیہ کے عہد میں

حاصل ہیں انکی ایک بین مثال یہ بھی ہے کہ یہ شادی اسقدر دور و دراز صوبہ میں نہایت عیگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ عمل میں آئی اور یہ کس قدر فخر و مباہات کا موقع ہے کہ دعوت شادی میں آپ سب صاحبوں نے حصہ لیکر ہماری مسرت میں اضافہ کیا پس میں ضروری سمجھتی ہوں کہ ذی عزت و عظمت شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے جامعیت کی تحریک کروں، اور مجھے کامل امید ہے کہ حاضرین میری اس تحریک کو نہایت

خوشی کے ساتھ قبول فرما کر قیصر ہند کی تندرستی اور سلامتی کے لئے جامِ نوش منسرا دیں گے۔

میرے آپ کے بعد پھر ڈبلی مصائب بہا رہے نوشاہ اور دہلی کا جامِ صحت تجویز کرتے ہوئے نہایت خوش و فداحت کے ساتھ فرمایا۔

سرکارِ عالیہ !

ہم سب آپ کے نہایت احسان مند ہیں کہ آپ نے اپنے وہ تمام دلچسپ اوقات ہمارے سامنے بیان فرمائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادی جو اس وقت ہم سنا رہے ہیں کہ طرح قرار پامیر سے لئے یہ امر نہایت دلچسپی کا باعث ہے کہ اس شادی میں کرنل ڈین اور میجر میئر سس اسمتہ نے سرکارِ عالیہ کو مدد دی، کیونکہ یہ دونوں اصحاب میرے قدیم دوست ہیں، کرنل ڈین کو سرحدی خاندانوں کی بابت جو واقفیت ہے وہ میرے نزدیک کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی اور کرنل اسلم خان کا باوقوت نام اس بات کی کافی ضمانت ہے اگر کسی شہادت کی ضرورت خیال کی جائے کہ جس خاندان میں آپ کے صاحبزادہ کی شادی ہوئی ہے وہ اس عزت کا جو اس شادی کو حاصل ہوئی ہے جو کئی تہی تھا، ہمیں قوی امید ہے کہ سرکارِ عالیہ کے زیرِ نگرانی دہلی نشوونما، پاکر آپ کو صاحبزادے کے لئے نہایت موزوں اور قابلِ مونس و ہم ثابت ہوگی یہ بیان کرنے کی چند ان ضرورت نہیں ہے کہ مجھے یہ معلوم کر کے کہ قدرِ اطمینان حاصل ہوا ہے کہ باوجود نا کافی باتش کے آپ کی ریاست کے لئے پانی بہت اچھا ہوا ہے یہ میری دلی آرزو ہے کہ فصل حسبِ اہل اس سال نہایت عمدہ پیدا ہو۔

ابھی تک میں نے سرکارِ عالیہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا نہیں کیا ہے کہ آپ نے



میرے اور میرے خاندان کے نسبت نہایت ہی مہربانی آمیز کلمات میں تذکرہ فرمایا ہے  
بین واقعہ ہیں کہ میری زوجہ اور بچوں کے اوقات یہاں موجود نہ ہونے کا بہت افسوس ہوگا  
لیکن مجھے امید ہے کہ جلد مجھے سرکار عالیہ سے اوکا تھا حاصل کر سکی خوشی حاصل ہوگی۔

جیسا کہ سرکار عالیہ نے مہربانی کر کے بیان فرمایا میں اس وقت اپنے آپ کے بھول کا  
موروثی خیر طلب سمجھ کر گفت گو کر رہا ہوں، یہاں پر یہ بیان کرنا خالی از دچسپی نہ ہوگا کہ  
ہندوستان آنے سے پیشتر میں بھوپال کا خوشنما ناظرے بخوبی واقف ہو چکا تھا، اور میری  
معلومات کا ذریعہ ایک خوبصورت تصویر تالاب اور شہر بھوپال کی تھی جو میں سال قبل  
میرسی والد ماجد نے تیار کی تھی اور مجھے کل مسٹر کوک کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ تصویر ایسے  
مقام سے لی گئی تھی جو ٹھیک اونکے بنگلے کے سامنے واقع ہے، علاوہ اسکے مجھے اوس  
موروثی دوستی کا فخر حاصل ہے جسکی جانب سرکار عالیہ نے ابھی نہایت مہربانی سے  
ارشاد منہر بایا ہی دوسرے وجوہات بھی ہیں جنکے باعث بھوپال تمام انگریزی قوم  
کے لئے حد درجہ کی دلچسپی رکھتا ہے، اول اسوجہ سے کہ تقریباً چار پشتوں سے اس  
ریاست کے نظم و نسق کو زمانہ فرمان وادوں نے نہایت قابلیت اور عمدگی کے ساتھ انجام  
دیا ہے، جب ہم اپنے ملک انگلستان کی ملکہ الیزبتھ این اور وکٹوریہ کی حکومتوں پر  
نظر کرتے ہیں تو ہم کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس ریاست کے کارنامے کس قدر  
شاذ و نادر ہونگے جسکی حکمران ایک ایسی خاتون ہے جو شہل سرکار عالیہ کے اس سرفراز  
ہے کہ جو فاداری اور خیر خواہی کے خیالات اوسکی رعایا کے دل و جان میں موجزن ہوتے ہیں  
اونکا بہترین استعمال کس طرح ہونا چاہئے، جو شخص سرکار عالیہ کے مرتبہ پر ہو میرے  
نزدیک اوسکے لئے اس سے بڑھکر کوئی حوصلہ اور آرزو نہیں ہو سکتی کہ تاریخ میں اوسکا

نام ”وکتوریہ آف بھوپال“ کی صورت میں تحریر کیا جائے۔

شانیہ بھوپال کی مستقل دوستی و نمایان وفاداری کا مقتضایہ ہے کہ تمام انگریزوں کو اس کا اعتراف ہونا چاہئے اس دوستی کا عملی اظہار قریباً ۱۸۸۱ سال پہلے کیا گیا جس کے گورنر نے ہندوستان میں اپنا مشہور دہاوا کیا تھا اور شہر کے نہایت تاریک زمانہ میں اس وفاداری کا اظہار اور یہی سرگرمی اور عمدگی کیساتھ ہرگز بھگت سنگھ لارڈ کرزن کی مبارکبادی کا خاص پیام ہے۔ ہینٹنٹ شادی کے موقع پر سرکار عالیہ کی خدمت میں پہنچانے کی سرت پہلے ہی حاصل کر چکا ہوں، اور اب میں آپ کے مہمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس پرچہ شمع عاقلین میرا ساتھ دین کہ اس شمع سے دولہا کی آئندہ زندگی ایسی ہی روشن اور صاف نظر آئے جیسی کہ بھوپال کی عزت اور وفاداری رہی ہے۔

لیڈیز، اینڈ ممبرز!

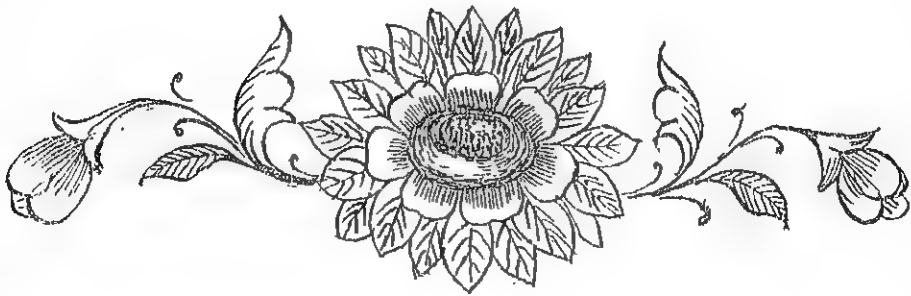
اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ماحزادہ حمید اللہ خان اور اولیٰ کی دلہن کا جام صحت نوش کیا جائے۔“

تقریر ختم ہونے کے بعد تمام مہمانوں کو پاندان اور گوتے کے ہار تقسیم کئے گئے اور پھر خوش خوش برآمدوں کے تشریف لے گئے اور ۱۱ ستمبر کو بجے دن تک صاحب ششم الیہ کو عین المہام نے ہسپتال اور مدرسہ آصفیہ کا اور نصیر المہام نے جیل کا معائنہ کرایا ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک صاحبزادگان سلیم شہزادہ ہماگیر، شہزادہ سلطان مجیز، شاہ عالم سلطان عالم صاحبان اور اراکین و خوانین کی ملاقات ہوئی۔

۲ بجے میدان پر بڑے مجمع ہوا، شب کو ایوان صدر میں جلسہ ایستہ ہوا، شہزادہ تمام نو بہن

مہمان، معین المہام، نصیر المہام، منشی اسرار حسن خان اور شہزادہ جہانگیر شریک تھے، بدھوارہ سے محل تک روشنی کی گئی تھی محل پر پینڈ موجود تھا، مسٹر لوارد نے اپنی مہربانی سے پیانو بجا کر تمام حاضرین کو شکوہ کر کیا پھر شہزادہ تھوڑی دیر پیانو بجایا اور انگریزی رسم کے مطابق تلوار سے کیگ کو کاٹا جو مہمانوں کو تقسیم کیا گیا، بعد ختم جلسہ ہار لوگنٹ، اور جہانگیریان، اور بٹوے حسب دستور تقسیم ہوئے۔

گارڈن پارٹی اور ایٹ پومین شہزادہ جہانگیر سے صاحب تختہ الیہ نہایت اخلاق سے شہزادہ جہانگیر کو تنہا سمیٹہری ڈبلی صاحب بہادر کو بھی خاص توجہ تھی اور انہوں نے ایک مرتبہ شہزادہ کوٹ کی سفارش بھی کیا مہمانین کی فتح وہ صدیان گذرین کہ در دوست محمد خان نے وطن مالوت کو خیر باد کہا اور نہارون میل فاصلہ پر کمر محض خدافد کریم کے بھروسہ پرتن تنہا اس یاست کی بنیاد قائم کی اور پھر اونکا خاندان اسی ملک میں پہونچا اور ایک مضبوط و تن آور دخت کی طرح سایقین ہوا، آٹھ نسلوں تک مردوں حکومت کی اور پھر عورتوں کا دور حکمرانی شروع ہوا اور اب اس خاندان کی گیارہویں نسل فرمانروا و ریاست ہے اور خدا کو فضل و کرم و دوستی اور موجود ہیں، لیکن پہلا ہی موقع ہے کہ غیر ملک سے ولہن بیاہ کر لائی گئی، اور ایسے خاندان میں رشتہ و قرابت ہونی جسکی گونہیں وہی افغانی خون ہے اور بطرح کہ نوشاہ کے اسلاف کو گورنمنٹ برطانیہ کی دوستی و وفاداری کا افتخار حاصل ہے اوی طرح ولہن کا خاندان بھی برٹش سلطنت کی حمایت اور احسان پر ناز کر سکتا ہے :



## باب ۳۲

## انتظام عہدہ سپہ سالاری ریاست

حافظ محمد حسن خان بہادر نصرت جنگ، سی، آئی، ای کا مین اس کتاب میں جا بجا ذکر کر چکی ہوں کہ ریاست بھوپال کی سپہ سالار تھے اور اگرچہ وہ ہمراہ ضعیف ہو چکے تھے اور زمانہ حال کی ترقیات فوجی کی نسبت بسبب اقتصاد سے عمر کوئی و لولہ نہ رہا تھا لیکن انکی مسلم وفاداری اور خیر سگالی کے سبب سے مجھے گورانہ ہوا کہ مین باوجود ضرورتوں کے انکو اس عہدہ سے علاحدہ کروں لیکن جب ۱۳۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مجھ کو خیال ہوا کہ مین اس عہدہ پر ایسے شخص کا تقرر کروں جس میں وہ تمام عہدہ صفات موجود ہوں جنکی ایسے عہدہ کے لئے ضرورت ہے اور نئی نئی ترقیات اور جدید اصلاحات کا جو آجکل افواج برطانیہ میں اور گورنمنٹ برطانیہ کی بدولت ریاستوں کی فوجوں میں ہو رہی ہیں ان کو سمجھنے اور ان پر غور کرنے کا مادہ ہو اور اصلاحات کو عمل میں لانے کی قابلیت بھی رکھتا ہو ان صفات کے علاوہ اس پر مجبہ کو ہر طرح کا اعتماد وفاداری بھی چاہی ہو۔

جج سے اگر مین نے اس عہدہ کے لئے اپنے قدیم و جدید ملازمان ریاست پر نظر ڈالی مناسب فوجی کے لحاظ سے بخشی فرید اللہ خان نائب میر بخشی جو عرصہ سے افواج ریاست میں ملازم تھے ممتاز نظر آئے اور نیز ان میں وفاداری کا مادہ بھی موجود پایا لیکن چونکہ وہ زمانہ قدیم کے فوجی آدمی ہیں اور ان کی عمر بھی اس درجہ پر پہنچ چکی ہے جو ہر ایک ملازم کو کم و بیش عرصہ کے بعد فرائض سے سبکدوش ہونے پر لائق مستحق آرام بنادیتی ہے اسلئے خیال ہی نہوسکتا تھا کہ وہ زمانہ جدید میں اس بڑی ذمہ داری کے عہدہ کا کام بخوبی کر سکیں گے۔

مجھے معاملات و ترقیات فوجی کے ساتھ ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اور جب سے عمان حکومت میرے ہاتھ میں آئی اصلاح فوجی کو میں نے اپنی اصلاحات کا ضروری حصہ سمجھا ہے چنانچہ سب سے پہلی اصلاح جو عمل میں آئی وہ فوج کے ہی ایک حصہ یعنی میرے رسالہ باڈی گارڈ کے متعلق تھی، میری اس دلچسپی اور توجہ کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ عہدہ او تربیت یافتہ فوج کو جانتی ہوں۔

میں نے اس عہدہ کے لئے صاحبزادہ کرنل محمد عبد اللہ خان کو انتخاب کیا جو ہر طرح اس عہدہ کی ذمہ داریوں کے لئے موزون تھے اور مجھے یقین تھا کہ جس پیمانہ پر کہ میں انتظامات فوجی کرنا چاہتی ہوں اس کے لئے میرے سب سے بڑے مددگار ہونگے وہ اسپیرل سروس ٹرولیس کے کرنل بھی معتبر رہے ہو چکے تھے اس سال میں انہوں نے افواج ریاست کے متعلق جو مفید اصلاحات کے مشورے دیے تھے ان کی تکمیل کے لئے ان کا تقرر ضروری سمجھ کر بدلیجہ پر دانہ شعبان ۱۳۲۳ھ = ۱۹۰۵ء کو عہدہ کمانڈر انچیف پر ادون کا تختہ رکھا گیا۔



## باب ۴ سفر اندور و شرکت جلسہ فونڈیشن ڈیلی کلج و غیرہ ملاقات ہیرا ایل ہائیس پرنس و فیملی

آخر مئی ۱۹۵۷ء میں اندور ریڈنی ایک نہایت دلچسپ مقام تھا ہیرا ایل ہائیس ویسرا سے ہنہ کی آمد کا سبب ڈیلی کلج اور زنانہ شفا خانہ کا سنگ بنیاد رکھنا اور ہیرا ایل ہائیس کی تشریف آوری کا مقصد روہاڑی سڑک پر شرفیاب ملاقات کرنا تھا ان دونوں مقصودوں پر تمام رؤساء وسط ہند مدعو کئے گئے تھے، ہمارا اکیپ چکر کی سڑک پر ایک نئی اندور کے پارک کے پیچھے اور میرے قیام کے لئے مسٹر اور ڈوگنر ٹیرافیدس کا بنگلہ جو نزدیکی احاطہ نواب صاحب ہاؤس ہے تجویز ہوا تھا مسٹر وارن سکاٹ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل تمام کمپنوں کے جملہ انتظامات کے منصرم تھے، میں یکم نومبر کو بھوپال سے روانہ ہو کر اسی دن داخل اندور ہوئی اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل نے استقبال کیا معمولی سلامی ادا کی گئی اسٹیشن یو سے سے جاے قیام تک ایک اسکو ارٹ اردلی میں تھا۔

ہیرا ایل کی آمد کا پروگرام مقرر ہو چکا تھا لیکن اونکے یکایک بیمار ہو جانے سے بجائے ہیرا ایل کی اونکے فارن سکریٹری مسٹر فریڈر جو سرفوئی ڈین کے قائم مقام تھے شرکت جلسہ کے لئے آئے اونہی کی موجودگی میں ڈیلی کلج کی رسم فونڈیشن ادا ہوئی۔

ایک چوتھرہ پرشامیانہ نصب تھا، چوتھرہ کے نزدیک چرخی لگائی گئی تھی سامنے کے رخ پر

جلسہ فونڈیشن میں ہر سہ صاحبزادگان مسلم، مولوی فیض الدین، عین الہام، منشی اسرار حسین خان، نصیر الہام، منشی اجپنیشی ریٹا، کپتان عبدالعزیز خان، میجر سکریٹری، منشی عبد الرؤف خان، دکیل ریاست، میان اقبال محمد خان، مختار اردلی خاص بھی شریک تھے۔

دوسرا شامیانہ اگا ہوا اتنا جمین اکثر رُوسا بٹھائے گئے تھے چوترا دسے شامیانہ مین ممبرن مینجنگ کمیٹی اور بعض رُوسا بھی جو مینجنگ کمیٹی مین شامل تھے فارن سکریٹری آنریبل میجر ڈبلیو جنرل ٹیسن اور دیگر معزز صاحبان یوروپین مٹکن تھے۔

۵ بجے رزیدنسی مین ایک شاندار گارڈن پارٹی ہوئی، ہنر اٹنسی کے ان تقریبات مین شریک نہ ہو سکے کا تمام حاضرین کو بہت افسوس رہا۔

چونکہ ہنر اٹل ہائینس پرنس آف ویلز اور پرنس آف ویلز کی تایخ تشریف آوری مین ہو چکی تھی اسلئے مین نے جلسہ کے بعد اندور مین ہی مقیم رہنا مناسب جانا۔

۵ ارنو مبر کو ۵ بجے ہنر اٹل ہائینس اپنی شاہی اپنل ٹرین مین تشریف لائے، تمام رُوسا، مٹکنز برٹش افسران اور دیگر معززین اسٹیشن اندور پر استقبال کے لئے موجود تھے۔

نواب محمد نصیر اللہ خان میر سے ہمراہ اسٹیشن پر تھے اور چونکہ عبداللہ خان ریلوے اسٹیشن کے دروازہ پر اپنی سیل سروس ٹروپس بھوپال کے کرنل کی حیثیت سے ہنر اٹل ہائینس کی اسکارٹ مین شامل تھے اسلئے وہ میر سے ہمراہ نہ آ سکے۔

ہنر اٹل ہائینس کے ٹرین سے اترنے پر شاہی سلامی ادا ہوئی اور جناب ممدوح نے درجہ بدرجہ رُوسا سے جو اپنی کرسیوں سے اٹھ کر اس وقت تعظیماً ایلتادہ تھے مصافحہ کیا اور بعض یوروپین افسران سے ہاتھ ملا کر گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا، پرنس ٹرین سے اتر کر میر سے نزدیک ہی کھڑی ہو گئی تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ سی بیگم بھوپال ہیں؟ مین نے تعظیماً آگے بڑھ کر مزاج پر سی کی وہ میری طرف مخاطب ہوئیں اور چند منٹ بہ اخلاق شاہانہ گفتگو فرمائی۔

جب ہنر اٹل ہائینس گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرما چکے تو حضور ممدوح اور پرنس گجی مین سوار ہو کر کوٹھی رزیدنسی کو تشریف لے گئے، کرنل عبداللہ خان بھی دیر ہائینس کے اسکارٹ مین ہمراہ تھے۔

۱۶ نومبر کو ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر ایک بڑا دربار ہوا جس میں رؤساء اور افسران سرکاری جنگو شرکت دربار کی دعوت تھی شریک ہوئے چونکہ ہنر اہل ہائیں کو اس طویل دورہ میں بہت کثرت کے ساتھ کام کرنا تھا گرمی کی عادت نہ تھی اور ملاقات باز دید کے لئے ایک وقت میں سخت دھوپ میں پھرنا ہوتا گیا ایک پورا دن ملاقات باز دید میں صرف ہو جاتا اسلئے رؤساء کے ساتھ ملاقات باز دید تو ہی کبھی گئی صرف ہر پہن ہمارا جہ اندور کے ساتھ ملاقات باز دید ہوئی کیونکہ پرنس اور نئے شہر میں مہمان تھے۔

پچھلے دن کو گارڈن پارٹی ہوئی اوس میں پرنس نے فرداً فرداً تمام میونس کے ساتھ باری باری سے گفتگو کی۔

ماہ رمضان کا زمانہ تھا اور میں روزہ دار تھی اسلئے میرے لئے ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا تاکہ میں اوس میں آرام کے ساتھ روزہ افطار کر سکوں۔

میں خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی ہر سہ صابرا دگان سلمہ باہر ٹہل رہے تھے کہ حضور پرنس مع پرنس شریف فرما ہوئے خیمہ سے باہر نکل کر استقبال کیا تھوڑی دیر تک باخلاق مشاہدہ گفتگو فرما رہے وہاں سے چل قدمی کرتے ہوئے اوسط طرف گذرے جہاں صابرا دے تھے ڈیلی صاحب نے اونکو پیش کیا پرنس نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور پھر تشریف لے گئے۔

بعد مغرب میں نے روزہ افطار کیا اور اکثر لیڈیاں میرے خیمہ میں آکر شریک چائے ہوئیں، دوپہر دن میں پرنس سے ملاقات کے لئے کوٹھی رزیڈنسی پر گئی پہلے سے ریاست بھوپال کی وہ قدیم اشیاء جو وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ کے لئے میں نے انتخاب کی تھیں کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں چن دی گئی تھیں میری اور پرنس کی پہلی ملاقات وٹینگ روم میں ہوئی مجھ کو پرنس نے ازراہ عنایت خوبصورت قیمتی پہونچی عنایت فرمائی اور بطور تحفہ یادگار ایک عکسی تصویر بھی عنایت کی پھر ہم اوس کمرہ میں گئے جہاں چیزیں رکھی ہوئی تھیں پرنس نے اون اشیاء کو نہایت دلچسپی کے ساتھ بہت دیر تک ملاحظہ فرمایا



اور ان کے متعلق گفتگو فرماتی رہیں اس ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ ان گینا کا مجھے سی ہرسل کرایا گیا اور کتاب رسید پر میرے دستخط لے گئے۔

۱۸ نومبر کو پرنس آف ویلز میرے کمپ میں ایجے دن کو تشریف لائیں مسٹر لوارڈ بھی موجود تھے اور حمید اللہ خان کو بجا و سوقت تک شرف اندوز ملاقات نہیں ہوئے تھے اور باوجود اسکے کہ وہ کم سن تھے لیکن وہ خون و فاداری جواؤن کے رگ و پے میں موجود ہے اور نہیں پرنس اور پرنس کو دیکھنے کے لئے بیقرار کر رہا تھا اونکو اور برچیس جہان بیگم کو میں نے خیر مقدم کرنے میں اپنے ہمراہ شریک کیا۔

جب سواری خیمہ میں داخل ہوئی تو میں نے ہزرائل ہائینس اور سنر ڈبلی کو جو حضور مدوحہ کے ہمراہ تہین گچی سے اوتارا حضور مدوحہ ویننگ روم میں جوا و سوقت شرفی طور سے سجا ہوا انتہا مستکن ہوئے۔ لوارڈ صاحب وہاں سے چلے گئے میں نے برقع کا نقاب اوٹھا کر ہزرائل ہائینس سے گفتگو کی اور اونکی تشریف آوری ہند پر اپنی اور عام ستورات ہند کی جانب سے مسرت کا اظہار کیا حضور مدوحہ بھی اپنی دلچسپی کا تذکرہ جو ہندوستان کی عورتوں کے دیکھنے سے اونکو حاصل ہوا فرماتی رہیں۔

حمید اللہ خان اپنا کیمرا لے ہوئے کھڑے تھے پرنس نے دیکھ کر فرمایا کہ ”کیا فوٹو لیا جاتا ہے؟“ میں نے جواب میں کہا کہ ابھی سیکرٹ شروع کیا ہے کبھی تصویر صاف نکل آتی ہے اور کبھی بگڑ جاتی ہے“ فرمایا ”اگلا فوٹو فامت میرے لڑکے کے موافق ہے“ پھر حمید اللہ خان کو اڑنا دیکھا کہ ”تم ضرور فوٹو لوارڈ کو بھی بھیجا“ حمید اللہ خان نے حضور مدوحہ کی گفتگو فرمانے اور بھی میں سوار ہونے کے وقت کی تصویریں لین لیکن چونکہ تصویر لینے کے موقع پر روشنی کم تھی اس لئے فوٹو صاف اور اچھے نہ اوتھے جو حضور مدوحہ کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔

ہماری جانب سے جو تحائف دیر ہائینس اور ہزرائل ہائینس و کوئین الگزینڈرا کے لئے پیش کر گئے وہ ہماری دستکاری کے نمونے تھے۔

مین نے آئل ٹینک کے کام کے بھوپال اور بھد بھدے کے آبشار کے مناظر بنائے تھے قیصر دہلوی نے انڈین اور انگلش امپریٹری کا دوپٹہ اور شہر یار دہلوی نے کار چوبی کا بلاڈر بنایا تھا۔

مدرسہ طائیفہ کی دستکاری مین کشن اور کوچ کے تکیہ تھے یہ تمام تحائف قبل آنے شہزادہ صاحب حسب ایما، لوارڈ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ ولایت روانہ ہو چکے تھے۔

چونکہ حیثیت تحائف کی نسبت پہلے ہی سرکلر ہو چکا تھا اسلئے روسا کی جانب سے قیمتیں تحائف پیش نہوسکے۔

شام کو رزیدنسی مین ڈنر ہوا بعد ڈنر جلسہ انگنیا "سنگھار ہونا قرار پایا تھا مین ہی ۱۰ بجے کوٹھی رزیدنسی پر گئی اور ایک کمرہ مین جو میری نشست کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا جلسہ کے وقت کا انتظار کرتی رہی، اس کمرہ مین میرے سامنے، جی، ہسی، آئی، اسی کا لباس (روپ) پیش ہوا جسکو مین نے پہنا مسر لوارڈ محکمہ مدد دیتی رہیں۔

ڈنر کے بعد دربار ہال مین جب تمام لیڈیز اور جنٹلمین داخل ہو گئے تو ہنر ائل ہائیس اور پرنس شریف لاسے بعدہ کپتان لوارڈ صاحب میرے لینے کے لئے آئے مین اونکے ہمراہ دربار ہال مین گئی، نواب محمد نصر اللہ خان اور کرنل بیب اللہ خان میرے ہمراہ تھے۔

خادم حسین خان خلع منشی اسرار حسن خان نصیر المہام ریاست و عبدالعزیز خان خلع کپتان عابد القیوم خان میرے پیچ آف آئے تھے جو "روپ" کے دامن اوٹھاے ہوئے تھے اور یہ ایک خاص اعزاز تھا جو بھگو عطا کیا گیا تھا، میرے کمرہ اور دربار ہال مین بہت تھوڑا فاصلہ تھا اور صرف ایک پردہ درمیان مین حائل تھا، ہنر ائل ہائیس ایک تخت پر جو تین زینوں کا تھا ٹمکن تھے، دونوں جانب یورپین، لیڈیز اور جنٹلمین بیٹھے ہوئے تھے۔

تخت کے قریب پہونچکر مین نے "لو" کیا یعنی مین اظہار تعظیم کے لئے کسی قدر جھک گئی خیرین با

اور پرنس نے بھی میری تعظیم ادا کی پھر مین زینہ پر کھڑی ہو گئی۔

ایک یورپین افسر ایک چھوٹے محلی تجبیہ پر ہمارا دسترخوار رکھلا لائے اور پرنس کے روبرو "لو" کہہ کر پیش کیا پرنس نے تجبیہ پر سے ہمارا دھما کر میرے گلے میں ڈالا اور "روب" کے اوپر تھمہ لگایا۔

میرا ارادہ تھا کہ میں اس موقع پر کچھ تقریر کروں لیکن تنگی وقت کے خیال سے صرف مختصر الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور بعد میں ہزار پانچ ٹی کنک ایڈورڈ امپیراٹ انڈیا کی خدمت میں بذریعہ صاحب سکریٹری آفیسٹ (وزیر ہند) وہ تقریر پہنچی گئی۔

میرے بعد راجہ صاحب سیلانہ کو، کے، سی، آئی، اسی، کا تھمہ محنت ہوا! ۱۹ نو مبر کی صبح کو سٹارٹ سے آٹھ بجے پریڈ گراؤنڈ پر زیر کمان کرنل عبید اللہ خان بھوپال وکٹوریہ لانسز کا انسپکشن فرمایا اور اسی روز انگریزی کو نشان دیا گیا، ہزار ایل ہائیس آئرلینڈ میجر ڈبلیو، کرنل بیٹن جنرل گرے اور دیگر اعلیٰ افسران فوجی گھوڑوں پر سوار تھے ہزار ایل ہائیس میرے نزدیک خیمہ میں شکر تھیں ان کے ہاتھ میں پروگرام تھا اور ازراہ ملطف ہر ایک کام سے پہلے مجھ کو مطلع فرماتی جاتی تھیں۔

ہزار ایل ہائیس نے ملاحظہ کے بعد امپیرل سروس ٹروپس کی تعریف فرمائی اور دوسرے روز کرنل عبید اللہ خان کو کوٹھی رزیڈنسی پر بلا کر تھمہ یادگار عنایت فرمایا۔

شام کو چار بجے ایڈورڈ ہال کا افتتاح کیا بعد افتتاح باغ میں آتش بازی چلی اور وہاں بھی پرنس نے ہر ایک رئیس سے الوداعی گفتگو فرمائی، مجھ سے بھی اخلاق شاہانہ کے ساتھ پرنس اور پرنس مخاطب رہے، حقیقتاً اس وقت حضور مدوح کی الوداعی تقریر سے ہر شخص کے دل پر ایک خاص اثر پڑ رہا تھا اور یہی خواہش تھی کہ ہزار ایل ہائیس کبھی بھی ہندوستان سے تشریف نہ لیجائیں۔

پاکستان لوارد نے ہزار ایل ہائیس کی تصویر جو نواب محمد نصر اللہ خان کو عنایت فرمائی گئی تھی ان کو دی اور مجھے کہا کہ حضور مدوح نے اپنی تصویر بھیجے کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ وہ تصویر مجھے موصول ہو گئی

دیر رائل ہائینس مع پارٹی ساڑھے چھ بجے پرائیوٹ طور پر اودے پور کی طرف نہضت فرما ہوئے۔

ایک خریطہ اظہار شکر گزاری کے لئے مین نے حسب ضابطہ پرنس کے پرائیوٹ سکرٹری رولڈ لارنس کے ذریعہ سے پیش کیا جو نہایت مسرت کے ساتھ ملاحظہ فرمایا گیا۔

واپسی پر میرے اسٹاف کے اکثر آدمی ریلوے ٹرین کے ذریعہ سے ہوپال آئے اور مین مع نواب محمد نصر اللہ خان و کرنل عبید اللہ خان و حمید اللہ خان و برجلس جہان بیگم بسواری موٹر کار روانہ ہو کر وائل بہو پال ہوئی۔

ہزار رائل ہائینس کے ممبران اسٹاف مین سے لارڈ کرائٹن اور سر ڈیرک کیپل مع اپنی خواتین کے شکار کھیلنے کے لئے ہوپال تشریف لائے ”سپانچی“ کے آثار قدیمہ کا ملاحظہ کیا اوسی کے اطراف مین شکار کھیلا و انکی دہلی کے بعد جنرل بیٹن نے کیمپ کراچی سے ۱۹ مارچ کو حسب ذیل تار دیا :-

”شاہزادہ ویلزن نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہزار رائل ہائینس کی جانب سے دلی شکریہ“  
”سرکار حالیہ کی خدمت میں پیش کروں بابت اوس مہربانی آمیز مہمان نوازی کے جو“

سہ (نقل خریطہ) ”یہ مجھ پر واجب ہے کہ مین یور ہائینس کے اوس اخلاق حمیدہ اور عنایت خسروانہ کا تذکرہ سے شکر ادا کروں جو یور ہائینس نے قیام اندور میں مجھ پر اور میرے خاندان پر فرما کر عزت افزائی فرمائی نیز تجلیت گوارا فرما کر تیسری امپیریل سروس ٹرڈس کو ملاحظہ فرمایا اور کلمات قدر افزائی فرما کر فرمایا کہ کمانڈنگ آفسر کو جو میرے فرزند ہیں اور میرے فرزند کو جو مخالف یادگار دیگر قدر افزائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

کیا یہ نادر کرنا میرا مناسب نہوگا کہ وہ خطاب جو ہزار امپیریل بیٹی نے ازراہ قدر دانی عنایت فرمایا تھا اوس کا اکیٹھ یور رائل ہائینس کے مبارک ہاتھ سے ہوا اور یور رائل ہائینس نے بیش بنایا دگاریں جو مجھ کو اور میری اولاد کو رحمت فرمائی ہیں شکر اس وقت باعث خیر و عزت نین ہوئی بلکہ ہمیشہ ہمارے خاندان کے خیر و عزا کا باعث ہوئی۔

یور ہائینس کے شکریہ کے واسطے میں الفاظ نہیں پاتی کہ کیونکر مناسب شکریہ ادا کیا جاسکے۔ بجز اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ دعا کروں کہ وہ مجھ پر شکریہ کا سایہ عاطفت آپ دونوں پر ہمیشہ رکھے اور آپ سے انکی چشم کور و نشانی اور دل کو تازگی بخشنے اور آپ کا سفر ہمہ وجہ نہایت خیر و خوبی اور دل چسپی سے تمام ہو۔“

” سرکار عالیہ نے شاہزادہ موصوف کے ممبران اسٹاف کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ “

” ہنر ائل ہائیس ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت سرکار عالیہ گولم خوشی سی الوداع کیے ہیں “

مین نے پرنس کو بمقام عدن اونکی واپسی پر خد اقاط کا نار دیا جسکا جواب مندرجہ ذیل خود پرنس نے ارسال فرمایا

” آپ کی عنایت آمیز الوداع سے پرنس آف ویلز اور مین متاثر “

” و شکر گزار ہوا ، ہمیں ہندوستان چھوڑنے کا افسوس ہے “

ہنر ائل ہائیس کے پرنس اسٹاف مین وکٹوریہ لانسہ زبھوپال کے کمانڈنگ افسر سردار بہادر مسیح مرزا

کہ یکم بیگ منتخب کئے گئے تھے اونہوں نے اپنی مفوضہ خدمات کو نہایت عمدگی سے انجام دیا اور اس صہ مین

ایم ، وی ، او ، کے خطاب سے ممتاز ہوئے ۔

کرنل کالون صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کے ذریعہ سے پرنس نے اوس خوشنودی کا جو وکٹوریہ

لانسہ زبھوپال کے ملاحظہ سے حاصل ہوئی تھی اظہار مسرت فرمایا جسکی نسبت کرنل مدوح نے حسب ذیل

اطلاع دی :-

” مین نہایت خوشی کے ساتھ یور ہائیس کی خدمت مین اوس اظہار مسرت کو “

” پہونچاتا ہوں جو ہنر ائل ہائیس پرنس آف ویلز نے آپ کے سوار دن اور گھوڑوں “

” اور طرز قوا عد وکٹوریہ لانسہ زکو ویکٹر فرمایا ۔ “

” مین خوش ہونگا اگر ہنر ائل ہائیس مدوح کی مہربانی آمیز تعریف کی اطلاع کمانڈنگ “

” افسر جنٹ اور دیگر افسران اور نیشنلڈ افسران اور سوار دن کو جو اونکی ماتحتی مین ہیں “

” پہونچائی جائیگی ۔ “

کرنل مدوح کی چٹھی افسران و سپاہیان جنٹ کو سنائی گئی جسپر اونہوں نے دلی شکر یہ کے ساتھ پرنس

اور پرنس کنگ اور کوئن کی تعریف و محبت اور درازی عمر کے نعرے لگائے ۔

## باب (۵۴) منتفق حالات سال پنجم صدرینی نشینی

ایہ لوسی سید نصیر الدین خد فیض المہام ریاست کی خدمات دو سال کے لئے گورنمنٹ پنجال سے منتقل کرائی گئی تھیں لیکن قبل اختتام میعاد بوجہ ناسازی طبیعت و نا موافقت آب و ہوا انہوں نے خود واپسی کی خواہش کی اور دو سال پورے ہو جانے پر واپس چلے گئے۔

اونکی خواہش اسی پر عہدہ نصیر المہام کی کرسی پر بلال اللہ بھٹی شہنشاہ کے تقرر کے متعلق غور کیا، منشی سر اسرار علی نائب نصیر المہام تھے اور انکو ریاست میں تین سال گزر چکے تھے متممی احوال بقایا سے محض اپنے فرائض کو مستعدی و دیانت سے انجام دینے پر انہوں نے ترقی حاصل کی تھی، نیابت نصیر المہام بھی بڑی ذرا کما عہدہ ہے، علاوہ فیصلہ مقدمات کے تمام انتظامی امور میں نصیر المہام کو مدد دینا ہوتا ہے اور عدالت کے ماتحت پر کامل نگرانی ہوتی ہے۔

انہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ اس عہدہ کا کام انجام دیا اور ماتحت عدالتوں کی نگرانی کر کے بہت قابل قدر صلاحیں کیں، نصیر المہام کو ہمیشہ مدد دی جسکے متعلق انہوں نے بار بار تحریری و زبانی تذکرہ کیا، غرض کہ خان موصوف نے اپنی ذاتی قابلیتوں سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ اونکو اصلاح و بہبودی ریاست کا دل سے خیال ہے اور وہ اپنے آقا کے قابل اعتماد خیر خواہ اور وفادار ملازم ہیں۔

ان تمام چیزوں کے ساتھ اونکا موروثی و خاندانی اعزاز جو گورنمنٹ میں ہے اور وہ خیر خواہ بیان جو اس خاترا نے ایام خد میں گورنمنٹ کے ساتھ کی ہیں اور وہ سلسلہ دیانت و امانت جو عام طور پر

مشہور ہے ایسے محاسن میں جو قابل توجہ تھے۔

بائیں خیال میں نے یہی مناسب جانا کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ سے کسی اور شخص کے لئے خواہش کیجائے منشی اسرار حسن خان کو ہی اس عہدہ پر ترقی دیجائے جسکے وہ مستحق اور اہل ہیں۔

اس تجویز میں یہ امر بھی مد نظر تھا کہ اگر کسی اور شخص کو طلب کیا جائے گا تو اسکو پندرہ ایک سو زمانہ تجربات حاصل کرنے کے لئے درکار ہوگا اور پرکھین اصلاحات کرنے اور مجھے مشورہ دینے کے قابل ہوگا، منشی صاحب موصوف کو تجربہ کی ضرورت نہ تھی اس عرصہ میں وہ کافی تجربہ حاصل کر چکے تھے اور جسقدر اصلاحات صیغہ جوڈیشل و پولیس میں ہو چکی تھیں اور جو زیر تجویز تھیں ان میں ان کا حصہ بھی شامل تھا اسلئے میں نے انکو اس عہدہ پر بمشاورہ (۸۰۰) آٹھ سو روپیہ ماہوار مقرر کیا اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو انکو عہدہ پر بطور سہ ماہی کے چارج لیا۔

۳۔ ریاست بہاول کی تقریباً کل زمین غزوہ بارانی ہے اور جو کچھ چاہتی تھی وہ بھی ذرا ہی آبپاشی کے معدوم ہونے سے اکثر بارانی رہ گئی اور اب اراضی افتادہ کے تردد کا انحصار صرف بارش پر ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ بعد بند و بست بست سالہ (جو سرکار ملکہ نشین نے کیا تھا) وزارت نے بند و بست کی جانب نہ کچھ توجہ کی اور نہ کچھ مصلحت قائم کیا، منشی امتیاز علی خان نے چار محالوں میں وہ سالہ بند و بست کیا، اور ابھی دوسرے محالات زیر کارروائی ہی تھے کہ وزارت کا نیا دور شروع ہوا اور مولوی عبدالجبار خان نے بجائے وہ سالہ کے سی سالہ بند و بست قرار دیا اور قبل اسکو کہ گذشتہ مبعاد ختم ہو گیا ہو یہ بیجا و بیداری گئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا میں بے اطمینانی پھیل گئی اور مبعاد بند و بست کے متعلق ہتک جاتا رہا۔ اسکی سوا قحط سالی کے ہونے سے اور بھی نقصان پہونچا، اور یہ بھی ایک عام قاعدہ ہے کہ متاجر بند و بست کے انتظار میں تردد و آبادی کو کم اور گنہ گران اور دیگر ذرائع آبپاشی کو منہدم کر دیں تاکہ زمین کی حیثیت کم ہو جائے، اور وہ تشیخص اگان کے وقت فائدہ حاصل کریں، یہاں بھی بند و بست

روزانہ خبروں نے زمینوں کے گرائے پر جہاں رستہ دلا دیا تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مزدور زمین کی حیثیت پر انتہا کھٹ گئی، خصوصاً ضلع مغرب میں جہاں چاہی زمین بہت تھی سخت نقصان واقع ہوا، مستاجر بند و بست کا مارہ اوٹھانے کے انتظار میں خود تباہ ہو گئے اور انہوں نے اپنی بدیتی کا پھل بہت جلد پایا۔

گذشتہ سال جب قدر رقبہ افتادہ کے مزدور نے زمین کو شمش کی گئی تھی اور سید قدرت پتہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے مزدور زمین افتادہ ہو گئی لیکن حال کی کوشش سے تیس ہزار چار سو چالیس ایکڑ کی مزدور زمین میں پیشی ہوئی۔

اگرچہ ریاست ہوپال کا بہت حصہ کوہستانی ہے اور پتہ ایک دریا سے نربدا کے کوئی اوٹھ اور یا نہیں ہوتا لیکن اکثر وسائل آبپاشی موجود ہیں، البتہ مسلسل قحط سالوں اور نقصان فصول سے اور زیادہ تر اس ضروری شعبہ سے بے پروائی کے باعث اس کا عام وجود برا ہو گیا۔

چونکہ قحط سالی کے مقابلہ اور فلاحیوں کی مدد کے لئے وسائل آبپاشی کا مہیا کرنا ہر انتہائی ضروری ہے، بین نے خاص طور پر اس شعبہ کی طرف توجہ کی اور ذرائع آبپاشی کی درستگی کے لئے (۲۳۱۲) ماہوار کا عملہ مقرر کیا، اور ایک کمیٹی قائم کی کہ وہ وسائل آبپاشی پر غور کرے، جہاں کہیں ایسے نالے اور ندیاں ہوں جو آبپاشی کے کام آسکیں ان کی رپورٹ پیش کرے اور دیہات میں چاہات آبپاشی کی تعمیر و درستگی کا مخصوص طور پر خیال رکھے۔

۴۴۔ جدید اسٹیشنوں کی تعمیر کے لئے تحصیل تال کے موضع کھام کھیرہ سے ۳۱ میگے بسوہ اور سالی پور سے ۲۱ میگے بسوہ اور تحصیل دیوان گنج کے موضع بہد بھال گھاٹ سے ۴ بسوہ اراضی پر، جی، آئی، پی، ریلوے کمپنی کو مطابق معاہدہ کے قبضہ دیا گیا۔

۴۵۔ رقوم ہوا سے معمولی اور غیر معمولی جو مختلف ناموں سے کاشت کاروں سے وصول کی جاتی تھیں اوس سے زراعت پیشہ گروہ پریشان تھا اگرچہ وہ اس بار گران کا عادی ہو گیا تھا لیکن



در اصل اونکی حالت ایسی پائی گئی جس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اونکے اوپر سے اس بار کو اٹھا دیا جائے اور بجائے اوس روپیہ کے جو اس طرح وصول ہوتا تھا اون لوگوں کی خوشحالی بڑھے جس سے آئینہ کو ترقی ہو، میں نے ایک رقم "غیر معمولی سوائے" معاف کر دی اور معمولی رقم فی روپیہ ۲ روپائی میں بڑھی گئی کہ ۶ روپائی رکھی گویا فیصد ہی ۵ روپیہ ۱۰ کی جگہ ۹ روپیہ ۹ آئے قائم رہے۔

سال اول صدقینی سے ہی میرا ارادہ تھا کہ میں محمول سائر معاف کر دوں مگر اکثر وجوہ مانع ہوتے تھے سال پنجم میں ہوا ہی نظام الدین حسن صاحب معین المسام نے بھی مجھے محمولات سائر کی معافی کے تعلق متوجہ کیا چونکہ میرا ارادہ پہلے ہی سے تھا اوسکو اور تقویت ہوئی باہمی مشورہ اور ہر ایک چاہ پر غور کر شیک بہر بتقریب شادی کتنائی میان حیدر اللہ خان محمل وزن کشی و سائر درمیانی سبکی تھیں تو ۱۲۴۲ھ ۱۲۴۳ھ ۳ روپائی ہوتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کئے گئے، اور متفرق طور پر ۵۶۲ روپیہ ۵۰ محمل اراضی اور ۲۳۲۳ روپیہ ۵۰ روپائی بٹایا گیا بھی معاف کیا گیا، اور تمام اعلان جریدہ بھوپال میں طبع کر دیا گیا، اس معافی سے اگرچہ عامتہ فائدہ پہونچا لیکن فائدہ کا سب سے زیادہ اثر کاشتکار پر پیشہ رعایا کو ہی ہوا، کیونکہ سائر درمیانی اور وزن کشی کا روپیہ دراصل اونہیں کی سخت محنت سے حاصل ہوتا تھا اور مستاجر و مہاجرین اگرچہ تجارت سے فائدہ اٹھاتے تھے مگر اسکا بار اوسی جماعت پر ڈالا جاتا تھا، اس معافی محمول سے ترقی تجارت میں بھی مدد ملے وہ بھی کیونکہ جناس کے انتظامات اندرون ریاست پر محمول تھا لہذا لینا ترقی تجارت کے لئے سدا رہا تھا۔

۵۔ اس سال میں رعایا بھوپال پر دٹیکس عائد کئے گئے یعنی محمول مکانات، اور انکم ٹیکس، محمول مکانات کا تعلق جماعت انتظامیہ بلکہ بھوپال سے ہے، اور یہ ٹیکس بھی شہر نواح کے مکانات پر محدود ہے، جماعت انتظامیہ کا بار خزانہ شاہی پر ہے، اور ذرائع آمدنی بہت ہی محدود ہیں، جبکہ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سال حال میں اخراجات کی تعداد ۴۰۰۰ روپیہ ۹ آنے والی ہوئی

اور آمدنی جو تمام ذرائع سے ہوئی ۹۶۔۷۰ روپیہ اراکے ۹ پائی ہے، مصارف روزمرہ بڑھتے جاتے تھے اور جماعت انتظامیہ کے کاموں میں وسعت ہوتی جاتی تھی خاصہ امداد فانی کا انتظام بمقابلہ پہلے کے بہت وسیع پیمانہ پر تھا، اسلئے ضرورت تھی کہ ٹیکس سے جماعت انتظامیہ کے اخراجات میں مدد حاصل کی جائے اسلئے ٹیکس عائد کیا گیا، لیکن اس میں یہ لحاظ رکھا گیا کہ ایسے کانات جن کی مالیت تخمیناً (۵۰۰۰) روپیہ سے کم نہ تھی تنصیف محصول سے بری رکھے جائیں، چنانچہ ابتداء (۱۰۷۹) روپیہ ۳۰ آئے، محصول تنصیف ہوا اور مبلغ ۲۷۳۹ روپیہ حذر دار یونین معاف کیا گیا۔

ریاست بصوبہ پال میں مہاجن اور تجارت پیشہ اشخاص کو مل سے تنصیف تھے، ان لاکھ روپیہ آرام و آسائش عامہ پر خرچ کیا جاتا ہوا اس سے بہت زیادہ فائدہ مہاجن و تاجر ہی ادا کرتے تھے اسکی جانب توجہ کی گئی، اسلئے ایک ہزار روپیہ کی آمدنی والوں کو تنصیف کر کے ان ٹیکس سے بھیج دیا گیا۔ سرکار خلد نشین نے جب صدر و مفوضات کی سرکین بنوائیں اور رویشی کا انتظام کینہا تو اخراجات کے لئے شرک اور رویشی کا ٹیکس بھی رعایا پر عائد کیا تاہم لیکن سرکار خلد کان نے اس پر صدر نشین ہونے کے بعد رویشی کا ٹیکس معاف کر دیا مگر اب ضروریات اور حالات کا غور کرتے ہوئے چند ٹیکس عائد کرنا ضروری معلوم ہوئے، عمدہ داران ریاست نے اکثر ٹیکس تجویز کئے تاہم مجراں دو ٹیکسوں کے اور کوئی عائد نہیں کیا گیا۔

۶۔ صیغہ مسکرات کا انتظام بہت کچھ قابل اصلاح تھا اور اسکا تعلق بہ زمانہ سرکار خلد کان نائب وزیر مال سے تھا اور اسی لحاظ سے گذشتہ چار سال تک نائب معین المہام کے ہی تعلق رہا۔ مجھے ہمیشہ صیغہ مسکرات کی اصلاح کا خیال رہتا تھا اسی عرصہ میں سٹریسی بی، ٹاڈ ہنٹرز جو گورنمنٹ کے ایک تجربہ کار افسر ہیں جدید طریقہ پر انتظامات آبکاری کے لئے ممالک متوسط میں مقرر کئے گئے تھے اور یکم مئی ۱۹۰۷ء سے ممالک متوسط کا انتظام آبکاری اونس کے مشورہ کے مطابق شروع

کر دیا گیا تھا، ہو پال اور ہوشنگ آباد و ساگر کے ملحق حدود ہونے کی وجہ سے ۲۰ برس سے یہ پیچیدگی  
 پہلی آڑھی تھی کہ جانچیں کہ متاثران آبکاری حدود پر دوکانوں کے قائم ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے نقصانات  
 کے شکاری رہتے تھے، اس موقع پر مینسٹر ڈھنڑ سے مشورہ لیکر انتظامات و اصلاحات جدید کا شروع  
 کر دینا مناسب سمجھا، مولوی نظام الدین حسن معین المہام اور شتی سید قدرت علی نے اون سے مشورہ کیا اور  
 اور مسٹر ڈھنڑ نے براہ مہربانی عمدہ اور مفید مشورے دیے اور ریاست میں فوراً انتظامات شروع  
 کر دیے گئے، ہو پال اور افضل ع ہوشنگ آباد اور ساگر کی حدود میں دونوں جانب ایسا رقبہ مخصوص  
 کر دیا گیا کہ جہاں دو دو میل تک کوئی دوکان نہ بنے، اور اس رقبہ کا اعلان جریدہ بھوپال میں شائع کیا گیا  
 پہلے ہر موقع میں بھٹی اور دوکان تھی اب ملک محروسہ میں دوکانیں شراب کی حلقہ بندی بہ نسبت  
 رقبہ آبادی اس طریق پر کی گئی کہ مابین پانچ میل کے ایک سے زیادہ بھٹی شراب کی نہ ہو ۳۲۶  
 مقامات میں جہاں کہ (۸۵، ۶۵۱) آدمیوں کی آبادی ہے ۳۲۲ دکانیں قائم رکھی گئیں اور ان کا نوٹا  
 متفرق طور پر چھپکھپکھ دیا گیا۔

جاگیرداران ریاست اپنے حدود و جاگیر میں آبکاری کا انتظام خود کرتے تھے لیکن جو شرائط اس میں  
 ہیں اون پر کاربند نہ تھے جس سے ریاست کو نقصان ہوتا تھا اور نیز اس قسم کے متفرق انتظامات خلاف  
 اصول سیاست ملکی بھی تھے اسلئے آبکاری جاگیرت کا انتظام بھی بغیر کسی استثناء کے شامل انتظام  
 ریاست کیا گیا اور منافع آبکاری کی ایک مقدار معین کر کے یہ قرار دیدیا گیا کہ سالانہ خزانہ ریاست سوا کو  
 ادائیگی جایا کرے، اس انتظام کے ساتھ ایفون اور دیگر اشیاء مسکروہ کا انتظام بھی عمل میں آیا اور اس کو  
 آبکاری کے برائے مال کر بیخود مسکرات قائم کیا گیا اور اسکے لئے ایک علیحدہ مستقل عملہ انتظامی مقرر ہوا  
 اور نیز یکمیل انتظامات حفاظت حقوق ریاست و رعایا انسداد جرائم وغیرہ کے لئے ایک قانون وضع  
 کر کے نافذ کیا گیا۔

نائب معین المہام سے انتظام مسکرات کو علیحدہ کر کے ایک نگرانی مہتمم سائیکل کے سپرنگ کی اس  
انتظام سے پہلے صیفہ مسکرات کی آمدنی (۶۱۳۶۶ روپیہ ۵ آنے ۹ پائی) تھی اور اب بروڈ انتظام پر  
(۶۸۴۸۷ روپیہ ۶ آنے ۹ پائی) ہوئی یعنی (۷۰۲۰ روپیہ ۷ آنے ۹ پائی) کا اضافہ ہوا۔

اس نظام میں اس امر کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور ایسے قواعد مرتب کئے گئے ہیں کہ رعایا میں  
شراب خواری کی عادت ترقی نہ پائے اور جہاں تک ممکن ہو مس نوشی میں کمی ہی ہوتی رہے۔

ریاست بھوپال میں صیفہ آبکاری و مسکرات بزمانہ سرکار خاندان نشین قائم ہوا تھا اور اسی وقت  
یہ احتیاط رکھی گئی کہ ایسی آمدنی خزانہ سرکاری میں خلطاط نہ ہو بلکہ رفاہ عام کے کاموں پر خرچ کیجائے۔  
مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے کہ اور بے انتہا مسرت ہے کہ میرے ملک میں مسلمان عامۃ شراب  
اور دیگر مسکرات سے سخت طور پر محترز ہیں اور اس سے بچنے کی ہمیشہ کوشش میں رہتے ہیں البتہ دوسرے  
مذہب کے لوگ جنکے بیان مذہباً ممنوع نہیں ہے وہ اسکا استعمال کرتے ہیں پس اقتصارے حالات کو متہم  
اس صیفہ کی اصلاحات بھی ضروری تھیں۔

۷۔ اگرچہ سال پنجم صد نشینی میں متفرق محالوات معاف کر دیے گئے لیکن انتظامات میں تبدیلی  
کی وجہ سے بمقابلہ سال گذشتہ ابواب آمدنی میں ترقی رہی، محال اراضی میں (۲۳۱۲۲ روپیہ  
وصول ہوئے اور صرف (۱۲۳۸۱۳ روپیہ ۴ آنے ۹ پائی) بقایا میں رہے۔

سال چہارم صد نشینی میں کل ابواب کی آمدنی (۲۵۲۶۳ روپیہ ۱۱ آنے ۵ پائی) تھی  
سال پنجم میں (۳۰۲۳۹۱۲ روپیہ ۴ آنے ۱۱ پائی) ہوئی یعنی (۵۰۳۳ روپیہ ۹ آنے ۴ پائی)  
کی بیشی رہی اس بیشی میں (۲۷۶۲۵ روپیہ ۶ آنے ۲ پائی) بقایا کے میں باقی محال اراضی میں  
(۱۲۰۱ روپیہ ۳ آنے ۱۱ پائی) اور محالوات سائیکل (۷۸۷ روپیہ ۱۴ آنے ۹ پائی) بیشی ہے۔

اخراجات سال چہارم (۲۵۲۶۳ روپیہ ۱۱ آنے ۵ پائی) اور اخراجات سال پنجم

۹۔ پانی ہے اور بعد اخراجات (۱۶۲۱۴) روپیہ ۶ آنے ۲۔ پانی بچت ہے۔

اور آئندہ تجاہد کے موقع کے لئے جمع نہ کیا جائے اطمینان نہیں ہو سکتا لیکن بنظر ارون حالات کے جو گزشتہ اوراق میں ظاہر ہو چکے ہیں یہ حالت بھی کچھ کم تسلی بخش نہیں ہے اور عام طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ جس قدر عمرہ انتظامات ہوں گے اور جس قدر رعایا کی دلجوئی اور ان کی مشکلات کو دور کر کے آسانیاں پیدا کی جائیں گی اسی قدر ملک کی آمدنی اور سربزری میں ترقی ہوگی۔

ہے کہ صفیہ مال میں جو خرابیاں پیدا ہوئیں اور پین او سکی وجہ عمدہ بند و بست کا نہ ہونا ہے اور وہ اصلاحات جنکو میں صفیہ مال میں رائج کرنا چاہتی ہوں اور وقت تک کہ ملک محروسہ کا بند و بست عمدہ طور پر نہ ہو گا چار مہینہ ہو سکتے ہیں، اس لئے بند و بست پنج سالہ کے اختتام میعاد کے قبل ہی مجھے اسکی فکر و امنگیر ہوئی، مسٹر موہن متھم بند و بست اندر جو بند و بست میں یہ طوعے رکھتے ہیں فتنی اسرار حسن خان اھیر المہام ریاست کے دوست اور غنا بیت فرما پین اونکی وجہ سے صاحب موصوف سے تعارف ہوا اور بند و بست ریاست پر چند مرتبہ گفتگو ہوئی میں نے اپنی تجاویز کو تفصیلاً اُنکے سامنے بیان کیا جنکو صاحب موصوف نے پسند فرمایا خصوصاً اصول بند و بست کاشتکارانہ کو بہت سراہا مولوی نظام الدین حسن بھی اس اصول کے بہت بڑے موید اور حامی تھے مگر چونکہ گذشتہ قیود سالیوں اور خرابی بند و بست وغیرہ کی وجہ سے بہت کچھ زمین غیر فربہ ہو گئی اور مردم شہاری بہت گھٹ گئی تھی اسوجہ سے کاشتکارانہ بند و بست سر دست کچھ مفید نہ تھا، لہذا زمین کے آباد ہونے تک اس تجویز کو ملتوی کر دیا اور باقاعدہ مستاجرانہ بند و بست ہی قائم کرنا البتہ پرگنہ پکوان



ضلع جنوبین (۲۳۸۷۱۸ روپیہ ۱۰- آنہ ۹ پائی) باقی تھی جس میں سے (۵۶۴۰۹ روپیہ ۱۱- آنہ ۷ پائی) مجموعی رقم بقایا (۶۰۱۲۰۷۱ روپیہ ۱۵- آنہ ۹ پائی) تھی جس میں (۲۷۶۲۵ روپیہ ۳ پائی) نقد وصول ہوئی اور بقایا میں سے بہت زیادہ حصہ معاف کیا گیا، اور جو بقدر اقلیل باقی رہا اسکی قسط بندی کی گئی۔ وصول بقایا کے انتظام میں معلوم ہوا کہ اکثر باقیدار غرت ہو گئے، بہت مفقودانچہرہ ہیں اور بعض محض نادار اور مفلس ہیں اور کاشتکاری چور کر فروری کرتے ہیں انکے نام سے باقی خارج کی گئی اور وہ ان اعداد سے بالکلیدہ ملے ہوئے ہیں۔

جو باقیدار ایسے تھے کہ وہ بقایا ادا کر سکتے ہیں ان سے وصولی میں یہ انتظام رکھا گیا کہ جائداد کی قرضی سے وصول نہ کیا جائے بلکہ حسب قدر نقد ادا کر سکیں وہ نقد لے لیا جائے اور باقی کی اقساط مقرر کردہ پانچ باقیدار اکثر ایسی اقساط مقرر کرتے تھے جس سے سولہ سترہ سال میں ادائی ہوئی لیکن رعایت اور مراعات کے ساتھ کم و بیش کر کے جو جسے خوشی کے ساتھ منظور کیا تا ختم میاں بند و بست پختہ اقساط مقرر کر کے حساب پاک کیا گیا کیونکہ اس قدر طولانی میعاد اقساط سے عمال کو رعایا پر جبر و تعدی اور حصول نفع کا موقع ملتا جس سے سرسراہا کی تباہی ہوتی غرض اس طوع پر اقساط مقرر ہو گئیں کہ جدید بند و بست کو وقت بخوبی حسابات بقایا صاف ہو جائیں۔

۱۰۔ سوہی عبدالحماد کو پیشتر متمم بند و بست مقرر کیا گیا لیکن وہ واپس چلے گئے پھر محمد یعقوب کی خدمت سنٹرل پرائس سے منعزلین وہ بھی تھوڑے دن کے بعد واپس ہو گئے انکے بعد حسب تجویز حسین المہام مولوی بن الدین، ایم، اے، ڈپٹی کلکٹر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی خدمات منتقل کرائیں اور انکو ضلع مشرق کا متمم بند و بست مقرر کیا اور دوسرے اضلاع کے لئے اور عمدہ داروں کے انتقال خدمات کی گورنمنٹ سے خواہش کی گئی۔

۱۱۔ ریاست بھوپال کا جنگل ایسا ہے کہ اگر اسکی پرورش اور حفاظت کی جائے تو اچھی قسم کی لکڑی

ہر وقت مل سکتی ہے اور دیگر جنگلی پیداوار میں بھی ترقی ہو سکتی ہے اور اس صورت میں آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو سکتا ہے لیکن مہتمان جنگل کی غفلت اور لاپرواہی سے اس قدر تنزل ہوا کہ جنگل کی آمدنی اخراجات تک کو مکتفی نہ ہوئی اس وقت تک جنگل کا انتظام دھوون پر منقسم تھا اور ہر حصہ کا ایک ایک مہتمم تھا اور ایک حصہ صحرائی غلط اور دوسرا حصہ صحرائے عام کے نام سے موسوم تھا۔

جدید نظام میں ان دونوں حصوں کو یکجا کر دیا گیا، حد بندی جنگل کی غرض سے پیمائش کا عملہ بڑھا دیا گیا اور گزشتہ سال میں جو انتظام کئے گئے تھے ان کی تکمیل کے لئے اور ہدایات وغیرہ نافذ کیں اگرچہ انتظامات ابتدائی حالت میں ہیں مگر امید ہے کہ اسکے نتائج آئندہ سالوں میں قابل اطمینان مندرجہ ہو گئے۔

۱۲۔ اگرچہ اس سال فصلات میں کوئی جدید ریکرڈ تیار نہیں ہوئی لیکن جنگلوں اور شوالہ عام کی دستی و مرمت پر (۹۵۹۶۰) روپیہ صرف ہوا۔

شہر خاص کی جدید عمارات پر (۸۱۶۴۴) روپیہ آئے ۳ پانی اور قدیم عمارات کی مرمت وغیرہ پر (۲۰۸۰۶) روپیہ آئے ۶ پانی خرچ کیا گیا مجموعی طور پر جنگل اخراجات، تعمیر (۷۸۶۲۳) روپیہ آئے ۱۲ پانی ہو ۱۳۔ قدیم سے ریاست میں سرکاری طور پر یونانی شفا خانے ہیں اور ہر زمانہ حکومت میں ان پر خاص توجہ رکھی گئی ہے اس وقت بھی ریاست سے غربا کے لئے ۵۴ یونانی اور انگریزی شفا خانے قائم ہیں جن کا سالانہ خرچ (۵۰۹۴۶) روپیہ ایک آئے ایک پانی ہے یونانی شفا خانوں پر (۲۱۵۴۳) روپیہ ۱۰ آئے ۹ پانی، اور انگریزی شفا خانوں پر (۲۹۴۰۲) روپیہ ۶ آئے ۴ پانی صرف ہوتا ہے۔

لیکن عوام کا رجحان بہت زیادہ یونانی علاج کی طرف ہے جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خود بیشتر ادویہ کے ناموں اور ان کے خواص سے واقف ہیں اور اکثر نباتاتی دوائیں اپنے آپ ہی جنگلوں سے لے آتے ہیں اور دوسری دوائیں بھی ارزان ملتی ہیں۔

بلند ہوبال میں ایک بڑا شفا خانہ ہے جس میں تجربہ کار اطباء کا اسٹاف موجود ہے، اور ہر وقت



اعلیٰ قسم کی یونانی ادویہ موجود رہتی ہیں اسلئے طرح اکثر محاللات ملک محروسہ بھوپال میں یونانی شفا خانے ہیں جو افسر لاطیا ریاست کے ماتحت ہیں اور یونانی ادویہ کا اسٹور (ذخیرہ) بھی تیار رہتا ہے۔

اس سال شفا خانہ بلدہ کا ڈاکٹر گرانٹ صاحب بہادر اینجینی سرجن اور آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل صاحبان سنٹرل انڈیا نے بمعیت صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر معاینہ فرمایا اور اپنا اطمینان اور خوشنودی ظاہر کی۔ محال سیکلون و محال نظیر آباد میں بنظر رفاه عام دو جدید یونانی شفا خانے قائم کئے گئے، شفا خانہ نسوان لیڈز لیڈی سینڈون ہسپتال مس بلانگ ایم ڈی لیڈی ڈاکٹر کی محنت و قابلیت اور حسن فلاح سرور و برتری پر ہے اور عام ستورات کا رجحان شفا خانہ نسوان کے معالجہ کی طرف ہوتا جاتا ہے، اس سال ۲۸۲ عورتوں (ہسپتال میں) رہ کر علاج کرایا اسلئے شفا خانہ کو وسعت دی گئی، میں نے خود گذشتہ سال معاینہ کر کے انتظام پر ۱۵۰ ترقی کی نسبت احکام صادر کر رکھے وہ اس سال سب مکمل ہو گئے اور اب ایک جدید اسٹور روم اور ڈسپنسری کی تعمیر کا بھی حکم دیا ہے اور ہسپتال کے اسٹاف میں دو اسٹنٹ لیڈی ڈاکٹر کا اور اضافہ کیا۔

ہر ضلع میں افسران حفظان صحت اور معالجین مقرر کئے گئے، اضلاع جنوب و مشرق میں دو جدید ڈاکٹری ہسپتالوں کا افتتاح ہوا، اور ہوشیار ہاسپتال اسٹنٹوں کا تقرر عمل میں آیا۔

اس سال مرض چپک کا بھی مفصلات میں زور رہا، عوام کو ترغیب دلانے کے واسطے ٹیکہ لگانے کے لئے بچوں کو انعام دینا منظور کیا گیا لیکن کچھ قابل اطمینان نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

آغاز فروری میں طاعون بھی چپکا جملہ اندادی تداریک عمل میں لائی گئیں، صفائی اور ڈس انفیکٹ کا خاص طور پر انتظام کیا گیا، آباہی شہر سے علیحدہ ایک سگریڈیشن کمپ قائم کیا گیا، سرکاری خرچ سے مریضوں کو بخوراک اور کپڑا بھی دیا گیا، عملہ حفظان صحت میں اضافہ کیا گیا، ٹیکہ طاعون کے فوائد عام طور پر سمجھائے گئے اور اکثر اشخاص نے بے رضا و رغبت ٹیکہ لگوا دیا، خدا کا فضل شامل حال رہا کہ جیسا زور گذشتہ سالوں میں تھا اس سال نہوا اور بمقابلہ پہلے کے بہت کم کی کو ساتھ اموات واقع ہوئیں۔

۳۴۔ ترقی تعلیم کے متعلق اس سال برابر کوشش جاری رہی اگرچہ ان پانچ سالوں میں جو جو بے انتہا

کو ششون کے ایسی کامیابی نہیں ہوئی جو قابلِ تذکرہ ہو اور اوپر اطمینان کیا جاسکے لیکن وہ حالت انجام دہی بھی نہیں رہی جو پہلے تھی، خدا کا شکر ہے کہ اس انجام دہی میں حرکت پیدا ہو گئی ہے اور نفرت کا بادل چھٹتا جاتا ہے جس سے آئندہ کے لئے ضرور خوشگوار امیدیں قائم ہو سکتی ہیں۔

اس سال (۳۵۹۵) طلباء مدرسوں میں داخل ہیں جن میں (۲۵۹) لڑکیاں ہیں، بمقابلہ سال گذشتہ صرف (۱۴۴) طالب علم زیادہ ہوئے اور یہ تعداد بلاشبہ بہت کم ہے لیکن ایک حد تک یہ وجہ بھی ہوئی کہ طاعون کے سبب سے مدارس بند کر دیئے گئے، آخر سال میں البتہ اس مجموعی تعداد میں جو تعداد لڑکیوں کی ہے وہ ضرور میرے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ یہ وہاں جیسے شہر میں اس قدر کم عرصہ میں باقاعدہ تعلیم نسوان کی طرف اتنا رجحان ہو جانا بھی بے شک نعمتات سے ہے۔

ریاست میں تعلیم کا ایک مختصر دستور العمل موجود تھا مگر نہ اوپر کوئی عمل کرتا تھا، اور نہ وہ حال آڑا اور ضروریات تعلیم کے لحاظ سے مفید تھا، البتہ جو ہدایات جاری کی جاتی تھیں وہی قانون تعلیم تھا، لیکن وہ بھی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتی تھیں، اس لئے ایک جدید دستور العمل تعلیم حسب مشورہ ولوسی نظام الدین حسن جو ایک فاضل شخص ہیں جاری کیا گیا، جس میں موجودہ ضرورتوں اور ذوالع ترقی تعلیم کا کامل لحاظ رکھا گیا۔

سرشتہ تعلیم کی جدید اصلاحات اور کام کے بڑھنے سے بجائے مولوی عبدالغفور کو معین الدین احمد ایم، اے، کا جنہوں نے یورپ اور مصر و ترکی کے سکولوں اور کالجوں کو دیکھا اور تعلیمی تجربے حاصل کئے ہیں تقرر کیا گیا۔

مدرسیہ یمانیہ میں فارسی عربی کی تعلیم دی جاتی ہے اس سال اس کو اور باقاعدہ بنایا گیا، اور پنجاب یونیورسٹی کے اوپنل فیکلٹی (شاخ اسٹنٹ شرقی) سے ملحق کیا گیا، اور وہاں کے نصاب (کورس) کی تعلیم لازمی کر دی گئی، اسی کے ساتھ یہ عام حکم جاری کیا کہ اوپنل فیکلٹی کے کامیاب طلباء و طلبات میں داخل کئے جائیں۔

اس سال غیر متعلم طلباء کو مادی تعلیم و حوصلہ افزائی کیلئے (۳۲۸ روپیہ ۵- آنہ پائی) وظیفہ دیا گیا اور خصوصاً تعلیم صنعت و حرفت کے لئے دو طالب علموں کو لاہور کے ٹیکنیکل اسکول (مدرسہ نعت) میں تعلیم پانے کیلئے وظیفہ دیکر بھیجا گیا۔

مدرسہ سیانیہ سے ایک شاخ تعلیم دینیات کی علحدہ کر کے مدرسہ وقفہ کے نام سے موسوم کی گئی اور اس کو تکمیل تعلیم مذہبی کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

مجھ یوں تو عادتاً ترقی تعلیم کی طرف توجہ ہے اور میں اپنی حکومت کا بڑا فرض اشاعت تعلیم سمجھتی ہوں لیکن تعلیم نسوان کے ساتھ مجھے خاص شغف ہے کیونکہ میں خود اسی جنس سے ہوں اور ایک اقتضائے فطرت ہے کہ جنسیت کا پاس سب سے زیادہ ہوتا ہے مگر مجھے ہمیشہ اسکا افسوس رہا ہے کہ مسلمان متواتر کے لئے وسائل حصول تعلیم اس قدر کم ہیں کہ ان کا عدم وجود یکمان ہے۔

مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں ایک جماعت نے تعلیم نسوان کی طرف توجہ کی ہے اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغہ تعلیم نسوان میں ترقی کی کوشش ہو رہی ہے اور ایک نارمل اسکول قائم کرنے کی تجویز ہے تو مجھے بے انتہا مسرت ہوئی، اور میں نے اس اسکول کے لئے ایک سو روپیہ ماہوار رقم کر دئے۔

اس دوران میں شیخ عبداللہ بی، اے، ایل، ایل، بی وکیل ہائیکورٹ الہ آباد بیکریٹری صیغہ تعلیم نسوان سے واپس آئے ان سے اس اسکول کی بابت گفتگو ہوئی اور میں نے سلسلہ تعلیم کی نسبت اپنی خیالات ظاہر کئے۔

اخبارات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس علی گڑھ میں صنعت و حرفت انارٹ کی جی نمائش کیجاے گی، چونکہ میں ایسی نمائشوں کو ہمیشہ پسند کرتی ہوں ہندوستان کی دوسری نمائش کی ترغیب کو میں نے اس نمائش میں حسب استعداد سیکریٹری نمائش، ایل پیٹنگ کی ایک

تصویر جو مقبرہ فیض بہادر مرحوم کی تھی خود تیار کر کے بھیجی، اور نیز مدرسہ طانیہ اور وکٹوریہ گیس اسکول کی بنائی ہوئی چیزیں بھجوائیں، اور مالی امداد بھی کی وہ چیزیں نمائش میں رکھی گئیں، اور کئی مجوزہ انعامات تھے دونوں مدرسوں کی مدرسہ اشیا پر نقرہ تمغے دئے، مجھے ان تمغوں کے ملنے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ مدرسہ کی آئندہ کامیابیوں کے لئے یہ ایک مبارک فال تھی۔

الگزٹرانوٹس اسکول جبکا ذکر باب واقعات سال سوم میں آچکا ہے اسکی عمارت کی بنیاد پندرہ دسمبر تھی اور لڑکوں کا ہرج ہوتا تھا اسلئے یکم نومبر ۱۹۰۶ء ۳۲۳ ستمبر کو عمارت کے نظائر جو سرکار حسد مکان کی بنائی ہوئی تھی کلاس جاری کر دئے گئے، اور اس طرح ہاگیر داروں کو بھی شوق تعلیم دلایا جسکے وہ کبھی عادی نہ تھے۔

مسٹری، ایچ، پین، ایم، اے پرنسپل مقرر کئے گئے کیونکہ جس قسم کی اس مدرسہ میں تعلیم و تربیت کی بنیاد ڈالی گئی ہے اس کے لئے کسی قابل یوروپین کا تقرر نہایت ضروری تھا اور ان کی ماتحتی میں ایک عمدہ اسٹاف بھی دیا گیا اور چند جماعتیں بالفعل قائم کی گئیں مدرسہ جاری ہونے کے وقت ۳ طالب علم عائد و جاگیرداران ریاست کے خاندانوں سے داخل ہوئے۔

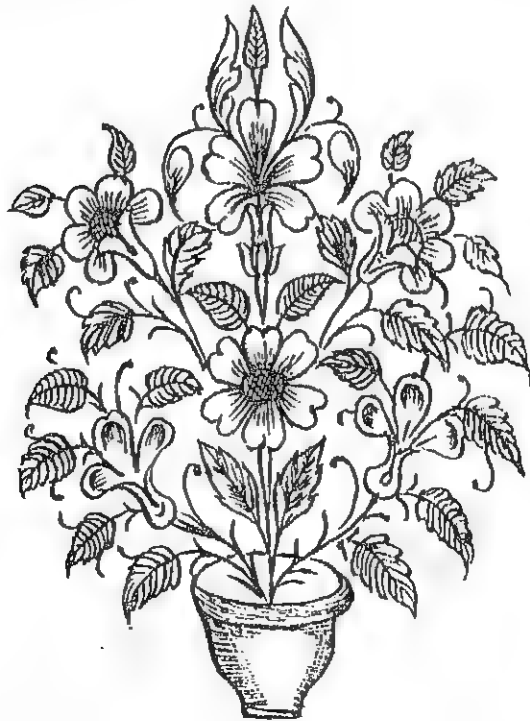
۱۵۔ سرکار خلد نشین نے اپنے سلسلہ انتظامات میں ریاست بہوپال کو تین نظامتون اور ۳ تحصیلون پر منقسم کر کے اندرونی سرحدات قائم کی تھیں، لیکن سرکار حسد مکان نے بجائے ۳۰ تحصیلون کے ۱۲ تحصیلین قائم رکھیں اور نو تحصیلون کو جن تحصیلون میں مناسب جہا فسم کر دیا مگر پھر سچا تین ضلعون کے چار ضلع قرار دئے اور تحصیلون میں بھی تغیر و تبدل کر کے مع حصہ تحصیل کو ۱۲ تحصیلین قرار دیں، مگر چونکہ اس تقسیم میں قدرتی حدود کا لحاظ نہیں رکھا گیا تھا اور جغرافی طور سے بھی مناسب نہ تھی کوہ بندھیا پل کے جنوبی جانب کی تحصیلات اضلاع بالا و بندھیا پل کے متعلق تھیں جس سے انتظام طلب اور تجارت پر خاص اثر پڑتا تھا اور نظام اضلاع کو نگرانی میں وقت ہوتی تھی اور بندھیا پل کی تحصیلات میں موضع

بے موقع آگئے تھے۔

لہذا ان تمام امور پر غور کر کے اندرونی سرحدات کی ترتیب میں نمایاں اصلاح کی گئی اور تقسیم اضلاع بر بنائے جغرافیہ عمل میں آئی، یہ لحاظ کوہ بندہ پچل دریائے نربدا، اور جی، آئی، اپنی ریلوے تمام ریاست بھوپال اضلاع مشرق و جنوب اور مغرب پر تقسیم کی گئی، ضلع شمال شکست ہو کر ضلع مشرق و مغرب میں ضم کیا گیا، اور جملہ تحصیلات جو نربدا کے متصل واقع ہیں ضلع جنوب میں شامل کی گئیں غیر ضروری تحصیلات کم کر کے ۲۲ تحصیلات رکھی گئیں اور نو نو تحصیلیں ہر ایک ضلع میں رکھی گئیں۔

۱۶۔ معین المہام (مولوی نظام الدین حسن) نے مجھے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ بجائے ضلع کی سنہ مخدڑی جاری کیا جائے تاکہ لوہند کے مہینے کی جو غلطی واقع ہوتی ہے دور ہو جائے اور اس طرح ایک علمی یادگار ریاست میں قائم کی جائے۔

میں نے اس تجویز کو بغرض غور و بحث مجلس مشورہ میں پیش ہونے کی ہدایت کی اور وہاں بحث و مباحثہ ہوا بالآخر آؤرٹش کے لئے دفاتر حسابی و معاملات مالگزارسی میں اسکو رائج کروایا۔



## باب (۴۶)

## ہنر اہل ہائیں دی لینڈ گریٹ آف ہسی کی تشریف آوری

ہنر اہل ہائیں دی لینڈ گریٹ آف ہسی شہنشاہ جرن کے خاندان کے ایک مغز مبرا اور ہماری  
ملکہ الگزینڈرا کے بھتیجے ہیں۔

۱۹۰۶ء کے آخر میں وہ بغرض سیر و سیاحت ہندوستان تشریف لائے اور مشہور و معروف  
مقامات کی سیر کی، دیسی ریاستوں میں بھی تشریف لے گئے سب سے پہلے حیدرآباد میں وارد ہوئے اور  
پھر بھوپال میں مہمان ہوئے۔

اگرچہ شہزادہ مغز کی آمد بالکل پرائیوٹ تھی اور گورنمنٹ ہند نے کوئی ہدایت و اطلاع اون کی  
میزبانی سے متعلق نہیں کی تھی صرف صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے اون کی آغا و پروگرام سے طمع کیا تھا  
مگر چونکہ شہزادہ موصوف کو ہماری شہنشاہ بیگم کے قریبی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا اسلئے میں نے  
مناسب سمجھا کہ اون کی مہمانداری اوسى لحاظ سے کی جائے اور وہی اعزاز ملحوظ رکھا جائے جو برطانیہ کے  
خاندان شاہی کو مہرجن کے شایان شان ہو۔

شہزادہ موصوف مع اپنے مصاحبین کے ۲۱ نومبر ۱۹۰۶ء کو ۹ بجے داخل بھوپال ہوئے،  
معین المہام اور نصیر المہام نے استقبال کیا پلیٹ فارم پر گارڈ آف آنر اور بینہ موجود تھا، قلعہ سے  
اتواپ سلامی سر ہوئیں، اردلی کے لئے وکٹوریہ لانسرز کا ایک اسکوارٹ معین کیا گیا۔

شہزادہ موصوف لال کوٹھی میں اور مصاحبین خیام میں جو احاطہ کوٹھی میں نصب کئے گئے تھے  
قیام پذیر ہوئے، سائے ہم بے ہنر اہل ہائیں مع اپنے مصاحبین اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے

ایوان صدر منزل پر میری ملاقات کے لئے تشریف لائے، نواب نصر اللہ خان، کرنل عبداللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان سلمہ، عین المنام، نصیر المہام، اونکے نائبین، بخشی فرید اللہ خان، سردار بہادر میجر کرم بیگ، منشی احمد حسن خان میر بخشی ریاست، منشی سید نصیب علی نائب اول صیغہ مخفی، منشی سخاوت حسین، ایسٹ سیکریٹری اور فیشیل سکرٹری شریک دربار ملاقات تھے۔

کرنل محمد عبداللہ خان کمانڈر انچیف افواج ریاست اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے دروازہ محفل اور نواب محمد نصر اللہ خان نے محفل تک استقبال کیا۔

ہزار اہل ہائیس اگرچہ ایک جوان آدمی تھے مگر ضعف بصارت تھا جسکے باعث ایک آتش آئینہ کا استعمال کرتے تھے، اس وقت وہ اور اونکے صاحب انگریزی لباس میں تھے مسافحہ فوج پری کے بعد اپنی خوش اخلاقی سے ممانداری کا شکریہ اور بھوپال کے خوشنما مناظر وغیرہ کا بہت دیر تک ذکر کرتے رہے، اسکے بعد احمد آباد میں بھی ملاقات ہوئی، یہاں ”ضیاء الابصار“ کو جو پائین باغ قصر سلطانی پر دیکھتے رہے۔

۲۲ نومبر کو قبل ظہر میں نے ملاقات باز دید کی، شام کو شہزادہ موصوف نے باغ حیات افزا، محلات، قلعہ فخر گڑھ، سہی جامع اور موتی مسجد وغیرہ کی سیر کی۔

۲۳ کو، بجے بہواری موٹر سیکر و تشریف لے گئے اور شام کو واپس آئے، ایک مصاحب نے جنکو ”بیرن“ کا خطاب تھا نواب محمد نصر اللہ خان کے علاقہ جاگیر مقام دیوان گنج میں شکار کھیلایا۔

شب کو اسٹیٹ ڈٹروہا، جبین بھوپال اور سیہور کے صاحبان یوروپین شریک تھو ڈنر کے بعد میں نے حسب دستور لال کوٹھی پر جا کر رسم عطر و پان ادا کی۔

۲۴ نومبر کو کوئٹہ لائبریری کا ریو یو ہوا، جلوس کے لئے فیلان ریاست پر ماہی مراتب مع

رائسٹران موجود تھا، کیونکہ شہزادہ موصوف خاص طور پر ہاتھیوں کا جلوس بہت پسند کرتے تھے

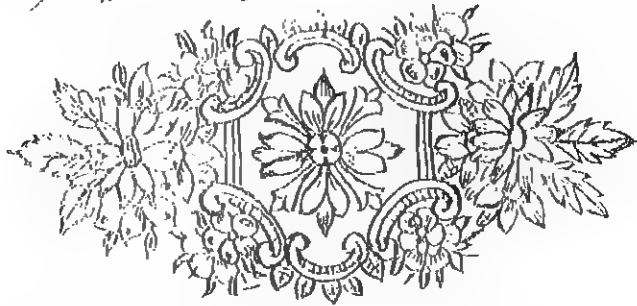
شام کو جمع خانہ ہوا، ۲۵ کو اسٹیٹ سیلون میں سانچی جا کر آثار قدیمہ کا ملاحظہ کیا۔

۲۶ کو اپریشل ٹرین میں دہلی وغیرہ کی جانب روانہ ہو گئے، شہزادہ موصوف نہایت خلیق اور سرگرم تھے انگریزی صاف اور اچھی بولتے تھے مجھے بھی انگریزی میں ہی گفتگو کی تھی۔

روانگی کے وقت منشی عبدالرؤف خان دکیل ریاست و حافظ عبد الرحمن مہتمم کارخانجات کو دہلائی "پن" یہ اظہار خوشنودی مزاج عنایت کئے۔

میں نے اپنی ہاتھ کی نئی ہوئی تصویر چیمین ہوپال کا ایک منظر دکھایا گیا تھا ہر نیا شہزادہ موصوف کو بھیجی، انہوں نے بھی نواب محمد نصر اللہ خان اور کرنل محمد عبید اللہ خان کو اپنی تصاویر ارسال کیں، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو دو رہین دی۔

ایک مصاحب نے چیل ہوپال کے بٹنے ہوئے قالینوں کو بہت پسند کیا جو لال کوٹھی کے کسی کمرے میں بچھے ہوئے تھے، اور مہتمم کو ٹھیکیاں سے دو تین قالینوں کے خرید کرنے کی خواہش کی، اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جرمن کے قالین سے عمدگی میں بہتر ہوں گے لیکن جرمن جیسے تجارتی اور صنعتی ملک کے رہنے والے "جرمن" کا ہوپال کے بٹنے ہوئے قالین کا پسند کرنا اور اسکو تحفظاً لینا فی الواقع ایک نہایت قابل مسرت امر ہے، اور اس امر کا ثبوت ہے کہ سرگرم کوشش اور اصلاح ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ تین چار سال پہلے جہان معمولی کپڑے بھی کچھ عمدہ نہ بنے جاتے تھے وہاں اب قالینوں کا ایسی عمدگی کے ساتھ بننا جاننا کہ مالک غیر کے لوگ اسکو پسند کریں غیر معمولی کوشش ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ہندوستانی صنعت کو ترقی دی جائے تو اس میں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔





## باب (۴)

ہنز اسٹی ایسے کارنل محمد علی خان کو اپنا ایڈی کانگ  
مقرر کرنا

کارنل محمد عبید اللہ خان کمانڈر انچیف افواج ریاست نے ابتدا ہی سے نہایت سخت محنت اور  
جان فشانی کے ساتھ فوجی کاموں میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی، اور فی الواقع مجھے انتظامات فوجی میں انکی  
دانائی و قابلیت اور جفاکشی کے باعث بے انتہا مدد ملی۔

اونہوں نے توڑے ہی عرصہ میں نہ صرف بلکہ برٹش افسران فوج کو بھی ثابت کر دیا کہ اون میں  
فطری طور پر فوجی قابلیت ہے، اور ہمیشہ اول افسران نے اون کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

۱۹۰۶ء میں ہنز اسلٹنی لارڈ ونٹو گورنر جنرل وایسے ہند نے اون کو اپنا ایڈی کانگ  
مقرر کیا اور یکم ستمبر ۱۹۰۶ء کے گزٹ آف انڈیا میں اس کا اعلان کیا گیا۔

ہنز اسلٹنی کا اون کو اپنا ایڈی کانگ بنانا خاندان ریاست کی خاص مستر و عزت کا باعث ہے  
اور اپنی نوعیت میں یہ پہلی مثال ہے۔

ور اہل میرے لئے یہ بڑی مسرت ہے کہ جو امیدیں میں نے صاحبزادہ صاحب کی  
ذات سے قائم کی تھیں وہ نہایت حسن و خوبی کے ساتھ اون کی مستعدی اور گورنمنٹ کی قدر افزائی  
سے پوری ہوئیں۔

## باب دربار آگرہ

اول دسمبر ۱۹۰۶ء میں ہٹراسٹی لارڈ منٹو صاحب درویش کو گورنر جنرل کشور ہند نے  
دربار انوسٹیچر میں جو آگرہ میں منعقد ہونے والا تھا خرلیٹ کے ذریعے بتھے مدعو کیا، میں ذمہ داری  
مسرت کے ساتھ دعوت منظور کی اور حسب دستور خرلیٹ کے ذریعے سے اپنی منظوری کی اطلاع  
ہٹراسٹی کو دی۔

اطلاع دینے کے ساتھ ہی انتظامات کی پیش شروع ہو گئے اور باتفاق اسے مسٹر گبریل انڈر سکرٹری  
گورنمنٹ آف انڈیا کو ٹھی برون صاحب میں جو ایک نہایت وسیع احاطہ میں لب شرک قلعہ آگرہ کے  
قریب واقع ہے کیمپ تجویز ہوا۔

آخر دسمبر تک کل سامان جو ریاست سے جانا ضرورتاً بھیج دیا گیا، فرج سے رسالہ اختتام

سلہ (خرلیٹ دایرے کے کور ہند، سولہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء) میری معزود دست امین نہایت خوشی سے پورے پائیس کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا  
ارادہ کمیشن گرانڈ ماسٹر طبقہ اعلا سے سارہ ہند و سلطنت ہند ایک انوسٹیچر دربار بنام آگرہ دسمبر ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء منعقد کرنے  
کا ہے اور میں اسے عاکر تاجون کہ آپ ہی اس موقع پر شریف لادیں۔

۷۔ ۱۵ جنوری تک گروین میرا قیام ہو گا اور نہ کو امید ہے کہ اس وقت پورے پائیس سے ملاقات ہوگی اور تمام بڑے ہائے کا  
اکثر موقع ملے گا۔

سلہ (خرلیٹ جوابی درخشاں ۲۰ جنوری ۱۹۰۷ء) خدایہ خدا آن جناب مرقوم ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء بار بار انوسٹیچر دربار بنام آگرہ جو تاریخ  
۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو آپ منعقد فرمائیں گے اور متسل مشرہ حصول ملاقات سامی شہر صدر لاکر مغرب سے فرمایا، انشا اللہ تعالیٰ  
حسب ارشاد سامی یقیناً خرلیٹ کا دست خوشی اور سچے نالوں سے اس مشہور وفاداری کے اثبات و اظہار میں کہ جو ہم کو اور میرے  
فائدہ کو تاج برطانیہ سے ہے ۵ جنوری کو بھاری ہیشیل ٹرین بھوبال سے روانہ ہو کر ہٹراسٹی کی فوج کو آگرہ پہنچے گی اور شرف  
شرکت، دربار و جدول مسرت ملاقات سے بہرہ اندوز ہوگی۔

رسالہ احتسرامیہ، جمنٹ کے ٹروپس اور انفنٹری مع ہیڈ روانہ کئے گئے تھے ۱۶ جنوری کو اراچے  
 بشپ کے وقت اسپیشل ٹرین روانہ ہوا، ہمراہی مین لو اب نصیر اللہ خان کرنل حمید اللہ خان، صاحبزادہ  
 حمید اللہ خان سلم، معین المہام، نصیر المہام، سردار بہادر میجر کریم بیگ، وکیل ریاست، اور میجر  
 اسٹاف کے خاص خاص اشخاص تھے، غرض اگر وہ مین ۳۸۶ آدمیوں کی جمعیت ہو گئی تھی، صاحب  
 پولیٹکل ایجنٹ بہادر و مسٹر بیلی مع میم صاحبہ بھی میرے ہی ہمراہ اسپیشل ٹرین میں تھے، ۱۷ جنوری کو  
 ۹ بجے صبح اگر وہ مین داخلہ ہوا۔

مسٹر گبریل صاحب بہادر انڈسٹری اور دیگر افسران گورنمنٹ نے اسٹیشن پر استقبال کیا،  
 گارڈ آف آنر موجود تھا قلعہ سے ۱۹ ضرب سلامی سر ہوئی۔

کوٹھی مین میرا نواب محمد نصیر اللہ خان اور حمید اللہ خان کا قیام تھا، کرنل محمد حمید اللہ خان بحیثیت  
 ایڈی کا نگ ٹودی والیسر کے ولیسر ایگل کیمپ مین بنی تھے، احاطہ مین اراکین ریاست اور میرے  
 خاص اسٹاف اور دیگر ہمراہیوں کے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے، چمن آراستہ کیا گیا تھا اور بجلی  
 کی روشنی کا خاص طور پر انتظام تھا۔

۸ جنوری کو ہرکلسنی کے داخلہ کی تاریخ تھی والیان ملک و درباری روسا اور یورپین افسر  
 موجودہ اگر اسٹیشن پر پہلے سے موجود تھے، اسٹیشن نہایت عمدہ طور پر آراستہ تھا، بینڈ اور گارڈ آف آنر  
 سلامی ادا کرنے کے لئے حاضر تھا، مین بھی مع صاحبزادگان سلم و معین المہام و نصیر المہام اسٹیشن پر استقبال میں  
 شریک ہوئی۔

۱۵ (ہرگرام داخلہ جلوس) ہرکلسنی دایسرے و گورنر جنرل کشور ہند اسٹیشن فورٹ اگرہ پر در سہ شنبہ بوقت ۱۰-۱۱ صبح  
 ۸ جنوری کو پہنچیں گے، والیان ملک موجودہ اگرہ، ہر آئرلینڈ گورنر ملک متحدہ مٹان ہرکلسنی مکانات اچھا فرائی ہند  
 مٹان، ہر آئرلینڈ گورنر پنجاب مٹان، آئوٹیل میران کونسل دایسرے جنرل مکانات گورنر ڈیوین مٹان، آئوٹیل مٹان  
 گورنر جنرل جنرل ایڈیڈار اپوتانہ آئوٹیل رزیدنٹ سلاو و کشور ہند مٹان اگرہ کنٹرولر مکانات متحدہ مٹان کینل انجینئر ملے، اور جن لوگوں کے  
 (داخلہ ہوئے آئندہ)

ہرکلسنی کا اسپیشل پلیٹ فارم پر ۱۰ بجے داخل ہوا، حسب قاعدہ سلامی وغیرہ ادا ہوئی،  
والیان ملک ہرکلسنی کے سامنے پیش ہوئے۔

ہرکلسنی گاڑی پر سوار ہو کر اپنے کیمپ مین تشریف لے گئے اور جملہ اصحاب اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آ گئے  
یہی تاریخ ہرکلسنی سے والیان ملک کی رسمی ملاقات کے لئے مقرر تھی، ۱۲ بجکر چالیس منٹ پر میری  
ملاقات کا وقت معین ہوا تھا اور حسب معمول یہ پروگرام پہلے سے تیار ہو کر فارن ڈپارٹمنٹ کو آگیا تھا۔

(اپنے شہر پہنچ گئے) پاس ٹکٹ مین ۱۰ بجے کے قبل اپنی جگہ پر بیٹھ جانا چاہتے، پھر اجازت نہ دی والیان ملک اور بڑے عہدہ دار  
دس اور دس بجے ۲ منٹ کے درمیان پہنچ جائیں گے اور دروازہ پر افسر فارن آفس اٹھائے گا۔ استقبال کریں گے سلامی  
۳۱ نوپون کی سہ ہوگی جب کہ اسٹیشن پر گاڑی پہنچے گی اور جب والیان ملک آئیں گے تو بیٹھ سلامی ادا کرے گا، اور قومی راگ  
بجائے گا، اسٹیشن کے باہر گارڈ آف آنر ہوگا، جلوس مفصل ذیل ترتیب سے نکلا گا۔

#### ترتیب جلوس

انسپیکٹر جنرل صوبہ بھارت متحہ۔  
ڈپٹی اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل اسکاٹ و دایا اسکاٹ و نمبر ۱ اور ڈپٹی اسکوادرن ۱۵۱ ہزار بگنڈیر  
ہیجر اردلی افسر جنرل افسر کمانڈنگ  
باڈی گارڈ  
جلوس دایا اسکاٹ کے روانہ ہوتے ہی والیان ملک کو  
فارن آفس کے افسر ٹائیون تک لے جائیں گے اور روسا سوار  
ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ کو چل جائیں گے۔ اوٹکی سہولت کیلئے  
مرکون پر معمولی انتظام کیا جائیگا۔  
فل ڈیس یونی فارم پہنچ جائیگی۔ جو فل ڈیس نہیں پہنچاؤنگو  
صبح کے لباس مین آنا چاہیئے۔  
کمانڈر انچیف مع اسٹان  
نفسٹ گورنر پنجاب  
ممبران کونسل دایا  
ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا  
راجپوتانہ  
ریزیڈنٹ میسور  
مونسٹر پولیس

سلسلہ (ترجمہ پروگرام ملاقات نواب بیگم صاحبہ) ہر انیس نواب بیگم صاحبہ ہسپتال، کیمپ مین برقام آگرہ بتاریخ ۷ جنوری جو شہر  
دفتر ۱۲ بجکر ۴۰ منٹ پر حضور دایا اسکاٹ سے ملاقات کے لئے تشریف لے جائیں گے۔ ایئر بیس کے ایئر بیس ٹوی دایا  
(ملاحظہ ہو غلطی آئندہ)

وقت معینہ پرین مع نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام  
سردار بہادر میجر کریم بیگ، میان اقبال محمد خان، وکیل ریاست، وائیل سکریٹری و ایسٹریگل کمیپ کوروا  
ہوئی، حسب اندراج پروگرام تمام مراسم ادا ہوئے، ہر کسٹنی نہایت اخلاق و مہربانی سے گفتگو کرتے رہے۔  
کرنل محمد عبداللہ خان بہادر چونکہ ہر کسٹنی کے ایڈی کانگ تھے اسلئے وہ ہر کسٹنی کے ہی طرف سے  
شریک ملاقات تھے۔

۹ جنوری کو ہر کسٹنی نے رسم ملاقات باز دیلا کی ۱۲ بجے ہوپال کمیپ مین تشریف لائے معین المہام  
نصیر المہام، منشی عبدالرؤف خان وکیل ریاست، پکتان عبدالعبود خان کمانڈنگ ایفیسر سالہ احتسابیہ نے  
ہر مائیس نواب صاحب رام پور کے کمیپ تک جاکر پیشوائی کی، کوٹھی کے بیرونی دروازہ پر صاحبزادگان سلیم

(نصیر شہیدہ بیگم گشتہ) فاران انڈسٹری اور ایک اسے ڈی سی مع دون کیٹنڈ ایفیسر ۱۲ سوار کے ۱۲ بجکر ۱۰ منٹ پر فیض ہشتوائی  
سرکار عالیہ جو ایس۔ اے کے کمیپ سے روانہ ہون گے، اس پانی کا استقبال قیام گاہ سرکار عالیہ پر صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر  
ہوپال کرینگے، اسکے بعد سرکار عالیہ کمیپ حضور و ایس۔ اے کو فیض ملاقات تشریف لیا دیں گی اور سرکار عالیہ کے ہمراہ دوسری  
گاہی مین صاحب پولیٹیکل ایجنٹ یاٹری سکریٹری و ایک اسے ڈی سی ہونگے، سرکار عالیہ کے ہمراہ (۹) سردار سختی نشست با  
ہون گے، نیمہ دربار پر گاڑی سے اترتے وقت سرکار عالیہ کا استقبال دو ایڈی کانگ کرینگے، دروازہ شامیانہ درباری پر سرکار  
عالیہ کا استقبال فاران سیکریٹری کرینگے، اور حضور و ایس۔ اے تک لیا جائیگا جو تہہ دربار سے تین چوٹائی کے فاصلہ پر  
ہر کسٹنی حضور و ایس۔ اے سرکار عالیہ کا استقبال کرینگے اور اپنی ذاتی بازو کی نشست تک لے جائیں گے۔  
سرکار کے داخلی جانب صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بیٹھیں گے اور ان کے بعد ہر ایمان سرکار عالیہ علی قدر مراتب و ایس۔ اے کے  
دین جانب انیٹ گورنر جنرل منڈیا فاران سکریٹری، پرائیوٹ سکریٹری، میٹری سکریٹری، انڈر سکریٹری، اسٹاف  
حضور و ایس۔ اے اسٹاف صاحب جی بی بیٹھیں گے، بعد ختم گفتگو کے ہر ایمان سرکار عالیہ کو صاحب پولیٹیکل ایجنٹ پیش کرینگے  
جو ایک ایک مشرفی کی تہہ گزارینگے، ایس۔ اے مندر پر ہاتھ رکھ کر واپس کرینگے، اختتام ملاقات پر حضور و ایس۔ اے بیگم صاحبہ کو  
خطرو پان دینگے اور ہر ایمان سرکار عالیہ کو انڈر سکریٹری۔

سرکار عالیہ کی واپسی پر بھی وہی رسوم برتی جائیں گی جوشہدایت آہری کے وقت عمل میں آئی تھیں دوران ملاقات مین خیمہ کے  
باہر چیمبر بٹھا رہے گا، خیمہ کے سامنے ایک گارڈ آف انرفاٹم ہوگا جو وقت نشہدایت آہری و واپسی سرکار عالیہ سلامی ادا کرے گا۔  
۱۹ غریب اتواب سلامی سر ہونگی، ان ڈیس دروی ہنی جائیگی۔

اور کمرہ ملاقات کے دروازہ تک میں نے استقبال کیا، ریاست کے مینڈر سالہ اختتامیہ اور انٹرنیشنل سلامی ادا کی، کوٹھی میں ملاقات ہوئی۔

اس ملاقات میں صاحبزادگان سلم، عین المہام، نصیر المہام، سردار بہادر میزاکریم بیگ، پاکستان عبدالجود خان، میان اقبال محمد خان، منشی عبدالرؤف خان وکیل ریاست، منشی سپہ مصعب علی نائب اول انجیل سکریٹری شریک تھے، میں نے ہر کسٹمی وائسراے اور صاحب فارن سکریٹری کو اور نواب محمد نصر خان نے پرائیویٹ سکریٹری اور دیگر ہذا بیان ہر کسٹمی کو عطر و پان دیا۔

شکر کا، دربار کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے ہر کسٹمی کے حضور میں پیش کیا، اور سب فریڈ ایک ٹھکان اشرفی کی نذر کھلائی۔

ارجوری کو میں لیڈی منٹو صاحبہ کی ملاقات کو گئی، مسز بیلی میرے ہمراہ تھیں، گاڈی سے اترنے کے وقت مسز ڈین نے استقبال کیا، کمرہ ملاقات کے دروازہ تک لیڈی منٹو صاحبہ رہو کو نے تشریف لائیں بہت دیر تک نہایت اخلاق سے بات چیت کرتی رہیں، عطر و پان کے بعد میں چھت ہو کر اپنے کیمپ میں واپس آئی۔

شام کو سرکٹ ہوس میں گارڈن پارٹی تھی، میں مع صاحبزادگان کے وقت مقررہ پر پہنچی، چاروں طرف نہایت پر فضا منظر اور فرحت انگیز بہار تھی تمام میدان میں سبز و ب لگی ہوئی تھی، جا بجا بنچین اور کرسیاں بھی ہوئی تھیں، جملہ راجگان و مہمانان اور دھڑا دھڑ چل قدمی میں مصروف تھے جب ہم باغ میں پہنچے تو سر لوئی ڈین فارن سکریٹری بھی چل قدمی کر رہے تھے، میری طرف بڑھے اور فرمایا کہ آپ کرسی پر بیٹھ جائیے زیادہ چلنے پھرنے سے کہیں ٹھکان نہ ہو جائے۔ میں تھوڑی دیر کیا بیٹھ گئی، اتنے میں میجر میزس اسمتہ صاحب بھی ٹہلتے ہوئے میرے پاس آئے میں اونے باتیں کرتی ہوئی ادنیٰ جگہ جہاں اور مہمان چل قدمی کر رہے تھے چل گئی اور وہاں ایک کرسی پر بیٹھ گئی، ایکے بعد دیگرے

میرے پورے بہن احباب، لیڈیز، اور جنٹلمین آتے اور کچھ دیر باتیں کر کے چلے جاتے، یکایک جمع میں ایک حرکت پیدا ہوئی اور سب کی نظر میں گیٹ کی طرف مڑ گئیں، معلوم ہوا کہ امیر صاحب تشریف لاتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد میجر مینرس اسمتہ صاحب پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ "امیر صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں" ہنوز یہ جملہ پورا نہ ہوا تھا کہ امیر صاحب میری جانب آتے ہوئے نظر آئے، میں بھی استقبالاً اونکی جانب بڑھی، امیر صاحب نے "السلام علیک" کہا، میں نے جواب سلام دیا، پہرہ پہننے پر پشتوں میں مزاج پرسی کی، میں نے جواب میں "الحمد للہ" کہا، پھر خلافاً فارسی میں فرمایا کہ میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے اور میں ہمیشہ آپ کے حالات اخبارات میں دیکھتا رہتا ہوں" میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "یہ سب ہماری گورنمنٹ کے انتظام کی خوبی ہے کہ افغانی عورت اس طرح حکومت کر رہی ہو" امیر صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا "یہ سچ ہے لیکن ۵

نہ انجیہ شد نام ہر بیوہ

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ

غرض اسی طرح اخلاق کے ساتھ باتیں کرتے رہے تھوڑی دیر بعد میں سلام علیک کر کے وہاں سے واپس چلی گئی، وہاں ہر کھلنی اور اونکی صاحبہ دیاں ٹہل رہی تھیں اون سے سلام و مزاج پرسی ہوئی بعد میں واپس ہی جا رہی تھی کہ کھلنی کے سب سے چوٹے صاحبزادے دوڑتے ہوئے آ رہے تھے میں نے بفرط محبت اونکو روکا اور ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ "آپ مجھے پہچانتے ہیں؟" اونہوں نے کہا کہ "ہاں" میں نے کہا کہ "خدا نے چاہا تو آپ بھی مثل اپنے والد کے ایک روز ہندوستان میں والیسرے ہو کر آئیں گے اور قوت آپ کو میرا اس طرح باتیں کرنا ضرور یاد آئے گا" اونہوں نے میری اس نیک خواہش و خیال کا شکریہ ادا کیا، وہ کوئی آٹھ سال کے بچے ہونگے لیکن یہ تربیت کا اثر تھا کہ اونکی ہر بات میں تہذیب و تہذیبی

از تاریخ گولیڈی شو صاحبہ نے ملاقات باز دید فرمائی سنہ پہلی پہلے سے موجود تھیں ڈرائنگ روم کے دروازہ تک مین استقبال کو گئی، دیر تک پُر لطف گفتگو ہوتی رہی، اپنی کتاب پر میرے دستخط لے آئیں یہ اہتمام تھا کہ ہر شخص اپنے ماہ ولادت کے ورق پر دستخط کرتا ہے چونکہ مین بحساب شہ شمس جولائی میں پیدا ہوئی تھی اسلئے مین نے اسی ورق پر دستخط کئے، ہر کسٹمی نے دستخط دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا کہ آپ کی اور ہر کسٹمی وایسے کے ایک ہی مینہ کی پیدائش ہے، سنہ پہلی صاحبہ بھی اوس روز اتفاقاً مجھے ملنے شریف لائی تھیں، یہ تذکرہ ہر کسٹمی تک پہنچا انہوں نے ازراہ مہربانی مجھ کو مبارکباد کی چٹھی لکھی اور ایک فلاور پاٹ بھیجا جس میں کرایسٹ للی کے پھول تھے جو ایک خاص علامت خلوص کی سمجھی جاتی ہے۔

فی الواقع یوروپین سوسائٹی میں جتنی باتیں ہیں اون سب میں تہذیب و علم کو دخل ہے اکثر پھولوں کے نام جو ایسے موقعوں پر بھیجے جاتے ہیں ذمہ داری ہوتے ہیں جیسے فارگیٹ می ناٹ وغیرہ وغیرہ ۱۲ جنوری کو قلعہ آگرہ کے دیوان عام میں خطابات کا چپٹر منعقد ہوا، تمام خطاب یافتگان موجود آگرہ مراسم میں شریک تھے، امیر افغانستان کو بجانب ملک معظم جی ہی، بی کا تمنغہ و خطاب عطا کیا گیا۔ بعد اختتام چپٹر دیوان خاص میں جلسہ گارڈن پارٹی منعقد ہوا وہاں بھی ایسے صاحب دل، مین نے بہ قاعدہ اسلام اون سے مصافحہ کیا اور فدا کا فضا کہا، کیونکہ یہ آخری ملاقات تھی۔

اوسے دن افواج برطانیہ مجتمعہ آگرہ کا ریو یو ہوا، ہر کسٹمی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہندوستان کمان کرتے تھے، یہ ریو یو افواج برطانیہ کی فوجی طاقت اور ستھدی و جفاکشی کا ناظرین کے دلوں پر گہرا اثر ڈال رہا تھا اور بہتیت مجموعی ایک عجیب شاندار نظارہ تھا۔

۱۸ جنوری کو مین اسپیشل ٹرین میں روانہ ہو کر بمبئی پال داخل ہوئی۔





## باب (۴۹) مستغرق انتظامات سال ششم دورہ ضلع جنوب

۱۔ میں ان گزشتہ سالوں میں برابر دورہ کرتی رہی تاکہ رعایا کی حالت سے واقف ہوتی رہوں اور عمال کے کام کو بھی بخوبی جانچ کر سکوں۔

دورہ میں ہر طبقہ کی رعایا میرے اجلاس میں حاضر ہوتی ہے اور اپنی شکایات و معروضات آزادانہ پیش کرتی ہے اور مجھے ہر ایک کام کی جانچ کرنے کا کامل موقع ملتا ہے۔

اس سال میں نے ضلع جنوب کی چند تحصیلوں کا دورہ کیا گو تمام ریاست میں ہنوز سختہ سترکین نہیں بنی ہیں اور آمد و رفت میں تکلیف ہوتی ہے، لیکن جب میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچتی ہوں اور رعایا کو کام کر چکی ہوں تو سب سے بلاشبہ ایک راحت محسوس ہوتی ہے جو تکلیف کو بہلا دیتی ہے کیونکہ فرض و خدمت کو ادا کرنا روح کے لئے ایک بڑا آرام ہے۔

دوروں میں بالعموم رعایا کو رسد رسائی بیگار وغیرہ کی اکثر تکلیف ہو کر رہی ہے مگر میں نے شروع ہی سے التزام رکھا ہے کہ اس قسم کی تکلیفیں نہ ہوں، اسلئے یہ دورہ غریب رعایا کے لئے بھی فردوری کا ایک نفعہ ہو چکا۔ دورہ میں جب کہ بمقام بدینی قیام ہوا تو چونکہ یہاں ریلوے سٹیشن واقع ہے اور لب دریا کے نزدیک آبادی ہے موقع اور مقام کے لحاظ سے بھی نہایت عمدہ ہے لہذا یہاں تحصیل ثنا گنج کو منتقل کرنے کی تجویز کی گئی کیونکہ یہاں تحصیل کے ہونے میں آبادی بھی بڑھ چکی اور تجارت کے وسائل بھی ہم پہنچیں گے دفاتر و عمارت سرکاری کے تیار کرانے کا حکم دیا گیا اور ضروری عمارات کی بنیاد قائم کر دی گئی۔

ضلع جنوب میں کل باقیداران سے جو روپیہ واجب الوصول تھا منجملہ اس کے کچھ روپیہ وصول ہوا

اور ایک بڑی تعداد میں معاف کیا گیا، اور جو باقی رہا اسکی قسط بندی ہوئی جس سے تاجروں کے ذمہ کچھ بقیہ نہ رہا۔ تاجروں نے ایک نشست ادا کر دیا اور نکل دے بار میں خلعت عطا کئے، اکثر مستاجر دربار کی رعایت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اپنے کو نادار و نامت اہل اداسے مطالبہ ظاہر کرتے تھے لیکن جب اونہوں نے اون لوگوں کو جو مطالبہ ادا کر چکے تھے خلعت ملے ہوئے دیکھا تو اونہیں ترغیب پیدا ہوئی اور اپنی پالاکوں کو باز رہے، فی الواقع یہ طریقہ نہایت حوصلہ افزا ثابت ہوا، اور اس سے اون لوگوں کو ناہم رہی کی جرات جاتی رہی۔

۲۔ نواب محمد نصر اللہ خان کے دورہ میں جو کام باقی رہ گیا تھا اسکی تکمیل کے لئے اونہوں نے اس سال پھر دورہ کر کے اٹھلہ بقیہ کا تصفیہ کیا اور نیز ہر صیغہ کی جانچ کی اور میرے ملاحظہ کے انصاف پر پورٹین تحریر کیں۔

۳۔ مولوی نظام الدین حسن کے استعارہ خدمات کی میعاد ختم ہونے پر مولوی انیس اللہ الدین احمد کی خدمات کا گورنمنٹ بنگال سے استعارہ کیا گیا، اور گورنمنٹ بنگال نے اونکی خدمات منتقل کرویں۔ اونہوں نے ۲۲ رجب ۱۳۲۲ ہجری کو عہدہ معین المہامی کا چارج لیا۔

۴۔ بندہ ولایت کے متعلق میں اپنی رائے اور خیال کا اظہار گذشتہ حصوں میں کر چکی ہوں آغاز سال میں سید زین الدین نے ضلع مشرق کا بندہ ولایت شروع کیا، اور چونکہ بندہ ولایت پنج سالہ کی میعاد میں تھوڑی ہی مدت باقی تھی اسلئے کافی عملہ مقرر کیا گیا اور بیجا بندہ ولایت جدید ۱۹ سالہ قرار دی گئی چونکہ اکثر محالات میں مستاجرین کو کچھ تو قانوناً اور کچھ اعلیٰ افسروں کی لاپرواہی سے کاشتکاروں پر ایسے حقوق و اختیارات حاصل ہو گئے تھے جن سے کاشتکار باوجود سال بہر کی محنت کے ایک فرد سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے اور اپنی ساری کمائی مستاجر کے نذر کر دیتے تھے، اسلئے اس طبقہ کی حالت خاص طور پر قابلِ لحاظ تھی کیونکہ دراصل ملک کی سرسبز سی کاٹھیاواڑ کاشتکاروں کی عہدہ حالت پر

ہوتا ہے، لہذا تمام وہ اختیارات سلب کئے گئے جو کسافون کے حق میں مضر تھے، مستاجرین کو جائز حقوق دیئے گئے اور کاروبار زراعت میں کامل آسانیاں پیدا کی گئیں، اور انکو ہر طرح پر پورا اطمینان حاصل ہو گیا، بند و بست جاریہ کے اصول کے متعلق ایک عام فہم اعلان شائع کیا گیا، تاکہ رعایا دربار کو صوبے واقف ہو کر مطمئن ہو جائے۔

گو اس انتظام میں رعیت واری کا طریقہ اختیار نہیں کیا جسکے متعلق مولوی نظام الدین حسن نے تحریک کی تھی لیکن ایسے اصول قرار دیئے گئے اور وہ طریقہ اختیار کئے گئے جس میں وہی فوائد مرکز میں جو رعیت واری میں ہیں، مگر وہ تقاض نہیں رہے جو طریقہ رعیت واری سے پیدا ہوتے ہیں۔

معاملات اراضی و مال میں پٹواری کا وجود دربار و رعایا کے اغراض کے لئے نہایت ضروری ہے، لہذا انکی ہی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی گئی، کیونکہ گذشتہ تجربات سے ریاست کے پٹواری محض ناقابل پاسہ گئے اور باہر سے بلا کر رکھنا کچھ مفید ثابت نہ ہوا۔

۵۔ مجلس مشورہ میں ترتیب قوانین کے لئے یہ اصول قرار دیا گیا کہ جو ڈیشل قوانین بحریہ برطانیہ ہند پر ضروری ترمیمات کے جو مناسب حالات ریاست ہوں نافذ کئے جائیں، اور قوانین مال تمام امور پر غور کر کے ملک کی حالت کے لحاظ سے وضع ہوں، چنانچہ اسی طریق پر سال پنجم شہینہ تک ضروری قوانین نافذ ہو گئے۔

پہلے ہی ہو پال میں اکثر قوانین پٹیشن انڈیا کے ایکٹوں سے اخذ کئے گئے ہیں لیکن پہری وہ یہ اختیار عبارت و ترجمہ اصلاح طلب تھے جنکو مولوی سی فیض الدین نے جو انگریزی سے خوب واقف تھے اور بحال کے ڈپٹی کلکٹر بھی رہ چکے تھے درست کیا۔

چونکہ ریاست ہو پال کی سرکاری زبان اردو ہے اور یہاں استدلال ہی اردو ہی کی عبارت اور الفاظ پر ہوتا ہے، اسلئے مستکی عبارت اور صحت ترجمہ کا کامل لحاظ مد نظر رہا ہے اور یہ ضروری

سمجھا گیا کہ ریاست کے قوانین نافذہ میں اس قسم کی غلطیاں نہ ہوں، لہذا مجلس مشورہ کی متنبی پر مولوی عبدالغفور بی اسے مترجم گورنمنٹ ملاکت تیار کر کے اگر وہ وادہ کی خدمات منتقل کر لیں اور قانون کی ترسیلات و توضیح کا کام ایک عمدہ اور اعلیٰ پایہ پر جاری کیا گیا۔

اس انتظام سے نہ صرف قوانین ہی کی نقل عمدہ طور سے ہوگی بلکہ زبان اردو کی بدولت بھی ہوگی، اور ہو پال سے باہر بھی امید ہے کہ استفادہ حاصل کیا جائے گا، اور قوانین دربار ہو پال اب ورنہ نہ پیش ہونگے۔

۶۔ مونڈ پولیس کو چونکہ ایک باقاعدہ اور قواعد و انجمنیت بنانا مقصد و نیت تھا، لہذا منظم پولیس کی انتہی سے علیحدہ کر کے ایک جیت اسپیکٹر کا تقرر کیا گیا، اور ورہی و سامان میں جملہ ہونی کے ریاست کا اسٹامپ مروجہ مطالع ریاست میں باوامی کاغذ پر تیار کیا جاتا تھا، طول اور عرض میں فلس کیپ سائز سے زیادہ ہونا تھا، فل میں شامل کرنے کے وقت شکن ٹپنے سے جملہ خراب ہو جاتا تھا اور اوہیں جمل کا بھی احتمال تھا، اسلئے میں نے تجویز کی کہ گورنمنٹ اسٹامپ کے نمونہ پر انگلیٹین تیار کیا جائے اور آبی حروف میں ریاست کا مارکہ اور میرا نام ہو اور پیشانی پر اردو انگریزی میں قیمت لکھی جائے کچھ نقش و نگار کیے جائیں، اسی طرح فلس کیپ کاغذ خواستہ حال ہوتا ہے، وہ بھی فلس طور پر تیار ہوتا کہ علاوہ خوشنمائی کے صرف بیجا کچھ بھی احتمال نہ رہے، چنانچہ اس تجویز کے مطابق اس سال ششم میں اسٹامپ اور فلس کیپ کاغذ تیار ہو کر ریاست میں جاری ہو گیا، اور نگارانی دفتروں کے لئے بھی ایک جداگانہ صیغہ مقرر کیا گیا۔

۷۔ سال ہدایت میں وہابی طاغون نے اپنا اثر دکھلایا اور قریب ۵۰۰ کے جانین تلف ہوئے، لیکن وہ پریشانیان جو ابتدائی دو تین سالوں میں تھیں اس مرتبہ نہ ہوئیں، لہذا ان کے کچھ کچھ ناما بیر خفان محبت پر عمل کرنے لگی تھیں اور ٹیکہ کی خوبیاں بھی وہ تشہین ہو گئی تھیں دربار سے اس مرتبہ

اور بھی مزید بصر اور منظور کئے گئے، چہون کے ہاک کرنے پر انعام مقرر کیا گیا، چہونے وان تقسیم کئے گئے  
 فیصلہ اور دیگر ادویہ جو ہر کار کی طرف سے ماری ہیں اور ہر ملا اثر دور کرتی ہیں عام طور پر لوگوں کو شفا خانہ کے  
 ذریعہ سے دی گئیں، ان انتظامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے دہلی بھوپال میں وہ خوفناک صورت اختیار نہ کی  
 جو ہندوستان کے دوسرے حصوں میں رہی۔

۹۔ چونکہ وقار اور محلات سب کاری دور دور واقع ہیں اور باوجودیکہ سواروں کے ذریعہ سے  
 کام لیا جاتا تھا پھر بھی دیر ہو جاتی تھی اسلئے سلسلہ ٹیلی فون قائم کیا گیا، گورنمنٹ ٹیلی گراف ڈیپارٹمنٹ کے  
 ذریعہ سے بائیس مقامات پر ٹیلی فون قائم ہے اور دو ہزار روپیہ سالانہ محصول ٹیلی فون کی بابت خزانہ پرستوں  
 حکمہ تار برقی کو ادا کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں یگانہ نشی سہ ہے کہ جہاں جہاں اور ضرورت ہو ٹیلی فون کا  
 اضافہ کیا جائے۔

۱۰۔ رہنما یا بھوپال کو کبھی تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں ہوئی، اور مہاجرین پیشہ  
 لوگ روٹی و قلم اور ایفون کی تجارت کرتے ہیں اور ملک کی تمام پیداوار کو باہر بھیجتے ہیں اسکے سوا اور کوئی  
 تجارت نہیں ہے، مجھے ابتدا زمانہ صدر نشینی سے یہ نقصان محسوس ہوتا تھا لیکن طلب اکل فوت اکل کا  
 خیال کر کے سب سے پہلے اون امور و اصلاحات پر توجہ مبذول کی جن پر انتظام ملک کا انحصار تھا تاہم اس  
 ضروری امر کی طرف سے بھی بے اعتنائی نہیں رہی، ایک کمیٹی بصدارت معین المہام صنعت و حرفت کی ترقی کو  
 ذرائع پر غور کرتے اور تجاویز قرار دینے کے لئے ترتیب دی گئی مین نے خوب بھی اپنے دور میں متحمل شاخوں  
 تجارتی بونستی کا قانون کو جاری کرنے کی ترغیب دی نثر حل بھوپال میں کپڑا بننے کی دو جاپانی مشینیں قائم کیں  
 اور اسکے چلانے میں کامیابی ہوئی۔

۱۱۔ انتظامات جنگل کے متعلق جو تجاویز کی گئی تھیں اون میں کامیابی ہوئی، اور سچھی خرابیاں رفع  
 ہو گئیں، جدید انتظام علاقہ برطانیہ کے طریق پر ہے، عملہ نگرانی کنندہ میں بھی اضافہ کیا گیا اور عملہ کی تنخواہ بھی

بڑھائی گئی جس سے خرچ المصاعف ہو گیا۔

جو انتظامات سالہائے سابق میں ہوئے اور سکا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی میں نمایاں بڑھتی ہوئی اور بچت بھی رہی حالانکہ ابتدائی چند سالوں میں جنگل کی آمدنی اور اسکے اخراجات کے لئے بھی کم تھی نہ ہوتی تھی سال گذشتہ میں مسٹر نرسنگ راؤ کی خدمات دو سال کے لئے انتظامات جنگل کے واسطے گورنمنٹ متوسط سے مستعار لی گئیں۔

۱۳۔ اخلاص و فصاحت ریاست میں صرف چند ہی سٹرکین بننے لگی ہیں اور کوئی سہولت آمد و رفت

کی نہیں جس سے نہ صرف تجارت ہی کو نقصان پہنچے بلکہ کام ریاست کو بھی دورہ وغیرہ میں سخت دقیقہ حاصل ہوتی ہیں لہذا پختہ سٹرکوں کا بنوانا ضروری سمجھ کر تینہ مرتبہ کرنے کا حکم دیا، کوکہ صاحب نے ۸ لاکھ تنخواہ پیش کیا، سال اول میں ایک لاکھ روپیہ کی منظوری دی گئی تاکہ بتدریج ہر ایک تحصیل سے دوسری تحصیل تک کل ملک محروسہ میں سٹرکیں تیار ہو جائیں۔

۱۴۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے مسٹر ہنری مارش سی آئی اے، انجینئر جنرل انڈیا کا کارہا سراہا

کے متعلق ریاست ہائے وسط ہند کو مشورہ دینے پر تقریر کیا، چونکہ بین ذرائع آبپاشی کی نسبت اپنی رائے اور تجاویز کا پہلے ہی اظہار کر چکی تھی اور اسکے متعلق ابتدائی کارروائی شروع کر دی گئی تھی اسلئے صاحب مروج کے تقریر سے بے بڑی مدد ملی میں نے اونکے ہمراہ مسٹر آٹین کوک کو بیجا اور ادھون سے ضلع مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا دورہ کے بعد مفصل کیفیت لکھ کر چند قدیم تالابوں اور بندوں کی مرمت پر توجہ دلائی اور نیز دریا سے پار تہی، اجنال اور پار داسیہر کو اجرائی تجویز پیش کی، لیکن چونکہ ریاست کی مالی حالت کا ہنوز یہ اطمینان نہیں کہ یہ سب کام بیک وقت شروع کر دیے جائیں اسلئے تاخیر کیا اور تجاویز پر عمل درآمد شروع کئے جائے گا حکم دیا گیا۔ اور اکثر جگہ کام جاری کر دیا گیا۔

۱۵۔ ریاست میں ایام قدیم سے ایک محکمہ فزیشن کے نام سے قائم تھا جہاں حسابات ریاست کی

منتخب ہوتی تھی لیکن دفتر کا طریقہ کار وہانی کچھ ایسا ہیچیدہ اور طریقہ لانی تھا کہ سالہا سال کے

حسابات بغیر طے ہونے کے پڑے رہتے تھے۔

صدر نشینی کے بعد جہان تک میں نے دفتر حضور کی کارروائی پر غور کیا اور سوچ بچیدہ ہی پایا یا بالآخر جدید انتظام کیا گیا، اول دفتر بنگلہ کی مشاہرت کو دفتر حضور میں ضم کر کے "دفتر محاسبی" نام قرار دیا، حالات پانچ کے مطابق جدید اصول پر تنقیح حسابات کا سلسلہ جاری کیا اور جس قدر اور جہان تک صفائی ممکن ہوئی عمل میں لا گئی منشی اودہ نرائن بسریابی اسے، جو ایک قابل ریاضی دان شخص ہیں مہتممی دفتر محاسبی پر مامور کئے گئے اور ایک ہی سال میں تمام پیکار اصول کو بدل کر جدید اور مفید اصول اختیار کئے گئے۔

چونکہ اس دفتر کا تعلق تمام ریاست کے حسابات سے ہے اور حسابات کی صفائی اور درستی پر نظام ملک کا بہت کچھ انحصار ہے اسلئے یہ دفتر بہت زیادہ توجہ کا مستحق تھا، ایک سال میں جو اصلاحات کی گئیں ان سے اکثر عمدہ نتائج ظہور پذیر ہوئے اور آئندہ کی تمام خرابیوں کا انسداد ہو گیا، حسابات کے متعلق جدید قواعد و قانون بھی نافذ کئے گئے اور اب تمام ریاست میں اوپر عمل درآمد ہوتا ہے۔

۱۵۔ عامتہ ارباب تعلیم کی طرف ابھی پوری طور پر توجہ نہیں لیکن پھر بھی آثار عمدہ ہیں اور یقین ہے کہ اگر ایسی ہی کوشش جاری رہی تو کامیابی جلد ہوگی اور عام توجہ تعلیم کی جانب ہو جائیگی جدید دستور العمل کے مطابق بہت ہی قلیل فیس عائد کی گئی تھی لیکن سال حال میں وہ بھی دیہاتی مدارس میں معاف کر دی گئی۔

عورتوں میں تعلیم کی ترغیب و تحریص پیدا ہو چلی ہے، مدرسہ سلطانہ میں جو خاص سیری نگرانی میں ہے ۹۷ سے ۱۳۵ تک لڑکیوں کی تعداد پہنچ گئی ہے۔

سیرک انتظام تعلیم میں ترقی کیا جس ملک چاہا ایک مدراسی عورت کو مقرر کیا، زبان اردو میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی اور کورس میں جغرافیہ داخل کیا گیا، زبان انگریزی طالبات کے شوق پر چھوڑی گئی، مدرسہ صنعت و حرفت انات میں بھی مس مارشا چاہا کا تقرر کیا جو مہتمم مدرسہ سلطانہ کی

ہن اور انہیں کی طرح تعلیم یافتہ ہن۔

اب الحمد للہ مدرسہ ترقی پرستے لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں خود اوس تعلیم دینے کی جو کارآمد ہے قابلیت نہیں ہے۔

۱۱۔ شمال کی جانب ایک قطعہ زمین جہاں سبز باؤسین اور فلٹنٹ روز مدفون کئے گئے تھے

قبرستان عیسائیوں کے لئے اس شرط کے ساتھ مخصوص کیا گیا کہ وہ ہمیشہ دربار کے زیر نگرانی رہیں گے۔  
البتہ اندرون قبرستان امور مذہبی کے متعلق بشپ کی نگرانی جائز ہوگی۔





## باب (۵)

## برجیسہ کینیا پائٹ شالا

ہندو لڑکیوں کے لئے جداگانہ مدرسہ قائم کرنے کی مجھے ایک عرصہ سے فکرتھی، کیونکہ میں اپنی عیال کو بلا امتیاز مذہب عزیز رکھتی ہوں، اور فی الواقع کسی فرمان روا کو زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنی رعایا کو مابین مذہبی رواداری یا امتیاز کو جہان تک ترقی و اصلاح اور انصاف و امن کا واسطہ ہے جائز رکھے بلکہ ہر صورت میں مساوات قائم رکھنا چاہئے، اسلئے جس طرح مسلمان لڑکیوں کی تعلیم میں مجھے شغف ہے اسی طرح ہندو لڑکیوں کی تعلیم بھی میرا نصب العین ہے اور اگر میں خاص نہ ہوں تو سب سے مجبور نہ ہوتی تو کبھی جداگانہ مدرسے قائم نہ کرتی۔

اگرچہ عام تعلیم دونوں کے لئے ایک ہی پیمانہ اور طریقہ پر ہے مگر چونکہ ابتدائی درجوں میں مذہبی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے، پس لامحالہ دونوں کو ملا کر تعلیم نہیں دی جاسکتی۔

لہذا میں نے اس سال برجیس جہان بیگم سلما اللہ تعالیٰ کے عزیز نام سے موسوم کر کے ہندو لڑکیوں کے لئے ایک "پائٹ شالا" قائم کیا جس کا افتتاح ۱۵ جون ۱۹۷۷ء = ۳۷ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ ہجری کو ایک جلسہ میں کیا گیا۔

سب ملکہ وٹی چنپا نے ایڈریس پیش کیا اور میں نے اس کے جواب میں تقریر کر کے مدرسہ کے افتتاح کا اعلان کیا۔

بچے امید ہے کہ یہ مدرسہ ترقی کرے گا اور ہندو لڑکیوں کے والدین سرگرمی کو ساتھ تعلیم دلائیں گے۔

## باب (۱۵)

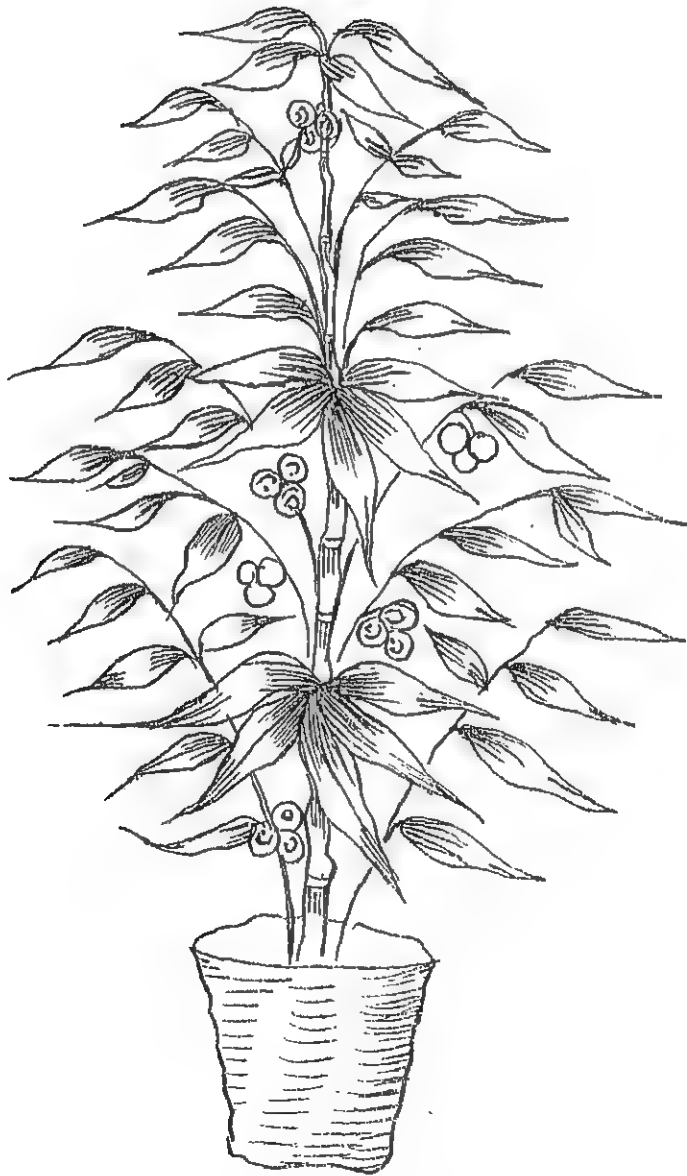
## جلسہ تقسیم انعام طالبات مدرسہ لطانیہ

مدرسہ لطانیہ رجب ۱۳۲۱ھ = ستمبر ۱۹۰۲ء کو قائم کیا گیا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس عرصہ میں مدرسہ نے اچھی ترقی کی، شریف اور معزز گھرانوں کی لڑکیوں میں تعلیم کی طرف توجہ پیدا ہو گئی اس سال امتحان کے بعد عام ترغیب و تحریص کے لئے میں نے تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ منعقد کر نیکی ہریت کی جس میں شہر کی تمام معزز خاندانوں کی بیبیوں، اور یورپین لیڈیز کو متممہ مدرسہ نے مدعو کیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۰۲ء = ۲۲ رجب ۱۳۲۵ھ کو یہ جلسہ ایوان صدر مندرجہ میں منعقد ہوا، ایوان خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا، سہ در یون میں "ریفرنڈمٹ" کا بھی انتظام تھا، محل کے دونوں باری والان حاضرین سے پُرسے، گیلری میں طالبات بیٹھی تھیں۔

اول اس ملکہ چنا پانے مدرسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی رپورٹ ختم ہونے پر میں نے ایک مختصر تقریر کرنے کے بعد اپنی اوس تقریر کو جو اس جلسہ کے لئے تیار کی تھی، فاطمہ سلطان کو حکم دیا کہ حاضرین سنائیں، تمام بیبیوں نے نہایت متانت و خوشی کے ساتھ تقریر سنی چند بیبیوں کے اصرار سے میں نے اوس وقت لباس "انگنیا" بھی پہنا تھا جو تمام عورتوں نے بڑی دلچسپی سے دیکھا، حتیٰ کہ ختم جلسہ کے بعد جو عورتیں کہ آخر صف میں بیٹھی تھیں اور اچھی طرح نہ دیکھ سکتی تھیں اونہوں نے بھی آگے بڑھ کر دیکھا۔

ختم تقریر پر طالبات باقاعدہ طور پر یکے بعد دیگرے انعام لینے کے لئے پیش ہوئیں اور حقیقت یہ ہے کہ ادن کا "ڈسپلن" کسی طرح لڑکوں سے کم نہ تھا۔

یون تو آئے دن ابس قسم کے، اور اس سے بڑے پیمانہ پر تفریحی و تعلیمی جلسے اکناف ہند میں ہوتے رہتے ہیں لیکن اس طرح کا بالکل زمانہ جلسہ ہندوستان میں اپنی نوعیت و حالت میں یہی طے تھا مگر ایسے ہیں کہ عورتوں کی تعلیمی ترقی کے ساتھ ایسے بہت سے جلسے عورتوں کے ہوا کریں گے۔  
اس جلسہ نے نہایت اچھا اثر پیدا کیا اور میں نے دیکھا کہ جلسہ کے تھوڑے ہی دن بعد مدرسہ کی طالبات میں نمایان ترقی ہوئی۔



## باب (۵۲)

## طاعون

آغاز سال میں پہر طاعون کی مصیبت شروع ہو گئی، یوں تو ہر شخص جس کا عزیز اس مصیبت میں گرفتار ہوا مضطرب ہو گیا، لیکن میرے دل پر اپنی رعایا کی اس مصیبت کا نہایت گہرا اثر تھا۔ انسان کے امکان میں جس قدر انسداد می تدبیریں سب اختیار کی گئیں، طبی امداد، ڈس انفیکٹ اور ٹیکہ وغیرہ کا بخوبی انتظام کیا گیا، میری جانب سے بالعموم تمام عہدہ داران اور بالخصوص مولوی سید نصیر الدین عین المہام اور منشی اسرار حسن خان نصیر المہام نہایت سرگرمی سے مصیبت دون کی امداد کرتے تھے، ٹیکہ جو طاعون کے لئے سب سے بہتر حفاظت اقدام کی تدبیر ہے اگرچہ میرے تمام مہسرن خاندان اور اراکین و عہدہ داران نے لگایا تھا لیکن مزید ترغیب کے لئے میں خود بھی ٹیکہ لگایا، میرے ٹیکہ لگانے سے ایک عام ترغیب حاتمہ رعایا میں پیدا ہو گئی۔

سب سے مشکل امر اسکول کے کم سن طلبہ کے ٹیکہ لگانا تھا مگر جب میں نے ان کو ایوانہ و منبر طلب کر کے نصیحت کی تو جس شوق اور سرگرمی کے ساتھ وہ آمادہ ہوئے اور انہوں نے ٹیکہ لگایا دواؤں کی معصومانہ اطاعت و عقیدت کی ایک ایسی واضح مثال تھی جس سے میرا قلب نہایت متاثر ہوا۔ اس مرتبہ طاعون کی نہایت شدت تھی، اس مصیبت نے میرے دل کو نہایت حد سے پہنچایا تھا مگر ایک اور درد مند دل بھی تھا جو تمام ہندوستان کے لئے سمندر پار بے چین تھا، وہ ہمدرد دل اعلیٰ حضرت ہزار پسر مجلسی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کنگ اینڈ امپیر آف انڈیا کے سینہ مبارک میں تھا۔ اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت کا ایک فرمان محبت بنیان ہر کسٹمنی والی سر اسے و گورنر جنرل کشمیر کے

نام صادر ہوا تھا تب میں اس مصیبت پر کمال محبت آمیز الفاظ میں اہل ہند کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی تھی۔

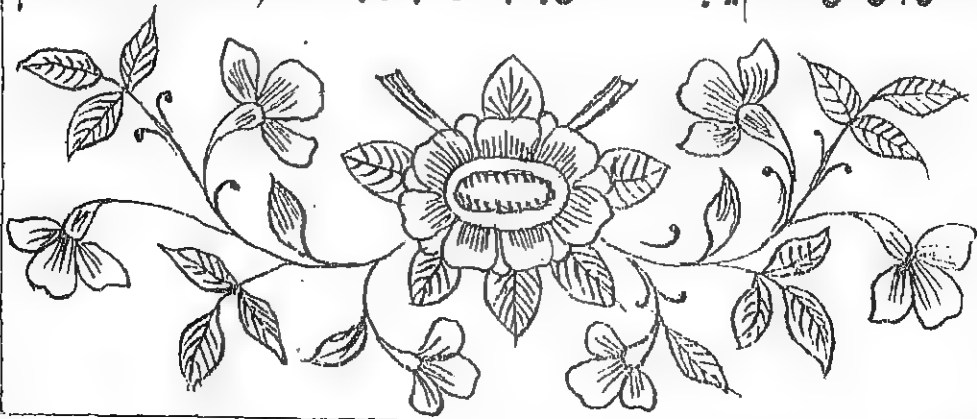
اس فرمان کے ساتھ ہیزکلسنی لارڈ ڈسٹو بالتا ہ نے ادن نتائج کو شائع کیا تھا جو قابل اور عاقل ڈاکٹروں کے ایک کمیشن نے بعد غور و خوض پر اقرار کیا تھا، نیز وہ تدابیر تباہی تھیں جس پر عمل پیر ہونے سے اس مصیبت سے محفوظ رہنے کی توقع ہو سکتی ہے۔

جب یہ فرمان میری نظر سے گذرا تو میرے دل میں اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی کے ساتھ ایک عجیب جوش پیدا ہوا اور میں نے اپنی رعایا کے نام ایک خط اور ایک مفصل کیفیت گذشتہ سالوں کی مع اپنے تجربات و تدابیر و فرمان واجب الاحترام اور تحقیقات کمیشن کے شائع کی۔

عامہ رعایا نے نہایت شوق سے سب کو پڑھا اور اوپر عمل کیا، اور اس عمل نے گران مت و فائدے پہونچائے۔

اسکے علاوہ میں نے اس فرمان کے صادر ہونے پر شہنشاہ کا مخصوص طور پر شکریہ ادا کیا، اور اپنی تسخیر کے ساتھ مع نقل ادن تدابیر کے جو میں نے شائع کی تھیں ہیزکلسنی کے نزدیک بھیج دیا یقین ہو وہ بارگاہ شہنشاہی میں پیش ہوا ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ انسانی طاقت آسمانی بلاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن جب خداوند کریم کی عطا کی ہوئی عقل سے کام لیا جائے اور اسکی جناب میں التجا کی جائے تو ضرور اون بلاؤں کو نجات بخاتی ہوگا۔



## باب (۳۵)

## ولادت خیراؤ محمد رشید اللہ خان

۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء = ۲۷ شوال ۱۳۲۵ھ کو کرنل محمد عبید اللہ خان کے محل میں تیسرے صاحبزادہ

کی ولادت ہوئی، اس وقت میں اتفاقاً جہان نمائیس "میں (جہان عبید اللہ خان رہتے ہیں) موجود نہ تھی، کیونکہ کرنل ڈیلی صاحب بسواری موٹر تشریف لائے تھے، اور میں انکی ملاقات کی نظر نشی نواب محمد نصرت اللہ خان اور عبید اللہ خان بھی میرے پاس تھے، حمید اللہ خان کو جہان نام پڑی بھیج دیا تھا کہ جب ولادت ہو جائے تو وہ بذریعہ ٹیلیفون ہم کو اطلاع دیں۔

کرنل ڈیلی صاحب ابجے احمد آباد پہنچے، ان سے ملاقات ہوئی، لچ کا وقت بھی قریب تھا وہیں تناول کیا، مسز بیڈن نے ڈیلی کالج کے لئے میری تصویر پینٹنگ کی تھی سب اس کو دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیلی لال کوٹھی تشریف لے گئے، اوہر وہ موٹر پر سوار ہوئے، اوہر حمید اللہ خان نے ٹیلیفون سے مطلع کیا کہ صاحبزادے پیدا ہوئے، "قلعہ فتح گڑھ سے پانچ فیصلہ کی سرکے گئے، میں کوٹھی جہان نام پر گئی اور دیدار مولود سے دل مسرور کیا۔

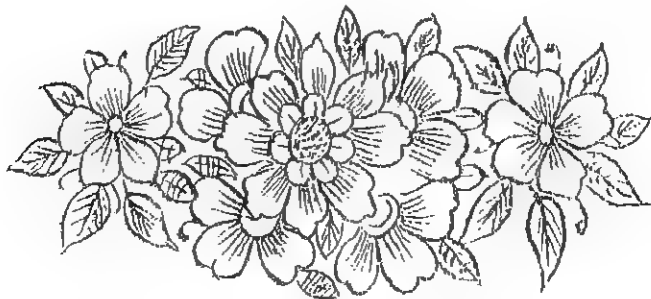
دوسرے روز شہر یار دولہن کی طبیعت خراب ہو گئی، اس بلانگ شادی کو لگو گئی ہوئی تھیں اور منور کسی یورپین لیڈی ڈاکٹر کا تقریباً ہوا تھا، ڈاکٹر بلا جو ایک پارسی اور ولایت کی تعلیم یافتہ لیڈی بین لیڈی لیڈی ہسپتال میں کام کرتی تھیں اور وہی شہر یار دولہن کی معالج تھیں، لیکن بیماری بڑھ گئی تھی "ایپس" ہو گیا تھا، بخار شدت سے رہتا تھا اور حالت غشی ہو جاتی تھی، ڈاکٹر بلا بہت محنت کرتی تھیں ڈاکٹر اسٹہ ایجنسی سرجن بھی حال سن کر مشورہ دیتے تھے دو ہفتہ بعد

مس ایل جو لیڈ می ڈاکٹر کے عہدہ پر مامور ہو کر آنے والی تھیں اگیلن، دونوں لیڈ می ڈاکٹر مس سے ہر طرح کوشش کی لیکن کوئی صورت آرام کی پیدا نہیں ہوئی، لیڈ می ڈاکٹر نے مجھ سے مس بلیس کی بہت تعریف کی، اور شہرہ دیا کہ اونکو بلایا جائے، چنانچہ طلبی میں تار بھیجا جس شام کو مس بلیس بھوپال پہنچتے والی تھیں اسی روز صبح کوشا فی مطلق نے اپنا فضل و کرم کیا اور پھوڑا از خود شکست ہو گیا اور روز بروز آرام ہو گیا، مس بلیس دو روز بھوپال ٹھہر کر بمبئی واپس گئیں۔

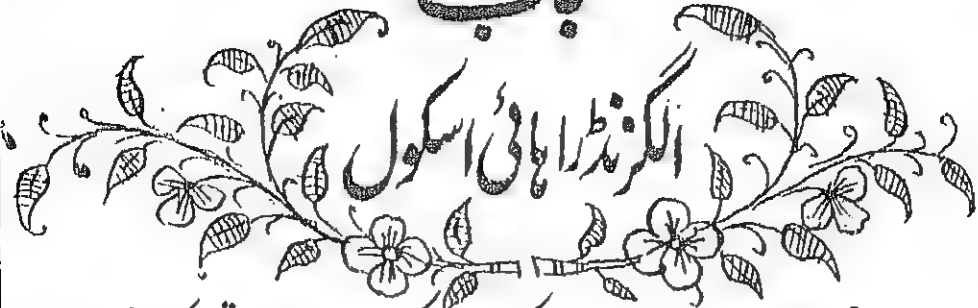
مس ایل نہایت بد مزاج تھیں اونکی وجہ سے ہسپتال کو نہایت نقصان پہونچا اور بیماروں نے ہسپتال کا علاج بہت کم کر دیا۔

شہر یار دھن کی صحت کے بعد سب معمول جیسا کہ ناظرین گذشتہ ابواب میں پڑھ چکے ہیں تمام مراد ادا کئے گئے اور میری تجویز پر رشید الطفر خان نام رکھا گیا، خداوند کریم کا ہزار ہا شکر ہے کہ اوسکی غنایت بے غایت سے میری سسر توں میں اور اضافہ ہوا، اب میں شک نہیں کہ دنیا میں اولاد ایک ایسی نعمت ہے جسکی اپنی اور دنیا میں نے بھی تمنا کی ہے، اس سے دل کو تازگی اور روح کو فرحت ہوتی ہے۔

میرا خاندان ایک عرصہ عمدتہ ایسی سرتوں سے محروم تھا مگر اوس مالک حقیقی نے اس نعمت کا مستحق مجھے قرار دیا اس نعمت کا شکر یہ میں صرف اس طرح ادا کر سکتی ہوں کہ اوسکی مخلوق کے فرائض کو جو میرے متعلق ہیں نہایت سرگرمی کے ساتھ ادا کروں، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ



## باب (۳۵)



میں نے جس خیال سے ابتداء نوپس اسکول جاری کیا تھا جو سردارانہ تعلیم کے لئے مخصوص تھا اور کسی یونیورسٹی کے متعلق نہ تھا لیکن تجربات نے اس خیال میں ترمیم کی، کیونکہ جو شرفاء و مہرزین تعلیم کی جانب راغب ہوئے انہوں نے سردارانہ تعلیم کو پسند نہ کیا اور انکی خواہش ہوئی کہ یونیورسٹی کی تعلیم دلائیں تاکہ یہاں کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان کے بچے کالج کلاسوں میں داخل ہو سکیں۔

میں نے جہاں تک انکی اس خواہش پر غور کیا بجا اور درست پایا، کیونکہ سردارانہ تعلیم یونیورسٹی تعلیم کی نسبت گواہان ہے، مگر ضروریات زندگی اور مقابلہ اقوام کے لئے ناکافی ہے لیکن اسکے ساتھ یہ شکل تھی کہ وہ جانشین اسکول میں جو بلا تئید ہر شخص کے لئے کھلا ہوا تھا عوام الناس کے ساتھ اپنی اولاد کو بھیجتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔

اگرچہ ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ مدارس میں امتیاز کرنا مناسب نہیں مگر میں اس خیال کی جماعت سے متفق ہوں جو یہ چاہتی ہے کہ تعلیم میں بھی امتیاز ہے، کیونکہ ہندوستان میں ابھی تعلیم عوام و خواص میں فرق امتیاز کی ضرورت ہے اور انگلستان کی طرح ہندوستان میں تعلیمی مساوات و یکسانیت موزوں نہیں۔

میری یہ رائے کسی خیال برتری پر مبنی نہیں ہے بلکہ واقعات نے قائم کی ہے، ہندوستان میں عام اشخاص کا اپنے مختلف پیشوں کو چھوڑ کر مدارس کی تعلیم میں مشغول ہو جانا ان کو تیرندہ اپنے



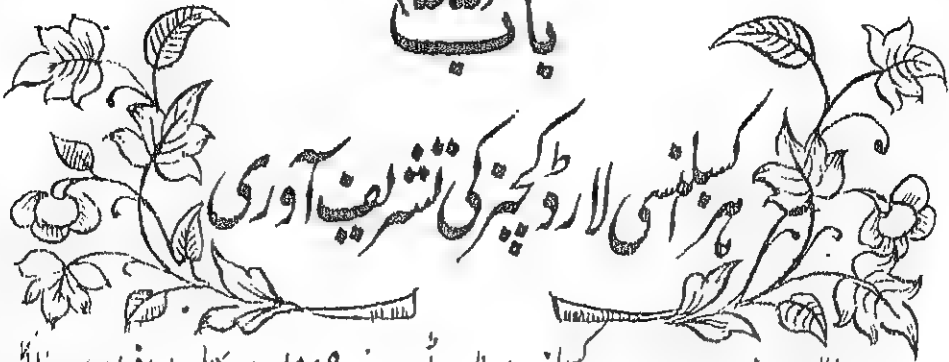
پیشوں میں مصروف ہونی سے روکتا ہے اور اس وقت جو بے چینی تعلیم یافتہ لوگوں کے ہاتھوں سے ملک میں پھیلی ہوئی ہے یہ ادسی کا نتیجہ ہے، اگر حصول تعلیم کے بعد خواہ وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ پیشوں میں مصروفیت ہو جاتی تو ہرگز یہ ناراض گروہ پیدا نہوتا جس نے امن و امان کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے، ایسے لوگ تعلیم پانے کے بعد خواہ مخواہ سوسائٹی کے ایک ممبر ہو جاتے ہیں اور پھر انکی صحبت کا زہر پلایا اثر دوسری امن پسند اور شریف طبیعتوں میں پھیلا شروع ہوتا ہے۔

پس اس وجہ سے میں نے نو بلس اسکول کو ملکہ الگرنڈرا کی نام سے موسوم کر کے یونیورسٹی الہ آباد سے متعلق کر دیا اور ہائی اسکول کی خواندگی جاری کی گئی۔

مدرسہ جہانگیر یہ جو پہلے ہائی اسکول تھا ٹل تک رکھا گیا اس تبدیلی سے ترقی تعلیم میں بڑی مدد ملی، اور اب قریباً تمام شریف اور مغز خاندانوں کے لڑکے ایک ہی قسم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔



## باب



سیالہ ران افواج ہندوین سے ہزارہی لارڈ ابرٹس نے ۱۸۹۹ء میں پہلی بار افواج بھوپال کے لیے کیا تھا اور اس وقت فوج کی جو حالت تھی اس پر انہیں اپنی نگرانی فرمایا تھا لیکن جب سے ان کے ہاتھ میں ترقی ہوئی، خود سرکار خلد مکان نے ریمینٹ اعانت شاہی قائم فرمائی، اور میں نے صدر نشین ہونے کے بعد مختلف اصلاحات جاری کیں اور اپنی ادارہ کے لئے کرنل محمد عید اللہ خان بہادر کو منتخب کیا جن کے بہتر ہر پہلو سے اندازے کی توقع تھی اور نہ حقیقتاً ایسی محنت کے ساتھ کوئی دوسرا شخص مل سکتا تھا اگرچہ ان کے کام پر جیسے کامل اطمینان تھا اور وسط ہند کے فوجی افسروں نے متعدد مرتبہ ان کی دہائی و سرگرمی اور فوج کی بہتہ مالیت کا اعتراف کیا تھا تاہم میں ضرورت سمجھتی تھی کہ ہندوستان کے سپہ سالاروں کے سامنے کا کافی شرف حاصل ہو، چنانچہ اوائل میں ۱۹۰۰ء میں میں نے ہزارہی لارڈ کچنر کو بھوپال تشریف لانے کے لئے دعوت دی، جس کے جواب میں صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کا مندرجہ ذیل تار وصول ہوا۔

”براہ مہربانی ہر پانچویں سال کے صاحبہ کی خدمت میں لارڈ کچنر کا شکریہ ادا کرنا حضور عالیہ کی نمایندہ آئینہ دعوت بھوپال کے واسطے ظاہر کر دیجئے جسکو وہ نہایت خوشی سے قبول فرماتے ہیں ہزارہی لارڈ کچنر کی ایک خاص غایت بھوپال آنے سے یہ ہے کہ امپریل مدرس لائسنس زیر کمان صاحبہ اور عید اللہ خان ملاحظہ فرمائیں، اور ہزارہی لارڈ کچنر کی امید کرتے ہیں کہ وہ اب ملاحظہ کریں گے۔“

اس تار کے موصول ہونے پر جملہ انتظامات کی نسبت ہدایات جاری کی گئیں، تشریف آوری سے چند دن پہلے ہزار کسٹنس کا منظر شدہ پروگرام بھی موصول ہو گیا۔

۵ اپریل ۱۹۵۰ء کو ۱/۵ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین داخل ہو پال ہوئے چونکہ داخلہ پرائیوٹ تھا اسلئے فوجی جلوس نہیں تھا لیکن گارڈ آف آنر اور اسکارٹ وغیرہ سب موجود تھا۔

میں نے مع ہر سہ صاحبزادگان سلیم معین المہام اور نصیر المہام کے اسٹیشن پر استقبال کیا اپنی ٹرین ڈنکر ہزار کسٹنس نے ہم سب سے مصافحہ کیا، پھر گارڈ آف آنر کو ملاحظہ فرمایا، قلعہ سے سلامی سر کی گئی اس کے بعد کسٹنس سے اپنی پارٹی کے لال کو ٹھی تشریف لے گئے، کو ٹھی تک وزیر اسے ریاست ہمراہ تھے۔

۶ اپریل کو ۱/۹ بجے صبح میں نے مع نواب محمد نصر اللہ خان کرنل حبیب اللہ خان صاحبزادہ حمید اللہ خان لال کو ٹھی پر ملاقات کی، اور ۱۲ بجے ہزار کسٹنس ملاقات بازید کے لئے صدر منزل تشریف لائے۔

۴ بجے ہزار کسٹنس نے قلعہ، باغ حیات افزا اور امپریل سروس ٹروپس کی لائینوں کا معائنہ کیا، ۶ اپریل کو ۷ بجے افواج ریاست و امپریل سروس ٹروپس کا ریویو فرمایا اور ریویو سے فارغ ہو کر موٹر کار میں سیدہ و بیالین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے، اور ۳ بجے واپس تشریف لاکر شریک جم خانہ ہوئے جمع خاتون فوجی کر تیب اور کھیل دیکھے۔

شب کو لال کو ٹھی پر اسٹیٹ ڈنر ہوا، ڈنر ختم ہونے کے بعد ہزار کسٹنس نے ملک نظم قیصر ہند کا جام صحت تجویز کیا اور ان کے بعد میں نے حسب ذیل تقریر میں ہزار کسٹنس کا جام صحت تجویز کیا :-  
”یور کسٹنس، لیڈیز و جٹلیین!“

مجھے کافی الفاظ نہیں ملتے کہ جبکہ ذریعہ سے میں ہزار کسٹنس کا شکریہ ادا کروں کہ ایسے وقت (موسم گرما میں) میری دعوت قبول فرما کر مجھ کو ممنون فرمایا۔

ہزار کسٹنس نے جو بہر بانی میری فوج کا معائنہ فرما کر اس کو سعادت بخشی ہو اسے نہ میں

بھول سکتی ہوں نہ میری ٹروپس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی ہے۔

میری صرف یہی خواہش ہے کہ امپیریل سروس ٹروپس کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنی وفاداری اور خدمت گزاری کا ثبوت دے سکے اور خاص اسی غرض سے میں نے موبی لائبریشن (جنگی تیاری) کا سامان مکمل کر دیا ہے تاکہ گورنمنٹ کی بلٹی پر میری فوج بآں واحد بالکل تیار رہے۔

میں اس امر کا بھی انتظام کر رہی ہوں کہ میری اور فوج ہی کا مل طور پر آراستہ ہو، اور مجھ کو یقین ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ مکمل ہڈ بانگی اور جب کبھی گورنمنٹ عالیہ کو ضرورت ہو تو میری یہ فوج بھی انجام دہی خدمت کے لئے تیار رہے جو انکی عزت و فخر کا باعث ہو۔

اب میں اس تقریر کو اس فقرہ دعائیہ پر ختم کرتی ہوں کہ ہر جیسی کنگ امپیر کی عمر خدا دراز کرے تاکہ اونکا سایہ عاطفت ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رہے۔  
لیڈیز اینڈ جنٹلمین! میں ہر کسٹمنی کا جام صحت تجویز کرتی ہوں۔

میری تقریر ختم ہونے کے بعد ہر کسٹمنی نے تقریر فرمائی جس میں میرا جام صحت تجویز منہ مایا تھا۔  
یور ہائیس، لیڈیز، اینڈ جنٹلمین!

اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکار عالیہ نے جس مہربانی سے میرا جام صحت تجویز فرمایا ہے اوسکا میں سچا شکر ہوں اور میں اس موقع کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جبکہ میں اوس دوستانہ دعوت کا جو ہم لوگوں کو دی گئی اور جس نے اس ورٹ کو اور بھی مسرت آگین کر دیا، اپنی دلی شکر گزاری کو ظاہر کر سکا، میں سرکار عالیہ کو یقین لاسکتا ہوں

کہ میں اپنے بھوپال کے قیام کی بابت نہایت ہی خوشگوار خیالات اپنے ساتھ لیاؤں گا جو نہ صرف ملک اور دارالطنت ہی کے متعلق ہونگے بلکہ جلیل القدر سرس کے متعلق بھی ہونگے جو نہایت قابلیت سے ریاست پر حکمرانی کرتا ہے۔

سرکار عالیہ کی افواج کا معائنہ کرنے سے مجھ کو نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ اور اعلیٰ درجہ کی رپورٹیں جو قبل اسکے مجھ کو پہنچی تھیں ان کی ذاتی طور پر تصدیق کرتا ہوں۔ بری دلچسپی جو سرکار عالیہ اپنے سپاہیوں کی بہبودی اور عمدگی میں لیتی ہیں اور نیز لائق نگرانی اور کمانڈ جو آپ کے صاحبزادے کرنل عبید اللہ خان کرتے ہیں اس سے نہایت ہی قابل اطمینان نتیجہ پیدا ہوا۔ جو ہم نے آج صبح کو پریڈ پر دیکھا۔ خاص کر دکنویریہ لانسز دیکھنے میں اعلیٰ درجہ کی فوج ہے جس کے عمدہ گھوڑے ہیں۔ پورے ہتیار ہیں اور غلظت ہر کام انجام دینے کے لئے تیار کی گئی ہے۔

سرکار عالیہ نے اپنی خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ کی فوج بھی شاہی افواج کی تہ میدان کارزار دیکھے۔ ایک سبب میرے اس وزٹ کا یہ بھی ہے کہ میں سرکار عالیہ کا شکریہ ادا کروں کہ سرکار نے اپنی فوج کو ذخیرہ کی چڑھائی پر بھیجنے کی درخواست کی لیکن چونکہ یہ چڑھائی ایسی خفیف اور استدر کم ایام کے لئے تھی کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو کوئے سرکار کی اس خواہش کا منظور کرنا مناسب نہ تصور کیا تاہم سرکار کو یقین کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی مناسب موقع آگیا تو بشرط امکان اس امر کا انتظام کیا جائے گا کہ ریاست کی اعلیٰ فوج کو میدان جنگ دکھایا جائے اور اس موقع پر میں یقین کرتا ہوں کہ وہ قابلیت کے ساتھ ریاست کے آئرو اور قہریبی وفاداری کو قائم رکھیں گے۔

ایڈنبرا! اینڈ جنٹلمین! میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر مینس

نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بھوپال کے جامِ صحت و نوشی کے نوش کرنے میں میری شرکت  
کریں گے اور دعا کریں گے کہ ریاست جسرہ شہرہ آفاق لیاقت کے ساتھ حکمرانی فرماتی رہے۔  
سر سہتر ہے۔

اس کے بعد آتش بازی ملاحظہ کی جس سے بہت مخطونا ہوئے۔ جب میں رخصت ہو کر اپنی موٹر میں سوار ہوئی تو  
مہمانان نے نہایت جوش سے نعرے بلند کر کے اظہارِ مسرت کیا۔

ہر پریل کو صبح ۸ بجے ہر اسٹنسی اور ان کے ہمراہی ساپچی تشریف لے گئے۔ اور ٹوپ کو ملا خد کیا  
سناڑ سے آجے واپسی ہوئی اور شام کو ہم بچے قہر سلطان پر وداعی ملاقات کو تشریف لائے، یہاں ہر پریل  
نوش کی۔ اور غورقون کی عماری ہاتھی پر ویکری جسد کا جناب مدح کو بہت اشتیاق تھا۔

اس کے بعد رخصت ہو کر کوٹھی گئے۔ حسبِ وسووریاست میوہ کی ڈالیاں پیش کی گئیں۔ چند  
تواہر ورت وفت۔ یم المیہ، سفر نامہ حجاز، اور تاریخ تاج الاقبال تھنا بھی گئیں۔

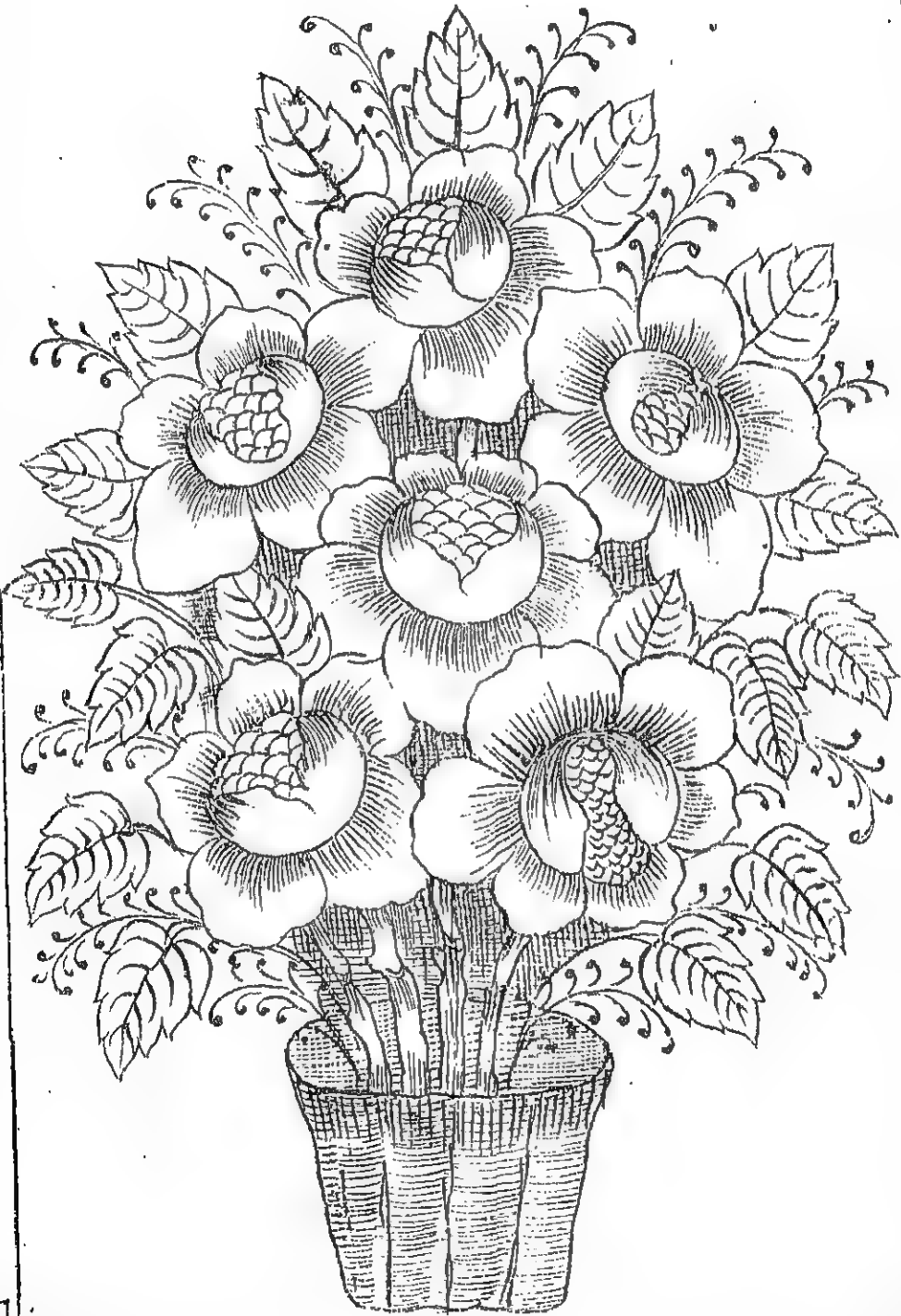
۸ بجے شب کو بجانب لکھنؤ اسپیشل ٹرین میں روانہ ہوئے۔ مشائعت کے لئے نواب  
محمد شہرہ خان، کرنل محمد عبداللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان، معین اللہ خان، نصیر اللہ خان اور وکیل  
ریاست شہنشاہین پریو جو دھنے، خدا حافظ تھے۔ نواب محمد نصر اللہ حسان سے منسہر مایا کہ  
”سرکار عالیہ سے کدیر بچے کہ میں اونکی مہمان نوازی اور عنایتوں کا کس قدر ممنون و مشکور  
ہوں۔“

کرنل محمد عبداللہ خان سے فرمایا کہ:-

اپنی سب فوج کے سپاہیوں اور افسروں سے کہدیں کہ گاکہ تین اونکے کام اور قہر  
کی تیاری کے کس قدر مطمئن اور خوشنود ہو اہوں۔

صاحبزادہ حمید اللہ خان کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ:-

میں ان کو انگلستان میں دیکھنے کی جلد توقع رکھتا ہوں، غرض مجھے اس امر کی نہایت مسرت ہوئی کہ ہزار کھنسی جیسی فوجی قابلیت کے سپہ سالار اعظم نے میری فوج کی تعریف کی اور کمزور عبید اللہ خان بہادر کی سرگرمی و نگرانی اور عمدہ کمانڈ کا اعتراف کیا۔



## باب (۵۶)

## مشرق انتظامات سال متفرق

ایسا سال کی محنت کے بعد اچھوٹا کہ مجھے انتظامات و اصلاحات جدید ہیں وہ وقت نہ رہی جو پچھلے سالوں میں ہر موقع پر پیش آتی تھی۔ ہر بیغین ترقی کی چمک نظر آنے لگی اور گزشتہ زمانہ کی محنتیں پھل لانے لگیں مگر پھر بھی کامل نگرانی اور اصلاحات کے اوس پروگرام کے پورا کرنے کے لئے جو میں نے سند نشینی کے دو سالوں کے ہی تمام حالات کا اندازہ کر کے مقرر کیا تھا سخت محنت و مصروفیت کی ضرورت تھی، چنانچہ اس سال میں بھی جنوب و مشرق کا میں نے دورہ کیا، ان ہر دو اضلاع میں بندوبست کا کام ایک بڑی حد تک دوپہا تھا، اور چونکہ یہ طویل میعاد کا بندوبست تھا اسلئے مجھے بذات خاص بندوبست کی تیج موقع اور زراعت پیشہ رعایا کے خیالات کا اندازہ کرنا لازمی تھا تیج موقع کو کام کے لئے میرے استا فیہ نشی چسان الہی اور ششی سید قدرت علی تھے۔

اول الذکر پیشہ زراعتی کلکٹر میں جنکی عمر کا قریباً پورا حصہ اضلاع ممالک متحدہ کے بندوبست میں گذرا ہے اور دوسرے خاص بھوپال کے ایک قدیم خاندان کے ممبر ہیں جنہوں نے ملازمت و بار میں اپنی عمر بسر کر کے مالی تجربات حاصل کئے ہیں۔ تیج موقع اور خیالات رعایا سے بالمشافہ آگاہی حاصل کرنے کے بعد مجھے کارہائے بندوبست کے متعلق پورا اطمینان ہو گیا ترمیم وغیرہ کا زیادہ کام ریاست کے پٹاریوں نے انجام دیا۔ جنکی تعلیم پر ہتمان بندوبست نے پوری توجہ کی ہے، اس میں شک نہیں کہ جن پٹاریوں نے تعلیم پائی تھی وہ نہایت مفید ثابت ہوئے۔



بندوبست کے تذکرہ میں میرے نزدیک سید نصیر الدین عین المہتمم تھے کہ میں ان کی محنت و سرگرمی اور قابلیت کے ساتھ امداد دینے کا اعتراف کروں۔

اس دورہ میں تصفیہ بقایا کا بھی سلسلہ جاری رہا مگر قانون ایصال مطالبات سرکاری کے نفاذ سے باقیداران کو ایک خاص ہولت ہو گئی، اور بجائے سرسری تحقیقات کے نہایت باقاعدہ کارروائی تصفیہ بقایا کی جاری ہو گئی۔

میرا ایک عرصہ سے خیال ہے کہ ریاست بھوپال کے تمام محالات میں کاشتکاروں کی بینک قائم ہو جائیں اور اسکے متعلق میں نے نظام اور تحصیلداران کو متعدد موقوفوں پر ہدایت بھی کی اور اس میں جب مستاجر سلام کے لئے حاضر ہوتے تھے وقتاً فوقتاً انکو فمائش بھی کی جاتی تھی مگر اس سے کہیں طریق کے اجراء میں کوئی قابل الذکر کامیابی نہیں ہوئی، اس لئے کہ اول تو اس فمائش کو سرکاری اثرا اور ذمہ داری سے علیحدہ رکھنے کی احتیاط بھی مرکز خاطر تھی دوم عموماً مساجن جو غم و کساد وغیرہ کا کاروبار کرتے ہیں درپردہ مخالف تھے کیونکہ مساجنوں کو ان بنکوں کے جاری ہونے سے اپنے کاروبار میں نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

تاہم ضلع مشرق میں نئی بنی ہوئی ضلعی ناظم علی کی سعی کامل سے متعدد محالات میں چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر چند بینک قائم ہو گئے

اگر دوسرے نظام بھی اس طرح پرائیوٹ طور پر اثر ڈالتے تو ممکن تھا کہ کامیابی ہو جاتی۔  
۳۔ جن ریاستوں میں کہ مستاجر کی سسٹم جاری ہے وہاں نہایت ضروری ہے کہ عامہ رعایا کے یہ امر ذہن نشین کیا جائے کہ جس زمین کے وہ کاشتکار اور جس موضع کے وہ مستاجر ہیں وہ زمین اور موضع ان کے دائمی مفاد کا ذریعہ ہے اور یہ امر اسی وقت ذہن نشین ہو سکتا ہے جبکہ عموماً زمین و موضع پر اول کو خاص حقوق عطا کئے جائیں۔

قبل بندوبست کے ہی میرے حکم سے قانون لگان اور قانون مالگداری نافذ کیا گیا، اور قوانین خاص طور پر یہ امر ملحوظ رکھا گیا کہ رعایا کو توریث و انتقال اور مقابضت و خیدکاری کے کامل حقوق دیے گئے۔ قوانین متذکرہ صدر کے نفاذ سے نہایت عمدہ اثر پیدا ہوا اور عام طور پر اراضی کی وقعت و حیثیت بڑھ گئی اور اکثر نقائص کی خود بخود اصلاح ہو گئی۔

اصلاحات کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ اقساط مالگداری کا ایسا زمانہ معین کیا جائے جس میں کاشتکار و مستاجر اپنی پیداوار کو بہ آسانی فروخت کر سکیں اور اس نقصان سے محفوظ رہیں جو پیداوار کو بضرورت اداسے لگان، و مالگداری قبل از وقت فروخت کرنے سے پہنچتا ہے۔

لہذا بجائے چار اقساط کے دو اقساط مقرر کی گئے، کاشتکاروں کے لئے ۱۵ ستمبر اور ۱۵ اکتوبر اور مستاجروں کے لئے ۱۵ جنوری اور ۱۵ مارچ و چون تاریخ وجوب لگان و مالگداری معین کی۔

اس تغیر سے نہایت مہتمم بالشان فائدہ پہنچا کیونکہ کاشتکار آخر نومبر تک اپنا غلہ کھلیان سے اٹھا کر آسانی فروخت کر لیتے ہیں اور اونکو زر لگان ادا کرنے کے لئے صاحبان کی محتاجی نہیں رہتی۔ ۴۴۔ نواب محمد نضر اللہ خان نے بھی حسب ہدایت ضلع جنوب کے پانچ پرگنوں کا دورہ کیا، اور دفاتر کا معائنہ کر کے مفصل رپورٹیں پیش کیں، جن پر ضروری احکام صادر کئے گئے۔

۴۵۔ چونکہ تجربہ سے انکم ٹکس جاری رکھنا مفید معلوم نہیں ہوا اسلئے اس سال منسوخ کیا گیا۔ اور نظر ثانی میں وہ تمام مکانات جن میں خود مالکان مکان سکونت پذیر ہیں، یا جن مکانات سے کوئی منافع مالکان مکان کو حاصل نہیں ہوتا ہوس ٹیکس سے مستثنیٰ کئے گئے۔

۴۶۔ حکومتوں اور گورنمنٹوں میں جہاں مالیہ اراضی امن و انصاف اور تعلیم و ترقی تمدن کی طرف توجہ کی جاتی ہے وہاں فوج کی تربیت و شایستگی بھی ان چیزوں کی محافظت کے لئے امر اہم ہے۔

ہندوستانی ریاستوں کی جملہ افواج میں امپریل سروس ٹروپس سب سے زیادہ قابل توجہ

فوج ہے اور سلطنت برطانیہ کے مخالفین کے مقابلہ میں یہی فوج اوس عقیدت و اطاعت کا ثبوت دینے والی ہے جو دلیان ملک کو اس سلطنت عظمیٰ کے ساتھ سہمہ صا جزا وہ عبید اللہ خان کرنل خیم پٹیا امپریل سروس ٹروپس کو ترقی دینے میں بے انتہا کوشش کی ہے اس سال جنرل ڈرمینڈ صاحب بہادر نے اس فوج کا معائنہ فرمایا اور معائنہ کے بعد انہوں نے جو چٹھی مجھ کو بھیجی اوس سے مجھے کرنل خیم پٹیا کی محنتوں کے مشکور ہونے پر نہایت مسرت ہوئی۔

امپریل سروس ٹروپس نے بالخصوص مسکڑی اور سنگنگ میں نمایاں ترقی کی ہے۔ مسکڑی پر مسٹنٹ ایڈجٹنٹ جنرل صاحب بہادر نے اطمینان ظاہر کیا اور سنگنگ کے متعلق جنرل ڈرمینڈ نے یہ ریمارک کیا ہے کہ :-

”یہ کرنل عبید اللہ خان اور ان کے کمانڈ کی بہت بڑی نیکنامی کا باعث ہے۔“  
ملاوہ اسکے سنگنگ کی ترقی کا یہ اور ثبوت ہے کہ بیان کے دو سنگنگان ریاست جمنیہ میں تعلیم دینے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔

(حصہ اول تمام شد)



62490

40541

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 10 cents will be charged for each day the book is kept over time		
26 OCT 35		
13 SEP 52		
	0914	

